بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ
رسول
محمد

سلطان الفقر پنجم

باھُو عینِ یاھُو

مناقب سلطانی حصہ دوم

مصنف

فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

عزیز کالونی شاہدرہ وندالہ روڈ لاہور

اللہ
رسول
محمد

باھُو عینِ یاھُو

مصنف
فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ



میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ھُو

زبان جو میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ھُو

ارسطو تے افلاطون ورگے میرے اگے کس کم دے ھُو

حاتم جیئے لکھ ہزاراں در باھُوؒ دے منگتے ھُو

شبیر برادرز 40 اُردو بازار لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب ---- باھُو عین یاھُو مناقب سلطانی حصہ دوم
بہ اجازت ---- صاحبزادہ نجیب سلطان مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربار باھُو سلطان جھنگ
مصنف ---- فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی
الملقب آخری عہد کا خلیفۂ سلطانی
مرتب و پرنٹرز ---- فقیر حافظ ارشد نواز نون سلطانی جماعت جھنگ
کمپوزر ---- فقیر حافظ ارشد نواز نون + عدنان ظفر بھٹی (حبیب آباد)
ناشر ---- شبیر برادرز' اُردو بازار لاہور
صفحات ---- چھے سو چوبیس (624)
باراوّل ---- جنوری 2010ء
قیمت ---- روپے
(تصحیح شدہ)

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 042-3746006

بہ اجازت

نورالھدیٰ جامع الجمعیت زینت الفقراء
فنافی ھُو بقاء فی ھُو فخرعلی المرتضیٰ
لختِ جگر حافظ فیض سلطان شہباز لامکان
نوری حضوری عین العیان
لایحتاج فقیر غلام مصطفیٰ
خاکپائے حسنین کریمین
قادری بہر قدرت قادر
صاحبزادہ نجیب سلطان مدظلہ العالی

میری پیاری بہو بشریٰ اور پوتی مناہل

کے لئے ڈھیر دُعاؤں کے ساتھ

اس کتاب کو ان کے دین ودنیا میں

بلند مراتب کا وسیلہ بناتا ہوں۔

فہرست

آٹھواں باب(8)

پندرواں باب (15)

سترہواں باب(17)

....

پہلا باب(1)

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

سلطان العارفین رحمۃ اللّٰہ علیہ کی نظر میں

اَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِo

اَللّٰہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے جو راندہ درگاہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

اَللّٰہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء ہے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ

اَللّٰہ کے سوا کوئی اِلٰہ حق نہیں مُحمَّد ﷺ اَللّٰہ کے رسول ہیں۔

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

اَمَّابَعۡدُ

اَللّٰهُ

نُوۡرُالسَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَامِصۡبَاحٌ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ

زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ o (سورۃالنور/35)

ترجمہ:۔اللّٰہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک اُطاق ہو جس میں ایک روشن قندیل ہو گویا کہ چمکتا ہوا موتی اور اس کے اندر ایک روشن چراغ ہے جو روغن زیتون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی اور جو بغیر آگ کے چھوئے خود بخود جل جل اٹھتا ہے فروزاں ہے۔ یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کی کیفیت ہے اَللّٰہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت دے دیتا ہے اَللّٰہ تعالیٰ ہر شئے کا علم رکھتا ہے۔

اَللّٰہ تعالیٰ نے مخلوق آدم کو ذرات یعنی (Atoms) سے پیدا کیا ہے اور عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک ٹوٹنے پھوٹنے اور جڑنے والا عالم ہے جسے عالمِ ناسوت کہتے ہیں۔ ہر ذرہ میں ایک ہی وحدت موجود ہے جس کا ذکر آیت بالا میں کیا گیا ہے اُطاق ایک ذرہ کا بیرونی ڈھانچہ ہے چمکتا ہوا موتی ایک ذرے میں منفی الیکٹران ہے اور روشن چراغ مثبت پروٹان ہے روغن زیتون نورِ ربوبیت ہے جو ایک ذرہ کے اندر نیوکلیئس کی صورت میں موجود ہوتا ہے جن کے گرد الیکٹران حرکت پذیر رہتا ہے۔ اسی کے متعلق فرمایا گیا

لَا تَتَحَرَّكَ ذَرَّةً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ.

کوئی بھی ذرہ اللّٰہ کے حکم کے سوا حرکت نہیں کرتا گویا کہ ہر ذرہ متحرک ہے یہی سڑکچر چاند، سورج، زمین اور ستاروں کا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کا یہ نور ہر ذرہ اور ہر شئے میں موجود ہے لیکن جس طرح ہم سورج کی روشنی کو سورج نہیں کہہ سکتے اسی طرح ہر شئے

میں اللہ کا نور موجود ہونے کے باوجود اس کو اللہ نہیں کہا جا سکتا۔

قولہٗ تعالیٰ : لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo(الشوریٰ/11)

ترجمہ: اللہ کی مثل کوئی شئے نہیں وہ آنکھیں اور کان نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود دیکھتا اور سنتا بھی ہے۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ اس نے فرشتوں، جنات، حیوانات اور دوسری ہر قسم کی مخلوق میں سے انسان کو اپنے اسم اَللّٰہ کی صورت پر پیدا کیا۔

خَلَقَ الْاٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ.

ہم نے آدم کو (اپنے اسم) اَللّٰہ کی صورت پر پیدا کیا۔

اگر ہم اپنے جسم پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انسان کے دونوں ہاتھ اگر انگوٹھے ملا کر دیکھیں تو اسم اَللّٰہ کی صورت نظر آئیگی اگر ایک بازو کو لمبا رکھیں اور دوسرے ہاتھ کو پہلو پر رکھیں تو دونوں طرف سے اسم اَللّٰہ کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ انسان کے چہرہ کو دائیں بائیں سے اسم اَللّٰہ کی صورت دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ انسانی چہرہ درحقیقت اسم اَللّٰہ ذات کا نقش ہے اور یہ وہ جسمانی خصوصیت ہے جو کسی دوسری مخلوق کو عطا نہیں کی گئی۔ اگر ہم انسانی جسم کا دوسری جہد سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس کا ایک اربع عناصر سے بنایا ہوا وجود ہے جو ایک اُطاق ہے اس وجود کے اندر چمکتا ہوا موتی فانوسِ قلب کی صورت میں موجود ہے جس کے اندر روح کا روشن چراغ ہے جو روغن زیتون یعنی نورِ ربوبیت سے فروزاں ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی اور یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کی کیفیت ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے یہ حال عطا کرتا ہے پس اس علم کو جاننے والے بہت سے عالم ہیں مثلاً

عالمِ نفس

عالمِ قلب

عالمِ روح

عالمِ سرّ

عالمِ نور

ظلمات

جس طرح انسانی وجود میں نُورٌ عَلٰی نُوْر کی کیفیت ہے اسی طرح اس کے وجود میں چار قسم کے ظلمات ہیں اور یہ ظلمات سمندر کی مانند نہایت بڑی گہرائیاں رکھتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ظلمات کے اندھیروں کا ذکر کرتے ہوئے سمندر کی گہرائیوں کی مثال دی ہے۔

اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ○ (سورۃ النور/40)

پہلا اندھیرا نفس کا ہے جو وجود سمندر میں پھیلا ہوا ہے۔

جس پر ایک اور موج چھا رہی ہے جو ان اندھیروں کو اور بڑھا دیتی ہے اور یہ شیطانی اندھیرے ہوتے ہیں۔

اس موج کے اوپر ایک اور موج مخلوقات اور ماسویٰ اللہ غیر اللہ سے تعلق کی موج ہے جو ان اندھیروں کو اور گہرا کر دیتی ہے۔

اور اس موج کے اوپر ایک گہرا بادل چھایا ہوا ہے جو دنیا کی محبت کا ہے۔

جب یہ چاروں ظلمات مل جاتے ہیں تو اندھیرا اتنا زیادہ گہرا ہو جاتا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا یعنی حق و باطل کی تمیز مٹ جاتی ہے اور انسان ان ظلمات کے

اندھیروں میں اس آیت کے مصداق ہو جاتا ہے۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَ عَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ (البقرہ/7)

ترجمہ:۔اللّٰہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر اور ان کی سماعت پر (ان کی بداعمالیوں کے سبب)اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔یہ ظلمات تہہ در تہہ ہیں جس نے اپنے تاریک وجود میں نور پیدا نہ کیا وہ نور کہاں سے لائے گا اور اس کیلئے کوئی نور نہیں (ولی اَللّٰہ کی پہچان ہی یہی ہے کہ اسکے وجود کے اندر نور کی روشنی ہوتی ہے اسے قلبی ،روحی، سرّی اور نورِ ربی حاصل ہوتا ہے)۔

وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ.

وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

قولہٗ تعالیٰ ؛۔ **وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ.** (سورۃالبقرہ/163)

وہی ایک تمہارا اللہ ہے۔

اَللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ○

یارسول اَللّٰہ ﷺ فرما دیجئے کہ اَللّٰہ تعالیٰ یکتا ہے اپنی ذات وصفات میں۔نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے (وہ ایک ہے لیکن) کوئی ایک بھی اس کا ہمسر نہیں۔

اس نے انسان کو آگ، پانی ،مٹی اور ہوا کے خلاصہ سڑے ہوئے گارے، کھنکنے والی مٹی اور چپکنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اس میں اپنی ملکیت روح پھونک دی۔

وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ. (سورۃ صٓ /72)

اور اللّٰہ تعالیٰ نے تخلیقِ جدید میں آدم علیہ السلام اور حوّا کے ملاپ سے مٹی کے خلاصہ نطفہ سے انسان کو رحم مادر میں پیدا کیا جہاں وہ آنول کے ذریعے اپنی ماں سے خون اور سانس لیتا رہا پہلے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا اپنی حکمت سے اس میں ہڈیاں پیدا کیں اس پر گوشت چڑھایا رگ و ریشہ کو بنایا ہر چیز کو اپنی جگہ درست کر کے اسے مکمل فرمایا اور اپنی روح پھونک دی جس سے وہ سانس لینے لگا اور اس کے وجود میں خون نویدِ حیات بن کر گردش کرنے لگا۔ جب وہ پیدا ہوا تو وہ ایک جیتا جاگتا بچہ تھا جسے بچپن سے لڑکپن، جوانی سے بڑھاپے تک کا سفر طے کرنا پڑا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ. (سورۃ آل عمران /185)

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ. (سورۃ طٰہٰ/55)

تم مٹی سے پیدا ہوئے ہو مٹی میں زندگی گزارو گے اور مٹی میں ہی مل جاؤ گے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے خلق جدید سے ہزاروں لاکھوں عورتیں پیدا کیں اور ان عورتوں سے نسل آدم کو بقاء بخشی یہ میرے اللّٰہ کی شان ہے جس نے نفس واحدہ سے بنی نوع انسان کو پیدا کیا ایک سے دوسرے انسان حتیٰ کہ سگے بہن بھائیوں کو ظاہری اور باطنی خصوصیات میں الگ الگ کر دیا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًاo (النّسآء /1)

ترجمہ:۔ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا اور ہم نے نساء (العالمین) کو بھی پیدا کیا اور ان میں سے کثرت سے

مرد اور عورتیں پیدا کیں اَللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ڈرو جس کی بارگاہ میں تم سوال کرتے ہو اور صلہ رحمی کا بھی لحاظ رکھو بیشک اَللّٰہ تعالیٰ (تمہارے ہر عمل و فعل کو) دیکھ رہا ہے۔

اَللّٰہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم سے پیدا کیا جب تک وہ انسانیت کے لبادے میں مخلوق خدا کی خدمت میں لگا رہتا ہے وہ اللّٰہ تعالیٰ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ کا بندہ ہوتا ہے لیکن جب وہ شیطان کا پیروکار بن جاتا ہے اور شیطانی اعمال اپنا لیتا ہے تو بظاہر خوبصورت نظر آنے کے باوجود اسے ذلت کی پستیوں اور مقام اسفل السافلین میں اُسی سڑے ہوئے گارے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جس سے پیدا کیا گیا تھا۔ نہایت حسین عبدالشمس تبت یدا کا مصداق بنا۔ تَبَّتۡ یَدَآ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؁ (سورۃ لھب/1)

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ؁ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سَافِلِیۡنَ؁

(التین/5~4)

بیشک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے لیکن جب وہ بُرائیوں کی طرف لوٹ جاتا ہے تو ہم اسے ذلت کی پستیوں اسفل السافلین میں لوٹا دیتے ہیں۔

خزائن اللّٰہ جلَّ جلالُہٗ

1- علم کا خزانہ حروف تہجی:۔

اَللّٰہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایسا علم عطا کیا جس سے وہ نا معلوم سے معلوم کو جان لیتا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ؛۔ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ؁ (سورۃ العلق/5) اور ہم نے انسان کو وہ علم سکھا دیا جس کو وہ جانتا نہ تھا۔ پس اَللّٰہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تیس (30) حروفِ تہجی جو اسمِ ذات کی صفات اور علوم کل کی کلیدات ہیں عطا فرما دیے۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا۔ (سورۃ البقرہ /31)

ترجمہ:۔اور ہم نے آدم(علیہ السلام) کو اسمائے کل کا علم سکھا دیا۔

جب فرشتوں سے علمی مقابلہ ہوا تو آدم علیہ السلام ان اسماءِ کل کی بدولت ہر چیز کے ظاہری خواص کو دیکھ کر اس کا نام رکھ دیتے۔سورج کی روشنی توانائی کو دیکھ کر شمس کہا زمین خاکساری کا نمونہ ہے اسے طین کہا اور بہنے والے پانی کو آب کا نام دیا فرشتے اس علم کو نہ جانتے تھے انہوں نے کہا

سُبْحٰنَکَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّامَاعَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُo

(البقرۃ/32)

پاک ہے تیری ذات ہمیں یہ علم حاصل نہیں ہے ہم وہی جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھا دیا ہے بیشک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

آج کے ماڈرن زمانے میں ہزاروں علوم پر لاکھوں کتابیں ان حروف سے لکھی جا چکی ہیں لیکن ان حروفِ تہجی کے خزانے کو کوئی ختم نہیں کر سکتا جیسے یہ پہلے روز تھے آج بھی ویسے ہی ہیں یہ اللہ کے علم کا خزانہ ہے جو کوئی ان حروف کے باطن سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ دنیا کے تمام علوم پر آگاہی حاصل کر لیتا ہے۔

بابا بلھے شاہ رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا

اکو الف تیرے درکار علموبس کریں اویار

نقش حروف تہجی

کبیر قدرت ا عالم امیر	تفکر تصور ب تصرف توحد	تصدر حضور ت تصرف نور	توفیق ترک ث توکل تحقیق	فنا ولایت ج ہدایت بقا
شمل دم ح قدیر نیت	عمل قدیر ح دم نیت	حکایت عنایت د ہدایت گگگت	محبت مکاشفہ ذ مراتب مشاہدہ	راز راہ ر یاالله آواز
زیر بزیر ز باظفر باخبر	ذوق شفقت س شرف شرق	خرم شرط ش شریعت شرائط	فیض بتر ص سکر بسط	علم عبادت ض عفو حیا
طاعت طے ط طالب بےطمع	عالم لدنی ظ عمل من	غبار عین ع عنایت عادر	طالع مطالعہ غ لوح محفوظنما	خیرت حال ف قال عبرت
گنج برنج ق بےرنج پنجاہ	کرامت کرامت ک آفات کرم	احتیاج جانباز ل اعلاج معراج	احوال وصال م جمال قال	صادرہ نوردہ ن تنزل صدرہ
درد نماز و وحدت فتوحات	قلب سلیم رحمت ھ رحیم سخی تسلیم	لقا شفا لا نقش فنا حیا	فراق الفت ء لطف شرط	یقین نما ی یکتا الحال

دور مدور پڑھائی کر کے استغراق حاصل کرنے سے ہر قسم کے علوم اور مؤکلات حاضر ہوتے ہیں۔

حروف تہجی کی حاضرات کا دوسرا طریقہ:۔ ہر حرف کی کلید حاضرات اس کے تصور اور تصرف میں پوشیدہ ہے۔ چاہیے کہ حرف کا تصور کرے دم سے ذکر کرے تصرف سے استغراق حاصل کرے ہر حرف کی حاضرات کھل جائے گی اور اسے حاضرات ناظرات کا ہر علم حاصل ہو جائے گا۔

حروف تہجی کی حاضرات کا تیسرا طریقہ:۔ حروف کی مشق وجودیہ سے لوح ضمیر پر لوح محفوظ کے جملہ علوم نازل ہونے لگتے ہیں۔

حروف تہجی کی حاضرات کا چوتھا طریقہ:۔ حروف تہجی دور مدور پڑھنے سے ہر قسم کے علوم علم لدنی طالب پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

حروف تہجی کی حاضرات کا پانچواں طریقہ:۔ جو طالب حروف تہجی کو اعراب زیر زبر پیش کی رایت سے ذکر دم سے دور مدور کرے گا ہر قسم کے خزانوں کا تصرف حاصل ہو جائے گا۔

حروف تہجی کی حاضرات کا چھٹا طریقہ:۔ جو زاعداد والے حروف ب د و ح (2+4+6+8=20) ہیں ان حروف کے ساتھ ''ی'' کا اضافہ کر کے اسم یَـــابُـــدُّ وُحُ بنایا گیا ہے جو محبت اور تسخیر کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ اگر بست در بست اعداد کا تعویز بنا کر اپنے پاس محفوظ رکھے گا عزیز خلائق ہوگا۔ محبت کیلئے یہ بہت ہی پُر تاثیر پایا گیا ہے۔ اسی طرح فرد اعداد 1، 3، 5، 7، 9 سے اسم ا ج ھ ز ط (اَجُھَـــزُ طُ) بنتا ہے جو دشمن کو بیمار کرنے اور ہلاک کرنے یا دو لوگوں میں جدائی ڈالنے کیلئے ایک کاغذ پر لکھ کر ہر حرف کو علیحدہ علیحدہ کاٹتے اور چورہ بنا کر آگ میں جلاتے ہیں وظیفہ کیلئے اَجُھَزُ طُ پڑھتے ہیں۔

2- اللہ تعالیٰ کا دوسرا خزانہ ہوا :۔

کائنات میں زمین کے اوپر پانچ سومیل تک ہوا کا غلاف چڑھا ہوا ہے جو مختلف گیسوں کا مرکب ہے کچھ فائدہ مند ہیں کچھ نقصان کا باعث۔انسانی زندگی کیلئے آکسیجن نہایت ضروری ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے آکسیجن کو غائب کر دے یا اوپر اٹھالے تو چند لمحوں میں زمین کے اوپر ہر ذی روح موت کے گھاٹ اتر جائے گی لیکن اس کی رحمت بے پایاں کا مظاہرہ دیکھیے کہ ہر شئے کو انسان کی خدمت پر معمور کر رکھا ہے خواہ وُہ چاند ہو سورج ہو یا ستارے ہوں، بادل ہو یا برسات، رات ہو یا دن سب اللہ کے حکم سے انسان کیلئے دست بدستہ کھڑے ہیں۔ درخت جنہیں ہم بلاوجہ کاٹ ڈالتے ہیں وہ کاربن ڈائی آکسائیڈ جو ہمارے پھیپھڑوں سے خارج ہوتی ہے اسے کھا کر اپنے پتوں میں جذب کرنے کے بعد آکسیجن پیدا کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ نے مفت میں کتنا بڑا کارخانہ عطا کر دیا ہے جو ہماری زندگی کیلئے بڑا اہم ہے اس میں سب سے اہم بات یہ ہے جس سے میرے اللہ کی شان ظاہر ہوتی ہے درخت روزانہ کاٹے جاتے ہیں اور بچے روزانہ پیدا ہوتے ہیں چاہیے تو یہ کہ آکسیجن پیدا کرنے کے عمل میں کوئی غیر متوازن صورتِ حال پیدا ہو جائے لیکن اللہ کی شان کے قربان درخت خواہ کتنے ہی کم کیوں نہ ہو جائیں ہم خواہ جنگل کے جنگل ہی کاٹ ڈالیں اس کے باوجود بقایا درخت اتنی ہی آکسیجن پیدا کرتے ہیں جتنی کہ ہماری زندگی کیلئے ضروری ہے۔

3- پانی کا خزانہ :۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ. (سورۃ الانبیاء/30)

ترجمہ:۔اور ہم نے ہر شئے کو پانی سے زندگی بخشی۔

اللہ تعالیٰ کا تخت اور بائبل کے مطابق اللہ تعالیٰ کی روح ابتداء میں پانی کے

اوپر تیرتی تھی ساری مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے ہی زندگی بخشی ہے اور وہ کیسی شان والا اللہ ہے جس نے مردہ زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کیا اور اس میں طرح طرح کے پھل، پھول، اناج، پھلدار درخت اور زندگی کو نئی نوید بخشی۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ.(الانعام/96)

ترجمہ:۔وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے۔

4- آگ کا خزانہ:۔

ہم جب بھی آگ کا تصور کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں فوراً شیطان کا تصور آ جاتا ہے جس نے کہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا میں آدم (علیہ السلام) سے بہتر ہوں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ ہم جب آگ سے پہنچنے والے نقصانات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں احساس ہونے لگتا ہے کہ آگ کوئی نقصان دہ چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَاراً.(یٰسٓ/80)

کہ ہم نے آگ کو سبز درختوں سے پیدا کیا۔

دنیا میں اور بھی بے شمار چیزیں موجود ہیں جو ہمیں نقصان پہنچاتی ہیں تو کیا ہم اس لیے ان کو برا سمجھنے لگیں کہ وہ ہمیں کبھی کبھی نقصان پہنچاتی ہیں۔سورج کی صورت میں آگ حرارت، توانائی اور روشنی کا منبع ہے اور دنیا کے بیشمار کارخانے آگ ہی کی طاقت سے کام کرتے ہیں۔اسی سے چیزوں کو جلایا جاتا ہے اور پانی کو گیس بنا کر مشینوں کو پریشر کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔سمندری جہاز چلتے ہی آگ کی طاقت سے ہیں۔بجلی کی تاروں میں بھی آگ ہے اور سورج کی روشنی میں بھی آگ ہے۔

آیئے ہم ایک اور طرح کی آگ کا جائزہ لیتے ہیں جو انسانی وجود میں پیدا ہوتی ہے یہ آگ حسد کی آگ ہے بخل اور لالچ کی آگ ہے حرص کی آگ ہے اور دوسری

بہت سی برائیوں کی آگ ہے گناہ کی آگ ہے جو وجود کو جلا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں نے بُرے کام کیے اور گھیر لیا ان کو ان کی خطا نے اور یہی خطا ان کیلئے جہنم کی آگ بن گئی اور وہ اس آگ میں ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن میں قطعہ زمہریر میں جا پہنچا وہاں شدید سردی تھی میں نے فرشتوں سے پوچھا یہ کون سا مقام ہے؟

انہوں نے کہا دوزخ۔

میں نے کہا دوزخ اور اتنا ٹھنڈا!

انہوں نے جواب دیا

؎ لوگ اس جہاں میں جو آتے ہیں　　　اپنی آگ اپنے ساتھ لاتے ہیں

پس یہ بداعمالیوں کی آگ ہے جو دنیا و آخرت میں جلاتی رہتی ہے.

5- کلمات ربی کا خزانہ:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا O (سورۃ الکھف / 109)

ترجمہ:۔اگر سات سمندر سیاہی بن جائیں اور روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنا دی جائیں تو بھی تم کلمات ربی کو ضابطہ تحریر میں نہیں لا سکتے۔

فقیر کے نزدیک کلمات ربی سے مراد فارمولاز ہیں جیسے پانی کا فارمولا H_2O ہے اگر آکسیجن کو دو کر دیا جائے یعنی H_2O_2 تو اس سے مراد ہائیڈروجن پرآکسائیڈ ہوگی اسی طرح اگر صرف آکسیجن کے ایٹم کو ایک ایک کر کے بڑھاتے جائیں تو ہر بار ایک نیا کیمیکل فارمولا بن جائے گا اور جب کہ نمبرز لا تعداد ہیں اس وقت تک صرف آکسیجن

کے فارمولا زہی ختم نہ ہوں گے پس اللہ تعالیٰ کا یہ قول کتنا برحق ہے کہ اگر سات سمندر سیاہی بن جائیں اور روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنا دی جائیں بلکہ اس کو دو گناہ بھی کر دیا جائے تب بھی کلمات ربی ضابطہ تحریر میں نہیں لائے جا سکتے۔

6- اللّٰہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ:۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ. (سورۃالبقرۃ /105)

ترجمہ:۔اللّٰہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتا ہے۔

وہ اپنی مخلوقات کیلیے رحمٰن ہے اس کی رحمت عام ہے وہ مسلمان مومن اور کافر کے فرق کے بغیر سب کو مال، اولاد، مویشی ،گھوڑے، دودھ، دولت ،ہر قسم کے پھلوں، نعمتوں اور تندرستی سے نوازتا ہے۔عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو زیادہ دنیا، اولاد اور دولت دی جاتی ہے ان پر شاید زیادہ رحمت کی جاتی ہے مگر ایسا نہیں ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.(سورۃ الکھف / 46)

مال اور اولاد دنیا کی زینت ہے۔

اور یہ فتنہ بھی ہے جو بندے کو آزمائش میں بھی ڈال دیتی ہے مال اگر وجہِ حلال سے ہوگا تو اس کا حساب ہوگا اور اگر حرام ہوگا تو اس پر عذاب ہوگا۔

اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحیم بھی ہے اللّٰہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے محبت بھی کرتا ہے انہیں دین کے فہم سے نوازتا بھی ہے اپنا قُرب اور دیدار بخشتا ہے۔ یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں ان کا ماخذ رحمت ہے اور رحمت الٰہی سے مراد اس کا وہ انعام و اکرام ہے جس سے وہ اپنی مخلوق کو نوازتا ہے ۔وجود زندگی ،علم،حکمت،قوت،عزت اور صالح عمل کی توفیق سب اس کی رحمت کے مظہر ہیں۔

اے ایمان والو! اللّٰہ تعالیٰ سے نماز اور صبر کے ساتھ مدد طلب کیا کرو اور جو لوگ

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ اپنی جان قربان کرتے ہیں (یُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے مراد راہ خدا میں شہادت بھی ہے اور فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکنا بھی اور قتل کرنا بھی ہے) ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔

ہم اپنے بندوں کی آزمائش کرتے ہیں خوف سے اور بھوک سے اور مال میں نقص سے (یعنی گھاٹے سے) اور جانوں (میں نقصان سے) اور پھلوں (میں کمی) سے اور جو اللّٰہ تعالیٰ کے صابر بندے ہوتے ہیں جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o" کہہ کر صبر کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر رب تعالیٰ کی صلوٰت اور رحمت ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ہر کام کے شروع میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر ہم اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وعدہ اقرار اور دعا کرتے ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ سب سے بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے اور ہم ہمیشہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ .(سورۃ الاعراف/156)

ترجمہ:۔اور اس کی رحمت ہر شئے سے وسیع ہے۔

لَاتَقْنَطُوْامِنْ رَّحْمَتِ اللّٰہِ .(سورۃالزمر/53)

ترجمہ:۔اَللّٰہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہونا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خُدا سے ناامیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

7- دیگر خزانے:۔

اللّٰہ تعالیٰ نے زمین کے اندر سونا، چاندی، لوہا، پارہ، تیل، پٹرول، کوئلہ، گیس، گندھک کے ہزاروں خزانے پوشیدہ کرر کھے ہیں جس سے انسان اپنی زندگی کے

ہزاروں کام بیشمار ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔

اسم ذات

اسم ذات چار ہیں اَللّٰہُ لِلّٰہِ لَہٗ ھُو

اَللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (سورۃ النور /35)

اَللّٰہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے۔

اگر اسم اللّٰہ کا الف دور کریں تو اسم للّٰہ رہ جاتا ہے۔

وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (سورۃالفتح /7)

اسم للّٰہ کے لیے ہیں زمین وآسمان کے لشکر۔

پھر 'لام' دور کریں تو اسم 'لہٗ' رہ جاتا ہے۔

اِذَااَرَادَشَيْـًٔااَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُo (سورۃ یٰسٓ /82)

جب وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تو کہتا ہے) ''لھُو'' کن فیکون کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

جب دوسرا 'لام' بھی ختم کریں تو 'ھُو' رہ جاتا ہے

ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَعٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ. (الحشر /22)

پس اَللّٰہُ لِلّٰہ لہٗ ھُو اسمائے ذات اور کلید کل ہیں اس چابی کو جس اسم صفات میں داخل کرتے ہیں وہ اسم عامل ہو کر اپنے اثرات پیدا کرنے لگتا ہے مثلاً اگر کسی شخص کو رزق کی کمی ہو تو اسے چاہیے کہ اَللّٰہُ لِلّٰہ لہٗ ھُو یا ربُّ یا رزّاق پڑھے اور اگر کسی قسم کی بیماری ہو تو اَللّٰہُ لِلّٰہ لہٗ ھُو یارَبُّ یاشافی یاکافی یامعافی یاباقی پڑھ کر پانی کو پھونک مار کر مریض کو پلایا کریں اور اپنے گھر میں پھونک ماریں ہر قسم کی بیماری کیلئے مؤثر ہے۔

اللہ ربی

شانِ ربوبیت:۔

رب اللہ تعالیٰ کی وہ شانِ ربوبیت ہے جو ہر شئے کی ابتداء سے انتہا تک پرورش کرتی ہے۔ جب ہم گندم کا ایک دانہ زمین میں بوتے ہیں اور اسے پانی، کھاد اور روشنی کی غذا مہیا کرتے ہیں تو وہ دانہ ایک کونپل کی صورت میں ایک بڑے پودے کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس طرح اس کو سات سو (700) تک دانے لگ جاتے ہیں جن میں سے کچھ دانوں کو ہم اپنی خوراک بنا لیتے ہیں اور باقی دانے آئندہ بونے کیلئے بیج کی صورت میں محفوظ کر لیتے ہیں اس طرح ہم خوراک اور بھوسہ کی صورت میں جانوروں کیلئے چارہ حاصل کر لیتے ہیں تو جو ذات ابتداء سے انتہا تک ہر جنس و نوع کی پرورش اور رکھوالی کرتی ہے اسی ذات کو رب کہا جاتا ہے یعنی پرورش کرنے والا۔

بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے مانگ مانگ کر تھک جاتے ہیں لیکن ان کا مقصد پورا نہیں ہوتا بعض لوگوں کو تین تین گھنٹے روتا دیکھا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف توجہ تک نہیں کی کیونکہ وہ اللہ کی شانِ ربوبیت سے مانگنے کی بجائے (Direct) اللہ تعالیٰ سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کی تقریباً ایک سو چالیس (140) سے زائد دعائیں موجود ہیں جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کچھ نہیں مانگا۔ مانگا ہے تو صرف اس کی شانِ ربوبیت سے۔ رب تعالیٰ کی شان ربوبیت کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ (سورۃالتوبہ/129)

رَبِّ الْفَلَقِ ○ (الفلق/1)

رَبِّ النَّاسِ ○(الناس/1)

اورسورۃ الرحمٰن پوری شانِ ربوبیت پر مشتمل ہے حتی کہ ہم نماز میں اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اور تسبیحات میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے ہیں۔پس چاہیے کہ رب تعالیٰ کی ربوبیت سے ہی طلب کریں تا کہ ہماری دعائیں قبولیت کے درجہ کو پہنچ سکیں۔آیئے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کو دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح رب تعالیٰ سے طلب کرنے کا طریقہ ہمیں سکھایا ہے۔

انبیاء کرام کی دعائیں

حضرت آدم علیہ السلام نے اَللّٰہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی

(1) رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○(سورۃالاعراف/23)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی

(2)قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَالَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَاِلَّاتَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ○(سورۃ ھود/47)

عرض کی اے میرے رب ! تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی

(3)رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًاوَّالِلْمُؤْمِنِیْنَ

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَاتَزِدِالظّٰلِمِیْنَ اِلَّاتَبَارًا o(سورۃ نوح/28)

اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ تیرے گھر میں ہے اور سب مؤمن مردوں اور سب مؤمن عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی

(4)رَبَّنَاوَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًافَاغْفِرْلِلَّذِیْنَ تَابُوْاوَتَّبَعُوْاسَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِo

(5) رَبَّنَاوَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاءِ هِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُالْحَکِیْمُo وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍفَقَدْرَحِمْتَهٗ وَذٰلِکَ هُوَالْفَوْزُالْعَظِیْمُ o(سورۃالمؤمن/9~7)

اے ہمارے رب! تو گھیرے ہوئے ہر شئے کو (اپنی) رحمت اور علم سے پس بخش دے انہیں جنہوں نے (کفر سے) توبہ کی ہے اور پیروی کی ہے تیرے راستے کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے۔ اے ہمارے رب داخل فرما انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے والدین اور ان کی بیواؤں اور ان کی اولاد سے۔ بیشک تو ہی سب سے بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے اور بچالے ان کو سزاؤں سے اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن تو گویا تو نے بڑی رحمت فرمائی اس پر اور یہی ہے بہت بڑی کامیابی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی

(6) وَاِذْقَالَ اِبْرٰھِیْمَ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْاَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِفَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءً اثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًاوَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌحَکِیْمٌ o (البقرہ/260)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے رب ! تو مجھے دکھا دے کہ تو کیسے مردوں کوزندہ کرے گا جواب ملاتم کیااس پر یقین نہیں رکھتے عرض کی (ایمان تو ہے صرف)اطمینان ِقلبی چاہتا ہوں جواب ملا کہ چار پرندے (حرص کا کوّا،شہوت کا مرغ،زینت کا مور اور خواہشات کا کبوتر) لے کر (پالو)اوران کو سدھاؤ پھران کو ذبح کر کے ان کا قیمہ بناؤ اوراسے آپس میں ملاکر (چارحصوں میں بانٹ کر)چار پہاڑوں پر رکھ دواوران کو اپنی طرف بلاؤ (جیسا کہ تم نے انہیں سدھایاہے)وہ زندہ ہوکر آپ کی طرف بھاگتے ہوئے آئیں گے اور جان لوکہ اللّٰہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی

(7) رَبَّنَاتَقَبَّلْ مِنَّااِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُo

(8) رَبَّنَاوَاجْعَلْنَامُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَااُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَامَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَااِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُo

(9) رَبَّنَاوَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًامِّنْھُمْ یَتْلُوْاعَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُالْحَکِیْمُo

(سورۃالبقرہ/129~127)

اے میرے رب!(میری دعا) قبول فرمابیشک توہی سننے والا جاننے والا ہے۔

اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہم میں سے تیری بارگاہ میں سر جھکانے والے (پیدا فرما) اور ہماری نسل میں سے امت مسلمہ پیدا فرما اور ہمیں عبادت کے اصول (بھی) سکھادے اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور (بے حد) رحم کرنے والا ہے۔

اے ہمارے رب! اس قوم میں ان میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات کی تلاوت (باتاثیر) کیا کرے اور لوگوں کو علم الکتاب (تصرفات کا علم) تعلیم کرے اور حکمت (شریعت) سکھائے اور ان کا تزکیہ (نفسی) کرے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی

(10) رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا O (سورۃالفرقان/74)

اے ہمارے رب! ہمیں عطا کر ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی

(11) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ O (سورۃابراھیم/35)

اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! اس شہر کو امن والا کردے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔

اسی طرح نماز میں ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پڑھتے ہیں اور رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

(12)رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ.

(13) رَبَّنَاوَتَقَبَّلۡ دُعَاءِo

(14)رَبَّنَااغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُo

(سورۃابراھیم41~40)

اے میرے رب ! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو۔

اے ہمارے رب !اور ہماری دعا سن لے۔

اے ہمارے رب !مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں عرض کی

(15)رَبِّ نَجِّنِیۡ وَاَھۡلِیۡ مِمَّایَعۡمَلُوۡنَo (سورۃالشعراء/169)

اے میرے رب ! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے دعا کی

(16)قَالَ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡمُفۡسِدِیۡنَo(العنکبوت/30)

عرض کی یارب ! میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے دعا کی

(17)رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَاوَبَیۡنَ قَوۡمِنَابِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَo

(سورۃالاعراف/89)

اے ہمارے رب ! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی

(18)وَاَیُّوۡبَ اِذۡنَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّوَاَنۡتَ اَرۡحَمُ

الرّٰحِمِیۡنَ o (سورۃالانبیآء/83)

اور ایوب علیہ السلام (کو یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کے مہر والا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی

(19) قَالَ رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ السَمِیۡعُ الدُّعَآءِ o (آل عمران/38)

کہا اے میرے رب ! مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بیشک تو ہی سننے والا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کی

(20) وَزَکَرِیَّآ اِذۡنَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَاتَذَرۡنِیۡ فَرۡدًاوَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡنَ o (سورۃالانبیآ/89)

اور زکریا علیہ السلام جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی سب سے بہتر وارث ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا

(21) رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَنِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًاتَرۡضٰہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ o (سورۃالنمل/19)

اے میرے رب ! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا

(22)رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکً لَّایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍمِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ o(سورۃ صٓ/35)

اے رب ! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی بڑی دَین والا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی

(23)رَبِّ قَدْاٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَاوَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًاوَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ o (سورۃ یوسف/101)

اے میرے رب ! بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے مجھے مسلمان اٹھا اور ان لوگوں سے ملا جو تیرے قُرب خاص کے لائق ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدخانہ میں دعا کی

(24)قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّایَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ وَاِلَّاتَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَھُنَّ اَصْبُ اِلَیْھِنَّ وَاَکُنْ مِّنَ الْجٰھِلِیْنَ o (سورۃ یوسف/33)

یوسف علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب ! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف مجھے یہ بلاتی ہے اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادان بنوں گا۔

حضرت طالوت علیہ السلام نے بارگاہ کبریا میں کہا

(25)رَبَّنَـآ اَفْرِغْ عَلَيْـنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورۃ البقرۃ/250)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ کافر لوگوں پر ہماری مدد فرما۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں کہا

(26)رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ. (سورۃ الاعراف/143)

اے رب! مجھے اپنا دیدار دے کہ میں تجھے دیکھوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

(27)رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (سورۃ الاعراف/126)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

(28)قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ○ (سورۃ طٰہٰ/28~25)

اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

(29)قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(30)قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ○

(سورۃ القصص/17~16)

عرض کی یارب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

عرض کی اے میرے رب! جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

(31) رَبِّ نَجِّنِیُ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ o (سورۃ القصص/21)

عرض کی اے رب! مجھے ستم گاروں سے بچالے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا

(32) رَبِّ اِنِّیۡ لِمَآ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ o (سورۃ القصص/24)

یارب! میں اس کھانے کا جو تو میرے لئے اتارے محتاج ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا

(33) قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنۡکَ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ o (سورۃ المائدہ/114)

عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے عرض کی اے اللّٰہ اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب کو بہتر رزق دینے والا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی

(34) رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا o (سورۃ طٰہٰ/114)

یا رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

حضور پاک ﷺ نے دعا فرمائی

(35) رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَاتَصِفُوْنَ O (سورۃالانبیآء/112)

یا رب ! حق فیصلہ فرما دے اور ہمارے رب رحمٰن ہی کی مدد ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو۔

حضور پاک ﷺ نے دعا فرمائی

(36) رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ O (سورۃالتحریم/8)

اے ہمارے رب !مکمل فرما دے ہمارے لئے ہمارا نور اور بخش دے ہمیں بیشک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

حضور پاک ﷺ نے دعا فرمائی

(37) وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا O (سورۃ بنی اسرائیل/80)

اور یوں عرض کرو اے میرے رب! مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی

(38) رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ O (آل عمران/16)

اے ہمارے رب ! ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی

(39) وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ o (المؤمنون/118)

اورتم عرض کرو اے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

اصحاب کہف نے دعا کی

(40) رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا o (الکھف/10)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر۔

والدین کیلئے دعا کی

(41) وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا. (بنی اسرائیل/24)

اورعرض کی اے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

حضرت آسیہ رحمۃ اللّٰہ علیہا کی دعا

(42) رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ o (سورۃالتحریم/11)

اے میرے رب! بنادے میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچالے مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔

ملکہ سبا کی دعا

(43) قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ

رَبِّ الْعَالَمِیْنَo(سورۃالنمل/44)

عورت نے عرض کی اے میرے رب ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اب (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کے ساتھ اللّٰہ کے حضور گردن رکھتی ہوں جو رب سارے جہاں کا ہے۔

مومنین کی دعا

(44)رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِo (سورۃالبقرۃ/201)

اے ہمارے رب ! ہمیں دنیا میں بھی لوگوں کے لئے بہترین نمونہ بنا دے اور آخرت میں بھی (ہر قسم کی) بھلائی سے نواز دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔

اہلِ ایمان کی دعا

(45)رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَo(المؤمنون/109)

اے ہمارے رب ! ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے دعا کی

(46)رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَo

(سورۃآل عمران/53)

اے ہمارے رب ! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

مجرموں کی دعا

(47)رَبَّنَآ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ o(السجدہ/12)

اے ہمارے رب ! اب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا۔

شیطان نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی

(48)رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ o(سورۃ صٓ/79)

اے رب ! ایسا ہے تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ اٹھا جائیں۔

گمراہوں کی دعا

(49)رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیۡنَ اَغۡوَیۡنَا اَغۡوَیۡنٰھُمۡ کَمَا غَوَیۡنَا تَبَرَّاۡنَآ اِلَیۡکَ مَا کَانُوۡۤا اِیَّانَا یَعۡبُدُوۡنَ o (سورۃالقصص/63)

اے ہمارے رب ! یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ہم ان سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔

اہلِ اعراف کی دعا

(50)رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ o (سورۃالاعراف/47)

اے ہمارے رب ! ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر۔

سجدہ صرف اللّٰہ کی ذات کے لیے ہے

اللّٰہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا

وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ. (سورۃالبقرہ/34)

''ل'' حرف جار ہے جس کے معنی ہیں اس شاہکار آدم علیہ السلام کیلئے میری ذات کو سجدہ کرو۔ پس سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں کیا گیا اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کو کیا گیا جیسا

کہ ہم خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور اللّٰــہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کرتے ہیں یہ سجدہ بھی کعبہ کو نہیں اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کو کیا جاتا ہے۔

حکم ہوا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ.(سورۃالبقرہ/115)

تم جس طرف بھی منہ کرو میں اسی طرف موجود ہوں۔

اور یہ بھی فرمایا نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللّٰــہ ،اس کے رسول اور یوم آخرت پر۔پس آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ نہیں وگرنہ فرعون ،نمرود، شداد، ہامان اور یزید کو بھی مسجود ملائکہ تسلیم کرنا پڑے گا۔

بنی آدم کو سجدہ کی دوسری دلیل سورۃ یوسف سے لی جاتی ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائی مصر میں آئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے لَهٗ سُجَّدًا پرعمل کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا حالانکہ ''لَــــهٗ''اسم ضمیر بھی ہےاور اسم ذات بھی۔ پس انہوں نے سجدہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کو کیا۔

دوسرا یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد اور والدہ آپؑ کے ساتھ تخت پر تشریف فرما تھے اور بھائی نیچے بیٹھے ہوئے تھے ایسی حالت میں ان سب کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا ممکن ہی نہیں اور جب ہم اگلی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجدہ اللّٰــــہ تعالیٰ کی ذات کو ہی کیا گیا تھا جس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے شکرادا کیا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ہم بھائیوں کو اکٹھا کیا نبوت عطا کی پس ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب اللّٰــہ تعالیٰ کو سجدہ کررہے تھے۔ جہاں تک حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب کا تعلق ہے اسمیں ستاروں کا یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا آپؑ کی دینی اور دنیاوی معاملات میں عروج کی نشاندہی کرتا ہے اور ان کے سجدے سے مراد ہر چیز کا آپؑ کے احترام میں جھک جانا ہے۔ لازمی نہیں ہے کہ خواب کا سجدہ امرِ واقعی میں

بھی سجدہ ہو۔

حضور پاک ﷺ ایک روز تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ بلبلاتے ہوئے حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے قدموں میں سر دھر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے مالک کو بلاؤ جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو چارہ کم اور مشقت زیادہ لیتے ہو فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس کو ہمارے پاس فروخت کر دو۔اس نے عرض کی حضور ﷺ! آئندہ اسے چارہ زیادہ اور مشقت کم لوں گا اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یہ اونٹ آپ ﷺ کو سجدہ کر رہا ہے ہمارا حق زیادہ بنتا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی بارگاہ میں سجدہ کریں۔رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں اگر ایسا ہوتا تو میں سب سے پہلے بیویوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں پس سجدہ کی عبادت میرے اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے۔

قرآن مجید میں آیاتِ سجدہ کے چودہ (14) مقامات ہیں جس کی تلاوت پر اگر کھڑے ہوں تو کھڑے، بیٹھے ہوں تو بیٹھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنا پڑتا ہے۔

پہلا سجدہ :۔

اور ذکر کرو اپنے رب کا اپنے سانس کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے (ذکر خفی) اور بغیر اونچی آواز نکالے صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی (علی الدوام) اور (کسی وقت بھی) نہ ہو جاؤ اس کی یاد سے غافل ہونے والوں میں سے بیشک وہ لوگ اپنے رب کے مقرب ہیں اور تکبّر نہیں کرتے (اور نہیں منہ موڑتے) اس کی عبادت سے اور اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس کی ذات کو سجدہ کرتے ہیں۔

(سورہ الاعراف/ 206~205)

دوسرا سجدہ:۔

اس کو پکارنا سچ ہے اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسروں کو) وہ نہیں جواب دے سکتے انہیں کچھ بھی مگر اس شخص کی طرح جو پھیلائے ہو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پانی کی طرف تا کہ اس کے منہ تک پہنچ جائے اور (یوں تو) پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہیں کافروں کی دعا بجز اس کے کہ وہ بھٹکتی پھرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً اور ان کے سائے بھی (سجدہ ریز ہیں) صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی۔

آپ (ان سے) پوچھیے کون ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا؟ (خود ہی) فرمایئے اللہ۔ (انہیں) کہیے کیا تم نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا ایسے حمایتی جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے بھی نہ کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا۔ (ان سے) پوچھیے کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور بینا؟ کیا یکساں ہوتے ہیں ظلمات اور نور؟ کیا انہوں نے بنائے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے ایسے شریک جنہوں نے کچھ پیدا کیا ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا پس یوں تخلیق ان پر مشتبہ ہو گئی ہو فرمایئے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کو اور وہ ایک ہے سب پر غالب ہے۔ (سورۃ الرعد/16~14)

تیسرا سجدہ:۔

کیا انہوں نے نہیں دیکھا ان اشیاء کی طرف جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے کہ بدلتے رہتے ہیں ان کے سائے دائیں سے (بائیں طرف) اور بائیں سے (دائیں طرف) سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اس حال میں کہ وہ اظہارِ عجز کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے رب کی

قدرت سے اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔(سورۃ النحل/50~48)

چوتھا سجدہ:۔

آپ(کفار کو) کہیے خواہ تم ایمان لاؤ اس پر یا نہ ایمان لاؤ۔ بیشک وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم اس سے پہلے جب اسے پڑھا جاتا ہے ان کے سامنے تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے ہیں (ہر عیب اور نقص سے) پاک ہے ہمارا رب بلا شبہ ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہتا ہے اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل گریہ زاری کرتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے (خضوع و) خشوع کو بڑھا دیتا ہے۔(سورۃ بنی اسرائیل/ 109~107)

پانچواں سجدہ:۔

یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن پر انعام فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام (علیہم السلام) (کے زمرہ) یہ آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے تھے اور بعض ان کی اولاد۔ جن کو ہم نے سوار کیا تھا (کشتی میں) نوح (علیہ السلام) کے ساتھ اور بعض ابرہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد میں سے تھے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور (زاروقطار) روتے ہوئے پس جانشین بنے ان کے بعد وہ ناخلف جنہوں نے ضائع کیا نمازوں کو اور پیروی کی خواہشات (نفسانی) کی سو وہ دوچار ہوں گے اپنی نافرمانی (کی سزا) سے۔(سورۃ مریم/59~58)

چھٹا سجدہ:۔

بیشک مسلمان اور یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی اور آتش پرست اور مشرک۔ بیشک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا بیشک ہر چیز اللہ کے

سامنے ہے۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللّٰہ کے لیے سجدہ کرتے ہیں جو وہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور آدمی بہت۔ اور بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک اللّٰہ جو چاہے کرے یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب میں جھگڑے تو جو کافر ہوئے ان کیلئے آگ کے کپڑے بیونتے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ (سورۃ الحج/19~17)

ساتواں سجدہ:۔

اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار۔ جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوار فرمایا جیسے اس کی شان کے لائق ہے وہ بڑی مہر والا ہے تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ اور جب ان سے کہا جائے رحمٰن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے کیا ہم سجدہ کر لیں جیسے تم کہو اور اس حکم نے انکا بدکنا اور بڑھایا بڑی حکمت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اس کیلئے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے۔ (سورۃ الفرقان/62~58)

آٹھواں سجدہ:۔

اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں ہوا؟ ضرور میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے تو ہُد ہُد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہیں دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے

ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے حصہ ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے میں نے اسے اور اس کی قوم کو یوں پایا کہ اللّٰہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔ کیوں نہیں سجدہ کرتے اللّٰہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللّٰہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔(سورۃ النمل /26~20)

نوواں سجدہ:۔

اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کیے کا بدلہ۔ ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدے میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے اور ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔(سورۃ السجدہ /16~14)

دسوواں سجدہ:۔

جب وہ داؤد علیہ السلام پر داخل ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انہوں نے عرض کی ڈریئے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں سچا فیصلہ سنا دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتایئے بیشک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی۔ اب یہ کہتا ہے وہ بھی میرے حوالے کر دے اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا ہے۔ داؤد (علیہ السلام) نے فرمایا بیشک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بیشک اکثر ساجھے

والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور وہ بہت تھوڑے ہیں اب (حضرت) داؤد (علیہ السلام) سمجھے کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور رجوع لایا تو ہم نے اسے یہ معاف فرمایا اور بیشک اسکا ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے۔(سورۃ صٓ/25~22)

گیارھواں سجدہ:۔

اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اس کے بندے ہو تو۔ اگر یہ تکبر کریں تو وہ جو تمہارے رب کے پاس ہیں رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور اکتاتے نہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ وہ زمین کو دیکھے بے قدر پڑی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور بڑھ چلی بیشک جس نے اسے جلایا ضرور مردے جلائے گا بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔(سورۃ حٰمٓ السجدہ/29~27)

بارہواں سجدہ:۔

تو کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو۔(سورۃ النجم/62~59)

تیرہواں سجدہ:۔

ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے تو کیا ہوا انہیں ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں۔(سورۃ الانشقاق/22~19)

چودہواں سجدہ:۔

اور سجدہ کرو ہمارا قرب حاصل کرو۔(سورۃ العلق/19)

آیاتِ سجدہ کا مطالعہ کرتے ہوئے جس حالت میں بھی ہوں اللہ رب العزت

کی بارگاہ میں قبلہ رخ ہو کر سجدہ کریں اور سجدہ نہ کرنا گناہ ہے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا ''جو سر اللّٰہ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کیلئے نہیں جھکتا خدا کرے وہ سر ہی نہ رہے اور جو آنکھ ماسویٰ اللّٰہ دیکھتی ہے وہ آنکھ ہی نہ رہے اور جو زبان ماسویٰ اللّٰہ کلام کرتی ہے وہ زبان ہی نہ رہے۔''

دوسرا باب (2)

’حضور پاک ﷺ چلتے پھرتے قرآن مجید ہیں‘

(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ

یٰسٓ o وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ o

حَقُّ الْمُبِیْن

نعت رسول اللّٰہ ﷺ بزبانِ باھُوؒ

لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ

اَللّٰہ کے سوا کوئی اِلٰہ حق نہیں محمّد ﷺ اَللّٰہ کے رسول ہیں۔

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ. دونوں جہاں میں (نورِ) ھُو کے سوا کچھ نہیں۔ بے حد بے حساب درود رسول اللّٰہ ﷺ کی ذات پر جو معبود (حق) کے (نور) دریائے وحدت کے استغراق میں پہنچانے والے ہیں۔ محمد ﷺ محمود سید عالم ہیں اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات نے آپ ﷺ کے نور سے ہی ظہور پایا اور وہ ذات ویسے ہی ہے جیسا کہ پہلے تھی آپ ﷺ نے ہی ہدایت ازلی یعنی توفیق الٰہی کو توفیق بنایا نعم البدل کا نعم البدل عطا کیا جمعیت کو جمعیت عطا کی قہر کو قہر سے الگ کیا فضل کو فضل سے ہمراہ کیا فیض کو فیض سے سنوارا خلل کو خلل سے (علیحدہ) کیا ہدایت کو ہدایت کا ساتھی بنایا عنایت سے عنایت بخشی۔

قَالَ عَلَیْہَ السَّلَام کُلُّ اَنَاءٍ یَّتَرَشَّحُ بِمَافِیْہِ.

برتن سے وہی کچھ رستا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

ے محمد ﷺ چو بینی بیابی خدا
خدارا مکن از محمد ﷺ جدا

ترجمہ ۔ محمد ﷺ کو دیکھا خدا مل گیا
محمد ﷺ کو مت کر خدا سے جدا

الحدیث :۔ لَوْلَاکَ لِمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکِ.

پیارے حبیب ﷺ اگر ہم آپؐ کو پیدا نہ فرماتے تو لولاک کو بھی پیدا نہ کرتے ۔

یہ حضور پُرنور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت ہے نعت کا یہ عزُّ وشرف (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) آپ ﷺ کیلئے ہے اور نور محمد ﷺ اَللّٰہ تعالیٰ کے نور سے ہی ہے۔
(توفیق الہدایت)

درود نا محدود سید السادات محمد محمود سلطان نصیراً ﷺ کی ذات پر قاب قوسین سے بالاتر آپ ﷺ کے اسرار کا منتہی مقام ہے اور ''لَوْلَاکَ لِمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکِ ''اگر ہم آپ ﷺ کو پیدا نہ فرماتے تو کائنات کو بھی پیدا نہ کرتے ۔آپ ﷺ کی نعت ہے۔فنافی ذات آپ ﷺ کے تبرکات ہیں آپ ﷺ رسول رب العالمین اور خاتم النبین ہیں۔
(اسرار قادری)

بیشمار اور لا تعداد درود جو ضمیر کو روشن کرنیوالے ہیں اور قرب پروردگار کے انوار خاتم النبین رسول رب العالمین محمد مصطفیٰ حبیب خدا ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پاک پر، اصحاب اور اہل بیت تمام پر ہو۔ (کشف الاسرار)

نعت نبی اعیان ناطق قرآن خاتم النبین رسول رب العالمین سرور کائنات ﷺ کیلئے اور دم بدم ہمیشہ ہمیشہ ہزار در ہزار درود سیدنا محمد عربی ﷺ پر، آپ ﷺ کے اصحاب پر اور جملہ اہل بیت پر۔ بعدازاں اس رسالہ کا مصنف (باھُو قدس سرّہٗ العزیز)چند کلمات تصور اسم اَللّٰہ ذات بیان کرتا ہے۔نفس کے کثیف جامہ سے باہر نکلنا اور صفاتِ قلب میں داخل ہونا روح الامر (جو امر ربی ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ) کو جامۂ لطیف کا جسم عطا کرنا ہے (جس سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے)۔(اورنگ شاہی)

درود دم بدم ساعت بساعت باطاعت توفیق بلسان طے آیات قرآن ختم تحقیق ہزاراں ہزار ازحد بے شمار تبرکات صاحب لولاک سرور کائنات باارواح مقدسہ ابوالقاسم محمد رسول اللّٰہ ﷺ وعلی اله واصحابه واهل بیته اجمعین۔(فضل اللقاءخورد)

درود نا محدود بر سیدالسادات ﷺ ہزار در ہزار بیشمار بعد قولہٖ تعالیٰ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ خاتم النبین رسول رب العالمین محمد رسول اللّٰہ ﷺ

(مجالستہ النبی کبیر)

درودنامحدود دم بدم ساعت بساعت که بشر عبادت فیض فضل الغنایت لا شکایت با شکر بغائیت که سرمائیه هدایت از طریق تحقیق بحق رفیق توفیق وما توفیقی الا باللّٰه ولسان طے آیات قرآن مرده قلب را کندحَیّ هردم ختم تحقیق نصیب اهل صدیق هزاران هزار ازحد بیشمار صاحب الشرف او لولاک لما خلقت الافلاک ابو القاسم حضرت محمّد رسول اللّٰه ﷺ وعلیٰ اٰ له واصحابه واهل بیته اجمعین.

(نورالھدیٰ کلاں)

رسول کریم حضرت محمد ﷺ پر ہزار در ہزار تحیات و درود ہوں جن کے بارے میں خود اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ. وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین عنایت کیا تا کہ اس ہدایت اور سچے دین کو سب ادیان پر غالب کر دیں۔ لاالٰه الااللّٰه محمّد رسول اللّٰه ﷺ. حضور پُرنور ﷺ خلق خدا کی رہنمائی کیلئے اس دنیا میں آئے جو کریم اور امین ہیں اور جن کی شان میں قاب قوسین وارد ہے۔ فنافی اللّٰہ لامکان اور نور حضور سے پُر ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ کا درود اور سلام ان کے صحابہ اور اہل بیت سبھی پر ہو۔(عقل بیدار)

دم بدم ساعت بساعت طاعت کے ساتھ، آیاتِ قرآن ختم قرآن، ہزاراں ہزار

بے حد و بے شمار درود وصلوٰۃ متبرکات صاحبِ لولاک قاب قوسین پُر اسرار، طرفہ زد تجلی انوار دیدار پروردگار سے مشرف عظمتوں کے علمبردار، ارواح مقدسہ کے سرور وسردار ابوالقاسم محمّد رسول اللہ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل، آپ ﷺ کے اصحاب اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر ہوں۔ (دیدار بخش خورد)

ہدیہ نعت کے تبرکات اور درود پاک کے پاکیزہ (پھول) سید السادات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر آپ ﷺ اصحاب اور اہل البیت سب پر ہوں۔ (گنج الاسرار)

صورت مبارک حضرت محمّد ﷺ بزبان باھُو علیہ الرحمہ

(مع اضافہ فقیر)

حضرت سلطان باھُو علیہ الرحمہ شمائل نبوی ﷺ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا جسم مبارک نور ہے۔ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہِ نُوْرِیْ .

حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی جو خوش نصیبی کی دلیل ہے اور پیشانی مبارک پر حق المبین ظاہر تھا۔

حضور پُر نور ﷺ کے دندان مبارک کشادہ تھے جن میں سے نور جھلکتا تھا۔

حضور پُر نور ﷺ کی بینی مبارک اسم اللہ کے الف کی مانند بلند تھی۔

حضور پُر نور ﷺ کی آنکھیں مبارک سیاہ اور روشن تھیں آپ ﷺ کی نگاہ مبارک پُر تاثیر تھی جو گنہگاروں کا تزکیہ کردیتی تھیں۔

حضور پُر نور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی، خوبصورت اور حیاء کا پردہ تھی۔

حضور پُر نور ﷺ کے ہاتھ مبارک لمبے تھے جو آپ ﷺ کے سخی ہونے کی دلیل تھے۔

حضور پُر نور ﷺ کی انگلیاں مبارک پتلی اور لمبی تھیں جو آپ ﷺ کی رحمت وشفقت

کا نشان تھیں۔

حضور پُر نور ﷺ کا قد مبارک متوسط تھا نہ زیادہ لمبا نہ زیادہ کوتاہ۔

حضور پُر نور ﷺ خیر البشر تھے۔

حضور پُر نور ﷺ کے وجود مبارک پر بال نہ تھے صرف ایک خط سینے سے ناف تک کھینچا ہوا تھا۔کوئی حیوانی اور شہوانی خصلت آپ ﷺ میں موجود نہ تھی۔

حضور پُر نور ﷺ کے کان مبارک متوسط تھے نہ زیادہ بڑے نہ زیادہ چھوٹے۔ ہمیشہ حق ہی کو سنتے تھے۔

حضور پُر نور ﷺ کی زبان مبارک پُر تاثیر تھی وحی الٰہی کے علاوہ کوئی دوسرا کلمہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نہ نکلتا تھا۔وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی o آپ ﷺ افصح الکلام تھے۔

حضور پُر نور ﷺ کا سر مبارک متوسط تھا نہ زیادہ بڑا نہ چھوٹا۔گویا کسی سردار کا بلند عظمت سر مبارک ہے۔

حضور پُر نور ﷺ کی زلفیں مبارک کان کی پچھلی لو تک تھیں جو وَالَّیل کے لام کا نمونہ تھیں۔

حضور پُر نور ﷺ کی بھنویں مبارک درمیان سے آپس میں جڑی ہوئی تھیں اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی o کا نظارہ دے رہی تھیں۔

حضور پُر نور ﷺ کی گردن مبارک دراز تھی گویا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا مشاہدہ کر رہے ہوں۔

حضور پُر نور ﷺ کی چھاتی مبارک اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ o کا خزانہ تھی جس پر لوح محفوظ کے علوم نازل ہوتے رہتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰت والسلام سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کا معجزہ تھے۔

جثہ سرّ نورِ محمدی ﷺ

یہ حضور پُر نور ﷺ کا نور ہے جس کا ہر جگہ مثلِ آفتاب ظہور ہے۔ کاملوں کیلئے آفتاب کی طرح روشن ہے جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

اُم معبد رضی اللہ عنہا کا بیان کردہ حلیہ مبارک

حضور نبی کریم ﷺ نبوت کے تیرہ (13) سال بعد 16 ستمبر 622ء یکم ربیع الاول بروز پیر جبکہ عمر مبارک ترپن (53) سال تھی کو غارِ ثور سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کیلئے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ دو اونٹنیاں تھیں جن میں سے ایک پر آپ ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سوار تھے اور دوسری اونٹنی پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط دو شخص سوار تھے جو اکثر مکہ سے مدینہ کا سفر سمندر کی راہ سے طے کیا کرتے تھے ان کو معاوضہ پر ملازم رکھا گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی اطلاع دینے والے کو سو (100) سرخ اونٹ انعام دینے کا اہلِ قریش نے اعلان کر رکھا تھا۔ پورے مکہ کے لوگ حضور پاک ﷺ کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہے تھے۔

ایک شخص سراقہ بن جعشم اپنے گھوڑے پر سوار چلا آ رہا تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھ لیا اور اپنے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی وہ چاہتا تھا کہ آپ ﷺ پر تیر برسائے کہ اس نے فال کے تیر جیب سے نکالے کہ وہ حملہ کرے یا نہیں۔ تین بار فال نکالا ہر بار جواب نہیں میں ملا۔ جب وہ قریب پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو اس کا گھوڑا ٹخنوں تک، دوبارہ گھٹنوں تک اور تیسری بار چھاتی تک زمین میں دھنس گیا سراقہ بلند آواز سے پناہ مانگنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سراقہ وہ دن کیسا

ہو گا جب شہنشاہ ایران کسریٰ کے سونے کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے اور یہ پیشین گوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں پوری ہوئی جب ایران فتح ہوا۔ سراقہ نے عرض کی حضورﷺ ! آپ سکون سے سفر طے کریں میں کسی کو ادھر آنے نہ دوں گا۔

سفر کرتے ہوئے آپﷺ ایک جھونپڑی میں پہنچے وہ اُم معبد رضی اللہ عنہا کا گھر تھا وہ اجنبی سواروں کو دیکھ کر باہر نکل آئی۔ حضور پُرنورﷺ نے اس سے پوچھا کیا اس کے پاس کھانے یا پینے کیلئے کچھ ہے۔ اس نے جواب دیا ایک بکری ہے جو دودھ نہیں دیتی۔ حضور اکرمﷺ نے اس سے پوچھا کیا ہم اس کا دودھ دوہ لیں۔ اس نے ہاں میں جواب دیا۔ رحمت العالمینﷺ نے سواری سے اتر کر بکری کی کمر پر ہاتھ رکھا تھنوں کو چھوا تو دودھ اتر آیا۔

"اگر ہم آپﷺ کو پیدا نہ فرماتے تو سارے عالم کو ہی پیدا نہ کرتے"

آپﷺ نے دودھ دوہ کر گھر کے سارے خالی برتن بھر دیئے خود بھی سیر ہو کر دودھ پیا اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

جب اُم معبد رضی اللہ عنہا کا خاوند گھر آیا تو دودھ کے بھرے برتن دیکھ کر پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ اُم معبد رضی اللہ عنہا نے کہا ہمارے ہاں رسول اللہﷺ تشریف لائے تھے ان کی برکت سے ہماری بیمار بکری نے دودھ دیا ہے میں ان پر ایمان لے آئی ہوں۔ اس کے خاوند نے پوچھا وہ کیسے تھے۔ اُم معبد رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریمﷺ کا جو حلیہ مبارک بیان کیا وہ سیرت، تاریخ اور ادب کی کتابوں میں آج تک محفوظ ہے۔

اُم معبد رضی اللہ عنہا نے کہا

ظاھر الوضاءۃ ابلج الوجہ حسن الخلق ثم ثجلۃ ولم تزربہ

صلعة وسيم قسيم فی عينيه ونحج. وفی اشعاه وطف وفی صوته صحل وفی عنقه سطح احور. اكحل ازج اتون شديد سواد العشآرز اصمت علاوه الوقار وان تكلم علاوه اليها اجمل الناس وابها هم من بعيد وا حسنه واحلا من قريب حلوالمنطق. فصل. لاتزر. ولا هد ركان منطقه خرزات. نظم يتحررن ربعة لايقمحه عين من قصر ولا يشناء من طول عفن بين غصنين فهوا انضر الثلة ضنطراً واحسنهم قدراً له رفقا يحفون به ازا قال استمو القولة وازا مرتبا دروا الی امره محفود محشود لا عآيش.

پاکیزہ رُو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ رُو، نہ تو ندنکلی ہوئی، نہ چندیا کے بال گرے ہوئے، زیبا صاحبِ جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ گویا دل بستگی لیے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ دل فریب، قریب سے نہایت شیریں وکمال حسیں، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کی بیشی الفاظ سے مبرّا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی، میانہ قد کہ کوتاہ اور حقیر نظر نہ آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ مظہر والا قدر، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے ہیں، مخدوم مطاع نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

اولی العزم رسول ﷺ کی ہجرت اور مدینہ منورہ

ہجرتِ مدینہ:۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں موجود تھے اعلانِ نبوّت کو تیرہ سال گزر چکے تھے۔انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت نے تبلیغِ دین کیلئے اکثر ہجرت فرمائی ہے۔ حضور پاک ﷺ کو اندازہ تھا کہ ہمیں اللہ کے حکم پر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانا ہوگا یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے دوبار صحابہؓ کو حبشہ جوایک محفوظ جائے پناہ تھی میں ہجرت کرنے کی اجازت دی تاکہ قریش مکہ کو حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے مدینہ منورہ ہجرت کی اطلاع نہ مل سکے اور وہ کوئی پیشگی اقدام نہ کرنے لگیں۔حبشہ کا بادشاہ نجاشی تھا جس کے ملک میں مسلمان امن وسکون سے رہ رہے تھے اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کے مساکین غرباء کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے کی ہدایت کی اس طرح بہت سے مسلمان مدینہ پہنچ گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے 622ء میں مکہ سے مدینہ ہجرت اختیار کی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبا میں جا پہنچے۔

مسجد قبا:۔

یہ دنیا کی پہلی مسجد تھی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔دوپہر لوگوں کا ہجوم قبا تک بڑھ گیا اور اپنے پیارے رسول ﷺ کو لے کر مدینہ میں پہنچ گیا اس شہر کا پہلا نام یثرب تھا اب مدینۃ الرسول ﷺ کہلانے لگا چونکہ رسول پاک ﷺ کا ننھال بھی مدینہ میں تھا اسلئے لڑکیاں دف بجا کر حضور اکرم ﷺ کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں اور خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔

اشرق البدر علینا

مفہوم؛۔ مشرق سے ہم پر ماہِ بدر طلوع ہوا۔

(کیسی بات ہے کہ جہاں سے مہمانوں کو وداع کیا جاتا ہے) آپ ﷺ ان وداع کی گھاٹیوں سے تشریف لائے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے۔

جس نے ہمیں اتنا اچھا رسول اور دین عطا کیا۔ہم پر تیرے حکم کی اتباع لازم ہے جیسا کہ تیرے رب نے تجھے حکم دیا۔

انصار میں سے ہر شخص کی خواہش تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ اس کے ہاں ٹھہریں آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے یہ معاملہ اپنی اونٹنی پر چھوڑ دیا ہے وہ جہاں بیٹھے گی اسی گھر میں ہمارا قیام ہوگا۔ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی پس اس طرح آپ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے۔

مسجد نبوی:۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے ایک قطعہ زمین خالی پڑا تھا جو دو یتامیٰ کی ملکیت تھا آپ ﷺ نے اس جگہ مسجد تعمیر کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو ان یتامیٰ نے یہ زمین مسجد کیلئے مفت دینے کی پیش کش کی لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے یتامیٰ کی زمین بلا معاوضہ لینے سے احتراز کیا اور قیمتاً وہ زمین خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔

میثاق مدینہ:۔

حضور نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے دو بڑے قبائل اوس وخزرج ایک دوسرے سے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ پر ایمان لے آئے اور اس طرح جو سالوں سے دشمنی چلی آرہی تھی وہ بھائی چارہ میں تبدیل ہوگئی مدینہ میں بنونضیر، بنوقینقاع اور بنوقریظہ تین طاقتور یہودی قبائل بھی آباد تھے جو یہودیوں میں سے ایک رسول کے آنے کا اعلان کیا کرتے اور اس کی آمد کے منتظر تھے۔ وہ اہل کتاب تھے ان کا دعویٰ تھا کہ آنے والا نبی انہی میں سے ہوگا اور یہودی

اسکی زیرکمان دنیا کو فتح کر کے اسرائیلی حکومت کی بنیاد رکھیں گے اب عربی رسول ﷺ کی آمد ان کی تمناؤں کے خلاف تھی جس نے انہیں غور و فکر کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ آنے والا رسول بنو اسحاقؑ کی بجائے بنو اسماعیلؑ میں سے ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے ساتھ ہی مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینہ پہنچ رہے تھے اس طرح مہاجرین کی آباد کاری کا ایک بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھانپ لیا تھا کہ یہودی قبائل مسلمانوں کو اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہودی قبائل سے ایک تحریری معاہدہ کیا جس میں یہودی ایک فریق اور مسلمان دوسرا فریق تھے۔ اس طرح آپ ﷺ نے بے یار و مددگار مسلمانوں کو طاقتور یہودیوں کا ہم پلہ تسلیم کروا لیا۔ جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا۔ بین القبائل بڑے جھگڑوں کی صورت میں آپ ﷺ کے حکم کو آخری حکم تسلیم کیا گیا اسطرح حضور نبی کریم ﷺ کو **محمد** ﷺ **بن عبداللہ** کی بجائے **محمد** رسول **اللہ** ﷺ تسلیم کر لیا گیا۔ میثاقِ مدینہ میں یہودیوں کے علاوہ دوسرے قبائل بھی شامل کئے گئے۔

مؤاخات:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے باہمی رواداری، بھائی چارہ کو فروغ دینے، مہاجر اور انصار کے فرق کو مٹانے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کیلئے ان کو بھائی چارہ کی لڑی میں پرو دیا۔ ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا اپنے لئے فرمایا کہ میرا بھائی حضرت علیؓ ہے۔ اس مؤاخات کا نتیجہ رسول پاک ﷺ کی خواہشات کے مطابق نکلا۔ انصار نے مہاجرین کو اپنی زمینوں میں حصہ دار بنانے کی پیش کش کر دی اپنے مکانوں

میں ان کو رہائش کیلئے حصہ دیا۔ یہاں تک کہ اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں تو اس نے ایک کو طلاق دے کر دوسرے بھائی سے اس کی شادی کر دی۔ معاشرتی طور پر انصار اور مہاجرین ایک ایسی قوم بن چکے تھے کہ اگر کسی ایک کو تکلیف پہنچتی تو دوسرے کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اس طرح وہ غم اور خوشی میں ساجھی بن گئے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے ایک ہی دن میں مہاجرین کی آبادکاری، رہائش اور خوراک کا انتظام فرما دیا تھا۔

نظام زکوٰۃ:۔

مہاجرین کے مدینہ آنے سے قبل اوس اور خزرج دو بڑے مقامی قبائل تھے جن کا پیشہ زراعت تھا۔ یہودی قبائل ان کو آپس میں لڑاتے رہتے تھے اور طویل جنگوں نے دونوں قبیلوں کو تھکا کر رکھ دیا تھا۔ وہ بھی کسی ایسے مسیحا کے منتظر تھے جو ان کی دشمنی ختم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دے۔ یہودی تاجر تھے جو جنگی ساز و سامان اور ہر قسم کا اناج ان قبیلوں کے علاوہ دیگر قبائل کو سود در سود پر دیا کرتے تھے پس وہ لوگ مجبور تھے جب بھی ان کی فصل پکتی یہودی آ دھمکتے اور انکی فصل سمیٹ کر ساتھ لے جاتے اور دوبارہ ان کو اگلی فصل کیلئے سود پر قرض دے جاتے۔ شادی بیاہ اور دیگر موقعوں پر بھی یہودیوں سے قرض لیا جاتا۔ مکہ کے مہاجرین تاجر پیشہ لوگ تھے انہوں نے بازار کا رُخ کیا اور بلاسود جائز منافع پر ہر قسم کی اشیائے ضرورت فروخت کرنے لگے۔ یہودیوں کا سودی کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گیا حتیٰ کہ بعض یہودی بھی مسلمان تاجروں سے اشیائے ضرورت خریدنے لگے۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کا نظام:۔

قرآن مجید میں جہاں نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی موجود ہے۔

قولہٗ تعالیٰ: اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃ.

قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوٰت۔

نماز فواہشات بُرائیوں سے روکنے اور تزکیہ نفسی کا ذریعہ ہے جبکہ زکوٰۃ کی آمدنی سے مستحقین اور مساکین کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کیلئے امداد دی جاتی تھی اور قرآن مجید میں زکوٰۃ کے جو آٹھ مصارف بیان کیے ہیں ان پر خرچ ہوتی تھی۔

مصارف زکوٰۃ

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ	بیشک صدقات وزکوٰۃ
ا لِلۡفُقَرَآءِ	فقراء کیلئے
۲؛وَالۡمَسَاکِیۡنَ	اور مساکین کیلئے
۳؛وَالۡعَامِلِیۡنَ عَلَیۡهَا	اور عاملین زکوٰۃ کیلئے
۴؛وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ	اور (غیر مسلموں کی) تعلیفِ قلوب کیلئے
۵؛وَفِی الرِّقَابِ	(غلاموں اور قیدیوں کی) گردن چھڑانے کیلئے
۶؛وَالۡغَارِمِیۡنَ	اور قرضہ کی ادائیگی کیلئے
۷؛وَفِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ	اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے
۸؛وَابۡنِ السَّبِیۡلِ	اور مسافروں (اصحابِ صفہ) کیلئے

یہ اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے وہ علم والا حکمت والا ہے۔(سورۃ التوبہ/60)

یہودیوں میں ہر قسم کی زمین پر ٹیکس کی ادائیگی یکساں تھی سبزیوں اور پھلوں پر بھی ٹیکس مقرر تھا لیکن اسلام نے بارانی، چاہی اور نہری زمینوں کی الگ الگ تقسیم کر کے نہری زمینوں کی آمدنی پر بیس فیصد (20%)، چاہی زمینوں کی آمدنی پر دس فیصد (10%) اور بارانی زمینوں کی آمدنی پر پانچ فیصد (5%) پیداواری ٹیکس عائد کیا۔ پھلوں،

سبزیوں اور دیگر خراب ہو جانے والی اشیاء پر ہر قسم کا ٹیکس ختم کر دیا۔ یہودی تاجروں نے یہ نظام دیکھ کر اپنے سرداروں کو وافر ٹیکس دینے سے انکار کر دیا جبکہ مسلمانوں میں اکٹھی ہونے والی زکوٰۃ جو مال مویشی اور سونے چاندی پر بھی مقرر تھی جمع ہونے پر مستحقین و مساکین پر اسطرح خرچ کی جانے لگی کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے انہیں کسی سے قرضہ اور سود پر مالی امداد لینے کی حاجت نہ رہی۔

اب مدینہ میں تجارت پر مسلمانوں نے کنٹرول کر لیا تھا بھائی چارہ کی فضا نے یہودیوں کے اسلحہ کی فروخت کو بند کر دیا تھا سودی نظام ٹھپ ہو کر رہ گیا تھا۔ اب وہ چاہتے تھے کہ مکہ کے لوگ مدینہ کے مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں اور وہ ان کی مدد کر کے مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دیں اسلئے وہ اپنے ایلچیوں کی مدد سے اکابرین مکہ سے رابطہ کیے ہوئے تھے اور ان کو یقین دلا رہے تھے کہ اگر اہل مکہ اور مدینہ کے لوگوں کے درمیان جنگ ہوئی تو وہ اہل مکہ کا ساتھ دیں گے۔

مسجد نبوی:۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی مسجد نبوی کی بنیاد رکھ دی تھی اور یہ مسلمانوں کا مذہبی اور دنیاوی سیکرٹریٹ تھا۔ مسجد میں ہی مال زکوٰۃ جمع ہوتا تھا اور وہیں سے تقسیم کر دیا جاتا۔ صدقات بھی وہیں پر جمع ہوتے اور تقسیم کر دیے جاتے۔ شادیاں بھی مسجد میں کی جاتیں جس میں وہ اللہ کی رضا مندی چاہتے۔ مسجد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم سے حضور نبی کریم ﷺ مشاورت بھی فرماتے۔ جب وقت آتا تو مسجد سے ہی مجاہدین میدان جنگ کی طرف روانہ ہوتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نماز کی امامت بھی مسجد میں ہی فرماتے خطبات بھی مسجد میں دیتے۔ باہر سے آنے والے وفود کو مسجد میں ٹھہرایا جاتا۔ لوگوں کے درمیان تنازعات کا فیصلہ بھی مسجد میں کیا جاتا۔

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ

ہم نے آپ سب کیلئے رسول اللّٰہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ رکھ دیا ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنانے کیلئے چند چیزوں پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۱؛اِتباع:۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات سے محبت جس کے نتیجہ میں اللّٰہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما کر تمہیں بخش دے گا۔

۲؛اطاعت:۔ رسول اللّٰہ ﷺ کی اطاعت ہی اللّٰہ کی اطاعت ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ. (سورۃ المائدہ/80) جس نے رسول اللّٰہ ﷺ کی اطاعت کی اسی نے اللّٰہ کی اطاعت کی۔

۳؛ پیروی:۔ ہر کام ہر شعبہ میں آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا چاہیے۔

۴؛ادب رسول اللّٰہ ﷺ:۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہو اور نہ ہی حضور پاک ﷺ کے آگے قدم بڑھا کر چلو ورنہ تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ الحجرات/2) اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ہی آپ ﷺ کو اس طرح بلایا کرو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسری نیکیاں) ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا علم بھی نہ ہو۔

آج کے زمانہ میں اس کے معانی یہ بھی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی حدیث مبارک جو آپ ﷺ کا کلام ہے کو سرِتسلیم خم کر کے مان لیا کرو اگر اس کے مقابل اپنی بات اور رائے کو اہمیت دو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے جس کی تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

۵؛یارسول اللّٰہ ﷺ کہنا:۔ حضور نبی کریم ﷺ حیات النبی ہیں پس آپ ﷺ کو قرآن مجید کے احکام کے مطابق یٰایُّھَاالرّسول یارسول اللّٰہ ﷺ. یٰایُّھَاالنبی یا نبی اللّٰہ ﷺ ،یٰایُّھَاالمزّمل یا کملی والے رسول ﷺ یٰایُّھَاالمدّثر یا چادراوڑھنے والے والے رسول ﷺ کہنا چاہیے۔

۶؛مدد مانگنا:۔ آپ ﷺ کو وسیلہ بنا کر گناہوں کی معافی مانگنا اور مدد مانگنا۔

۷؛درود بھیجنا:۔ آپ ﷺ پر درود بھیجنا اور سلام براہ راست بھیجنا۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاصَلُّوْاعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْمًاo(سورۃالاحزاب/56)

بیشک اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں پس تم بھی رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجا کرو۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درود بھیجتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے اورفرشتوں کے ارفع واعلیٰ درود میں ہمارادرود شامل کر کے خود حضور نبی کریم ﷺ کو پہنچادے اورسلام براہ راست بھیجتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایادرود مجھے پہنچایاجاتا ہے اورسلام میں خود سنتا ہوں۔

منکرین سلام سن لیں کہ ایک مادی موبائل پر دنیا کے ہر خطہ میں بات کی جاسکتی ہےتو روحانی قوت سے کسی بات اورسلام کو سننے میں کونسا امر مانع ہوسکتا ہے جبکہ روحانی لہریں مادی لہروں سے کہیں زیادہ قوت رکھتی ہیں۔جب نمازی التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہتا ہےتو حضور پاک ﷺ سن کر جواب بھی دیتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ. ہم پر بھی سلام ہواورصالحین بندوں پر بھی۔

سالارِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (غزوہ بدر)

حضور نبی کریم ﷺ نے اکابرین صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے ایک مشاورتی کونسل مقرر کی تھی جس کے انصاراورمہاجرین ممبر تھے ان سے ہر اہم معاملہ میں حضور پاک ﷺ مشاورت کرتے۔آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو عدلیہ کا سربراہ مقرر کیا جس کو قاضی ءالقضات کہتے ہیں۔مختلف محلّوں میں بھی ایک ایک قاضی مقرر تھااس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے انصاف لوگوں کے گھروں تک پہنچا دیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے چند جاسوس بھی مقرر کیے تھے جو اہل قریش کے عزائم اورارادوں کی خبریں آپ ﷺ کو پہنچاتے رہتے تھے۔مخبروں نے خبر دی کہ ایک تجارتی قافلہ شام سے ابوسفیان کی سربراہی میں مدینہ کا راستہ چھوڑ کر سمندر کے ساتھ ساتھ مکہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔حضور پاک ﷺ اپنے فوجی پلان سے کسی سب کمانڈر کو بھی مطلع نہ کرتے تھے۔آپ ﷺ کو دوسری اطلاع یہ ملی کہ ابوجہل قریش اور قرب وجوار قبائل کا ایک لشکر لے کر مدینہ کی طرف بڑھ رہا ہے اوران کا خیال ہے کہ وہ میدان بدر میں مسلمانوں سے نبرد آزما ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں صورتیں مشاورتی کونسل کے سامنے رکھ دیں۔

مدینہ میں یہودیوں کے حلیف ہونے کے باوجود حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ کی صورت میں یہودیوں سے مدد لینے کا کوئی ارادہ نہیں کیا جس کی چند وجوہات تھیں۔

پہلی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا ہوسکتا تھا کہ وہ فوج میں داخل ہوکر مسلمانوں کی کمر میں چھرا گھونپنے کی کوشش کرتے اور میدان جنگ سے بھاگ کر مسلمانوں کی شکست کا باعث بن جاتے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ فتح کی صورت میں وہ مال غنیمت کے حصہ دار بن جاتے اور

آدھا حصہ بٹور کر مسلمانوں کو مالی طور پر نقصان پہنچاتے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ شکست کی صورت میں وہ اہل قریش کا ساتھ دیتے اور مسلمانوں کی تباہی کا ذریعہ بنتے۔

چوتھی وجہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ مسلمان ہر حالت میں کامیاب ہوں گے اسلئے یہودی قبائل اور مدینہ کے گردونواح کے قبائل پر فتح کی صورت میں مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا بہت اچھا اثر پڑنے والا تھا پس آپ ﷺ نے یہودیوں کو ساتھ نہیں لیا اور صحابہؓ کو لے کر مدینہ سے باہر نکل آئے۔ آپ ﷺ کا رخ سمندر کی طرف تھا جہاں سے ابوسفیان کا قافلہ گزرنے والا تھا اور سب یہی خیال کر رہے تھے کہ ہمارا مقابلہ ایک قافلہ سے ہونے والا ہے جہاں سے بہت سا مال غنیمت ملنے والا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ میدان جنگ کی طرف انتہائی تیزی سے سفر کرتے اور دشمنوں کے اندازوں سے پہلے ہی میدان جنگ میں پہنچ جایا کرتے تھے اور فوجی نوعیت کے اہم مقامات پر قبضہ کر کے دشمن کو اپنی مرضی کے محاذ پر لڑنے پر مجبور کر دیتے صحابہؓ قافلہ کی سمت بڑھ رہے تھے اچانک رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو مقام بدر کی طرف مڑنے کا حکم دیا اور تیزی سے چلتے ہوئے میدانِ بدر جا پہنچے۔ آپ ﷺ کے ساتھ تین سو تیرہ (313) افراد جن میں بوڑھے، بچے بھی شامل تھے اور جن کے پاس سامان جنگ کی کمی اور اونٹ گھوڑے بھی موجود نہ تھے پہنچے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بدر میں میدانِ جنگ کا جائزہ لیکر ایک اونچی جگہ پر اپنے مجاہدین کا قیام تجویز کیا آپ ﷺ نے پانی کے چشموں پر بھی قبضہ کر لیا اور چھوٹے چھوٹے چشموں کو بند کروا دیا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مخبروں سے پوچھا کہ قریش روزانہ کھانے کیلئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی دس اونٹ

روزانہ۔آپﷺ نے فرمایا ان کی تعداد ایک ہزار ہے۔جب قریش کا لشکر میدان بدر میں آکر ٹھہر گیا ان کا پڑاؤ نیچی جگہ پر تھا۔آپﷺ نے میدان جنگ کا جائزہ لینے کیلئے ایک اچھے سالار کی طرح چکر لگایا اور فرمایا کل ابوجہل یہاں ہوگا عتبہ، شیبہ، ولید یہاں ہوں گے اس طرح آپﷺ نے ستر مقامات کی نشاندہی کر دی کہ یہاں ستر (70)مقتول کافر پڑے ہوں گے۔گرمی کی شدت تھی آپﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو اللہ کے فضل سے آسمان پر بادل اُمڈ آئے اور بہت طوفانی بارش ہوئی جس سے مسلمانوں نے خوب سیر ہوکر نہا دھوکر غسل کیا۔

ان کے پڑاؤ کی جگہ پر مٹی جم گئی اور ان کی جگہ سے پانی بہہ کر قریش کے لشکر میں جو نچلی جگہ پر تھا جا پہنچا مخبروں نے خبر دی کہ قریش کے لشکر کا بڑا بُرا حال ہے وہ بُری طرح کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔اونٹ اور گھوڑے پراگندہ ہو چکے ہیں پاؤں کہیں رکھتے ہیں اور جاتا کہیں ہے۔سامان رسد بھیگ گیا ہے اور قریش کیلئے پناہ کی کوئی جگہ نہیں ہے۔قریش افراتفری کا شکار تھے ادھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اونگھ طاری کر دی جب وہ اٹھے تو تازہ دم ہو چکے تھے اور ان کے دلوں کو سکون یعنی سکینہ حاصل ہو چکا تھا اور دشمن کی کثرت کا خوف دل سے نکل گیا تھا۔

حضور نبی کریمﷺ نے ایک مکان نما کمرہ جسے عریش کہتے ہیں تعمیر کروایا۔ دوسری صبح حضور نبی کریمﷺ نے صحابہ میں سے چالیس نوجوانوں کو علیحدہ کر کے دس دس کی چار ٹولیاں بنا دیں دو ٹولیوں کو عریش کی دائیں اور دو کو بائیں جانب تعینات کیا بقایا مسلمانوں کی صف بندی کر دی اور حکم دیا کہ لڑائی کے دوران اپنی صف کو توڑا نہیں جائیگا۔جب دشمن تیروں کی زد میں آجائے تو اس پر تیر چلایا جائے اس طرح کوئی تیر ضائع نہ کیا جائے۔جب دشمن اس سے آگے بڑھ آئے تو میں نے یہ پتھر اکٹھے کروادیے ہیں

پتھروں سے ان پر پتھراؤ کیا جائے۔اگر وہ اس سے آگے بڑھ کر نیزوں کی زد میں آ جائے تو ان پر نیزوں اور تلواروں کی مدد سے حملہ کیا جائے۔کوئی بندہ صف بندی کو نہ توڑے گا۔

سب سے پہلے انفرادی جنگ میں عتبہ شیبہ اور ولید جو کہ ابوسفیان کے سسرال اور امیر معاویہ کے نانا ماموں تھے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر ڈالا۔عبیداللہ قریشی رضی اللہ عنہ کی ٹانگ ولید نے کاٹ ڈالی۔ ولید پر بھی حملہ کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اُسے واصل جہنم کر دیا۔عبیداللہ قریشی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے اس شعر کی مصداق ہوں جس میں آپؓ نے کہا تھا کہ کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو یتیم کیے بغیر اپنی عورتوں کو بیوہ بنائے بغیر اور حضور نبی کریم ﷺ کے اردگرد اپنی لاشیں بکھرائے بغیر حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں گے؟ جب قریش نے عام حملہ شروع کیا تو حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے ایک مٹھی بھر ریت اسم اللہ کے تصرف سے کافروں کے لشکر کی طرف پھینکی جو ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچ گئی جس سے وہ خوف زدہ ہو گئے۔قولہٗ تعالیٰ

وَمَارَمَیۡتَ اِذۡرَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی.(سورۃالانفال/17)

یارسول اللہ ﷺ! یہ ریت آپؐ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ ہی نے پھینکی ہے۔

عریش:۔

حضور نبی کریم ﷺ عریش کے اوپر تشریف فرما ہوئے جہاں سے آپ ﷺ پورے میدان جنگ پر نظر رکھے ہوئے تھے اور جہاں بھی میدان جنگ میں مسلمانوں کے کسی بھی پہلو کو کمزور دیکھتے تو ریزروفورس کے مجاہدین کو حکم دیتے کہ جاؤ اپنے بھائیوں کی مدد کرو اس طرح آپ ﷺ کبھی دائیں اور کبھی بائیں مدد کرتے رہے اور مسلمان ثابت

قدمی سے لڑتے رہے۔آج کے دور میں عریش کی جگہ او پی نے لے لی ہے جو میدان جنگ میں فوجوں اور جہازوں کو حملہ کرنے کیلئے ٹارگٹ متعین کرتا ہے۔

ظہر کے وقت تک قریش کے حملوں کا زور ٹوٹ گیا تھا حضور نبی کریم ﷺ نے اب اپنے ریزرو مجاہدوں کو آگے بڑھ کر قریش پر کاری ضرب لگانے کا حکم دیا جنہوں نے قریش کے لشکر کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا قریش میدان جنگ میں اپنی ستر (70) لاشیں اور بہتر (72) قیدی اور ہر قسم کا ساز وسامان اونٹ گھوڑے رسد اور فوجی سامان چھوڑ کر پسپا ہو کر فرار ہو گئے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ قافلے کا راستہ چھوڑ کر میدان بدر کی طرف پلٹے تھے تو بعض صحابہؓ کو خیال آیا کہ کاش ہمارا مقابلہ تجارتی قافلہ والوں سے ہی ہوتا تا کہ مال غنیمت ہاتھ آتا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جماعت صحابہ (رضوان اللّٰہ علیھم)! تم تو تھوڑے منافع کی فکر میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کافروں کی جڑ کاٹ ڈالنا چاہتا تھا۔

آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ رسول پاک ﷺ سالار اعظم تھے جبکہ حضرت علی علیہ السلام ان کے نائب کمانڈر تھے۔دنیا کے کمانڈروں میں یونان کے سکندر اعظم ،فرانس کے نپولین بوناپارٹ ،جرمن کے ہٹلر بہت بڑے کمانڈر سمجھے جاتے ہیں لیکن وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ناکام کمانڈر تسلیم کیے جائیں گے کیونکہ ان کا انجام بخیر نہیں ہوا لہٰذا رسول پاک ﷺ ہی وہ سالار اعظم ہیں جن کے اصولِ جنگ آج بھی میدانِ جنگ میں استعمال کیے جاتے ہیں۔اصول وہی ہیں لیکن ذریعے بدل گئے ہیں۔

تعلیم کی اہمیت :۔

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے بہتر (72) قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا تا کہ وہ ان کی دیکھ بھال کریں۔آپ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ جو شخص مالی طور پر

مضبوط ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنا فدیہ ادا کر کے رہائی حاصل کر لے اس طرح بہت سے لوگ آزاد ہو گئے۔ جو پڑے لکھے تھے ان کو حکم دیا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو بنیادی تعلیم دے کر پڑھنا لکھنا سکھا دیں تو انہیں بھی آزاد کر دیا جائے گا اس طرح ہر گھر میں دس دس بچوں کا ایک مدرسہ کھل گیا۔ وہ قیدی بازار میں آنے جانے میں بھی آزاد تھے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا اس طرح باہمی میل جول اور مسلمانوں کے حسنِ سلوک سے وہ بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ وہ پڑھے لکھے لوگ تھے انہیں اسلام کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا ان میں سے اکثر آزادی کے بعد اسلام میں داخل ہو گئے۔ جن قیدیوں کے پاس اپنی رہائی کیلئے نہ ہی زر فدیہ تھا اور نہ ہی وہ تعلیم یافتہ تھے انہیں صرف اس وعدہ پر رہا کر دیا گیا کہ آئندہ وہ مسلمانوں کے خلاف کبھی تلوار نہیں اٹھائیں گے یہ اس امّی رسول ﷺ کے احکام تھے جس نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہے اور مزید فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ اس کیلئے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ یہ اس لئے کہا گیا کہ چین اس وقت علم و فضل کا گہوارہ تھا اور دور دراز ہونے کی وجہ سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔

افصح الکلام

حضور نبی کریم ﷺ افصح الکلام تھے چند ہی باتوں میں طوفان کا رخ موڑ دیتے تھے۔ ایک بار کچھ مالِ غنیمت مسجد نبوی ﷺ میں موجود تھا اور اس پر انصار و مہاجرین دونوں کا حق تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ یہ سارا مال مہاجرین کو دیا جائے کیونکہ ان میں غرباء و مساکین کی تعداد زیادہ تھی۔ آپ ﷺ نے انصار کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ مال مہاجرین کو دے دیا جائے اور تم مجھے اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لے جاؤ انصار نے پُر جوش انداز میں بلند آواز سے پکار کر کہا

''یارسول اللہ ﷺ ہمیں منظور ہے۔''

پس ایک ہی جملہ سے حضورعلیہ الصلوٰت والسلام نے مہاجرین وانصار کے دلوں کو جیت لیا۔

ریفارمرِ اعظم

عربوں میں جہاں بہت سی بُرائیاں موجود تھیں وہیں ان میں چند خوبیاں بھی تھیں۔وہ مہمان نواز تھے اپنی پناہ میں آئے ہوئے دشمن کی اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت کرتے۔تلوار کے دھنی تھے دھوکہ سے کسی کی کمر میں چھرا نہ گھونپتے۔ ان میں برائیاں بھی بہت تھیں زنا ،شراب نوشی، جوا، پاسے کے تیر، بت پرستی ان کی نس نس میں رچی ہوئی تھی وہ حلال وحرام کی تمیز نہ کرتے مرے ہوئے جانور کا گوشت بھی کھا لیتے وہ چھپکلیوں کا گوشت بھی چٹ کر جاتے۔ وہ بتوں کی پوجا کرتے اور ان کو اپنا خدا مانتے تھے اور دیوی دیوتاؤں کو ان کے بیٹے بیٹیاں کہتے۔ ڈاکہ زنی ان کا پیشہ تھا۔معمولی باتوں پر ایک دوسرے سے جھگڑ پڑتے تھے تلوار نکال لیتے قبائل میں جنگ چھڑتی تو کئی کئی سال تک جاری رہتی۔حرب وفجار جوکئی سال تک جاری رہی اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ دوسرے کے کھیت میں چلا گیا اس نے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔اونٹ کے مالک نے غصہ میں آکر اس شخص کو قتل کر دیا اس طرح یہ جھگڑا دونوں قبیلوں میں جنگ کا باعث بنا جس میں آہستہ آہستہ دوسرے قبائل بھی حریف بن کر شامل ہوتے گئے جس سے حرب وفجار کا آغاز ہوا۔

قوموں کی تاریخ میں تیئس (23) سال کا عرصہ کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔حضور نبی کریم ﷺ نے اس حد سے بگڑی ہوئی قوم کو نہ صرف بُرائیوں سے روک دیا بلکہ ان کے اندر تقویٰ وطہارت کی وہ خوبیاں پیدا کر دیں جن سے وہ عرب اقوام عالم کے رہنما بن

گئے۔ جب آپ ﷺ نے سود کو حرام قرار دیا تو لوگوں نے جن سے وہ سود وصول کرتے رہے تھے ان کو اصل رقم بھی معاف کر دی۔ جب شراب نوشی کی ممانعت آئی تو وہ لوگ جو شراب پیتے تھے اور مہمانوں کی تواضع بھی شراب ہی سے کرتے تھے انہوں نے اس خبر کی تصدیق کرنے کی بجائے شراب کے مٹکے نالیوں میں بہا دیے اور لوگوں نے دیکھا کہ شراب گندے پانی کی طرح نالیوں میں بہہ رہی تھی جس کے بعد انہوں نے کبھی بھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا یہاں تک کہ شراب کشید کرنے والے پکے دھاتی برتن بازار میں فروخت کرنے کی بجائے ان کو توڑ پھوڑ کر گلیوں میں پھینک دیا۔ جوئے کے پیسے کو اپنے اور اپنی اولاد کے اوپر حرام قرار دے دیا یہاں تک کہ مہمان نوازی میں خود بھوکے سو جاتے اور اپنا کھانا مہمان کو کھلا دیتے۔ ایک شخص نے اپنی واحد بکری جو اس کے بچے کی خوراک اور پرورش کا ذریعہ تھی ذبح کر کے اپنے مہمانوں کو کھلا دی پس وہ رذائل سے نکل کر حسن واخلاق کا مثالی نمونہ بن گئے۔ صدیوں سے پیدا شدہ بیماریوں کو انقلابی طور پر ختم کرنے والی نگاہ حضور نبی کریم ﷺ کی ہی ہو سکتی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ قانون ساز، قانون دان اور بہترین جج

عرب میں عورت ہمیشہ سے لاقانونیت کا شکار تھی بچی پیدا ہوتی تو اسے زندہ زمین میں دفن کر دیا جاتا اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کی بیویوں کو اس کی اولاد مالِ وراثت کی طرح آپس میں تقسیم کر لیتے کسی عورت کو کسی کام میں انکار کرنے کی اجازت نہ تھی۔ شراب کا جام عورت کے ہاتھ میں تھما دیا جاتا تھا۔ کسی عورت کا کوئی قانونی حق نہ تھا۔ مرد سے مساوات کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی ایسی لاقانونیت کی شکار عورت کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے حقوق اور قانونی تحفظ کا شعور دیا۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ جس نے اپنے

والدین کے چہرہ پر محبت کی ایک نظر ڈالی تو اسے سو(100) مقبول حج کا ثواب نصیب ہوا۔جس نے اپنی بیٹی کی تعلیم وتربیت کر کے اس کا مناسب نکاح کر دیا اس کیلئے بھی جنت واجب ہوگئی اور یہ بھی فرمایا عورتیں تمہاری وزیر ہیں ان سے مشورہ کیا کرو اور بھروسہ کیا کرو اور ان کو ویسی ہی تعلیم دو جیسی اپنے مردوں کو دیتے ہو۔صحابہ رضوان اللّٰہ علیھم سے بھی گناہ سرزد ہوتے تھے لیکن وہ ہماری طرح گناہوں پر بضد نہ ہوتے بلکہ چاہتے تھے کہ دنیا میں ہی ان کے گناہ کی سزا دے دی جائے۔

ایک عورت حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے اور مجھے اس سے بچہ ہونے والا ہے مجھے اس کی سزا دے دی جائے تا کہ اس سے پاک ہو جاؤں۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ جب بچہ پیدا ہو تو پھر آنا۔ایک سال بعد وہ عورت دوبارہ بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے حاضر ہوئی۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جاؤ اس بچے کو دودھ پلاؤ جب یہ کھانا کھانے لگے تو پھر آنا۔ دو اڑھائی سال بعد وہ پھر آئی بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا وہ کھا رہا تھا۔حضور نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو بہت موقع دیا کہ وہ سزا کہ چکر سے بچ جائے اور شاید بچے کی محبت میں ہی سزا سے باز آ جائے لیکن وہ اپنی بات پر قائم رہی تو حضور نبی کریم ﷺ نے وہ بچہ لے کر کسی صحابیؓ کے سپرد کر دیا اور اس عورت کو رجم کیا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللّٰہ عنہ بھی پتھر مارنے والوں میں سے تھے کہ ایک خون کا قطرہ ان کے کپڑوں پر آ گرا انہوں نے کراہیت محسوس کی۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے خالدؓ! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس ایک خون کے قطرے کو دنیا کے تمام گنہگاروں میں تقسیم کر دیا جائے تو اللّٰہ غفور رحیم ان سب کے گناہ معاف فرما دے۔

کلمہ طیبہ سے قلب و اذہان میں انقلاب

رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو لاالٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ کی دعوت دی اور فرمایا آؤ اس کلمہ کی طرف اور فلاح پالو۔

کلمہ طیب پڑھنے والوں کو پہلی فلاح یہ نصیب ہوئی کہ وہ سر جو بتوں کے آگے جھکتے تھے اللہ رب العزت کی بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو گئے۔

دوسری فلاح یہ حاصل ہوئی کہ سرداروں کی سرداریاں ختم ہوگئیں اب عمر بن ہشام ابوالحکم ہونے کی بجائے ابوجہل قرار پایا۔

تیسری فلاح یہ حاصل ہوئی کہ غلام اور لونڈیاں جن کا معاشرتی زندگی میں حیوانی زندگی سے بھی ابتر حال تھا ان کو مسلمانوں میں انسانیت کا صحیح مقام حاصل ہوگیا۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جیسے لوگ مقتدر مسلمانوں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے اکابرین مسلمانوں کے روبرو بیٹھ کر بات کرنے لگے بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انہیں سیّدنا کہنے لگے اور کلمہ طیبہ پڑھنے والے اس شعر کے مصداق ہو گئے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

چوتھی فلاح یہ حاصل ہوئی کہ ہر مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو اپنی ذات سے مقدم خیال کرنے لگا اور ہمیشہ اپنی ذات پر دوسرے مسلمان کو ترجیح دیتا جیسا کہ ایک غزوہ میں دس مسلمان زخمی حالت میں موت کے منہ میں پہنچ کر العطش العطش کہہ کر پانی طلب کر رہے تھے اور جب ایک شخص پانی کی صراحی اور گلاس لے کر پہلے زخمی کے پاس پہنچا تو اس نے العطش کی آواز سن کر خود پانی پینے کی بجائے وہ پہلے دوسرے بھائی کو پانی پلائے کہا اس طرح وہ ایک سے دسویں آدمی تک پہنچا تو وہ جامِ شہادت نوش کر چکا تھا وہ

واپس پلٹا اور یکے بعد دیگرے وہ دوسرے نوزخمی مسلمانوں کے پاس پہنچا مگر سب خدا کو پیارے ہو چکے تھے۔

پانچویں یہ کہ کلمہ طیبہ کے تین جزو ہیں۔

لا اله الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ

ا : **لا اله** سے نفس مردہ

۲ ؛ **الا اللّٰہ** سے قلب زندہ

۳؛ **محمّد رسول اللّٰہ** سے حضور نبی کریم ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

سنا ہے آپ ﷺ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللّٰہ ﷺ

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

ہ۔ ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ھُو
کلمہ دُور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ھُو
کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ھُو
ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں یا حضرت باھُوؒ کلمہ دولت ساری ھُو

یا رسول اللّٰہ ﷺ مجھ پر نظرِ رحمت کیجیے
یا حبیب اللّٰہ ﷺ میری عرض بھی سن لیجیے
بے شبہ میں بحرِ غم میں غرق ہوں
ہاتھ میرا تھامیے حل مشکلیں کر دیجیے

تیسراباب (3)

حضرت سلطان باھُو رحمۃاللہ علیہ

کے جدِّامجد حضرت علی علیہ السلام

امامِ اوّل کی منقبت

"علیؑ ولی اللّٰہ اولیٰ رضی اللّٰہ"

حضرت سلطانِ باھُو رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا"علی ولی اللّٰہ اولیٰ رضی اللّٰہؑ"

صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیھم کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ"(سورۃالبینہ/8)

وہ اللّٰہ سے راضی ہیں اور اللّٰہ ان سے راضی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ روشنی کے مینار ہیں جو بھی ان کی اقتداء کرے گا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اسلام میں شخصیت پرستی کی کوئی گنجائش نہیں لیکن ہم نے شخصیت پرستی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیھم کو ماننے والے سپاہ صحابہ کہلانے لگے۔ حضرت علی علیہ السلام کو ماننے والے شیعانِ علی بن گئے۔ اس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن بن گیا ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے اور فرقہ واریت کی بنیاد رکھ دی۔ جان لینا چاہیے کہ جس چیز کو وہ ثواب کا ذریعہ جانتے ہیں وہی چیز کل کو ان کے گلے کا ہار بننے والی ہے۔

ہم حضرت علی علیہ السلام کی چند خصوصیات بیان کرنے لگے ہیں جو دوسرے کسی صحابی میں موجود نہیں اسی لئے سلطان العارفین رحم اللّٰہ تعالیٰ نے آپؑ کو اولیٰ رضی اللّٰہ کہا ہے۔

اول۔ حضرت علی علیہ السلام ولی اللّٰہ ہیں بلکہ ولی گر ہیں۔ سلاسل تصوف چشتی، سہروردی، قادری ماسویٰ نقشبندی حضرات کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ مہرِ ولایت حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے اور اس لحاظ سے آپ نہ صرف ولی اللّٰہ ہیں بلکہ ولی گر ہیں۔

دوم۔ حضرت علی علیہ السلام مولودِ کعبہ ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہوا۔

سوم۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل ہیں اور جبکہ حضرت علی علیہ السلام خلیفہ بھی ہیں اور امام اوّل بھی۔ آپؓ کی اولاد میں سے ہی گیارہ امام ہیں جو باطنی حکومت کے مالک اور ذمہ دار ہیں۔ حضور علیہ الصلٰوت والسلام نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کر کے خُم غدیر کے مقام پر "مَنْ کُنْتُ مَوْلٰی فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَا"، جس کا میں مولا اس کا علی مولا فرمایا تھا۔

چہارم۔ یہ بھی ارشاد ہے **اَنَامَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا.** میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کے نائب کمانڈر اور فاتح خیبر ہیں اور ہر مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کیلئے پروانہ وار آپ ﷺ کے گرد گھوما کرتے تھے۔

پنجم۔ حضرت علی علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیات کے نشان اوراعراب لگائے۔

ششم۔ حضرت علی علیہ السلام کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علیؑ میرا بھائی ہے اور میرے ساتھ اس کا تعلق ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی تھے جبکہ علی علیہ السلام نبی نہیں ہیں۔

ہفتم۔ حضرت علی علیہ السلام جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو ایک رکاب میں ایک پاؤں رکھ کر دوسری رکاب میں دوسرا پاؤں رکھتے تو آپؓ کے وجود کا ایک ایک بال تلاوت قرآن مجید کرنے لگتا اور قرآن مجید ختم ہو جاتا۔

ہشتم۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابوتراب اٹھیے (ابوتراب مٹی کے باپ کو کہتے ہیں) یعنی وہ ہستی جس نے اپنے عنصری

وجود پر قابو پا لیا ہو اور اپنے نفس کو گھوڑا بنا لیا ہو۔

نہم۔ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے جذبات پر بھی پورا کنٹرول حاصل تھا آپؑ نے میدان جنگ میں ایک کافر کو نیچے گرا لیا اور چاہتے تھے کہ اسکا سر قلم کردیں۔ اس نے گستاخی کر دی آپؑ فوراً اس کو چھوڑ کر الگ ہو گئے اور کہا میں اللّٰہ کا شیر ہوں اللّٰہ کیلئے جنگ کرتا ہوں اب اس میں میرا نفسانی غصہ شامل ہونے کا اندیشہ ہے اسلئے میں نے تمہیں معاف کیا پس وہ کافر اسی وقت کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا آپ علیہ السلام کا یہ عمل اس آیت کے مصداق تھا۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَO (آل عمران/134)

وہ ایسے لوگ ہیں جو خوشحالی اور بدحالی دونوں حالتوں میں اللّٰہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے ہیں اور اپنے غصہ پر قابو پانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنیوالے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ ایسے احسان کرنیوالوں سے محبت کرتا ہے۔

دہم۔ میدان جنگ میں آپ علیہ السلام کا وجود فولاد کی مانند سخت ہو جاتا اس لئے میدان جنگ میں آپؑ کو کبھی کوئی زخم نہیں لگا لیکن نماز کی حالت میں آپؑ کا جسم موم کی مانند نرم ہو جاتا۔ ایک روز نماز کی حالت میں دشمن کا چلایا ہوا تیر آپؑ کی ٹانگ میں لگ گیا نماز کی حالت میں آپؑ کو کچھ معلوم نہ ہوا نماز کے بعد وہ تیر ٹانگ سے نکالنا مشکل ہو گیا۔ آپؑ دوبارہ نماز میں مشغول ہو گئے وہ تیر بآسانی آپؑ کی ٹانگ سے نکال لیا گیا۔ ابن ملجم نے بھی نمازیوں کی صف میں کھڑے ہو کر آپؑ کے سر مبارک پر زہر میں بجھی ہوئی تلوار کا وار کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آپؑ کو نماز کے علاوہ زخمی کرنا، کاری اور مہلک ضرب لگانا ممکن نہ تھا۔ جب آپؑ ہوش میں آئے تو آپؑ نے کہا میں اپنے اللّٰہ

کے پاس جا رہا ہوں بخدا میں اپنی مراد کو پہنچ گیا مجھے نہلا دھلا غسل دے کر کفن پہنا کر ایک صندوق میں بند کر دینا ایک اونٹنی سوار نقاب پوش آئے گا میرا یہ جسم مع تابوت اس کے حوالے کر دینا۔ جب وہ نقاب پوش آ گیا تو حضرت علی علیہ السلام کا جسم مبارک تابوت سمیت نقاب پوش کی اونٹنی پر لاد دیا گیا اور نقاب پوش اونٹنی کی نکیل تھامے صحرا کی راہ ہولیا۔ دونوں شہزادے پیچھے جانے لگے تو نقاب پوش رک گیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ شہزادے بولے ہمیں اندیشہ ہے کہیں کوئی خارجی (آپؑ کا) جسم مبارک لے جا کر اس کی بے حرمتی نہ کرے۔ نقاب پوش نے اپنا نقاب اٹھایا وہ حضرت علی علیہ السلام خود ہی تھے پس آپؑ اپنا جسم مبارک لے کر نہ جانے کہاں چلے گئے۔ آپؑ نے اپنے ماننے والے ایک مومن کو خواب میں حکم دیا کہ نجف اکبر میں میرا نشان قائم کیا جائے اس مزارِ پُرانوار پر لاکھوں شیعہ زائرین زیارت کیلئے جاتے ہیں۔اسی طرح بلخ کے شہر مزار پور افغانستان میں حضرت علی علیہ السلام کا مزار مبارک موجود ہے۔ جہاں جماعت اہل سنت کے لاکھوں لوگ زیارت کیلئے جاتے ہیں اور ادب کا یہ عالم ہے کہ لوگ مزار سے بیس (20) کلومیٹر پہلے ہی اپنی جوتیاں اتار دیتے ہیں اور اپنی سواریاں بھی وہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

یازدہم۔حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ صدق وصفا کے شہنشاہ ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل اور محاسبہ نفسی کے بادشاہ ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حیا وسخا میں کامل ہیں جبکہ حضرت علی علیہ السلام باب العلم ،شجاعت حیدری کے مالک، فقر کے شہنشاہ اور سخاوت میں یکتا و یگانہ ہیں۔ آپؑ نے ستر بار اپنے آپؑ کو اللّٰہ کی راہ میں مخلوقات کی ضروریات پوری کرنے کیلئے فروخت کیا۔

دوازدہم۔حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ

علیہ کے زوج، حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام اور زینب علیہ السلام کے والد اور رسول پاک ﷺ کے داماد اور بھائی ہیں اور یہ شرف کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔

سیزدہم۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب نجران کے عیسائیوں کو دعوتِ مباہلہ دی تو آپ ﷺ کی چادر کے نیچے حضرت علی علیہ السلام ،حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہ، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام ہی موجود تھے اسی لئے ان پانچوں افراد کو پنجتن پاک کہا جاتا ہے۔

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَاوَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَاوَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَo(سورۃ آل عمران/61)

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا (یارسول اللّٰہ ﷺ آپ اس وفد کو دعوت مباہلہ دیجیے) تم لاؤ اپنے بیٹوں کو اور ہم لائیں اپنے بیٹوں کو تم لاؤ اپنی عورتوں کو اور ہم لائیں اپنی عورتوں کو تم خود بھی آؤ اور ہم بھی آئیں اور عاجزی کریں اللّٰہ کی بارگاہ میں اور اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔

یٰنساء النبی کو اہل البیت کہا گیا ہے۔ **اِنَّمَا یُرِیْدُاللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرُکُمْ تَطْہِیْرًا .** بیشک اللّٰہ چاہتا ہے کہ اہل البیت کو ہر رجس سے پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

چہاردہم۔ ہر نبی نے اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا اللّٰہ ! میرا اجرِ رسالت تیرے ذمہ ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا اجر رسالت **مَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی.** یعنی میرے اقرباء کی مودت میں ہے۔

پنج دہم۔ حضرت علی علیہ السلام میں بہت سی خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپؑ بہترین مدبر، کمانڈر اور خلیفہ تھے جب آپؑ کو مجبور کیا گیا کہ آپؑ خلافت کا بوجھ اٹھائیں تو اس وقت مدینہ کے حالات بہت نازک تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اسلام دشمن لوگوں نے شہید کر دیا تھا اور مدینہ کے قریب کوئی فوجی چھاؤنی بھی موجود نہ تھی حتیٰ کہ خلیفہ کی حفاظت کیلئے ایک بھی سپاہی موجود نہ تھا جبکہ امیر معاویہؓ شام میں چودہ سال سے حکمران تھے انہوں نے وہاں اپنی فوج بنا رکھی تھی اور اپنا سکہ جاری کر رکھا تھا اور وہاں کے لوگوں کو مدینہ منورہ آنے کیلئے کھلے عام چھٹی نہ ملتی تھی کہ کہیں وہ پنجتن پاک کی شان سے آگاہ نہ ہو جائیں تو حضرت علی علیہ السلام کو جب خلیفہ بنایا گیا تو آپؑ نے مدینہ کے حالات کے پیش نظر شام کے مقابلہ میں کوفہ کو جو ایک بڑی فوجی چھاؤنی تھی اپنا دارالخلافہ بنایا اور وہاں چھ ماہ میں اسی ہزار کے قریب تربیت یافتہ فوج تیار کر لی اور مقام صفین میں حضرت علی علیہ السلام کی فوج کا مقابلہ جب امیر معاویہؓ کی شامی فوجوں سے ہوا تو امیر معاویہؓ کی فوجوں کو شکست ہونے والی تھی تو سعد جو امیر معاویہؓ کا مشیر تھا نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ قرآن مجید کو نیزوں پہ اُٹھا لو اور دہائی دو کہ ہمیں قرآن مجید کا فیصلہ منظور ہے۔ اس طرح علی علیہ السلام کے روکنے کے باوجود ان کی فوجوں نے قرآن مجید کے سامنے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا اور بالآخر حکم مقرر کرنے کا فیصلہ ہوا اور یہ حضرت علی علیہ السلام ہی تھے کہ جنہوں نے اتنے بُرے حالات میں کوفہ کو اسلام کا بہترین مرکز بنا دیا۔

شش دہم۔ بہت سے لوگ اکثر مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

اسکے جواب میں کہا کرتا ہوں امیر معاویہؓ کی شخصیت بڑی (controversal)

ہے بعض لوگ انکو بہت پسند کرتے ہیں اور بعض ان کے بہت خلاف ہیں۔میں نہ ان کے حق میں بولتا ہوں نہ ان کے خلاف بات کرتا ہوں اتنا کہتا ہوں کہ قیامت کے روز لوگوں کو یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ. (بنی اسرآئیل/71) ان کے اماموں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ انکا حشر نشر امیر معاویہؓ کے ساتھ ہو وہ ان سے محبت کریں اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ انکا حشر نشر حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ ہو وہ ان کے ساتھ محبت کریں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں حضرت علی علیہ السلام کا ادنیٰ سپاہی ہوں۔

ہفت دہم۔حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا

اَغْمِضْ عَيْنَكَ يَاعَلِيُّ وَسْمَعْ فِيْ قَلْبِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰه .

اے علیؑ !اپنی آنکھیں بند کیجئے اور اپنے دل میں لا الٰہ الاالّٰلہ محمّد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سنیئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اے میرے بیٹے! یہ جسم بظاہر صغیر ہے لیکن بباطن جہان کثیر ہے۔

مزید فرمایا اے میرے بیٹے! تیری دوا تیرے بیچ ہے تو باہر کیا ڈھونڈتا ہے۔

علاوہ ازیں آپ علیہ السلام کے خطبات کی ایک کتاب نہجہ البلاغہ نہایت مشہور ہے اور ایک کتاب عربی زبان میں دیوان علی علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے۔فقیر نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوفی خط میں ایک قرآن مجید بھی دیکھا ہے۔

اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ علی ولی اللہ اولیٰ رضی اللہ ہیں۔

اولادِ حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام کی متعدد بیویوں سے اٹھارہ صاحبزادے تھے۔تذکرہ آل

اطہار کے مصنف حضرت آیت اللّٰہ مفید نے حضرت علی علیہ السلام ے گیارہ بیٹوں اور سترہ بیٹیوں کی تفصیل دی ہے جن میں سے گیارہ بیٹوں کی والدہ ماجدہ کا نام تحریر ہے لیکن دوسری اولاد کی ماؤں کا ذکر نہیں کیا جبکہ سنی علماء اور محققین کا کہنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اٹھارہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں جن میں سے

(۱) حضرت امام حسن علیہ السلام

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے بطن سے تھے۔

چار بیٹے

(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اُمّ البنین رضی اللّٰہ عنہا بنت حزام کے بطن سے تھے اور یہ سب کربلا میں شہید ہوئے۔

دو بیٹے

(۷) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود کے بطن سے تھے ابی بکر رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوئے۔

(۹) حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کے بیٹے تھے۔

(۱۰) حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رستم کی نسل میں سے تھیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے بیٹوں میں

(۱۱) محمد کنیت ابو قاسم رضی اللہ عنہ خولہ رضی اللہ عنہا بنت جعفر بن قیس کے بطن سے تھے۔

(۱۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُم حبیب رضی اللہ عنہا بنتِ ربیعہ کے بطن سے تھے۔

ان کے علاوہ دیگر چھے صاحبزادوں کے ناموں میں اختلاف ہے اور ان کی ماؤں کے نام بھی معلوم نہیں۔

(۱۳) حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ

(۱۴) حضرت امیر سعد رضی اللہ عنہ

(۱۵) حضرت امیر طالب رضی اللہ عنہ

(۱۶) حضرت امیر حنیف رضی اللہ عنہ

(۱۷) حضرت امیر سعید رضی اللہ عنہ

(۱۸) حضرت امیر طلحہ رضی اللہ عنہ

میدان کربلا میں بہتر (72) افراد میں سے انیس (19) ہاشمی افراد شہید ہوئے تھے جن میں حضرت علی علیہ السلام کے بیٹوں میں سے

(۱) حضرت امام حسین علیہ السلام

اور غیر فاطمی اولاد میں سے

(۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت عبداللّٰہ رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

بن ام البنین رضی اللہ عنہا بنت حزام اور

(۶) حضرت ابوبکر (محمد اصغر) رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت عبیداللّٰہ رضی اللہ عنہ

بن لیلیٰ رضی اللہ عنہا بنت مسعود شہید ہوئے۔

دیگر گیارہ صاحبزادے سانحہ کربلا کے بعد بنو امیہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے قرب و جوار میں جا بسے تھے۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے وزیر خاص حجاج بن یوسف نے بنو امیہ کی خلافت کو استحکام بخشنے کیلئے علمائے حق، سادات علوی اور عاشقانِ رسول ﷺ کا بے دریغ قتل عام کیا۔ ہرات میں شاہ حسین کی حکومت تھی جس کے بعد اس کا بیٹا امان شاہ تخت نشین ہوا جو اہل سادات کی بہت عزت و توقیر اور ہر ممکن مدد کرتا تھا اس لئے بنو امیہ کے ستائے ہوئے لوگ ہجرت کر کے ہرات میں آ بسے تھے۔

الاعوان

حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہ بن حضرت علی علیہ السلام کی اولاد بھی ہرات میں جمع ہو گئی تھی بالآخر ان میں سے قطب شاہ جس کا لقب اعوان یعنی اہل بیت کا مددگار تھا ہرات سے ہجرت کر کے عباسیہ خاندان کے عہد میں ہندوستان کوہ ہندوکش کی شمال مغربی سرحدوں کی طرف بڑھے اور کوہستان ہندوکش کا علاقہ ہندو راجاؤں سے بزور شمشیر چھین لیا اور اپنی عمل داری قائم کر لی۔ ان کی کثیر تعداد آج بھی وادی سون سکسیر میں آباد ہے۔

وہ لوگ کھرے، بات کے پکّے، تلوار کے دھنی اور دین دار لوگ ہیں۔ ان میں سے کثیر تعداد حافظ قرآن لوگوں کی ہے۔ حفاظ حضرات کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ جو شخص ناظرہ قرآن نہیں پڑھتا اسے بہت بُرا سمجھا جاتا ہے۔ان کی عورتیں پاکیزہ اور پردہ کی پابند ہوتی ہیں۔ ان کے مردوں کے نام بھی سادات جیسے محمد شاہ، فضل شاہ، قطب شاہ وغیرہ ہوتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی خصوصیات کی بنا پر علوی النسل ہیں۔ رسالہ شمس الاعوان کے مصنف قاضی غلام حسین اعوان نے بھی قبیلہ اعوان کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن حضرت علی علیہ السلام کی اولاد ہونا ثابت کیا ہے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے آباؤ اجداد بھی قطب شاہی اعوان کہلاتے ہیں جو وادی سون سکسیر کے قصبہ انگہ شریف میں آ کر آباد ہوگئے تھے اسی قصبہ میں حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کے والد حضرت بازید رحمۃاللہ علیہ اور بی بی راستی رحمۃاللہ علیہا پہلے ملتان پھر شورکوٹ میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

انگہ شریف میں ایشیا کا ایک بہت بڑا اور قدیم قبرستان موجود ہے جس میں چار ہزار سے زائد شہداء کی قبریں ہیں حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کے دادا حضرت فتح محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ اسی قبرستان کے کسی کونے میں دفن تھے لیکن ان کی جائے تدفین کا کوئی نشان باقی نہ تھا۔حافظ فیض سلطان صاحب رحمۃاللہ علیہ کے لختِ جگر صاحبزادہ نجیب سلطان جو دربار حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کے اندر حضرت امیر سلطان رحمۃاللہ علیہ کے بھی سجادہ نشین ہیں اور پیدائشی کامل فقیر ہیں انگہ شریف تشریف لے گئے اور قبرستان کا چکر لگاتے ہوئے ایک جگہ کھڑے ہو کر نشان دہی کی کہ اس جگہ کو کھودا جائے۔ زمین کے اندر سے پتھر کی ایک تختی برآمد ہوئی جس پر فتح محمد سلطان اور تاریخ وفات لکھی ہوئی تھی۔ پس اس جگہ مٹی درست کر کے قبر کا نشان قائم کیا

گیا اب وہاں سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادہ نجیب سلطان کی ہدایت کے مطابق دربار کی تعمیر ہورہی ہے۔ وہاں پانی نایاب ہے ٹیلے کے اوپر ایک نلکا لگایا گیا جس کا پانی نمکین تھا۔ صاحبزادہ نجیب سلطان نے فرمایا کہ اس جگہ کو چھوڑ کر نلکا دس فٹ دور لگایا جائے ایسا کرنے پر وہاں سے میٹھا پانی نکل آیا اب لوگ دور دور سے گدھوں پر پانی لادکر لے جاتے ہیں۔

شجرہ نسب حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

حضرت سلطان باھُوؒ
بن حضرت شیخ سلطان بازید محمد
بن حضرت شیخ سلطان فتح محمد
بن حضرت شیخ اللہ دتہ
بن شیخ محمد تمیم
بن شیخ محمد منان
بن شیخ محمد موغلا
بن شیخ محمد پیدا
بن شیخ محمد سگھرا
بن شیخ محمد انون
بن شیخ محمد سلا
بن شیخ محمد بخاری
بن شیخ محمد جیون
بن شیخ محمد ہرگن

بن شیخ انور شاہ

بن شیخ امیر شاہ

بن شیخ قطب شاہ

بن شیخ امان شاہ

بن شیخ سلطان حسین شاہ

بن شیخ فیروز شاہ

بن حضرت محمود شاہ

بن حضرت شیخ فرطاک شاہ

بن حضرت شیخ نواب شاہ

بن حضرت شیخ دراب شاہ

بن حضرت ادہم شاہ

بن حضرت عبق شاہ

بن حضرت شیخ سکندر شاہ

بن حضرت شیخ احمد شاہ

بن حضرت شیخ حجر شاہ (رحمۃ اللّٰہ علیہم)

بن حضرت امیر زبیر رضی اللّٰہ عنہ

بن اسد اللّٰہ الغالب امام امیر المومنین علی المرتضیٰ حضرت علی علیہ السلام

(حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللّٰہ علیہ تا حضرت علی علیہ السلام انتیس (29) واسطے موجود ہیں۔)

چوتھا باب (4)

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز

کے والدین

اور

ابتدائی تعلیم وتربیت

باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کے والدؒ اور والدہ مائی راستیؒ کا مختصر ذکر

حضور نبی کریم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا نام محمّد ﷺ (یعنی تعریف کیا گیا) رکھا۔ اولین و آخرین میں سے ہر ایک خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، اپنا ہو یا پرایا، فرشتہ ہو یا جن ہر ایک کی زبان پر آپ ﷺ کی تعریف ہے اور محمّد ﷺ وہ نام ہے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی وسعتوں میں آپ ﷺ کو احمد ﷺ کہہ کر پکارا اِسْمُہٗ اَحْمَدُ ﷺ یعنی وہ ہستی جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کا ذکر ہر ذی روح سے بڑھ کر کیا۔ پس ایک اور ہستی ہے جس کا نام پہلے نہ کبھی دیکھا نہ سنا گیا پس وہ نام ہے باھُوؒ جو آپؒ کی والدہ مائی راستی رحمۃاللہ علیہا نے الہامی طور پر معلوم کر کے اپنے بیٹے کو دیا۔ باھُو سلطان رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں میری والدہ راستیؒ پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں کہ انہوں نے میرا نام باھُو رکھا اور راستیؒ نے مجھے راستی سے آراستہ کیا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش

حضرت سلطان باھُو رحمۃاللہ علیہ 1039ھ بروز سوموار رمضان المبارک قصبہ شورکوٹ میں مائی راستی رحمۃاللہ علیہا کے ہاں پیدا ہوئے۔ کہا جاتا کہ مائی راستیؒ ولیہ کاملہ تھیں جب ذکر اللہ کرتیں تو جوش جذبہ اور ذکر کی شدت و گرمی سے آپؒ کے وجود مبارک کے ایک ایک بال سے موتیوں کی طرح خون کے قطرے ٹپکنے لگتے۔ یہ بھی

کہا جاتا ہے کہ حضرت سلطان باھُو رحمۃاللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے مائی راستی رحمۃاللہ علیہا کی توجہ برداشت نہ کر سکنے کی بنا پر آپؒ کے دو بیٹے فوت ہو چکے تھے۔ پس مائی راستیؒ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی یا رب العزت ! مجھے ایسا بیٹا عطا کر جو میری توجہ برداشت کر سکے۔ پس حکم الٰہی ہوا ہاں ایسا ہی ہوگا اس کا نام باھُو رکھنا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام آپؒ نے باھُو رکھا۔

چہرہ انوار:۔

باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز مادرزاد فقیر تھے جن کے باطنی تصرفات کا یہ عالم تھا کہ جو شخص بھی آپؒ کے چہرہ انوار کو دیکھتا اس کی زبان پر لا الہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ﷺ کا ذکر خود بخود جاری ہو جاتا۔ ایک ہندو نے اپنی کتاب میں سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بچپن سے ہی حضرت سلطان باھُو قدس سرہٗ العزیز کے چہرہ کے اردگرد ایک نور کا ہالہ پھیلا ہوا تھا جس کو دیکھ کر ہندو لوگ خود بخود کلمہ طیبہ کا ذکر کرنے لگتے۔

جب خادم آپؒ کو ہوا خوری کیلئے ساتھ لے کر باہر نکلتے تو جو ہندو آپؒ کے سامنے آتا رام رام چھوڑ کر کلمہ طیبہ پڑھنے لگتا۔ پس ہندو اکٹھے ہو کر آپؒ کے والد حضرت بازید رحمۃاللہ علیہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ باھُوؒ کے ہوا خوری کیلئے باہر آنے کا وقت مقرر کر دیا جائے تا کہ اس وقت ہندو لوگ اپنی دوکانیں بند کر کے اپنے گھروں میں جا بیٹھا کریں۔

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کے والد حضرت بازید رحمۃاللہ علیہ حافظ قرآن، عالم فاضل، متشرع اور بڑے جری و بہادر شخص تھے جو مغلیہ شہنشاہ شاہ جہاں کے صوبہ ملتان میں درباری عہدہ دار تھے۔

چولستان کے ریگستان میں بہاولپور سے تقریباً اسّی (80) کلومیٹر دور ایک ہندو راجہ کا قلعہ مروٹ تھا جس میں ہندو دہشت گرد رہتے تھے جو آئے دن ملتان کے نواحی دیہاتوں میں ایک طرف سے مار دھاڑ کرتے ہوئے آتے اور بستیوں کو اجاڑ کر ویران کر دیتے نوجوان لڑکیوں کو اغوا کر لیتے اور لوٹ مار کر کے دوسری طرف سے نکل جاتے اور جا کر قلعہ میں پناہ لے لیتے۔صوبہ دار ملتان کو مخبروں نے اطلاع کی کہ راجہ مروٹ کا ارادہ ہے کہ وہ اس بار ملتان شہر پر حملہ کر کے صوبہ کا خزانہ لوٹ لیں اس اطلاع پر صوبہ دار خاصہ پریشان تھا اور ان ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیاریوں میں مصروف تھا کہ حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ صوبہ دار کے پاس پہنچے اور صوبہ دار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب وقت آ گیا ہے ڈاکوووں کو ان کی زیادتیوں کی سزا دی جائے یہ بھی کہا کہ مجھے راجہ مروٹ کی ایک تصویر دی جائے اور ایک راہبر میرے ساتھ بھیجا جائے جو قلعہ مروٹ تک میری رہنمائی کرے۔صوبہ دار نے راجہ مروٹ کی ایک تصویر آپؒ کے حوالے کر دی اور ایک راہبر بھی مہیا کر دیا۔ پس آپؒ قلعہ مروٹ تک جا پہنچے اور اس راہبر کو واپس کر دیا۔قلعہ کے دربانوں نے سفید لباس پہنے گھوڑی پر سوار ایک شخص کو قلعہ کے دروازے پر کھڑے دیکھا تو اسے مغلیہ خاندان کا سفیر سمجھ کر راجہ کو اطلاع دی۔ مغرور راجہ نے اسی وقت اپنا دربار لگایا اور سفیر کو حاضری کی اجازت دے دی۔ اسکا خیال تھا شاید صوبہ دار ملتان نے اپنا ایلچی بھیجا ہے تا کہ وہ راجہ کو کچھ دے دلا کر حملہ سے باز رکھ سکے۔ جب حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ اسکے دربار میں پہنچے گھوڑی جو سون پری کے نام سے مشہور تھی اسے ایک طرف کھڑا کیا اور خود درباریوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے جب راجہ کے کچھ قریب پہنچے تو اپنی تلوار نکال کر راجہ کو للکارا اور ایک ہی چھلانگ میں اسکے قریب جا پہنچے بائیں ہاتھ سے اسکی بودی کو پکڑا اور دائیں ہاتھ سے تلوار کا وار کر کے اسکی گردن کاٹ دی

اورانہی قدموں واپس پلٹتے ہوئے اسکے کٹے ہوئے سر کو کھرجی میں ڈالا اور چھلانگ لگا کرگھوڑی پرسوار ہوگئے۔ یہ اتنا محیر العقول واقعہ تھا کہ چند لمحات کیلئے درباری مکمل طور پر ساکن ہوگئے اور یہی وہ ایک لمحہ تھا جب آپؒ گھوڑی کو ایڑی لگا کر دربار سے نکل آنے میں کامیاب ہوگئے۔ اب ہر شخص تلوار نکالے آپؒ کو ڈھونڈنے کیلئے نکل کھڑا ہوا۔ ایک جگہ قلعہ کی دیوار کو پایاب اور زمین پر ریت کے ڈھیر کو دیکھا تو ایڑی لگا کر گھوڑی کو قلعہ کی دیوار پھلانگنے کا حکم دیا پس سون پری فضا میں بلند ہوئی اور تیرتی ہوئی ریت کے اس ٹیلے پر جا اتری۔ آپؒ وہاں سے گھوڑی کو بھگاتے ہوئے نکلے۔

چند دنوں میں صوبہ دار ملتان کے دربار میں آپہنچے اور راجہ مروٹ کا کٹا ہوا سر صوبہ دار کے سامنے لا پھینکا۔ اسکے بعد صوبہ دار نے مغلیہ لشکر کے ساتھ قلعہ مروٹ پر حملہ کیا ڈاکوؤں کو تہہ تیغ کر ڈالا اور اس قلعہ کو مسمار کرکے اس دہشتگردی سے ہمیشہ کیلئے نجات حاصل کرلی۔ واپس آکر شہنشاہ شاہ جہان کو قلعہ مروٹ پر فتح کی خوشخبری دی اور ساتھ ہی حضرت بازید رحمۃاللہ علیہ کے محیر العقول واقعہ کے متعلق تحریر کیا اور آپؒ کو ایک جاگیر عطا کرنے کی سفارش کی۔ جس پر شہنشاہ نے حضرت بازید رحمۃاللہ علیہ کو ملتان سے شورکوٹ تک پچاسی (85) گاؤں کی ایک جاگیر عطا کردی۔ اتنی بڑی جاگیر کے مالک ہونے کے باوجود حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز شورکوٹ کے علاقہ میں کھیتی باڑی کیا کرتے اور جب فصل پک جاتی تو علاقہ کے غریب نادار لوگوں میں تقسیم فرمادیتے۔

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کا بچپن:۔

آپ رحمۃاللہ علیہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بچپن میں ہی رمضان المبارک کا احترام کرتے سحری سے افطاری تک نہ کچھ کھاتے نہ پیتے۔ بچپن سے ہی آپؒ کے سانس

مبارک سے ھُو ھُو کی آواز آتی۔ آپؒ کو کبھی بھی کھلونوں سے کھیلتے نہیں دیکھا گیا۔ آپؒ بچوں کے مشاغل لھوولعب کے نزدیک بھی نہ بھٹکتے۔

حق باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کی دست بیعت

دستِ بیعت کرد مارا مصطفیٰ ﷺ

فرزند خود خوانداست مارا مجتبیٰ ﷺ

ابھی آپؒ کی عمر سات سال ہوئی تھی کہ ایک روز سڑک کے کنارے کھڑے دور سے ایک سوار کو اپنی طرف گھوڑا دوڑاتے ہوئے دیکھا جب سوار قریب پہنچا تو آپؒ نے دیکھا کہ کمیتی رنگ کے گھوڑے پر ایک پُر ہیبت، بارعب، خوبصورت چہرے والا شخص بیٹھا ہے اس نے حضرت باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے باھُوؒ! میں علیؓ ہوں حضور پاک ﷺ کے حکم سے آپؒ کو حضوری مجلس میں لیے چلتا ہوں۔ پس آپؒ کو اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کیا اور چند لمحوں میں حضوری مجلس میں لے گئے۔ ''**محمد ﷺ شمع محفل بود**'' کا سماع تھا حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور صحابہ رضوان اللہ علیھم ستاروں کی مانند باادب آپ ﷺ کے اردگرد جھرمٹ ڈالے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے باھُو سلطانؒ! آگئے؟ باھُو سلطان رحمۃاللہ علیہ نے سلام عرض کیا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم بار بار رسول پاک ﷺ کے چہرہ انوار کی طرف دیکھ رہے تھے کہ حضور پُر نور ﷺ مجھے حکم دیں تو میں باھُو سلطانؒ کو اپنا مرید کروں کیونکہ سب سلاسل کا فیض حضرت علی علیہ السلام کے توسّل سے ہی چلتا ہے اور مہرِ ولایت بھی آپؓ کے پاس ہے لیکن حضور اکرم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا'' خُذْبِیَدِیْ'' میرے ہاتھوں کو پکڑو۔ سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول پاک ﷺ کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیے تو زمین و آسمان کا ایک ایک ذرہ مجھ پر

روشن اورظاہر ہوگیا پس مرشد ہوتوایسا ہو۔ مجھے حضور پاک ﷺ نے دست بیعت فرمایا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ پرتوجہ دی تو میرے وجود میں صدق وصفا پیدا ہوگیا آپؓ توجہ دے کر چلے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے توجہ دی تو میرے وجود میں عدل ومحاسبہ نفسی پیدا ہوگیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے توجہ دی تو میرے وجود میں حیا وسخا کا نور پیدا ہوگیا حضرت علی علیہ السلام نے توجہ دی تو میرا وجود باب العلم، شجاعت حیدری، فقر کے نور اور حلم کے فیض سے بھر گیا پھر حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے مجھے بازو سے پکڑا اور اپنے گھر فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے پاس لے گئے اور کہا اے میری بیٹی فاطمہؓ! یہ میرا نوری حضوری فرزند باھُوؒ ہے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے فرمایا باھُوؒ میرا بھی بیٹا ہے اور ایک نوری دودھ کا پیالہ بھر کر آپؒ کو دیا جسے پی کر آپؒ کے وجود پر نُورٌ عَلٰی نُور کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ صحن میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کھیل رہے تھے۔ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور ان کے پاؤں چومے اور حسنین کریمین علیہما السلام کی غلامی کا حلقہ اپنے گلے میں ڈالا اور آپؓ نے فقر کا تاج باھُو سلطان رحم اللہ تعالیٰ کے سر پر رکھ دیا اور آپؒ کو سلطان الفقر کہہ کر پکارا۔

خاک پائے از حسینؓ و از حسنؓ
معرفت گشت است برمن انجمن
خاک پا حسنینؑ کا میں ہو گیا
فقر کی ہے اب تو مجھ پر انتہا

ر رب نوازیا ہے تینوں تیری پشت پناہ رحمٰن باھُوؒ
وارث شان لولاک محمدی ﷺ دے جھنڈا جھولدا لاھوت مکان باھُوؒ

تینوں حسنؓ حسینؓ نے تاج دتا ہور کہنوں ملیا ایڈا شان باھُوؒ
باھوؒ نام دا آسرا تکیا میں کرنا منزلاں سب آسان باھُوؒ

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰت والسلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور غوث محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے ہاتھ میں باھُو سلطان رحمۃاللہ علیہ کا ہاتھ دے کر فرمایا باھُوؒ کا مرشد میں ہوں اور اس کے پیر آپؓ ہیں سب سلاسل میرے حکم سے آپؓ سے جاری ہوئے ہیں لیکن باھُو سلطانؒ کا سلسلہ مجھ سے جاری ہو کر آپؓ کے طریقہ میں عوام کو فیض پہنچائے گا اور اس سلسلہ کا نام سروری قادری سلطانی ہوگا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پیر عبدالرحمٰن قادری دہلوی رحمۃاللہ علیہ حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کے مرشد ہیں اور یہ روایت مناقب سلطانی کے مصنف حامد سلطان رحمۃاللہ علیہ سے لی گئی ہے جہاں حضرت سلطان باھُوؒ کے دہلی جانے اور پیر عبدالرحمٰنؒ سے ملاقات کا واقعہ مذکور ہے وہاں پیر صاحب کو مرشد کامل لکھنے کی وجہ سے یہ غلط روایت منقول ہوگئی ہے وگرنہ پیر عبدالرحمٰن قادری دہلویؒ غوث پاک قدس سرّہٗ العزیز کی اولاد میں سے کامل مرد ہونے کے باوجود اس پایہ کے فقیر نہیں تھے کہ وہ سلطان العارفین سلطان الفقر حق باھُو قدس سرّہٗ العزیز کو مرید کرتے۔

جب سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز دہلی کے سفر پر روانہ ہوئے تو وہاں پیر عبدالرحمٰن دہلوی قادری رحمۃاللہ علیہ پہلے ہی آپؒ کے منتظر تھے اور آپؒ نے اپنے ایک مرید کو حکم دے رکھا تھا کہ جب سلطان باھُوؒ دہلی میں تشریف لائیں تو انہیں میرے پاس لے آئیں۔اس ملاقات کے سلسلہ میں حامد سلطانؒ نے پیر عبدالرحمانؒ کو مرشد کامل لکھا

ہے جوسلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنے حجرے میں لے گئے اور فیوض و برکات سے نوازا۔ حامد سلطان صاحبؒ نے مرشد کامل کا لفظ کامل شخصیت کے تعارف کیلئے لکھا ہے جس سے ثابت نہیں ہوتا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ نے پیر عبدالرحمانؒ سے بیعت کی تھی۔ حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے اپنی کسی بھی کتاب میں پیر عبدالرحمانؒ کا دست بیعت ہونا نہیں لکھا اور نہ ہی اس ملاقات کا ذکر کیا ہے مناقبِ سلطانی میں حامد سلطان صاحبؒ نے وہ واقعہ بھی بیان کیا ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام حضرت سلطان باھُوؒ کو ساتھ لے کر حضور پاک ﷺ کی حضوری بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس ضمن میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے بیان کیا ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا جو سر میں ہیں اور اس ظاہری بدن سے دیکھا اور مشرف ہوا۔ اللّٰہ بس ماسویٰ اللّٰہ ہوس۔

شاہ حبیب قادری تلمبا شریف رحمۃاللّٰہ علیہ اور بہاول شیر قلندر محمد مقیم حجرہ شاہ مقیم رحمۃاللّٰہ علیہ کی اولاد نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز ان کے بزرگوں کے مرید ہیں۔ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے گنج الاسرار کتاب میں آٹھ اشعار کی نظم میں حجرہ شاہ مقیم رحمۃاللّٰہ علیہ کے بزرگوں کی بڑی تعریف کی ہے اور آخر میں یہ کہا ہے کہ میں دل و جان سے غوث پاک قدس سرّہٗ العزیز کا مرید ہو گیا ہوں پس سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے مرشد کی جو تعریف کی ہے ان ابیات میں سے وہ کوئی بھی اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔

(۱۔مناقب سلطانی صفحہ نمبر ۱۹)(۲۔مناقب سلطانی صفحہ نمبر ۴۴)

بیت

الف ایہہ تن میرا چشماں ہووے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں اک کجاں ھُو
اتنا ڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے تے میں ہور کدے دربھجاں ھُو
مرشد دا دیدار ہے مینوں یا حضرت باھُوؒ لکھ کروڑاں حجاں ھُو

پس یہ جان لینا چاہیے کہ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے حضور نبی کریم ﷺ کی دست بیعت ہی کی تھی جس کی بار بار آپؒ اپنے کلام میں تصدیق کرتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا
حضور پاک ﷺ نے مجھے دست بیعت کیا آپ ﷺ میرے مرشد ہیں۔
حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم میرے راہبر ہیں۔
حضرت بی بی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہ نے مجھے بیٹا کہا اور حسنین کریمین علیہما السلام نے میرے سر پر فقر کا تاج رکھا۔
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے مجھے توجہ دے کر فیض بخشا۔
شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز میرے پیر ہیں۔
میرے سلسلہ کا نام سروری قادری سلطانی ہے۔

باھُو عین یاھُو

ا : باھُوؒ بیک نکتہ یاھُوے شود
باھُوؒ ایک نکتہ سے یاھُو بن جاتا ہے۔

۲ : باھُوؒ در ھُوگم شدہ باھُوؒ نمان

باھُوؒ ھُو میں گم ہوا باھُوؒ کہاں۔

۳: تو نمی دانی کہ باھُوؒ با خدا است

کیا تو نہیں جانتا کہ باھُوؒ با خدا ہے۔

۴: اسم باھُوؒ چیست یعنی کج وھاب

اسم باھُوؒ کیا ہے؟ یعنی اسم وھاب کا الٹ

منقبت باھُوؒ

پیر باھُوؒ عین یاھُو مظہرِ سّرِ الٰہ
ہر گدا سلطان شد از نیم نظر پادشاہ
پیر باھُوؒ عین یاھُو صورتِ ظلّ اللہ
ہر کہ آمد نور شد از پر توے نورِ خدا
بارانِ رحمت بائے باھُوؒ حق نشان و نور نور
ھائے ھُو دو چشم داں عین حضورِ مصطفیٰ ﷺ
واوَ وصلِ آخرے باھُوؒ شدے اوّل فنا اوسط بقا آخر لقا
طالب بیا طالب بیا طالب بیا
تار سانم روزِ اوّل با خدا
ہر چہ خواہی طالبا از من بخواہ
خود دہم یا مے دہانم از اللہ
گنہگارم پُر زعصیاں روسیاہ نسبتِ باھُوؒ الطاف را آخر پناہ

تعلیم وتربیت

حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ. میرے رب نے مجھے ادب سیکھایا۔

انبیاء کرام علیہم السلام تلمیذالرحمان ہوتے ہیں یعنی وہ کسی ظاہری استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کرتے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کیا تھا کے بطلان میں ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ دنیاوی استاد کے سامنے شاگردی اختیار کرنے والا نبی کیسے ہوسکتا ہے؟ ایک لاکھ اسی ہزار انبیاء کرام علیہم السلام میں سے تین سوتیرہ (313) رسول ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی ظاہری استاد سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا میں تلمیذ الرحمٰن ہوں اور میں نے بھی ظاہری تعلیم کسی استاد سے حاصل نہیں کی۔ آپ قدس سرّہٗ العزیز کا فرمان

اگرچہ نیست مارا علم ظاہر
زعلم باطنی جاں گشتہ طاہر

ترجمہ:۔ اگرچہ مجھے ظاہری علم حاصل نہیں ہے لیکن باطنی علم کی وجہ سے میری جان پاک ہوگئی ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں سے حضور نبی کریمﷺ امّی رسول ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ. (سورۃ الاعراف/157)

یہ وہ لوگ ہیں جو نبی الامّی (ام العلوم رسولﷺ) کی اتباع کرتے ہیں۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ. (سورۃ الاعراف/158)

اور ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے امّی (ام العلوم) رسول پر۔

قرآن مجید میں لفظ امّی کو دو معنی میں لیا گیا ہے جب لفظ امّی کا اطلاق رسول پاکﷺ کی ذات پر کیا جاتا ہے تو اسکے معنی ام العلوم یعنی مخزن العلوم کے ہوتے ہیں جس کی شرح رسالت مآبﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بھی فرمائی ہے۔

الحدیث :اَنَا مَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِ وَعَلِیُّ بَابُھَا. میں علم کا شہر ہوں اور علی (علیہ السلام) اس کا دروازہ ہے اور جب امّی کا لفظ بادیہ عرب کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے معنی اَن پڑھ کے ہوتے ہیں۔حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے بھی فرمایا۔

مَاوَمُحَمَّدِ عَرَبِیۡ ھَرۡ دَوۡ اُمِّیۡ بُوۡدَا اَیۡمۡ.

میں اور محمّدعربی ﷺ دونوں امّی ہوئے ہیں۔

عوام الناس جب کوئی بات کہنا یا کلام کرنا چاہتے ہیں تو ایک خیال پیدا ہوتا ہے جو دماغ میں جا کر حکم کی صورت اختیار کرتا ہے اور دماغ کا کمپیوٹر حکم جاری کرتا ہے جس سے زبان گزرے ہوئے،موجودہ اور تاحدّ علم آنے والے واقعات پر کلام کرنے لگتی ہے لیکن امّی اس (Process) سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰیo اِنۡ ھُوَاِ لَّاوَحۡیٌ یُّوۡحٰیo (سورۃالنجم/4~3)

حضور پاک ﷺ خواہش کا کلام نہیں فرماتے آپ ﷺ کا کلام سوائے وحی الٰہی کے اور نہیں ہوتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی بات ہو میری زبان سے وحی الٰہی ہوتی ہے میں خواہش کا کلام نہیں کرتا۔حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا کہ میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی طرح اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔

آنچہ میں گویم نہ گویم از ہوا

درحضوری معرفت قرب از خدا

میں بھی اپنی خواہش سے کوئی کلام نہیں کرتا میرا سب کلام حضوری معرفت اور قرب خدا کا کلام ہے۔

ماں کی گود بچے کی تربیت اول کا گہوارہ:۔

کہا جاتا ہے کہ ماں کی گود ہی بچے کی ابتدائی تعلیم کا گہوارہ ہوتی ہے۔ سیّدعبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے والدحضرت ابوصالح جنگی رحمۃاللہ علیہ آپ کی پیدائش سے چند ہفتے پہلے ہی وفات پاچکے تھے آپؒ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللّٰہ صومعی رحمۃاللّٰہ علیہا جن کوفقیر فاطمہ ثانی کہتا ہے دستی چکی سے آٹا پیستے ہوئے تلاوت قرآن مجید کیا کرتی تھیں۔ جب غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز پیدا ہوئے تو تلاوت کی تاثیر سے آپؒ کوقرآن مجید کے بائیس پارے زبانی حفظ ہو چکے تھے۔ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز بھی اپنی والدہ مائی راستی رحمۃاللّٰہ علیہا کے بطن سے حافظ قرآن پیدا ہوئے تھے پس مائی راستی رحمۃاللّٰہ علیہا نے ہی الہامِ الٰہی کے تحت اپنے بیٹے کا نام باھُوؒ رکھا اور آپؒ کی بہترین تربیت کی۔ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز اپنی ماں کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

''راستی از راستی آراستی'' یعنی میری والدہ راستی نے مجھے راستی سے آراستہ کیا۔

ایک فرانسیسی مفکر کا کہنا ہے کہ تم مجھے ایک اچھی ماں دو میں تمہیں ایک اچھی قوم دے دوں گا۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ پس فقیر اکثر اپنے نوجوان دوستوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم لوگوں میں سے کسی نے جنت کو حاصل کرنا ہے تو اپنے ماں اور باپ کی خدمت کیا کرو اور روزانہ رات کو سوتے وقت اپنی ماں کے پاؤں دبایا کرو۔

پانچواں باب (5)

حضرت سلطان باھوقدس سرّہٗ العزیز

کی ازواجِ مطہرات

اور اولادِپاک

حضرت سلطان العارفین باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کی ازواج مطہرات

باھُو سلطان قدس سرہ العزیز کی چار منکوحہ بیویاں تھیں۔

(۱) پہلی بیوی آپ قدس سرّہٗ العزیز کے ننہال انگہ شریف سون سکیسر میں آپؒ کے ماموں کی بیٹی تھی جس سے ولی محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ پیدا ہوئے آپؒ پہلے سجادہ نشین تھے اور آگے چل کر آپؒ کی اولاد دربار حضرت باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کی سجادہ نشین کہلائی۔

(۲) دوسری شادی بھی آپؒ نے اپنے آبائی شہر انگہ شریف میں اپنے ہم کفو اعوان خاندان میں کی۔

(۳) تیسری شادی آپؒ نے حضرت مخدوم برہان لنگر مخدوم والا میں کی جو غوث المُلک شیخ بہاؤالدین زکریا سہروردی رحمۃاللہ علیہ کی زندگی میں ہی آپؒ کے خلیفہ اور صاحب دعوت وارشاد تھے کی اولاد میں سے مخدوم زادہ کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔

(۴) مشہور ہے ایک ہندو ساہوکار کی بیٹی غوث المُلک شیخ بہاؤالدین محمد ابوبکر زکریا رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پُر انوار قلعہ ملتان پر ہے روزانہ آیا کرتی تھی۔قرآن مجید کی تلاوت سن کر نعت خوانی سے متاثر ہو کر اور غوث المُلک رحمۃاللہ علیہ کی توجہ سے اس نے دل وجان سے اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام کی حقانیت اسکے دل میں گھر کر گئی تھی اور وہ بتوں کی پوجا اور بت پرستی سے تائب ہو گئی تھی لیکن اس کیلئے

قبولیت اسلام کا اظہار ممکن نہ تھا۔ اگر اسکے خاندان والوں کو معلوم ہوجاتا تو وہ اسے قتل کر دیتے۔ جس روز سلطان العارفینؒ غوث المُلکؒ کے مزار پر دعوت پڑھ کر آپؒ سے میل ملاپ کر کے وداع ہونے لگے تو غوث المُلک رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا بـــاھُـــو سلطانؒ میں ایک امانت آپؒ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں وہ ایک ہندو ساہوکار کی نیک عفیفہ لڑکی ہے جو اسلام میں داخل ہونا چاہتی ہے آپؒ اسے قبول کر کے اپنی پناہ میں لے لیں اور اسے اسلام میں داخل کر کے اس سے شادی کر لیں۔ آپؒ دریائے جہلم اور چناب کے کنارے پر کھڑے تھے تو آپؒ نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکی آپؒ کے پیچھے کھڑی ہولے ہولے آنسو بہارہی ہے۔ آپؒ اس کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور توجہ سے ہی لوگوں کو تصرف سے اکٹھا کیا اس کو کلمہ طیب کی تلقین کی گواہوں کے روبرو اس سے نکاح کیا اسے اپنے حرم میں داخل کیا اور شورکوٹ شریف اپنے گھر لے آئے۔ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی قریبی ننہالی بیوی کے بطن سے ولی محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ پیدا ہوئے جن کا مزار رحیم یار خان سے چند میل کے فاصلے پر مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر نے آپؒ کے مزار پاک کی زیارت کی ہے اور آپؒ کے ہاتھوں کا لکھا ہوا قلمی قرآن مجید اور رسالہ روحی شریف دیکھا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی دوسری بیوی جو آپؒ کی ہم کفو تھیں کے بطن سے نور محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ پیدا ہوئے جو تعلیم حاصل کرنے کیلئے لیّہ کے ایک مدرسہ میں چلے گئے تھے وہاں پر مدرسِ اعلیٰ کی بیٹی سے آپؒ نے نکاح کر لیا اور وہیں کے ہو رہے۔ آپؒ کی اولاد نہایت فاضل اور دین اسلام کی مبلغ ہے اور آپؒ کی اولاد کے مزارات جمعہ شریف لیّہ میں ہیں۔

حضرت سلطانِ باھُو رحمۃاللہ علیہ کی اولادِ پاک

حضرت سلطانِ باھُو رحمۃاللہ علیہ کی دوسری ہم کفو بیوی اور تیسری جولنگر مخدوم والا سے تھیں ان دونوں کے بطن سے سات بیٹے پیدا ہوئے اور چوتھی بیوی جو اسلام قبول کر کے آپؒ کے حرم میں داخل ہوئیں ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔اس طرح سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے آٹھ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ولی محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۲) حضرت نور محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۳) حضرت لطیف محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۴) حضرت صالح محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۵) حضرت اسحاق محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۶) حضرت فتح محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۷) حضرت شریف محمد سلطان قدس سرہ العزیز

(۸) حضرت حیات محمد سلطان قدس سرہ العزیز

آپ قدس سرہ العزیز کی ایک بیٹی کا نام رحمت بی بی رحمۃاللہ علیہا تھا جو ولی محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ کی سگی بہن تھیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز نے اپنے صاحبزادوں کو اپنی زندگی ہی میں بلا کر فرمایا تھا کہ میرے وصال کے بعد میرا مزار ایک طرف اور زمین کے سات حصے ایک طرف جو میرا مزار لینا چاہتا ہے وہ میرا مزار لے لے اور یہ بھی کہا کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ زمینیں ختم ہو جائیں گی مگر میرا مزار سب سے بڑھ جائے گا۔پس ولی

محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ جو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے عاشق زار تھے انہوں نے تو مزار کو ترجیح دی اور باقی صاحبزادوں نے اپنے اپنے حصے کی زمین لے لی۔ پس باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کے وصال کے بعد ولی محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ آپؒ کے پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا قول سچ ثابت ہوا زمینیں ختم ہو گئیں آپؒ کا مزار مرجع خاص و عام ہے اور ہر سال لاکھوں زائرین دربار کی زیارت اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ مزار منورہ حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کے پہلے سجادہ نشین حضرت ولی محمد سلطان رحمۃاللہ علیہ کی اولاد میں سے سجادہ نشینوں کی دسویں پشت ہمارے زمانہ میں گزر رہی ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے سجادہ نشین

1102ھ تا 1431ھ

1- ولی محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ

2- محمد حسین سلطان رحمۃ اللہ علیہ

3- حافظ محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ

4- غلام باھُو سلطان رحمۃ اللہ علیہ

5- حافظ صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ	آپؒ کے چھوٹے بھائی حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ مناقب سلطانی سجادہ نشین نہ ہیں۔
6- نور احمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ	آپؒ کے چھوٹے بھائی دوست محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ بھی سجادہ نشینی کے دعوے دار تھے جن کی اولاد خضر سلطان اور ان کے صاحبزادے طاہر سلطان ہیں جو اپنے آپ کو نائب سجادہ نشین کہلاتے ہیں۔

7-امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ	سجادہ نشین امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی زوج میں سے نورالحسن سلطان رحمۃ اللہ علیہ تھے۔آپؒ کے بیٹے حاجی عبدالمجید سلطان رحمۃ اللہ علیہ اوران کے بیٹے صاحبزادہ حبیب سلطان سجادہ نشین دربار مائی باپ ہیں۔ دوسری زوج میں سے حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ، حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ تینوں بیٹے تھے۔ امیر سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نصف زمین اور دربار مائی باپ شورکوٹ شریف حضرت نورالحسن سلطان رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا تھااور آدھی زمین اور دربار حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز اپنے دوسرے تینوں بیٹوں کودے دیااور تحریری وصیت بھی کر دی۔امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں بیٹے یکے بعد دیگرے سجادہ نشین دربار حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز ہوئے۔
8-حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ	آپؒ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی حافظ فیض سلطانؒ کو سجادہ نشین مقرر کیا تھالیکن کچھ عرصہ بعد حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشینی کی پگڑی اپنے چھوٹے بھائی غلام جیلانی سلطانؒ کے سر پر رکھ دی اور خود دربار کاانتظام و انصرام سنبھال لیااور دونوں بھائی مل جل کر سجادہ نشینی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے منظور سلطانؒ وفات پا چکے تھے بانوے(92)

	سال کی عمر میں حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے حکم سے ایک دوسری شادی کی جس میں سے اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو ایک مادرزاد ولی اللہ فقیر عطا کیا جس کے فقر کی دھوم ہندو، سکھ، مسلمانوں اور دیگر مذاہب میں پھیلی ہوئی ہے اور وہ صاحبزادہ سائیں نجیب سلطان مدظلہٗ العالی ہیں جو شیراں والی اور زلفاں والی سرکار کے نام سے مشہور ہیں۔ حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی جوز سے ایک بیٹی حاجی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں تھی جن کی اولاد میں سے حبیب سلطان دربار مائی باپ کے سجادہ نشین ہیں۔
9- غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ	آپؒ کی پہلی بیوی سے صاحبزادہ مجیب سلطانؒ ملتان شریف میں رہائش رکھتے تھے۔ڈاکٹر اور سرکاری ملازم تھے جن کا حال ہی میں ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے اور آپؒ کی قبرِ مبارک محل پاک حضرت سلطان باھُوؒ کے غربی دروازہ کے باہر ہے۔

دوسری جوز سے غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے ہیں۔

1- منیب سلطان۔ 2- فخر سلطان۔

10- نجیب سلطان صاحبزادہ حضرت حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور منیب سلطان صاحبزادہ حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سجادہ نشینی دربار باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز کیلئے مختلف عدالتوں میں مقدمات زیرِ سماعت ہیں۔ ہائی کورٹ لاہور نے تا فیصلہ مقدمات سیشن جج کی نگرانی میں ایک انتظامی کمیٹی مقرر کر دی ہے جس میں دونوں اطراف کے دو دو ممبر شامل ہیں۔ یہ کمیٹی بھرپور انداز میں کام کر رہی

ہے۔انہوں نے دربار کے ساتھ کافی تعمیر و مرمت کی ہے۔ اب زائرین کو وہاں بڑی تبدیلی نظر آتی ہے۔صاحبزادہ نجیب سلطان صاحب کا کہنا ہے کہ سجادہ نشین کو دربار پر بڑا کام کرنا ہوگا۔سکول، کالج، ہسپتال،لنگر خانہ اور زائرین کیلئے عارضی رہائش گاہوں کا انتظام۔ پس جو بھی سجادہ نشین مقرر ہو اسے پابند کیا جائے کہ وہ دربار کی آمدن صرف دربار کے کاموں،فلاحی امور اور عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کرے۔سجادہ نشین صاحبِ حیثیت ہیں وہ اپنے اخراجات اپنے وسائل اور مریدین کی نذر نیاز سے پورا کریں۔اکثر فقیروں کی یہ خواہش ہے کہ کاش دونوں بھائی اپنے والدین کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے مل جل کر دربار کی خدمت کریں۔

چھٹاباب (6)

حجت من قرآن است

میری حجت قرآن مجید ہے

حجت من قرآن است

حضرت سلطانِ باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

''حجت من قرآن است'' میری حجت قرآن مجید ہے۔

قرآن مجید تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں رسول پاک ﷺ پر بذریعہ وحی نازل ہوا۔ وحی کی چند صورتیں ہیں۔

جبرائیل امین اللہ تعالیٰ کی جانب سے غار حرا میں پہلی وحی **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o** لے کر نازل ہوئے۔

قرآن مجید کی آخری آیت **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا**.(سورۃالمآئدہ/3) ہے۔

وحی کی دوسری قسم براہ راست وحی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو ''قل'' کہہ کر وحی نازل کی۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ ﷺ۔ **قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ o**

تیسری قسم کی براہ راست وہ وحی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو پیارے پیارے خطابات سے نوازا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: **یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ o یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ o یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ o یٰسٓ o طٰہٰ o**

چوتھی قسم کی وحی شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے براہ راست حضور نبی کریم ﷺ پر کی۔

فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی o(سورۃالنجم/10)

پس ہم نے وحی کی جو وحی کی اپنے بندہ کی طرف۔

قرآن مجید کی آیات کے علاوہ حضور نبی کریم ﷺ کبھی خواہش کا کلام نہ فرماتے

تھے بلکہ ہر حال میں آپ ﷺ کی زبان سے وحی الٰہی نازل ہوتی تھی۔قولہٗ تعالیٰ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰیo (سورۃالنجم/4~3)

آپ ﷺ خواہش کا کلام نہیں فرماتے۔آپ ﷺ کا کلام سوائے وحی الٰہی کے اورنہیں ہوتا۔

علماء کرام نے وحی کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(۱)وحی متلو قرآن مجید کا حصہ ہے۔

(۲)وحی غیر متلو احادیث کا حصہ ہے۔

قرآن مجید دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی الہامی کتاب ہے جس کی سچائی میں کوئی شک نہیں۔ یہ نظم،نثر،غنایت،تاثیر،ردم،اور حکم کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو دین و دنیا کی ہر بھلائی کا منبع اور ہر برائی کا علاج اور فلاح دین و دنیا کا نسخہ کیمیا ہے۔

قرآن مجید کا دعویٰ

قرآن مجید کا دعویٰ ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَo(سورۃالبقرۃ/23)

اور جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے اگر تمہیں اس پر کوئی شک ہو تو لے آؤ اس کی مثل ایک سورت بیشک تم اللّٰہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو تو۔

عرب کے شعراء غیر عرب لوگوں کو عجمی یعنی گونگے کہا کرتے تھے اور ہر شاعر تفاخر کیلئے اپنا کلام کعبہ کے اندر لٹکا دیا کرتا تھا اور ادنیٰ شاعر کا کلام اتار دیا جاتا تھا۔عربی ایسی فصیح زبان ہے کہ تلوار کے ہی سو(100) کے قریب نام موجود ہیں۔جب قرآن مجید

نازل ہوا تو کسی صحابیؓ نے سورۃ کوثر لکھ کر کعبہ کے اندر آویزاں کر دی کسی شاعر سے اسکا جواب نہ بن پڑا بلکہ بہت سے شعراء نے تو کلام کہنا ہی چھوڑ دیا۔

قرآن مجید کی آیات دو دو، تین تین، چار چار، حروف سے اسطرح مرکب ہیں کہ نہ تو ان کے اندر کوئی زائد لفظ داخل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی لفظ باہر نکالا جا سکتا ہے جیسے آیت کُلُوْاوَشْرَبُوْاوَلَاتُسْرِفُوْا. (سورۃالاعراف/31) کھاؤپیؤ اوراسراف نہ کرو۔ دیکھیں تین الفاظ میں مضمون اور بندش ایسی چست ہے کہ جس کا جواب دینا ممکن نہیں۔ جب مروان نے سورۃ آل عمران کی بجائے مروان لکھ دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ سے ٹٹول کر ہی اس غیر لفظ کا اندازہ کر لیا اور مروان کو مدینہ منورہ سے چھ فرسخ دور علاقہ بدر کر دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مزید چھ فرسخ دور علاقہ بدر کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مزید چھ فرسخ دور علاقہ بدر کر دیا۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّانَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَوَاِنَّالَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o(سورۃالحجر/9)

ہم نے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

سون سکیسر میں جہاں اکثر آبادی اعوان کاری کی ہے دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح کے موقع پر ایک ہی صف میں ستر ستر حافظ قرآن کھڑے ہوتے ہیں اور یہ قرآن مجید کی حفاظت کا وہ اعجاز ہے جو صرف اور صرف قرآن مجید کو ہی حاصل ہے۔ ہزاروں لاکھوں حفاظ کے سینے میں قرآن مجید کا سمندر موجزن رہتا ہے اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شاید تصوف یا فقر کا موضوع غیر اسلامی ہے۔ سلطان

العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا راہ سلوک اور فقر میں میری حجت قرآن مجید ہے۔ پس ہم اُن آیات قرآن کا ذکر کرتے ہیں جن کو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے اپنی کتابوں میں بطور حجت بیان کیا ہے۔

آیات قرآنی

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے جن آیاتِ قرآن مجید کو اپنی کتابوں میں بطور حجت درج کیا ہے ان کا بیان کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ تصوف قرآن مجید سے باہر کوئی شئے نہیں۔

(1) اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...(سورۃالنور/35)

اللّٰہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے اور اس نور کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی اطاق ہو۔جس کے اندر ایک فانوس روشن گویا کہ چمکتا ہوا موتی۔جس کے اندر ایک روشن چراغ ہو جو روغن زیتون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی بلکہ خود بخود جل جل اٹھتا ہو بغیر آگ کے چھوئے۔پس یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کی کیفیت ہے۔اللّٰہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت بخشتا ہے۔

اس کی شرح ہم باب اول میں کر چکے ہیں یہ آیاتِ متشابہات میں سے ایک آیت ہے جس میں اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مشابہت ایک مثال سے دی ہے۔آیئے ہم نور اللّٰہ کا جائزہ اس مثال کی روشنی میں انسانی وجود میں لیتے ہیں۔

اطاق خاکی جسم ہے۔

زجاجہ فانوس قلبی وجود کا نور ہے۔

روشن چراغ روح ہے۔

روغن زیتون جو نہ شرقی ہے نہ غربی اور بغیر آگ چھوئے جل جل اٹھتا ہے نورِ

ربوبیت ہے جس سے چراغ روح کو زندگی ملتی ہے۔

کائنات کی ہر شئے میں تحت الثریٰ سے عرش معلٰی تک سب ناسوتی عالم میں وحدت الوجود موجود ہے۔ایک ذرہ میں (External Body) اس کے اندر الیکٹران قلبی نور، اس کے اندر (Proton) روح کا چراغ اور نیوکلئیس نور ربوبیت ہے جو ذرہ میں حیات اور حرکت پیدا کرتا ہے۔

لَا تَتَحَرَّکَ ذَرَّۃً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہ.

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز اسے وحدت الوجود کہتے ہیں۔

(2) اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ.(سورۃالفتح/29)

صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم کی شان یہ ہے کہ وہ کافروں کیلئے تو سخت ہیں جبکہ مومنین مسلمانوں کیلئے رحم دل ہیں۔

(3) ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ o(سورۃالرحمٰن/60)

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

ایک دوسرے پر احسان کرنے والوں کو قرآن مجید میں محسنین کہا گیا ہے۔

(4) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُ الْمُحْسِنِیْنَo(آل عمران/134)

احسان کرنیوالے اللّٰہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشحالی اور تنگدستی دونوں حالتوں میں وہ غصہ پر قابو پالیتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) اللّٰہ تعالیٰ ایسے احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

بعض لوگ جب کسی پر احسان کرتے ہیں تو یہ چاہتے ہیں کہ جس پر احسان کیا ہے وہ ہمیشہ اپنے محسن کی تعریف کرتا رہے یا اپنے احسان کے بدلہ میں اس کی طرف

سے احسان کے منتظر رہتے ہیں۔وہ نہ صرف اپنی نیکی برباد کر لیتے ہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے کڑھتے رہتے ہیں اور پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔احسان وہی ہے جو خاص اللّٰہ کیلئے کیا جائے جس سے قلبی فرحت اور روحانی مسرت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعے ’’**ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ** o‘‘ کی تعلیم ہی دی تھی۔ایک شخص جو یتامیٰ کے سر پر دست شفقت رکھتا اور ان کی مدد کیا کرتا تھا اس نے اپنے بچوں کیلئے ایک خزانہ تہہ دیوار دفن کر رکھا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو خدشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں دیوار گر نہ جائے اور خزانہ ظاہر نہ ہو جائے اور اس گاؤں کے لوگ جو نہایت ظالم تھے مسافروں کو پانی تک نہ پوچھتے تھے وہ اس پر قبضہ نہ جما لیں وہ شخص اللّٰہ کی خاطر یتامیٰ پر احسان کیا کرتا تھا اللّٰہ تعالیٰ نے دو رسولوں کو حکم دیا کہ دیوار تعمیر کر دیں۔اس طرح اللّٰہ تعالیٰ نے مرنے والے شخص کے احسان کا بدلہ خود اتار دیا۔پس کسی مسکین کو کھانا کھلانا،اللّٰہ کی خاطر اپنے غصہ کو دبا لینا اور کسی کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کر دینا بھی احسان ہے۔بلکہ احسان وہی ہے جو صرف اللّٰہ تعالیٰ ہی کی ذات کیلئے کیا جائے۔

(5) **كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا**.(سورۃالجمعة/5)

وہ گدھے کی مانند ہیں جنہوں نے بوجھ اٹھا رکھا ہے۔

کسی بھی کام کی تکمیل کیلئے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے علم، عمل اور خلوص یعنی خالص اللّٰہ کیلئے۔پس جو لوگ خالی علم پر فخر کرتے ہیں اور کتابوں کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی عمل یا زہد بغیر علم کے اختیار کرتا ہے وہ

آخری عمر میں جنونی ہوجاتا ہے یا پاگل ہوکر مرتا ہے۔

جوعمل خالص اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کیلئے نہیں کیا جاتا وہ عمل ایک بانجھ عورت کی مانند ہوتا ہے جس کا کوئی بچہ نہیں ہے وہ اس درخت کی مانند ہے جس کو کوئی پھل نہیں لگتا یعنی بے اخلاص شجر بے ثمر ہوتا ہے۔

رسول پاک ﷺ نے کہا یا اللّٰہ! میں تجھ سے جاہل عالم سے پناہ مانگتا ہوں۔

صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم نے عرض کی حضور ﷺ! جاہل بھی اور عالم بھی۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایاہاں وہ ظاہر کا عالم ہے اور دل کا جاہل۔یا اللّٰہ مجھے اپنی پناہ میں لے لے کہیں میں جاہلوں (اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ) میں سے نہ ہوجاؤں۔

(6) وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ (سورۃ آل عمران/26)

سب عزت تو اللّٰہ، اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہی ہے اور بھلائی تو سب اللّٰہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

خیر اور شر، عزت اور ذلت کا پیدا کرنیوالا تو وہی ہے لیکن عزت ان لوگوں کو ملتی ہے جو عزت والے کام کرتے ہیں اور جو بُرے کام کرتے ہیں ان کو ذلت نصیب ہوتی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے انسان کو آگ، پانی، مٹی، ہوا کے مرکب اور سڑے ہوئے گارہ سے پیدا کیا اور خلق جدید میں اسکی پیدائش ایک ناپاک قطرہ نطفہ سے کی اور پھر اسے احسن تقویم سے اپنی صفات کا نمونہ بنا کر عقل وشکل اور علم میں ساری مخلوقات سے بہتر بنایا اسے عزت وتکریم دی ''کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ'' کا مصداق بنایا لیکن جب اس نے اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو گرا لیا تو اسے اسکی پہلی حالت پر لوٹا دیا گیا۔ثُمَّ

رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اسے گرے ہوئے حیوانات سے بھی نیچے گرا دیا۔ انہیں حیوان کہا گیا بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ. (سورۃالفرقان/44)

بنی اسرائیل ایک برگزیدہ قوم تھی جسے دنیا کے لوگوں پر فضیلت اور عزت دی گئی لیکن جب انہوں نے اللہ کے احکام سے روگردانی کی تو ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا گیا۔ گیارہ میں سے دو اسباط تو ابھی تک گم ہیں انہیں قعرِ مذلت میں گرا دیا گیا۔ اب انہوں نے ایک چھوٹی سی ریاست بنی اسرائیل کے نام سے بیت المقدس کے گرد بنا لی ہے اور دوبارہ عروج حاصل کر رہے ہیں لیکن اب مسلمان بھی ایسی غلطیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں جو زوال پذیر قوموں میں پائی جاتی ہیں۔ ہم نے دین عبادت کو سمجھ لیا ہے اپنے مال و جان کی حفاظت کیلئے وظائف اور تسبیح خوانی میں مصروف ہیں۔ جو مسلمان کمزوروں کی حفاظت کیلئے شمشیر بکف رہتے تھے آج اپنی حفاظت کیلئے دوسروں کے آگے کاسۂ گدائی پھیلائے پھر رہے ہیں۔ اگر عزت سے جینا نہیں آتا تو عزت سے مرنا سیکھو۔

(7) اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النسآء/59)

اطاعت کرو اللّٰہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور جو تم میں سے صاحب امر (اولیاء اللّٰہ) ہیں ان کی۔

بحیثیت سربراہ سلطنت رسول اکرم ﷺ کے دو منصب ہیں۔

ایک تو آپ ﷺ زمین پر خلیفۃ اللّٰہ ہیں۔

دوسرے آپ ﷺ امام الانبیاء ہیں۔

حضور پاک ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں ہی اشارہ کنایہ سے واضح کر چکے تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بعد اوّل خلیفۃ الرسول ہوں گے۔ اس طرح حضور پاک ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنہ ،حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ،حضرت علی علیہ السلام اورحضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام پانچ خلیفہ ہوئے اور یہی خلفائے راشدین ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی یہ واضح فرمادیا تھا کہ میرے بعد امامت الاولیاء کے وارث علی علیہ السلام ہوں گے ''اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا'' ''لَحْمَکَ لَحْمِیْ''، اورخُم غدیر پرعلی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کرکے فرمایا''مَنْ کُنْتُ مَوْلٰی فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلٰی'' اور یہ اعلان وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کوموسیٰ علیہ السلام سے تھی ہارونؑ نبی تھے لیکن علیؓ نبی نہیں ہیں۔آپؓ کوابوتراب کہنا یعنی وہ جس نے اربعہ عناصر کے وجوداوروجود کے گھوڑے پرکاٹھی ڈالی ہوئی ہے اوراس منصبِ امامت کا ثبوت یہ ہے کہ علی علیہ السلام جملہ سلاسل تصوف اورمہرِ ولایت کے مالک ہیں۔

خلافت اورامامت کے فرق کوایک مثال سے سمجھتے ہیں۔ایک جگہ دوعورتوں کے ہاں دوبچے پیدا ہوئے ایک بچی تھی اور دوسرا بچہ لیکن دونوں ہی بچہ کی دعویٰ دارتھیں۔ یہ مقدمہ حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔خلافت گواہوں کی طلبگار تھی لیکن کوئی گواہ موجود نہ تھا اسلئے حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلا بھیجا اور یہ معاملہ ان کے سامنے رکھا حضرت علی علیہ السلام نے دوپیمانوں میں ایک جیسی مقدار میں دودھ حاصل کیا اورانکاوزن کیاایک دودھ ہلکااوردوسرابھاری تھا۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جس کا دودھ ہلکا ہے اسے بچی اور بھاری دودھ والی عورت کو بچہ دے دواس پرعمل درآمد کرنے کے بعدحضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابوالحسنؑ !آپؓ نے یہ فیصلہ کیسے کیا؟ حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا قانون وراثت ماں کی چھاتیوں سے شروع ہوجاتا ہے بیٹی کا حصہ آٹھ آنے اور بیٹے کا حصہ ایک روپیہ ہوتا ہے پس میں نے وزن کر کے دیکھ لیا۔ یہ ہے امامت کا فیصلہ۔اس پر حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا"لَوْلَا عَلِیٌّ هَلَکَ الْعُمَرُ." اگر آج علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

رسول پاک ﷺ کے وصال اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ میں تین قسم کی {Lobbies} پیدا ہو گئیں تھیں۔

(1) حضرت علی علیہ السلام کی بیعت خلافت جمہور صحابہ نے مدینہ منورہ میں کر لی تھی لیکن شام کا گورنر امیر معاویہؓ مرکزی خلافت کو ماننے پر تیار نہ تھے۔ مروان بن الحکم جسکو سورۃ آل عمران کو آل مروان کہنے پر حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے چھ فرسخ باہر نکال دیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسمیں مزید اضافہ کر کے اس کو بارہ (12) فرسخ علاقہ بدر کر دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ (18) فرسخ دور علاقہ بدر کر دیا لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا تو مروان بن الحکم نے جو حضرت عثمان غنیؓ کی بیوی حضرت نائیلہؓ کا بھائی تھا کی مدینہ واپسی کی سفارش کیلئے حضرت نائیلہؓ نے حضرت عثمان غنیؓ سے اجازت مانگی تو حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا جو کام رسول پاک ﷺ، حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے نہیں کیا میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں میں اسے مدینۃ الرسول ﷺ واپس آنے کی اجازت نہیں دے سکتا رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے صرف اتنی رعایت دے سکتا ہوں کہ اسے مزید چھے فرسخ دور نہ کروں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ غزوہ احد میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابئ نے رسول پاک ﷺ کو مشورہ دیا تھا کہ اب کفار قریش سے جنگ مدینہ میں رہ کر کی جائے۔ اس کا مطلب مسلمانوں کو کمزور اور دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس مشورہ کو تسلیم نہ کیا۔ قریش اور ان کے حامی قبائل سے جنگ میدان احد میں لڑنے کا

فیصلہ کیا۔ جب مجاہدین کا لشکر میدان احد کی طرف بڑھا تو رئیس المنافقین عبد اللّٰہ بن ابیٔ اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لیکر یہ کہتے ہوئے لوٹ گیا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور ہماری بات بھی نہیں مانی گئی۔ایک ہزار لشکر میں سے تین سو سپاہیوں کا عین میدان جنگ سے پیچھے ہٹ جانا فوج میں کتنی بددلی پیدا کرسکتا ہے یہ صرف رسول اللّٰہ ﷺ جیسے کمانڈر کا ہی کام تھا کہ سات سو افراد کے ساتھ دشمنوں سے ٹکر لی۔

عبد اللّٰہ بن ابیٔ تو فوت ہوگیا لیکن اس کے ساتھیوں کی پوری جماعت مدینہ منورہ میں موجود تھی اور اب مروان بن الحکم ان کا سربراہ تھا جو امیر معاویہؓ کے ساتھ مل کر اسلامی حکومت کی بیخ کنی پر تلا ہوا تھا حضرت عثمان غنی رضی اللّٰہ عنہ کے عہد میں وہ ازخود مدینہ واپس آ گیا اور اس نے دفتر خلافت کو یرغمال بنالیا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت، معاویہ بن یزید کو زہر دینے، مسجد نبوی پر قبضہ کر کے شامی فوجوں کے گھوڑے باندھنے اور تین دن تک مدینۃ الرسول ﷺ میں جو مقام حرم ہے قتل و غارت کرنے اور میدان کربلا میں زیاد کو فوجی گورنر بنوانے میں بھی اسی کا ہاتھ تھا بالآخر اس نے اسلامی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس کا بیٹا عبدالملک پہلا اموی خلیفہ بن گیا اور بعد ازاں ولید بن الملک اور سلیمان بن الملک نے حضرت امیر معاویہؓ کے موروثی نظامِ حکومت کو مستحکم کر دیا۔ایسے حالات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نہ تو امیر معاویہؓ کا ساتھ دینا چاہتے تھے اور نہ ہی حضرت علی علیہ السلام کی مدد کو تیار تھے۔

دوسری لا بی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھیوں کی تھی وہ تعداد میں کم تھے۔امیر معاویہؓ کی فوجوں اور مروان کی شرارتوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے اسلئے حضرت علی کرم اللّٰہ وجہہ الکریم کو کوفہ کی طرف رخ کرنا پڑا۔کوفہ مرکز کا مطیع تھا اور شام کے مقابلہ میں طاقتور صوبہ تھا پس حضرت علی علیہ السلام نے مدینہ سے کی بجائے کوفہ کو اپنا دارالخلافہ

بنالیا۔کوفہ ایک فوجی چھاونی بھی تھی اور چند ماہ کی فوجی تربیت سے اسّی ہزار کا لشکر بنالیا اسی طرح آپ علیہ السلام امیر معاویہؓ کی شامی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوگئے یہ آپؑ کے فوجی تدبر کی بہترین مثال ہے۔

مدینہ میں تیسری لابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تھی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن اسماء کے بیٹے اور آپؓ کے بھتیجے تھے وہ بھی خلافت کے امیدوار تھے انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر اپنے حق میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت فوج کی صورت فراہم کر لی تھی۔

چند الفاظ اس لئے تحریر کیے ہیں تا کہ خلفائے راشدین کے زمانے کی کچھ کیفیت سامنے آجائے۔امیر معاویہؓ کی لابی تو کھلم کھلا مرکزی خلافت کو تباہ کرنے اور پنجتن پاک سے انا کی بنیاد پر ان سے بدلہ لینے پر تلی ہوئی تھی۔امیر معاویہؓ نے خلافت کو ملوکیت اور موروثی حکومت میں تبدیل کر دیا تھا۔آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پنجتن پاک کے دشمن صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ،حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہ تھے بلکہ یہ دوسرے لوگ تھے جو ہمیشہ اسلام کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کی جدو جہد میں مصروف رہتے تھے۔پس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو بُرا بھلا کہنا اور تبرہ بازی کرنا اپنے ایمان کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اسلامی خلافت کو موروثی بادشاہت میں تبدیل کیا اور علمائے سوء نے خلافت کے جائز ہونے کا جواز اُولِی الْاَ مْرِمِنْکُمْ سے لیا اور ان خلفاء کی بیعت کو عوام کیلئے واجب قرار دیا انہوں نے یہاں تک کہا کہ اگر آپ کا امیر ایک حبشی غلام ہو تب بھی اس کی اطاعت کرو خواہ وہ فاسق وفاجر ہی کیوں نہ ہو۔اسی سے یزید کی بیعتِ خلافت کا جواز پیدا کیا جاتا ہے۔

حکم تو یہ ہے کہ اطاعت کرو اللہ کی اس کے رسول ﷺ کی اور صاحب امر کی۔

پس امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں حضرت علی علیہ السلام اور یزید کے مقابلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور علماء کے مقابلہ میں اولیاءعظام اولی الا مر ہیں۔

حال ہی میں ایک مولوی کو نظامِ اسلام نافذ کرنے کا موقع دیا گیا تو اس کے پیروکاروں نے ہر ایک کو داڑھی رکھنے پر مجبور کیا۔ حجام کی دکانیں گرا دیں۔ عورتوں کی زیب وزینت کا سامان لوٹ لیا۔ بچیوں کے سکول بم سے اڑا دیے۔ بچوں کو اغوا کر لیا گیا۔ غیر مسلموں کو بندوق کے زور پر جزیہ ادا کرنے کو کہا گیا اور مرکزی حکومت کے احکام ماننے سے انکار کر دیا گیا اور حکومت کے اندر ایک اور حکومت بنانے کی کوشش کی اور پاکستان جو دنیا میں اسلام کا ایک قلعہ ہے اسے مسمار کرنے کی جدو جہد کی اور ہزاروں مسلمان فوجی مار دیے گئے۔ فوجی آپریشن کے نتیجہ میں لاکھوں لوگ گھر سے بے گھر ہو گئے۔ یہ ہے مولوی کا اسلامی نظام جسے وہ نافذ کرنا چاہتا ہے اسلامی نظام کا نعرہ سیاسی نعرہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ورنہ مولوی کے پاس اسلامی نظام حکومت نافذ کرنے کا کوئی خاکہ نہیں۔

موجودہ دور کے علماء نے ایک اور بات عوام میں پھیلا دی ہے کہ جمہوری نظام اسلام کے بہت قریب ہے اسلئے اسی نظام کو اسلامی نظام کے نعم البدل کے طور پر قبول کر لینا چاہیے۔ چند ماہ قبل ایک بڑے عالم یہ فرما رہے تھے کہ جمہوریت اسلامی نظام کا بہترین نعم البدل ہے وہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان میں جمہوری نظام کمزور ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام نافذ ہو۔ اللہ کے فضل سے ہم آئندہ صفات میں اسلامی نظام کا مکمل خاکہ پیش کریں گے۔

(8) اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآاَنَامِنَ الْمُشْرِکِیْنَ o (سورۃ الانعام/80)

بیشک میں نے نیت کی اور اپنا رخ اللّٰہ کی طرف پھیر لیا جو کائنات عالم آسمانوں وزمین کا منتظم ہے میں حنیف ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

فقیر کو چاہے کہ اپنی نیت اور رخ اللّٰہ کی طرف کرے اور اس کے بنائے ہوئے طریقہ پر چلے اور مشرکوں کی مشرکانہ رسوم کو مکمل طور پر چھوڑ دے۔شرک سے مراد کسی کو اللّٰہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات میں شریک ٹھہرانا ہے اور یہ مشرکوں کا کام ہے۔ درباروں پر چڑھاوے اور چادریں چڑھانا یہ تعظیم ہے مشرکانہ رسوم نہیں لیکن دربار کو سجدہ کرنا شرک ہے۔

(9) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ٥ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ٥

(سورۃالرحمٰن/27~26)

جو کچھ بھی ہے سب کو فنا ہونے والی ہے اور باقی رہنے والا صرف تیرے رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہے۔

(10) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (سورۃالبقرۃ/20)

بیشک اللّٰہ تعالیٰ کی صفت قادر وقدیر ہے قدیر صرف اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کیلئے مخصوص ہے جبکہ قادر انسان کو بھی کہہ سکتے ہیں۔

اکثر سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو کتنا قادر بنایا گیا ہے اور کتنا مجبور۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
جو چاہے سو آپ کرے ہم کو عبث بدنام کیا

انسانی زندگی کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہ بعض کاموں میں مختار نظر آتا ہے اور بعض کاموں میں مجبور۔ دنیا اور عالم ناسوت کی ہر شئے اسکی قدرتِ قدیر کے سامنے عاجز ومطیع ہے۔زمین،سورج، چاند،ستارے،سیارے حتیٰ کہ ایک ایک ذرہ اسکے حکم پر اپنی اپنی

ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے اور رتی بھر اسکے حکم سے انحراف وسرتابی نہیں کرتا۔

وہی ہر شئے کی ضروریات کو بھی پورا کرتا ہے۔سورج کو لاکھوں ٹن ہیلیم گیس کی روزانہ ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کون پوری کرسکتا ہے؟ انسان بھی اپنی زندگی کے مختلف امور میں مجبورِ محض ہے اتنی سکت نہیں رکھتا کہ ایک لقمہ ہی اللہ کے حکم کے بغیر اپنے منہ میں ڈال سکے۔ایک شخص کھانا کھانے لگا پہلا لقمہ منہ میں ڈالا تھا کہ حلق میں پھنس گیا اور اسکی موت ہوگئی یہ محض اتفاق نہیں ہے بلکہ کسی کے حکم کے تابع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسکے اعمال وافعال میں مختاری دی ہے چاہے تو ایسا بن جائے کہ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں یا بُرائی میں اتنا بڑھ جائے کہ حیوان بلکہ حیوانوں سے بدتر ہو جائے اور اسے اسفل السافلین میں لوٹا دیا جائے۔اعمال وافعال میں خودمختاری کے باعث ہی انسانوں سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

جو فقیر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o کے عامل کامل ہوتے ہیں وہ مالک الملکی فقیر بن جاتے ہیں اور انہیں ہر شئے کو تبدیل کرنے کی قادری قوت حاصل ہو جاتی ہے۔اگر چاہے تو بادشاہ کو اسکے مرتبہ سے معزول کر دے اگر چاہے تو گداگر کو بادشاہی بخش دے۔ مالک الملکی فقیر کے یہی مراتب ہوتے ہیں۔

(11)وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْo(سورۃ الضحیٰ/10)

اور سائل کو مت جھڑکو۔

(12)وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ o

(سورۃ یوسف/21)

اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(13)وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی.

(سورۃ بنیٓ اسرآءیل/72)

جواس دنیا میں اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا (یعنی دیدارِ الٰہی سے مشرف نہ ہوگا)۔

(14) فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ. (سورۃالبقرہ/115)

تم جس طرف بھی رخ کرتے ہو میں اسی طرف موجود ہوتا ہوں۔

(15) وَهُوَ مَعَكُمۡ اَیۡنَ مَا كُنۡتُمۡ. (سورۃالحدید/4)

اورتم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو میں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں۔

(16) وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا. (سورۃالبقرہ/31)

اور اللہ کی آیات کو تھوڑی قیمت میں مت بیچو (یعنی تھوڑی آمدن کیلئے قرآنی آیات کے تعویز نہ بنایا کرو اور ذاتی منافع کیلئے غلط فتویٰ مت دیا کرو)۔

(17) وَنَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ. (سورۃصٓ/72)

ہم نے اپنی (ملکیت) روح آدم (علیہ السلام) کے جسم میں پھونک دی۔

(18) اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَهَا. (سورۃالاحزاب/72)

ہم نے اپنی امانت (اسم اللہ کا نور) زمین وآسمان کے سامنے پیش کیا تو ان سب نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کیا اور انسان جو اس بوجھ کی حقیقت سے ناواقف اور جلد باز تھا اس نے اسے اٹھانے کی حامی بھرلی۔

(19) اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ. (سورۃ المؤمن/60)

میرے (اسم اور اسماء) کی دعوت دو میں دَرِجابت کھول دوں گا۔

(20) اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ.

(المجادلۃ/22)

ہم نے ان کے قلوب میں (نور) ایمان ثبت کر دیا ہے اور اس میں روح سے مدد دے دی ہے (یعنی قلب سلیم عطا کر دیا ہے)۔

(21) يَوْمَ لَايَنْفَعُ مَالٌ وَّلَابَنُوْنَo اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ o
(سورۃالشعرآء89~88)

اس دن مال اور اولاد کوئی کام نہ دے گی سوائے اسکے کہ کوئی قلب سلیم لے کر (بارگاہ الٰہی میں) حاضر ہو۔

(22) لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ o (سورۃالقصص/24)

جو خیر تو نے نازل فرمائی میں اس کا سب سے بڑا حاجتمند ہوں۔

(23) وَمَامِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا. (سورۃ ھود/6)

دنیا میں کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کے رزق کا ذمہ دار اللہ نہ ہو۔

(24) وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى o فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى o (سورۃالنّٰزعٰت/41~40)

اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات (نفسانی) سے روک دیا تو یہی اس کیلئے جنت الماویٰ ہے۔

(25) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَايَحْزَنُوْنَ o (یونس/62)

جان لو! کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی حزن ہوتا ہے نہ غم۔

(26) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ. (سورۃآل عمران/185)

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(27) يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ.
(الانعام/96)

وہ مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے۔

(28)مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰیO(سورۃالنجم/17)

حضور پاک ﷺ کی آنکھیں دیدارانوارِ اللہ رب العزت کے وقت (معراج کی رات)نہ تو بہکیں نہ بھٹکیں (اسی طرح فقیر دل کی آنکھوں سے دیدار کیا کرتے ہیں)۔

(29)عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْO(سورۃالعلق/5)

ہم نے انسان کووہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

(30)مِنْ لَّدُنَّاعِلْمًاO(سورۃالکھف/65)

ہم نے (اسے)علم لدنی عطا کیا۔

(31)وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا.(سورۃالبقرۃ/31)

اورہم نے آدم(علیہ السلام) کواسمائے کل (یعنی حروف تہجی) کاعلم عطا (جس سے وہ ہر شے کا نام رکھتے)۔

(32)فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَOالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ.(البقرۃ/3~2)

قرآن مجید میں لوگوں کیلئے ہدایت ہے اس طرح قرآن مجید کتاب الھدایت حضور نبی کریم ﷺ رسول الھدایت اور جملہ اقوام کیلئے انبیاء کرام ھادی یعنی ہدایت دینے کیلئے مبعوث فرمائے گئے۔

(33)اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْایُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ.

(سورۃ البقرۃ/257)

اللہ تعالیٰ جن کواپنا ولی بناتا ہےان کوظلمات سے نکال کرنور میں داخل کردیتا ہے۔

(34)فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْالِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًاصَالِحًاوَّلَا یُشْرِکْ

بِعِبَادَةِ رَبِّہٖٓ اَحَدًاo (سورۃالکھف/110)

اور جوکوئی لقائے رب العالمین کا خواہش مند ہے اسے چاہئے کہ عمل صالح اختیار کرے اوراس کی عبادت میں کسی ایک کوبھی شریک نہ کرے۔

(35)اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا o

(سورۃ بنی اسراء یل/65)

(اے شیطان!)تومیرے بندوں پرحاکم نہ ہوگا(اے میرے بندے!) تیرارب تیرے لیے کافی وکیل ہے۔

(36)وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنَ o(ای لِیَعْرِفُوْنَ).

(سورۃ الذٰریٰت/56)

اورہم نے جنوں اورانسانوں کوعبادالرحمٰن بننے(اوراس کی پہچان) کیلئے پیدا کیا۔

(37)قُلْ لَّوْکَانَ الْبَحْرُ مِدَادًالِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَالْبَحْرُقَبْلَ اَنْ تَنْفَدَکَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْجِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا o (سورۃ الکھف / 109)

آپ کہہ دیجئے کہ اگرسات سمندرسیاہی بن جائیں اورروئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنادی جائیں توبھی تم کلماتِ ربی کوضابطہ تحریرمیں نہیں لاسکتے۔

(38)فَاسْتَقِمْ کَمَآاُمِرْتَ.(سورۃ ھود/112)

جیساحکم دیاگیااس پراستقامت اختیارکیجیے۔

(39)وَاعْبُدْرَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُo(سورۃالحجر/99)

اوراپنے رب کی عبادت کروحتیٰ کہ تم یقین (کے انتہائی)مرتبہ کوپہنچ جاؤ(علماء کےنزدیک ترجمہ یہ ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے)۔یقین کے مراتب یہ ہیں۔علم الیقین،عین الیقین،

حق الیقین ،مراء ۃ الیقین ، مخ الیقین ۔

(40)اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِوَالۡمَوۡعِظَۃِالۡحَسَنَۃِ.

(سورۃالنحل/125)

لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت حکمت اور موعظہ حسنہ سے دیجئے جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے وضو میں غلطی نکالنے کے بہانے ایک بوڑھے کو وضو کا صحیح طریقہ سکھا دیا۔

(41)اِنَّ اللّٰہَ لَا یَضِیۡعُ اَجۡرَالۡمُحۡسِنِیۡنَo(سورۃالتوبہ /120)

بیشک اللّٰہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

جوشخص کسی کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کی خاطر احسان کرتا ہے اللّٰہ تعالیٰ اس کا اجر ضائع نہیں کرتا بلکہ اس احسان کا بدلہ خود عطا کرتا ہے۔

(42)اَلرَّحۡمٰنُ o عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ o خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ o عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ o

(سورۃ الرحمٰن/4~1)

رحمٰن (وہی ہے)جس نے قرآن مجید کا علم عطا کیا انسان کو (نطفہ سے)پیدا کیا اور اسے قوت بیانیہ عطا کی۔

(43)اَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۤ اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ.(سورۃالبقرۃ/40)

تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا (دنیا وآخرت میں کامیابی عطا کردوں گا)۔وہ عہد یومِ الست کو ''اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ '' کیا میں تمہارا رب ہوں کا سوال کر کے لیا گیا تھا جبکہ روحوں نے اقرار کیا تھا ''قَالُوۡابَلٰی '' ہاں تو ہمارا رب ہے۔

(44)اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَیۡبِ لَھُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ کَبِیۡرٌo

(الملک/12)

جولوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب میں ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے۔

(45) يَدُاللّٰهِ فَوُقَ اَيُدِيُهِمُ. (سورۃالفتح/10)

یارسول اللہ ﷺ! (جب آپ لوگوں سے دست بیعت لیتے ہیں) تو آپ ﷺ کے ہاتھ کے اوپر میرا ہاتھ ہوتا ہے۔

(46) وَعِنُدَهٗ مَفَاتِحُ الُغَيُبِ لَايَعُلَمُهَآاِلَّاهُوَ وَيَعُلَمُ مَا فِی الُبَرِّ وَالُبَحُرِ وَمَا تَسُقُطُ مِنُ وَّرَقَةٍ اِلَّايَعُلَمُهَاوَلَاحَبَّةٍفِیُ ظُلُمٰتِ الُاَرُضِ وَلَا رَطُبٍ وَّلَايَابِسٍ اِلَّافِیُ كِتَابٍ مُّبِيُنٍo(سورۃ الانعام / 59)

اوراسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

(47) وَلَاتَقُوُلُوُالِمَنُ يُّقُتَلُ فِیُ سَبِيُلِ اللّٰهِ اَمُوَاتٌ بَلُ اَحُيَاءٌ وَّلٰكِنُ لَّاتَشُعُرُوُنَ o (سورۃ البقرہ / 154)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں شعور نہیں۔

(48) وَمَا تَوُفِيُقِیۤ اِلَّابِاللّٰهِ. (سورۃ ھود/88)

اورتوفیق تو سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

(49) وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ تَّبَعَ الُهُدٰیo(سورۃطٰہٰ/47)

اورسلام ہے ان پر جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں۔

(50)یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَاتَفْعَلُوْنَo(سورۃالصف/2)

اے ایمان والو! تم وہ بات کہتے ہی کیوں ہو جو تم (خود) نہیں کرتے۔

(51)یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّاتَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌo

(سورۃ یٰسٓ/60)

اے اولادِ آدم! شیطان کی پیروی مت کرو بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

(52)اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّامَارَحِمَ رَبِّیْ.(سورۃیوسف/53)

بیشک نفس امارہ تو بُرائی ہی کا حکم دیتا ہے سوائے اس کے کہ میرا رب ہی مجھ پر رحم فرمائے۔

(53)وَمَا یَذْکُرُوْنَ اِلَّآاَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ھُوَاَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِo(سورۃالمدثر/56)

اور جو انشاء اللہ کہتے ہیں وہ اہل تقویٰ اور اہل مغفرت ہیں۔

(54)فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗo وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗo(سورۃ الزلزال/ 8~7)

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے (اپنے رب کے حضور) اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے گا اسے (اپنے رب کے پاس موجود) پائے گا۔

(55)بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَمُحْسِنٌ فَلَہٗۤ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَo(سورۃالبقرۃ/112)

ہاں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سلامتی کا چہرہ لے کر آئے گا اور وہ احسان کرنے والا بھی ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم۔

(56)وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَہٗ اِلَی اللّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ سْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی.(سورۃ لقمان/22)

جس نے اپنا رُخ اللّٰہ کی سلامتی کی طرف پھیر لیا اور وہ احسان کرنے والا بھی ہے تو اس نے ایک مضبوط حلقہ تھام لیا۔

(57)مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰیo (سورۃ طٰہٰ/55)

ہم نے اس (مٹی) سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم رہو گے اور اس مٹی میں تم کو دفن کیا جائے گا اور اسی مٹی سے تم نکالے جاؤ گے۔

(58)وَمَارَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی.(سورۃ الانفال/17)

یارسول اللّٰہ ﷺ! یہ ریت کی مٹھی (غزوہ بدر میں کافروں کی طرف) آپ ﷺ نے نہیں پھینکی بلکہ ہم نے پھینکی ہے۔

(59)اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُوَ اَضَلُّ.(سورۃ الاعراف/179)

وہ حیوان ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

(60)یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ.(المآئدۃ/35)

اے ایمان والو! اللّٰہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

(61)وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَاتَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَاتُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًاo (سورۃ الکھف/ 28)

(یارسول اللّٰہ ﷺ)(اے مخاطب!) تو اپنے نفس کو ان لوگوں جیسا (پابند) صابر بنالے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں جو اس کے چہرہ

(دیدار) کے طلب گار ہیں جو آنکھ جھپکنے کیلئے بھی دنیاوی زندگی کی زینت کی طرف نہیں دیکھتے اور ان کا ساتھی نہ بننا جن کے قلوب کو غفلت نے ہمارے ذکر سے روک رکھا ہے اور ان لوگوں کی پیروی بھی نہ کرنا جن کی بداعمالیاں حد سے گزر گئی ہیں اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں (اس لیے اب ان کے واپس لوٹنے کی کوئی امید نہیں)۔

(62) وَاذْكُرْرَّبَّكَ اِذَانَسِيْتَ. (سورۃ الکھف/ 24)

اور اپنے آپ کو بھول کر اپنے رب کی یاد کر یعنی استغراق فی اللّٰہ میں (ذکر اللّٰہ کیا کرو)۔

(63) اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً. (سورۃالبقرۃ/ 30)

بیشک ہم آدم (علیہ السلام) کو زمین میں اپنا خلیفہ (نائب) بنانے والے ہیں۔

(64) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِo (سورۃ قٓ/16)

اور میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔

(65) وَفِىٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَاتُبْصِرُوْنَo (سورۃ الذّٰریٰت/21)

اور میں تمہارے نفس میں موجود ہوں تم دیکھتے کیوں نہیں۔

(66) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌo (سورۃالبقرۃ/163)

بیشک اللّٰہ تعالیٰ تمہارا اِلٰہ واحد ہے۔

(67) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّحَتّٰى تُنْفِقُوْامِمَّا تُحِبُّوْنَ. (سورۃ ال عمران/92)

تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنی وہ چیز جو تمہیں (اپنی جان سے زیادہ) پیاری ہے اللّٰہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

(68) كُلُوْاوَاشْرَبُوْاوَلَاتُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ o (الاعراف/31)

کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو بیشک اللّٰہ تعالیٰ اسراف (فضول خرچی) کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

(69) یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ o وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ o وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ o لِكُلِّ مْرِیءٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ o (سورۃ عبس/37~34)

اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹے سے اور ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا۔

(70) وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی o (سورۃ النجم/3)

اور آپ ﷺ خواہش کا کلام نہیں کرتے۔

(71) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا. (الجاثیہ/15)

جو عمل صالح اختیار کرے گا اس کا فائدہ اسکی ذات ہی کو ہوگا اور جو کوئی بُرائی اختیار کرے گا اس کا نقصان بھی اسی کو ہوگا۔

(72) وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا. (سورۃ اٰل عمران/97)

جو (نور اسم ذات میں) داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔

(73) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ o ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ o (سورۃ التین/5~4)

بیشک ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے لیکن جب وہ بُرائیوں کی طرف لوٹ جاتا ہے تو ہم اسے ذلت کی پستیوں اسفل السافلین میں لوٹا دیتے ہیں۔

(74) وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ. (سورۃ بنیٓ اسرآءیل/70)

اور ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو (معزز) مکرم بنایا۔

(75)شَهِدَاللّٰهُ اَنَّهُ لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَوَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوالْعِلْمِ قَآئِمًابِالْقِسْطِ. (سورۃ آل عمران/18)

اللّٰہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر یہی گواہی دی۔

(76)وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَحَسْبُهٗ. (سورۃ الطلاق/3)

اور جو اللّٰہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

(77)وَامَّابِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْO(سورۃ والضحیٰ/11)

اور جو تیرے رب کی نعمتیں ہیں ان کا تحدث کر۔

(78)قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ Oاَللّٰهُ الصَّمَدُ Oلَمْ يَلِدْوَلَمْ يُوْلَدْ Oوَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًااَحَدٌO(سورۃ الاخلاص)

فرما دیجئے اللّٰہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہے اللّٰہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور اس کا کوئی ایک بھی ہمسر نہیں۔

(79)اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَOوَوَضَعْنَاعَنْكَ وِزْرَكَO

(سورۃ الانشراح/2~1)

کیا ہم نے آپ ﷺ کا سینہ نہیں کھول دیا (یعنی یقیناً کھول دیا) اور آپ ﷺ پر سے بوجھ بھی اتار دیا۔

(80)لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِالْقَهَّارِO(سورۃ المؤمن/16)

آج کے دن اسی کی بادشاہی ہے جو واحد قہار ہے۔

(81)صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَO(سورۃ الفاتحہ)

ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا نہ تُو ان پر کبھی غضب ناک ہوا اور نہ وہ تیری راہ سے کبھی گمراہ ہوئے۔

(82)مَاجَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ.(سورۃ الاحزاب/4)

اللّٰہ تعالیٰ نے کسی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے لیکن انسان کے دل میں دو طرح کی اچھی اور بُری دلیلیں پیدا ہوتی رہتی ہیں پس فقیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ یکسوئی حاصل کرے اور بُرے خیالات وسوسوں اور دلیلوں سے نجات حاصل کرے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کوئی شخص دوئی سے نکل کر اللّٰہ تعالیٰ کے نور میں یکتائی حاصل کر لیتا ہے۔

(83)یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی.

(سورۃ النسآء/43)

اے ایمان والو! حالتِ سُکر میں نماز کے پاس مت جایا کرو۔

(84)لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo(الشوریٰ/11)

اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

(85)قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَاقَلِیْلٌ.(سورۃ النسآء/77)

دنیا کی متاع قلیل ہے (حیض آلود پارچہ کو قلیل کہتے ہیں)۔

(86)وَمَکَرُوْاوَمَکَرَاللّٰہُ واللّٰہُ خَیْرُالْمَاکِرِیْنَo(سورۃ اٰل عمران/54)

وہ بھی مکر کرتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ ان کے مکر کو جن کے حق میں وہ مکر کرتے ہیں خیر میں تبدیل کر دیتا ہے۔

(87)اَللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ o

(سورۃ الشوریٰ/13)

اللّٰہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا (اپنی طرف جھکا ہوا قلب منیب عطا کر دیتا ہے)۔

(88) اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ قَالُوۡا بَلٰی. (سورۃ الاعراف/172)

کیا میں تمہارا رب ہوں جملہ ارواح نے کہا ہاں تو ہمارا رب ہے۔

(89) وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰھِیۡمُ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡھُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡھُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُھُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ O (البقرہ/260)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے رب! تو مجھے دکھا دے کہ تو کیسے مردوں کو زندہ کرے گا جواب ملا تم کیا اس پر یقین نہیں رکھتے عرض کی (ایمان تو ہے صرف) اطمینانِ قلبی چاہتا ہوں جواب ملا کہ چار پرندے (حرص کا کوّا، شہوت کا مرغ، زینت کا مور اور خواہشات کا کبوتر) لے کر (پالو) اور ان کو سدھاؤ پھر ان کو ذبح کر کے ان کا قیمہ بناؤ اور اسے آپس میں ملا کر (چار حصوں میں بانٹ کر) چار پہاڑوں پر رکھ دو اور ان کو اپنی طرف بلاؤ (جیسا کہ تم نے انہیں سدھایا ہے) وہ زندہ ہو کر آپ کی طرف بھاگتے ہوئے آئیں گے اور جان لو کہ اللّٰہ غالب حکمت والا ہے۔

(90) مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا O (سورۃ النسآء/69)

انبیاء، صدیقین شہداء اور صالحین اور یہ کیسی حسین اچھی رفاقت ہے۔

(91) وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجَاھِلِیۡنَ O (سورۃ الاعراف/199)

اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔

(92)اَعُوْذُبِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَo(سورۃ البقرۃ/67)

حضرت موسیٰ ؑ نے کہا اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کہ جاہلوں سے نہ ہو جاؤں۔

(93)مِنْ شَرِّالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ oالَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِالنَّاسِ oمِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ o(سورۃ الناس/6~4)

(یا رب)خناس کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں جو دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے جو جنوں اور انسانوں سے ہے۔

(94)وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ.(سورۃ الکھف/35)

اور وہ جنت میں داخل ہو گیا جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

(95)وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْo(سورۃ العلق/19)

اور اللہ کو سجدہ کرو اور اس کا قرب حاصل کرلو۔

(96)اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ.(سورۃ المآئدہ/54)

(اللہ کے بندے)مؤمنین کیلئے نرم دل اور کافروں پر سخت ہوں گے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے قرآن مجید سے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں آیتِ قرآنی کو بطور حجت پیش کیا ہے۔

(1)قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌo(سورۃالمآئدہ/15)

تحقیق ہم نے بھیجا تمہاری طرف نور(محمد ﷺ)اور روشن کتاب(قرآن مجید)۔

(2)مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.(سورۃ الفتح/29)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

(3)اِنَّـآاَرْسَـلْنٰکَ شَاهِدًاوَّمُبَشِّرًاوَّنَذِیْرًا oوَّدَاعِیًـااِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًامُّنِیْرًاo(سورۃ الاحزاب/46~45)

بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف اپنا رسول (ﷺ) جو گواہ ہے تم پر بشارت سنانے والا اور (عذاب الٰہی) سے ڈرانے والا اور اللّٰـہ کی طرف دعوت دینے والا اس کے حکم سے اور روشن چراغ۔

(4)وَمَامُحَمَّدٌاِلَّارَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ.(آل عمران/144)

اور محمدﷺ (ہمہ وقتی) رسول ہیں جبکہ آپؐ سے پہلے بہت سے رسول (اپنے اپنے زمانہ میں) گزر چکے ہیں۔

لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدُرَّسُوْلُ اللّٰهِﷺ.

اللّٰہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں محمدﷺ اللّٰہ کے رسول ہیں۔

(5)مَـاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآاَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًاo(سورۃ الاحزاب/40)

محمّد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللّٰـہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللّٰہ سب کچھ جانتا ہے۔

سورۃ محمدﷺ جتنے صفات پر لکھی جاتی ہے ہر صفحہ کے شروع میں سورۃ محمدﷺ لکھا جاتا ہے اور یہ تعداد قرآن مجید کی جسامت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 144، سورۃ الاحزاب آیت 40، سورۃ الفتح آیت 29، سورۃ محمدﷺ آیت 2 میں ایک ایک بار اسمِ محمدﷺ آیا ہے۔

(6)وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ عَنِ النَّاسِ.(سورۃ المائدۃ/67)

اللّٰہ تعالیٰ لوگوں سے آپﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔

(7) وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ. (سورة سبا/28)

ہم نے آپ ﷺ کو دنیا کے سب انسانوں کیلئے کافی بنا کر بھیجا ہے۔

(8) یٰٓاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ o (سورۃالمزمل/1)

اے کملی پوش! اٹھیے اور تہجد ادا کیجئے۔

(9) یٰٓاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ o قُمۡ فَاَنۡذِرۡ o (سورۃالمدثر/2~1)

اے چادر اوڑھنے والے! اٹھیے اور اپنے اہل خانہ کو ڈرائیے۔

(10) سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا. (سورۃبنیٓ اسراء یل/1)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گئی (معراج پر)۔

(11) اِذۡ یَغۡشَی السِّدۡرَةَ مَا یَغۡشٰی o مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی o

(النجم/17~16)

اور چھا گیا جو چھا گیا یعنی نورِ انوارِ ذات سدرۃ المنتہٰی کے اوپر۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نظر نہ بہکی اور نہ ہی آپ ﷺ کی آنکھیں بھٹکیں۔

(12) فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِهٖ مَآ اَوۡحٰی o (سورۃ النجم/10)

اور ہم نے وحی کی جو وحی کی اپنے بندے کی طرف۔

(13) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ o (سورۃ الحجرات/2)

(ادبِ رسول اللہ ﷺ) اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو رسول پاک ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور رسول پاک ﷺ سے آگے بڑھ کر نہ چلو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا۔

(14)رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ.(سورۃ البقرۃ/129)

وہ رسول تم میں سے ہے۔

(15)وَعَلَّمَکَ مَالَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ.(سورۃ النسآء/113)

اور تجھے علم سکھایا ان چیزوں کا جن کا تجھے علم نہ تھا۔

(16)وَرَفَعۡنَالَکَ ذِکۡرَکَo(سورۃ الانشراح/4)

اور ہم نے آپ ﷺ کیلئے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔

(17) ا :مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَاقَلٰی o

۲ :وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی o

۳:وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی o(سورۃ والضحیٰ/5~3)

ا : تیرے رب نے تجھے نہ چھوڑا نہ ناراض ہوا۔

۲: آخرت تیرے لئے اولیٰ سے بہتر ہے۔

۳: تیرا رب تجھے اتنا کچھ دے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

(18)اَلنَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ.(سورۃ الاعراف/158)

آپ ﷺ امّی یعنی امّ العلوم نبی ہیں اور نبی کا مادہ نبا سے ہے جس کے معنی غیب کی خبریں دینے والا ہے۔

(19)اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَo(سورۃ الکوثر/1)

بے شک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا کر دیا۔

(20)اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا o لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ.(الفتح/2~1)

بیشک ہم نے آپ ﷺ کو روشن فتح عطا کی تا کہ اللّٰہ تعالیٰ اس کے سبب

آپ ﷺ سے پہلوں اور آپ ﷺ سے بعد والوں کے گناہ معاف کر دے۔

(21) یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ.

(سورۃ ال عمران/164)

حضور نبی کریم ﷺ تم پر

(۱) آیات کی تلاوت (با تاثیر) کرتے ہیں

(۲) اور تمہارا تزکیہ نفسی کرتے ہیں

(۳) اور تمہیں علم الکتاب (تصرفات کا علم) سکھاتے ہیں

(۴) اور حکمت (شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت) کی تعلیم دیتے ہیں۔

(22) وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ○ (سورۃ البقرۃ/151)

ہم نے آپ ﷺ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے۔

(23) وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ.

(الاعراف/157)

رسول اللہ ﷺ لوگوں کا بوجھ ہلکا کر دیتے ہیں اور پھندے کھول دیتے ہیں جو ان پر پڑتے ہیں۔

(24) لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ○ (سورۃ التوبۃ/168)

تمہارے پاس عظیم الشان رسول آیا جو تم ہی میں سے ہے تمہاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے وہ تمہاری خیر خواہی اور تمہاری بھلائی کیلئے تمہارے واسطے حریص ہیں وہ مومنوں سے بہت پیار کرنیوالے اور ان پر ہمیشہ رحم کرنیوالے ہیں۔

(25) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ.

(سورۃ الفتح/10)

جن لوگوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے انہوں نے اللہ کی بیعت کی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے ہاتھ کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔

(26) وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ. (سورۃ التغابن/12)

اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی۔

(27) مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ. (سورۃ النسآء/80)

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔

(28) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. (سورۃ آل عمران/31)

یارسول اللہ ﷺ! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کی محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہاری مغفرت کر کے تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

(29) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الاحزاب/21)

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں تم سب لوگوں کیلئے بہترین نمونہ رکھ دیا ہے۔

جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرو اگر رسول پاک ﷺ چاہیں گے تو اللہ غفور الرحیم تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

(30) نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ. (سورۃ الصف/13)

(اے مؤمنوں!) اللہ کی طرف سے مدد آ پہنچی اور فتح قریب ہے

(استقامت اختیار کرو)۔

(31)عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًامَّحْمُوْدًا o

(سورۃبنیٓ اسرآء یل/79)

قریب ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز کردے۔

اللّٰــہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کو مقامِ محمود پر فائز کر دیا۔عجب بات ہے کہ ہم چھوٹے ، بڑے، بوڑھے عورت مرد مسلمان پندرہ صدیوں سے رسول علیہ السلام کیلئے اللّٰــہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقامِ محمود عطا کرنے کی دعا کررہے ہیں لیکن کچھ حاصل نہیں ہوتا۔مقامِ محمود تو حضور علیہ السلام کو اسی روز عطا کر دیا گیا جب اللّٰــہ تعالیٰ نے فرمایا عَسٰـی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَـقَـامًـامَّـحْـمُـوْدًا o آپ محمد احمد حامد محمود ﷺ ہیں۔ ہر فقیر کو راہِ سلوک میں مقامِ محمود سے حصہ ملتا ہے۔جس طالب کو مقامِ محمود سے حصہ نہ ملے وہ مردود ٹھہرایا جاتا ہے۔

(32)اِنَّ اللّٰــہَ وَمَلٰٓـئِکَتَـہٗ یُصَـلُّوْنَ عَلَـی النَّبِیِّ یٰٓاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاصَلُّوْاعَلَیْہِ وَسَلِّمُوْاتَسْلِیْمًاo(سورۃ الاحزاب/56)

بیشک اللّٰــہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے اپنی کتابوں میں درود ابراہیمی نہیں لکھا بلکہ حسب ذیل درود تحریر کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیْ.

ضے

.

ساتواں باب (7)

حضرت سلطان باھُورحمۃاللہ علیہ

اور براہِ راست روایت حدیث

حضرت سلطان باھُو رحمۃاللہ علیہ

اور براہ راست روایت حدیث

اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ تین طریقوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔

۱۔ وحی

۲۔ پس پردہ ہمکلامی

۳۔ الہام

رسول اللہ ﷺ کی ذات میں وحی کے یہ تمام طریقے شامل تھے۔

پہلی وحی وہ تھی جو جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰت والسلام کیلئے لے کر نازل ہوئے جیسا کہ فرمایا۔اِقْرَاْبِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِ نْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o رب تعالیٰ کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا مخلوقات کو اور انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑا سے۔

دوسری قسم کی وحی حضور نبی کریم ﷺ سے (Direct) کلام ہے جس میں اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان سے خود کلام فرمایا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔یااللہ !تو اپنے حبیبؐ کی اتنی شان بیان فرماتا ہے میرے لیے بھی کچھ فرمایئے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ!میں تمہارے ساتھ تو پس پردہ ہمکلام ہوتا ہوں اپنے محبوبؐ کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا۔قرآن مجید میں ''قُلْ'' فرما دیجئے یارسول اللہ کہہ کر تین سو سے زائد بار وحی نازل فرمائی۔''قُلْ'' فرما دیجئے (Direct) وحی ہے اس میں جبرائیل امین علیہ السلام کا کوئی واسطہ نہیں۔

تیسری وحی وہ خطابات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ کومخاطب کیا اور احکام دیئے ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ o یٰٓا یُّھَا الْمُدَّثِّرُ o یٰٓا یُّھَاالرَّسُوْل ﷺ یٰٓا یُّھَاالنَّبِیّ ﷺ اسی قبیل کی وحی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے روبرو حضور نبی کریم ﷺ پر وحی کی فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی o پس ہم نے وحی کی جو وحی کی اپنے بندے کی طرف۔

اس کے علاوہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں لیکن میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میرا کوئی کلام خواہش سے نہیں ہوتا۔

وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی o اِنْ ھُوَاِ لَّاوَحْیٌ یُّوْحٰی o (سورۃالنجم/4~3)

پس یہاں پر وحی دو قسم کی ہوگئی ایک وہ جو قرآن مجید کا حصہ بنتی تھی دوسری وحی وہ ہے جو اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے مقام پر آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کلام جاری ہوتا یہ قرآن مجید کی آیات کا تشریحی اور تائیدی کلام ہے جن کو احادیث کہتے ہیں۔

فقراءِ فخرِ محمدی ﷺ کیلئے وحی کی اقسام

مقامِ قُرب وحی القلب روشن ضمیر:۔

کامل مرشد طالب حق کو وحی القلب کا مرتبہ عطا کر دیتا ہے جس سے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اس کی کیفیت بہتے ہوئے دریا کی مانند ہو جاتی ہے جس طرح دریا میں مٹھی بھر مٹی پھینکنے سے وہ گدلا نہیں ہوتا اسی طرح وحی القلب کا جسم کسی چھوٹی موٹی گندگی سے خراب نہیں ہوتا۔

پاک پلید نہ تھیندے ہرگز توڑے رہندے وچ پلیتی ھُو

روشن ضمیر کو مخلوقات کے میل جول سے کیا غم ہوسکتا ہے۔

روشنِ ضمیر راچہ غم از اختلاطِ خلق
دریا با مشتِ خاک مقدر نمی شود
روشن ضمیر کو اختلاطِ خلق سے کیا غم
کہ مشت خاک سے دریا گدلا نہیں ہوتا

ان کا دوسرا مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں وہ ذاتِ نور کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

ہر طرف بینم بیابم ذات نور

مقام وصال وحی الروح کامل :۔

تاگلو پرمشو کہ دیگ نئہ
آبِ چنداں مخور کہ ریگ نئہ
کھانا گلے تک نہ ٹھونس کہ تو دیگ نہیں ہے
اور پانی بھی زیادہ نہ پی کہ تو ریت نہیں ہے

وحی الروح کے فقیر کی پہچان یہ ہے کہ وہ کھانے پینے کا مشتاق نہیں ہوتا وہ کھاتا پیتا ضرور ہے مگر صرف اپنے وجود کی بقا کیلئے۔ وہ اگر کچھ کھاتا ہے تو بامر مجبوری کھاتا ہے اور اس کا اس طرح کھانا مجاہدہ ہوتا ہے اور اسکی نیند خواب غفلت نہیں ہوتی وہ خواب کے اندر مشاہدہ میں مستغرق ہوتا ہے۔

مقام لی مع اللہ وحی السرّ مکمل :۔

وحی السرّ کے مراتب یہ ہیں کہ اس کے لئے کھانا نہ کھانا برابر، سونا جاگنا برابر، سیر ہو کر کھانا اور بھوکا رہنا برابر، مستی اور ہشیاری برابر، خواب اور بیداری برابر ہوتی ہے۔

خام کی مستی محض وہم خیال
مست وی ہوشیار رہواندر وصال

مقام حضوری وحی الزماں اکمل:۔

وحی الزماں کا فقیر اکمل ہوتا ہے اسے معرفت کا عامل کہتے ہیں یہ وحی الزماں کا مرتبہ ہے جس میں وہ آورد برد اور حضوری مجلس میں آمدورفت رکھتا ہے وہ الا اللّٰہ اور قربِ اللّٰہ سے استغراق حاصل کر کے حضوری مجلس میں آتا جاتا اور رسول اللّٰہ ﷺ سے سوال کا جواب حاصل کرتا ہے ایسا فقیر ہی دعوت کے قابل ہوتا ہے۔

حضورِ نبی کریم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللّٰہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نوے ہزار علوم عطا کیے۔

تیس ہزار شریعت اور طریقت کے۔

تیس ہزار حقیقت اور معرفت کے۔

تیس ہزار صفات، ذات اور اسرار کے۔

اِرشاد ہوا اسرار اور انوار کے علوم جس کو چاہیں عطا کریں یا نہ کریں۔ اِن میں سے ہر علم نوے ہزار علوم پر حاوی ہے اور یہ علوم اولیاء عظام میں قیامت تک کیلئے جاری رہیں گے۔ حضورِ نبی کریم ﷺ کے ساٹھ ہزار علوم سے احادیث آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں بیان ہو چکی تھیں جو احادیث کی کتب میں بیان کی گئی ہیں ان میں عبادات اور معاملات ہر دو قسم کی احادیث موجود ہیں۔ احادیث کی چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح نسائی، ابنِ ماجہ اور ابن داود۔ یہ سب غیر عربی مؤلفینِ حدیث ہیں مسند احمد بن حنبلؒ اور موطا امام مالکؒ کے مؤلفین عربی ہیں لیکن ان کی احادیث کو صحاح ستہ میں شامل نہیں کیا گیا اور صحیح کے نام پر ہزاروں

احادیث کی کانٹی چھانٹی بھی کی گئی ہے۔

ہمارے نزدیک صحیح حدیث وہ ہے جوقرآنِ مجید کی کسی آیت کی شرح یا اُسکی تائید کرتی ہے بہت سی احادیث جوصحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیھم کی شان میں وارد ہوئی ہیں وہ محلِ نظر ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں اسماء الرجال کی نسبت سے حدیث بیان کی جاتی ہیں رواہ انس بن مالک۔لیکن حضورِ نبی کریمﷺ کے باقی تیس ہزارعلوم آپﷺ اپنی حضوری مجلس میں بیان کرتے ہیں ان احادیث کوداتا گنج بخش علی ہجویریؒ، غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ ،معین الدین چشتی اجمیریؒ،شہاب الدین سہروردیؒ اورحضرت سلطان بـاھُوؒ نے براہِ راست حضورِ نبی کریمﷺ کی زبانِ فیض ترجمان سے سن کر بیان کیا ہے اس لئے ان احادیث کواحادیث کی کتابوں میں ڈھونڈ ناممکن نہیں۔ شاید و بائید کوئی حدیث ایسی بھی ہوگی کہ اُسکا ذکر احادیث کی کتابوں میں کیا گیا ہو۔

ہمارے سامنے سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ کی ایک سوچھپن(156)صفات پرمشتمل کتاب ''محک الفقراء خورد''قلمی موجود ہے اس میں دوسو(200)کے قریب احادیث ہیں جن میں سے اکثر احادیث کی کتابوں میں نہیں ملتیں۔آ ییٔے ہم برکت ویُمن کیلیٔے پچپن(55)احادیث بیان کرتے ہیں۔

رسالہ روحی شریف کی ابتداء میں سلطان العارفین رحمۃاللّٰہ علیہ نے حدیث قدسی بیان کرتے ہوئے ہر لفظ کے ساتھ ایک دوسرے لفظ کا اضافہ کیا ہے جو کہ اس حدیث کا حصہ،شرح اورتفسیر معلوم ہوتی ہے۔

(1) کُنتُ	ھاھویت	میں ہوں ھاھویت کی ھا۔
کَنزًا	یاھوت	یاھوت کا خزانہ۔
مَخفِیًّا	لاھوت	لاھوت میں مخفی۔

فَاَرَدْتُ　　ملکوت　　میں نے عالم ملکوت میں ارادہ فرمایا
(کہ آدم کو پیدا کروں)۔

اَنْ اُعْرَفَ　　جبروت　　تا کہ میری (شانِ) ربوبیت کی پہچان کیجائے۔

فَخَلَقْتُ الْخَلْقِ　　ناسوت　　پس میں نے عالم ناسوت اور اسکی مخلوق کو پیدا کیا۔

(2) قال علیہ السّلام جَمُوْدُالْعَیْنِ مِنْ قَسْوةِ الْقَلْبِ وَقَسْوَةُالْقَلْبِ مِنْ اَکْلِ الْحَرَامِ وَاَکْلِ الْحَرَامِ مِنْ کَثْرَةِ الذُّنُوْبِ وَکَثْرَةُ الذُّنُوْبِ مِنْ نِّسْیَانِ الْمَوْتِ وَنِسْیَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبِّ الدُّنْیَا وَحُبُّ الدُّنْیَارَاسَ کُلِّ خَطِیْئَةٍ وَتَرَکَ الدُّنْیَارَاسَ کُلِّ عِبَادَةٍ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا آنکھوں کی سختی دل کی سختی کی وجہ سے ہے دل کی سختی حرام کھانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور حرام کھانا گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور گناہوں کی زیادتی موت بھلا دینے کی وجہ سے ہوتی ہے اور موت کو بھلا دینا دنیا کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور دنیا کی محبت کل بُرائیوں کی جڑ ہے اور ترک دنیا سب عبادات کی بنیاد ہے۔

(3) قال علیہ السّلام لَایَجُوْزُالصَّلٰوةُ اِلَّابِحُضُوْرِالْقَلْبِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا حضوری قلب کے بغیر نماز جائز نہیں۔

(4) قال علیہ السّلام کُلُّ طَرِیْقَةٍ رَدَّتَهَاالشَّرِیْعَةُ فَهُوَزِنْدِیْقَةٌ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہر وہ طریقہ جسکو شریعت نے رد کیا ہے وہ زندیقی ہے۔

(5) قال علیہ السّلام اِنَّ الشَّیْطَانَ لَاتَمْثِیْلَ بِیْ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا بے شک شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا

(کیونکہ حضور پاک ﷺ نورِ ہدایت ہیں اور شیطان ہدایت اور رحمت سے دور ہے)۔

(6) قال علیہ السّلام یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔

(7) قال علیہ السّلام اِسْمِ اَللّٰہِ شَیْءٌ طَاھِرٌ لَایَسْتَقِرُّ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاھِرٌ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا اسم اللّٰہ پاک (طاہر) ہے سوائے پاک مکان کے کسی جگہ قرار نہیں پکڑتا (وہ مکان تصیفہ شدہ قلب ہے)۔

(8) قال علیہ السّلام طَالِبُ الدُّنْیَامُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا کا طالب مخنث ہے عقبٰی کا طالب مؤنث ہے اور مولٰی کا طالب ہی مرد ہے۔

(9) قال علیہ السّلام تَفَکَّرُوْافِی الْاٰئِہٖ (صِفَاتِہٖ) وَلَاتَفَکَّرُوْافِیْ ذَاتِہٖ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ کی آیات یعنی اس کی نشانیوں (صفات) میں غور وفکر کرو اور اسکی ذات پاک (کی ماہیت) میں فکر نہ کرو۔

(10) قال علیہ السّلام لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا فقراء کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔

(11) قال علیہ السّلام اَجْسَامُھُمْ فِی الدُّنْیَاوَقُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا (فقراء ایسے لوگ ہیں) جن کے جسم تو اس دنیا میں ہوتے ہیں اور قلوب آخرت میں ہوتے ہیں۔

(12) قال علیہ السّلام اَکْثِرُوْاذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اَنَّہٗ مَجْنُوْنٌ اَکْثِرُوْافِی الْخَیْرِ وَ ذِکْرِاللّٰہِ .

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو یہاں تک کہ منافق کہنے لگے کہ اسے تو جنون ہو گیا ہے کثرت سے نیکی اور ذکر اللہ کیا کرو۔

(13) قال علیہ السّلام اَغْمِضْ عَیْنِکَ یَاعَلِیُ وَسْمَعُ فِیْ قَلْبِکَ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰه.

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علی (علیہ السلام)! اپنی آنکھیں بند کیجئے اور اپنے قلب میں لاالہ الااللہ محمّدرسول اللہ ﷺ سنیے۔

(14) قال علیہ السّلام من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه بِمَدِّهَا هُدِّمَتْ لَهٗ اَرْبَعُ اٰلَافِ ذَنْبِهٖ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے ایک بار لاالہ الااللہ محمّدرسول اللہ ﷺ پڑھا اس کے چالیس ہزار گناہ معاف ہو گئے۔

(15) قال علیہ السّلام طَلَبَ الْخَیْرِ طَلْبُ اللّٰهِ ذَکَرَالْخَیْرِ ذِکْرُاللّٰهِ .

حضور علیہ السلام نے فرمایا طلب خیر طلب اللہ ہے اور ذکر خیر ذکر اللہ ہے۔

(16) قال علیہ السّلام اَلصَّلٰوۃُذِکْرُاللّٰهِ بِالْغَدُوِّوَالْعَشِیّ اَفْضَلٌ مِّنْ حَرْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰه.

حضور علیہ السلام نے فرمایا صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا میدان جنگ میں فی سبیل اللہ قتال کرنے سے بڑھ کر ہے۔

(17) قال علیہ السّلام اَلدُّنْیَاجِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں۔

(18) قال علیہ السّلام مَنْ جَلَسَ مَعَ سَبْعَ اَحْنَافٍ مِّنَ النَّاسِ زَادَاللّٰهُ لَهٗ سَبْعَةَ اَشْیَاءٍ مَنْ جَلَسَ مَعَ الْاُ مَرَآءِ زَادَاللّٰهُ لَهُ الْکِبْرَوقَسَاوَةَ الْقَلْبِ

وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْاَغْنِیَاءَ زَادَاللّٰهُ لَهُ الْحَرْصَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْیَانِ زَادَاللّٰهُ لَهُ اللَّهْوَوَاللعَبُ وَالْمَزَاحَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسْوَانِ زَادَاللّٰهُ لِهُ الْجَهْلَ وَالشَّهْوَةَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُقَرَآءِ زَادَاللّٰهُ لَهُ الرَّضَیَاءَ بِمَا قَسَّمَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِیْنَ زَادَاللّٰهُ لَهُ الرَّغْبَةَ فِی الطَّاعَةِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَآءِ زَادَاللّٰهُ لَهُ الْعِلْمَ وَالْوَرْعَ .

حضور علیہ السلام نے فرمایا جوکوئی سات قسم کے لوگوں سے مجلس کرتا ہے اللّٰہ تعالیٰ اس کیلئے سات چیزوں میں اضافہ کر دیتا ہے جو امراء سے ہم مجلس ہو اللّٰہ تعالیٰ اسے کبّر اور دل کی سختی میں مبتلا کر دیتا ہے جو مال و دولت رکھنے والے اغنیاء سے تعلق رکھتا ہے اللّٰہ تعالیٰ اسکے حرص میں اضافہ کر دیتا ہے جو لونڈوں سے ہم مجلس ہوا اللّٰہ تعالیٰ اس کیلئے لھوولعب میں اضافہ کر دیتا ہے جوکوئی عورتوں سے ہم مجلس ہوا اللّٰہ تعالیٰ اس کیلئے جہالت اور شہوات میں اضافہ کر دیتا ہے جس نے فقراء کی صحبت اختیار کی اللّٰہ تعالیٰ اس کیلئے رضائے الٰہی میں اضافہ کر دیتا ہے جس کیلئے اس نے قسم کھائی ہے جس نے صالحین کی مجلس اختیار کی اللّٰہ تعالیٰ نے اس کی اطاعت میں رغبت بڑھا دی جس نے علماء کے ساتھ مجلس اختیار کی اللّٰہ تعالیٰ اس کے علم اور ورع میں اضافہ کر دیتا ہے۔

(19) قال علیه السّلام اَلتَّوْحِیْدُ وَالتَوَکَّلُ تَوَّامَانِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا توحید اور توکل دونوں جڑواں ہیں۔

(20) قال علیه السّلام اَلِاْ سْتَقَامَةُ فَوْقَ الْکَرَامَتِ.

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (دین کی) استقامت (ولی کی) کرامت سے بڑھ کر ہے۔

(21) قال علیه السّلام مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ لَذَّةً مَعَ الْخَلْقِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کو مخلوقات کے میل جول سے کچھ لذت نہیں آتی۔

(22) قال علیه السّلام اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ تَحَیّراً.

حضور علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ! میری حیرت میں اضافہ فرمادے۔

(23) قال علیه السّلام لَا یَشْغُلُهُمْ شَیْءٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ طُرْفَةَ الْعَیْنِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا (اللہ والوں کو) کوئی بھی شغل آنکھ جھپکنے کیلئے بھی ذکر اللہ سے روک نہیں سکتا۔

(24) قال علیه السّلام اَلذِّکْرُ بِلَافِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا فکر کے بغیر ذکر کتے کی آواز کے مشابہہ ہے۔

(25) قال علیه السّلام مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْعَرَفَ رَبَّهٗ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

(26) قال علیه السّلام مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْعَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ الشَّیْخِ فَقَدْعَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فِی اللّٰهِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنے نفس کی فنا سے جانچ کر لی اس نے اپنے رب کو پالیا جس نے اپنے نفس کو فنا فی الشیخ سے پہچان لیا اسے فنا فی اللہ حاصل ہوگیا۔

(27) قال علیه السّلام اَوَّلُهٗ فَنَآءِ فِی الشَّیْخِ وَبَعْدَهٗ فَنَآءِ فِی اللّٰهِ. اَلشَّیْخُ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ وَاٰخِرُهٗ فَنَافِی الرَّسُوْل.

حضورعلیہ السلام نے فرمایا

اول فنا فی الشیخ ہے شیخ نفس کومردہ اورقلب کوزندہ کرتا ہے

دوم فنا فی اللہ ہے

سوم فنا فی الرسول ﷺ ہے جوفقر کا منتہی مقام ہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

(28) **قال علیه السّلام کُلُّ اَنَاءٍ یَّتَرَ شَّحَ بِمَافِیْهِ.**

حضورعلیہ السلام نے فرمایا ہر برتن سے وہی رستا ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے۔

(29) **قال علیه السّلام اَلدُّنْیَالَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ.**

حضورعلیہ السلام نے فرمایا دنیا بھی تمہارے لئے اور عقبیٰ بھی تمہارے لئے صرف مولیٰ میرے لئے۔

(30) **قال علیه السّلام مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُ.**

حضورعلیہ السلام نے فرمایا جس کا مولیٰ (اللہ) ہے سب کچھ اس کیلئے ہے۔

(31) **قال علیه السّلام مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْعُبُوْدِیَّةِ فَقَدْعَرَفَ رَبَّهٗ بِالرَّبُوْبِیَّةِ لَکَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْعِجْزِفَقَدْعَرَفَ رَبَّهٗ بِالْقُرْبِ وَالْقَدْرِوَالْاِفْتِخَارِ.**

حضورعلیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنے نفس کو عبودیت سے پہچان لیا (یعنی عبوبیت اختیار کی) اس نے اپنے رب کی شان ربوبیت کو پہچان لیا جس نے اپنے نفس کے ساتھ عجز اختیار کیا اس نے اپنے رب کو قرب ،قدر اور افتخار سے پہچان لیا۔

(32) **قال علیه السّلام اَلشِّرْکُ عَلٰی ثَلٰثَةَ اَقْسَامٍ اَلسَّجْدَةُبِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالنَّذْرُلِغَیْرِ اللّٰهِ وَالْیَمِیْنُ بِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی.**

حضور علیہ السلام نے فرمایا شرک تین قسم کا ہے۔

اول غیر اللہ کو سجدہ کرنا۔

دوم غیر اللہ کی طرف نگاہ کرنا۔

اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی طرف سوال کیلئے ہاتھ دراز کرنا۔

(33) قال علیہ السّلام قُلُوْبُ الْعِبَادِبَیْنِ اُلاَ صُبعَیْنِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُ کَیْفَ یَشَآءُ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے بندوں کے قلوب رحمان کی دوانگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو حرکت دیتا ہے۔

(34) قال علیہ السّلام اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جب فقر اختتام پذیر ہوتا تو (وہاں) اللہ ہی ہوتا ہے۔

(35) قال علیہ السّلام نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکَبِّ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ! میں منہ کے بل گرنے والے فقر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(36) قال علیہ السّلام کُلُّ شَیْءٍ یَّرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہر شئے اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

(37) قال علیہ السّلام مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ لَایَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچان لیا زمین وآسماں میں کوئی شئے بھی اس سے مخفی نہیں رہتی۔

(38) قال علیہ السّلام اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا علم (بغیر عمل اور خلوص کے) اللّٰہ تعالیٰ کی ذات کی راہ میں حجاب اکبر بن جاتا ہے۔

(39) قال علیہ السّلام مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ ذَرَّۃٌمِنَ الْکِبْرِ لَایُدْخِلُ الْجَنَّۃَ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ بھر تکبّر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(40) قال علیہ السّلام مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِکَثْرَۃَ الْمَالَ مَاتَ جَاھِلًا وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّۃِ مَاتَ مُنَافِقاً وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْمَقَالَاتِ وَالْمُجَادِلَاتِ مَاتَ عَاصِیًاوَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلتَّکَبّرِمَاتَ زِنْدِیْقًاوَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْعَمَلِ الصَّالِحِ مَاتَ مُؤْمِنًامُخْلِصًا.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم کثرت سے مال جمع کرنے کیلئے حاصل کیا وہ جاہل مرا اور جس نے علم حجت قائم کرنے کیلئے پڑھا وہ منافق مرا جس نے علم مقالات اور بحث مباحثہ کے لیے پڑھا وہ گنہگار کی موت مرا جس نے علم تکبر یعنی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے پڑھا وہ زندیق کی موت مرا اور جس نے علم عمل صالح کیلئے پڑھا وہ مومن کی موت مرا۔

(41) قال علیہ السّلام اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامِلَۃِ وَعِلْمُ الْمَکَاشِفَۃِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا علم دوقسم کا ہے

(۱) علم معاملات

(۲) علم مکاشفات

(42) قال علیہ السّلام اَلدُّنْیَاحَلَالُھَاحِسَابٌ وَحَرَامُھَاعَذَابٌ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا میں کمائے گئے حلال کا تو حساب ہوگا اور حرام (کی

دولت) پر عذاب ہوگا۔

(43) قال علیه السّلام طَلَبُ الرِّزْقِ بِالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْقَارِ خَیْرًامِّنَ الرِّزْقِ مِنَ التَّسَابِیْحِ وَالْاَذْکَارِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا جو رزق وقار کے ساتھ مزامیر (ساز آواز) کے ذریعے کمایا جاتا ہے وہ ریاکاری کی تسبیح اور ذکر سے کمائے گئے رزق سے بہتر ہے۔

(44) قال علیه السّلام اَلدُّنْیَامَلْعُوْنٌ وَمَافِیْهَامَلْعُوْنٌ اِلَّاذِکْرُاللّٰهِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا لعنتی ہے اور اس میں جو کچھ ہے ملعون ہے سوائے ذکر اللہ کے۔

(45) قال علیه السّلام اَلْمَوْتُ ثَلٰثَةٌ مَوْتُ فِی الدُّنْیَاوَمَوْتُ فِی الْعُقْبٰی وَمَوْتُ فِی الْمَوْلٰی مَنْ مَّاتَ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَامَاتَ مُنَافِقًاوَمَنْ مَّاتَ فِیْ حُبِّ الْعُقْبٰی مَاتَ زَاهِدًاوَمَنْ مَّاتَ فِیْ حُبِّ الْمَوْلٰی مَاتَ عَارِفًا.

حضور علیہ السلام نے فرمایا موت تین قسم کی ہوتی ہے۔ دنیا کی محبت میں موت۔ عقبیٰ کی محبت میں موت۔ مولیٰ کی محبت میں موت۔

جس کو دنیا کی محبت میں موت آئی وہ منافق کی موت مرا۔

جس کو عقبیٰ کی محبت (جنت کی خواہش) میں موت آئی وہ زاہد کی موت مرا۔

اور جس کو مولیٰ کی محبت میں موت آئی وہ عارف کی موت مرا۔

(46) قال علیه السّلام اَنَّ فِیْ بَدَنِ بَنِیْ اٰدَمَ تِسْعَةَ اَنْوَاعٌ مِّنَ النَّارِ. نَارُالشَّهْوَةِ وَنَارُالْحِرْصِ وَنَارُالنَّظْرِوَنَارُالْغَفْلَةِ وَنَارُالْجَهْلِ وَنَارُالْبَطْنِ وَنَارُ اللِّسَانِ وَنَارُالْمَعْصِیَّةِ وَنَارُالْفُرْجِ. نَارُالشَّهْوَتِ لَاتَدْفَعُ اِلَّابِالصَّوْمِ وَنَارُالْحِرْصِ لَاتَدْفَعُ اِلَّابِذِکْرِالْمَوْتِ وَنَارُالنَّظْرِلَاتَدْفَعُ

اِلَّابِذِکْرِالْقَلْبِ وَنَارُالْغَفْلَۃِلَاتَدْفَعُ اِلَّابِذِکْرِاللّٰہِ وَنَارَالْجَھْلِ لَاتَدْفَعُ اِلَّابِاِسْتَمَاعِ الْعِلْمِ وَنَارُالْبَطْنِ لَاتَدْفَعُ اِلَّا بِاَکْلِ الْحَلَالِ وَنَارُ اللِّسَانِ لَاتَدْفَعُ اِلَّابِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَنَارُالْمَعْصِیَّۃِلَاتَدْفَعُ اِلَّابِاَسْتَغْفَارِ وَنَارُالْفُرْجِ لَاتَدْفَعُ اِلَّابِنِکَاحِ الْحَلَالِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا انسان کے جسم میں نوقسم کی آگ ہوتی ہے۔شہوت کی آگ۔حرص کی آگ۔نظر کی آگ۔غفلت کی آگ۔ جہالت کی آگ۔ پیٹ کی آگ۔زبان کی آگ۔گناہ کی آگ اورفروج کی آگ۔

شہوت کی آگ دفع نہیں ہوتی سوائے روزہ کے۔

اورحرص کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی سوائے موت کو یادرکھنے سے۔

اورنظر کی آگ سوائے قلبی ذکرکرنے کےنہیں بجھتی۔

اورغفلت کی آگ سوائے ذکراللّٰہ کےنہیں بجھتی۔

اور جہالت کی آگ تحصیل علم کے سوانہیں بجھتی۔

اور پیٹ کی آگ رزق حلال کھائے بغیرنہیں بجھتی۔

اورزبان کی آگ نہیں بجھتی سوائے تلاوت قرآن مجید کے۔

اورگناہوں کی آگ نہیں بجھتی سوائے استغفار کے۔

اورفروج کی آگ نہیں بجھتی سوائے حلال نکاح کے۔

(47) قَالَ علیہ السّلام جَعَلْتُ النَّفْسَ طَرِیْقُ الزَّاھِدِیْنَ وَجَعَلْتُ الْقَلْبَ طَرِیْقُ الرَّاغِبِیْنَ وَجَعَلْتُ الرُّوْحَ طَرِیْقُ الْعَارِفِیْنَ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا نفسی (عبادت) زاہدین کا طریقہ ہے۔قلبی (عبادت) راغبین کا طریقہ ہے اور روحی (عبادت) عارفین کا طریقہ ہے(سری عبادت

کاملین کا طریقہ ہے)۔

(48) قال علیہ السّلام اِنَّ اللّٰہَ یُجْرِبُ الْفُقَرآءَ کَمَایُجْرِبَ الذَّھَبَ فِی النَّارِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ فقراء کو مصیبتوں سے آزماتا ہے جیسا کہ سونے کو آگ پر تپا کر پرکھا جاتا ہے۔

(49) قال علیہ السّلام حُبُّ الْفُقَرآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ مِنْ اِخْلَاقِ الْمُرْسَلِیْنَ وَمَجَالِسَتَھُمْ مِنْ اِخْلَاقِ الْمُرْسَلِیْنَ وَمَجَالِسَتَھُمْ مِنْ اِخْلَاقُ الْمُتَّقِیْنَ وَالْفُرَادَمَنْھُمْ اِخْلَاقُ الْمُنَافِقِیْنَ

حضور علیہ السلام نے فرمایا فقراء اور مساکین کی محبت انبیاء کے اخلاق میں سے ہے اور ان سے ہم مجلس ہونا اور ان کی مجلس رسولوں اور متقین کے اخلاق میں سے ہے اور ان سے کنارہ کشی منافقوں کی خصلت ہے۔

(50) قال علیہ السّلام قَالَ اتَّخِذُوْاالْاَیَادِی الْفُقَرآءِ فَاِنَّ لَھُمْ عِنْدَاللّٰہِ دَرَجَةً.

حضور علیہ السلام نے فرمایا فقراء کو یاد کیا کرو کیونکہ ان کا اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (بڑا) درجہ ہے۔

(51) قال علیہ السّلام اَرْغِبُوْافِی الدُّعَااَھْلِ التَّصَوُّفِ فَاِنَّھُمْ اَصْحَابُ الْجُوْعِ وَالْعَطْشِی فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُاِلَیْھِمْ فَیَسْرَعُ اَجَابِتَھُمْ.

حضور علیہ السلام نے فرمایا اہلِ تصوف کی دعا کی طرف رغبت کرو (ان سے دعا حاصل کرو) کیونکہ وہ اصحابِ بھوک اور پیاس ہیں اللّٰہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھتا ہے اور ان کی دعاؤں کو اجابت بخشتا ہے۔

(52) قال علیه السّلام خَیرَ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایالوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جولوگوں کونفع پہنچاتا ہے۔

(53) قال علیه السّلام لَاتَجلِسُوْامَعَ اَهْلَ الْبِدْعَةُ.

حضور علیہ السلام نے فرمایااہل بدعت کے ساتھ ہم نشینی مت اختیار کرو۔

(54) قال علیه السّلام لَاتَتْغوُا فِیْ اَهْلِ التَّصوُّف وَالْخِرْقَةَفَاِنَّ اِخْلَاقَهُمْ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَلِبَاسُهُمْ لِبَاسِ الْاَ تّقَیَآءِ.

حضور علیہ السلام نے فرمایااہل تصوف اوران کے خرقہ کے متعلق کوئی بات نہ کروکیونکہ ان کاخرقہ اخلاق انبیاء میں سے ہے اوران کالباس اہلِ تقویٰ کالباس ہے۔

(55) قال علیه السّلام اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنّیْ.

حضور علیہ السلام نے فرمایافقر مجھ سے ہے اورفقر پرمجھ کوفخر ہے

یہ چنداحادیث بطورنمونہ پیش کی گئیں ہیں اللّٰہ تعالیٰ کے فضل اورتوفیق الٰہی سے داتا گنج بخش علی ہجویریؒ،غوث الاعظم سیدعبدالقادرجیلانیؒ ، معین الدین چشتی اجمیریؒ،شہاب الدین سہروردیؒ اورحضرت سلطان باھُوؒ سے مروی حضوری احادیث کی ایک کتاب قارئین کے استفادہ کیلئے پہلی باران بزرگوں کی کتابوں سے اخذ کر کے مرتب کی جارہی ہے۔

آٹھواں باب (8)

اَلۡفَقۡرُ فَخۡرِیۡ وَالۡفَقۡرُ مِنّیۡ

فقر مجھ سے ہے اور فقر پر مجھ کو فخر ہے۔

(الحدیث)

فقر کیا ہے؟

فقر ہے فخرِ محمد ﷺ فقر ہے نورِ خدا
فقر کی تسخیر میں لوح و قلم ارض و سما
تَمَّ الْفَقْرُ میں اللّٰہ اللّٰہ لی مع اللّٰہ باخدا
فقر روحِ انبیاء ہے فقر تاجِ اولیاء

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے نور اللّٰہ کو دیکھا جو ہر طرف جلوہ افروز تھا۔'' اور جب سدرہ (سے بالاتر) پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا اور حضور پُر نور ﷺ کی نظر مبارک (اس نور کو دیکھ کر) نہ بہکی نہ بھٹکی بالیقین آپ ﷺ نے وہاں اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب وادئ طوٰی میں پہنچے تو انہیں داہنیں جانب سے ایک آواز آئی (زیتون کا) ایک درخت جو بقعۂ نور بنا ہوا تھا اسمیں سے آواز آرہی تھی۔

یٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَااللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ o (سورۃالقصص/30)

اے موسیٰ! بیشک میں اللّٰہ عالمین کا رب ہوں۔

جب حضور نبی کریم ﷺ معراج پر پہنچے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اللّٰہ رب العزت کا نور سدرۃ المنتہٰی کے درخت سے بالاتر چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کو مشاہدہ نور رب العالمین سے صرف آواز آرہی تھی اور نور کا یہ مشاہدہ زیتون کے ایک مبارک درخت سے ہو رہا تھا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اس نور ذاتی

سے کائنات عالم میں اللہ رب العزت کی ہمہ قسم بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا اور ہر ظاہر اور مخفی چیز کی حقیقت آپ ﷺ پر کھل گئی۔

آیۃ الکبریٰ کی شرح میں علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃاللہ علیہ لکھتے ہیں یعنی آیت الکبریٰ سے مراد عالم ملکوت کی وہ عجیب و غریب چیزیں ہیں جن کا مظاہرہ حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے سفر معراج پر جاتے ہوئے اور واپسی پر آتے ہوئے کیا تھا جیسے براق، سمٰوٰت، انبیاء، فرشتے، سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ وغیرہ۔ پھر علامہ موصوف فرماتے ہیں اگرچہ کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی بہت بڑی نشانی ہے ان اشیاء کو آیات کبریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان آیات کے ساتھ جن مخصوص تجلیات کا تعلق ہے اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول جس کثرت سے ان پر ہوتا ہے وہ کسی دوسری آیت کو نصیب نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے مقابلہ میں اسمائے کل یعنی حروف تہجی کا علم دیا تھا جس سے آپؑ کسی بھی چیز کا طبعی مشاہدہ کر کے اس کا نام رکھ دیتے جیسے آب بہنے والا، طین خاک، شمس روشنی اور توانائی کا منبع لیکن رسول علیہ الصلوٰت والسلام نے نور ذات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی ہر بڑی اور چھوٹی نشانی کا مشاہدہ کیا اسکے نام اور خواص سے بھی آگاہ ہو گئے اسی معانی میں آپ ﷺ کو غیب دان رسول کہتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے جبکہ رسول پاک ﷺ کا علم غیب عطائی ہے آپ ﷺ جس طرف توجہ الی اللہ سے رجوع فرماتے ہیں اسکا مکمل غیب آپ ﷺ پر کھل جاتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ. (سورۃ ال عمران/179)

یہ اللہ تعالیٰ کی شان شایان نہیں کہ وہ ہر کسی کو اپنے علم غیب پر مطلع کرے البتہ وہ

چن لیتا ہے (علم غیب کیلئے) رسولوں میں سے جسے چاہے (رسول اکرم ﷺ امام الانبیاء ہیں اس لئے علم غیب کلی طور پر آپ ﷺ ہی کو عطا کیا گیا ہے) **اللّٰہ تعالیٰ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ** تو ہمہ وقت دیکھ رہا ہے لیکن رسول اکرم ﷺ جب اسم **اللّٰہ** ذات کے نور کے تصور سے کسی کام کسی بات کسی امر کیلئے اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اسکا غیب آپ ﷺ پر کھل جاتا آپ ﷺ ہمہ وقتی غیب دان رسول تو ہیں لیکن ہر وقت ہر قسم کا غیب آپ ﷺ پر منکشف نہیں جیسا کہ **اللّٰہ** تعالیٰ کی ذات کو ہے۔مقام بدر میں آپ ﷺ نے ستر (70) مقامات متعین کردیئے کہ میدان جنگ میں یہاں عتبہ اور شیبہ ہوگا اور یہاں کوئی دوسرا۔اسی طرح اور بہت سے واقعات آپ ﷺ کے علم غیب پر دلالت کرتے ہیں۔

معراج کی شب سدرۃ المنتہیٰ سے بالاتر نور کا مشاہدہ اور ملاقات کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ایک ملیح اور زیبا صورت نور دیکھا اور اسے پسند کیا۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا **یامحمّد** ﷺ! یہ میرا ذاتی نور (نورفقر) ہے جو میں آپ ﷺ کو عطا کر رہا ہوں یہ نور آپ ﷺ پر مکمل ہوگا اور آپ ﷺ نے فرمایا

"اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ."

پنجتن پاک،اہل بیت،اصحاب صفہ،صحابہ کرام رضوان **اللّٰہ** علیھم ،اولیاء **اللّٰہ** اسی نور فقر میں رنگے ہوئے ہیں **اللّٰہ** تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ. (سورۃ محمّد/38)

میری ذات غنی ہے اور تم سب میری بارگاہ میں فقیر (سائل) ہو۔

اور حقیقی فقیر وہ ہوتا ہے جو **اللّٰہ** تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا دروازہ نہ کھٹکھٹائے وہ ہمیشہ نور **اللّٰہ** میں مستغرق رہتا ہے وہ لا یحتاج ہوتا ہے وہ خواہشات سے پاک اور بے نیاز ہوتا ہے۔سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے ایک سو چالیس کتابیں فقر کے

موضوع پر لکھی ہیں درحقیقت وہ ایک سو چالیس مقامات فقر ہیں جوکوئی ان مقامات کو طے کر لیتا ہے وہ کامل فقیر ہوتا ہے صرف اللّٰہ ھُو کا ذکر کرنے سے فقیر نہیں بن جاتا۔ فقیر کو عین الفقر، تیغ برہنہ، نورالہدیٰ، دیدار بخش، طرفۃ العین، امیر الکونین یہ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ راہ سلوک میں مختلف قسم کے سلطانی درجات کے حامل لوگ ہوتے ہیں لیکن سلطان الفقراء صرف سات ہی ہستیاں ہیں۔ تصرفات کے لحاظ سے حقیقی بادشاہ فقیر ہوتا ہے اگر بادشاہ چاہے کہ وہ کسی فقیر سے ملے تو فقیر کی مرضی ہے کہ وہ اسے ملے یا نہ ملے لیکن فقیر جب کسی بادشاہ کو ملنے کا ارادہ یا توجہ کرتا ہے تو بادشاہ ننگے پاؤں بھاگا چلا آتا ہے اور فقیر کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے پس حکومت اور تصرفات فقیر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اسی لئے وہ جب چاہے کسی بادشاہ کو معزول کر دے یا کسی گدا کو بادشاہ بنا دے۔

حضور نبی کریم ﷺ فقر کے شہنشاہ بھی ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی صفت غنٰی سے متصف کر دیا ہے قولہٗ تعالیٰ نے فرمایا

وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ○ (سورۃ الضحٰی/8)

ہم نے آپ ﷺ کو اپنی طرف حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔

منازلِ فقر

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللّٰہ علیہ سلطان العارفین ہیں کو ایک بار اللّٰہ تعالیٰ نے پوچھا اے بایزید رحمۃ اللّٰہ علیہ! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کیا جنت کے طلب گار ہو؟

عرض کی یا اللّٰہ میں جنت کی طلب میں تیری بندگی نہیں کرتا۔

پھر پوچھا کیا تو جہنم کا طلب گار ہے؟

عرض کی میں کافر اور تیری رحمت سے ناامید نہیں کہ تو مجھے جہنم میں ڈالے۔

ارشاد ہوا پھر کیا چاہتے ہو۔

بایزید رحمۃاللہ علیہ نے ایک لمبا سانس کھینچا اور عرض کی یااللہ! میں تجھ سے تیری ذات کو ہی طلب کرتا ہوں۔

جواب ملا اگر میں نہ ملا تو!

بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ نے ایک لمبی آہ کھینچی اور واصل بحق ہوئے۔

سلطان الفقر حضرت سلطان باھُو رحمہ اللہ تعالیٰ جب منزل فقر کے ایک مقام پر پہنچے تو بارگاہ کبریا سے خطاب ہوا کہ کیا تو ہمارا عاشق ہے؟

اس فقیر نے عرض کی عاجز کو حضرت کبریا کے عشق کی توفیق نہیں۔

پھر فرمایا

کیا تو ہمارا معشوق ہے؟

تب یہ عاجز خاموش رہا اس وقت کی شعاع کبریا کے پرتو نے بندہ کو ذرہ وار ابحارِ استغراق میں مستغرق کر دیا اور فرمایا

''تو ہماری عین ہے اور ہم تمہاری عین ہیں حقیقت میں تو ہماری حقیقت اور معرفت میں ہمارا یار اور مقام ھُو میں یاھُو کی بناوٹ کا سرّ ہے۔''

صوفیا کرام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یا تو اس کے عاشق ہوتے ہیں یا معشوق۔ لیکن سروری قادری سلسلہ میں فقراء کو مختلف مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب اللہ ہیں حضرت علی علیہ السلام ولی اللہ ہیں سیّدنا غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز محبوب سبحانی ہیں حضرت سلطان باھُو معشوق ھُو ہیں حضرت گیسودراز قادری رحمۃاللہ علیہ معشوق الٰہی ہیں پس سروری قادری سلسلہ کے فقیر

خودعاشق خودمعشوق خودنظرخودمنظور کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحم اللہ تعالیٰ کواللّٰہ تعالیٰ نےفرمایا

''اَنْتَ اَنَاوَاَنَااَنْتَ''

میں تو ہوں اور تو میں ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبّ الْعَالَمِیْنَ.

ہفت سلطان الفقراء

راہ سلوک میں سلطانوں کی مختلف اقسام ہیں۔سلطان الذاکرین،سلطان الواصلین، سلطان العارفین،سلطان المؤحدین،سلطان المحبین، سلطان العاشقین، سلطان المحبوبین وغیرہ حضرت سلطان باھُو علیہ الرحمہ نے رسالہ روحی شریف میں سات سلطان الفقراء کا ذکر کیا ہے۔

چُون نور احدی از حجلۂ وحدت بر مظاهر کثرت اراده فرمود. حسنِ خود را جلوه بصفائے گرم بازاری نمود بر شمع جمال پروانه کونین بسوزید ونقاب میم احمدی پوشیده صورت احمدی گرفت از کثرت جذبات و ارادت هفت باربرخود بجنبید وازاں هفت ارواح فقراء باصفافنافی اللّٰه بقاء باللّٰه...

جب نور احدی نے وحدت کے حجلۂ تنہائی سے کثرت کے مظاہرے کا ارادہ فرمایا تو اس گرم بازاری کیلئے اپنے حسن کے جلوہ مصفا (مصطفٰےﷺ) کو ذریعہ بنایا اس شمع جمال نور احدیﷺ پر کونین پروانہ وار جل مٹے (عاشق ہوئے) (نور ذات احدی نے) نقاب میم پہن کر صورت احمدیﷺ اختیار کی (اس وقت نور احمدیﷺ کے اندر

حضرت فاطمہ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ، حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت زینب علیہ السلام اور جملہ ائمہ کرام اور دوازدہ امامین کے نور بھی شامل تھے کیونکہ دنیا میں ان کا ظہور آپ ﷺ کی پیاری بیٹی فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ اور حضرت علی علیہ السلام سے ہوا (نور احدی نے نور احمدی کو دیکھ کر) کثرت جذبات و ارادہ سے سات بار جنبش کھائی جس سے سات ارواح سلطان الفقراء باصفافنا فی اللہ بقاء باللہ تصور ذات میں محوسر تا پا مغز بلا پوست آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل بحر جمال میں مستغرق شجر مراۃ الیقین پر پیدا ہوئیں (ایک دوسری جگہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم سلطان الفقراء اللّٰہ کی بارگاہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے معزز و مکرم تھے) آدم علیہ السلام اور نسل آدم کی پیدائش کے بعد ارواح انبیاء علیہم السلام سے میثاق النبین میں عہد لیا گیا کہ میرا حبیب ﷺ دنیا میں تشریف لائے گا آپ اس کی آمد کی منادی بھی کریں اور جب وہ تشریف لے آئیں تو اس کی مدد بھی کریں۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَامَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَاقَالَ فَاشْھَدُوْاوَاَنَامَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ○ (سورۃ آل عمران/81)

اور یاد کرو جب اللّٰہ نے نبیوں سے ان کا عہد کیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے اعتراض

کیاہم نے اقرار کیا فرمایا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں پس ہر رسول اور نبی نے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی آمد کی بشارت دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسلیئے بھی مبشر کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ''مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ'' (سورۃ الصّف/6) کی بشارت دی اور توریت مقدس میں حضور نبی کریم ﷺ کو عبرانی زبان فارقلیط بھی کہا جاتا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے کہا اے یروشلم کی بیٹیو! میرا محبوب آتا ہے جس کا نام محمدیم ﷺ ہے۔ ملاکی رسول نے کہا وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ کوہِ فاران سے اترتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں کتاب ہے (اللّٰہ رب العزت نے جملہ ارواح کو اپنے حضور کھڑا کر کے سوال کیا

''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کیا میں تمہارا رب ہوں؟

جملہ ارواح نے ''قَالُوْا بَلٰی'' کہہ کر اس کی ربوبیت کا اقرار کیا۔

اللّٰہ رب العزت نے جملہ ارواح کو جو صف باصف کھڑی تھیں کی بائیں طرف نگاہ کی تو دنیا اور اس کی زیب و زینت پیدا ہوئیں جس میں سب سے پہلے شیطان داخل ہوا اس نے چوبیس بانگیں دیں۔

(1) سرود (2) حسن پرستی (3) ہوائے نفسانی (4) شراب نوشی (5) بدعت (6) ترکِ نماز (7) تنبورہ رباب اور دیگر گانے بجانے کا سامان (8) ترکِ جماعت (9) غفلت (10) کبر و تکبر (11) حرص (12) انا (13) حسد (14) عجب خود بینی (15) نفاق (منافقت) (16) غیبت (17) ریاکاری (18) کفر (19) جہل (20) کذب (21) بدظنی (22) نظر بد (23) افعال بد (24) طمع۔

اور ان آوازوں کو سن کر نو حصہ ارواح دنیا میں داخل ہو گئے یہ دنیا دار لوگ ہیں۔

اب اللّٰہ تعالیٰ نے ان اروح کے داہنیں جانب نگاہ کی تو جنت اپنے اپنے درجات کے مطابق پیدا ہوئی اور جنت کو دیکھ کر سب سے پہلے آدم علیہ السلام اس میں داخل ہوئے اور تین بار اللّٰہُ اکبر کا نعرہ بلند کر کے تکبیر کہی جسے سن کر بقایا ارواح میں سے نو حصہ روحیں جنت میں داخل ہوگئیں اور یہی وہ صوفی صافی لوگ ہیں جو جنت کے طلبگار ہیں۔

اب اللّٰہ رب العزت کی بارگاہ میں ایک فیصد ارواح کھڑی تھیں اللّٰہ رب العزت نے پوچھا کہ تم نے نہ تو جنت کو اختیار کیا اور نہ دنیا کو تم مجھ سے کیا چاہتی ہو یہ ارواح ''مِنَ النَّبِیّنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ '' انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی تھیں۔ان ارواح نے عرض کی اے رب العزت! ہم تجھ سے تیری ہی ذات کوطلب کرتے ہیں۔ بارگاہ کبریا سے جواب ملا ہم تم میں اقرار ہوا لیکن میں نے نعم البدل کا قانون بھی رکھ دیا ہے تمام ارواح میں سے خواہ وہ جنتی ہوں یا دوزخی جو بھی اللّٰہ تعالیٰ کی طرف آنا چاہے گا اسے دنیاوی آفات اور دوزخ سے نکال کر نیکوکاروں میں داخل کر دیا جائے گا اور جو کوئی اللّٰہ کا بندہ ہوکر شیطان کی پیروی کرے گا اور گناہ گار زندگی گزارے گا اسے اولیاء اللّٰہ کے درجہ سے نکال کر گناہ گار بندوں میں داخل کردیا جائے گا۔ پس اے لوگو! فَفِرُّوْااِلَی اللّٰہ پس اللّٰہ کی طرف بھاگو کے حکم پر عمل کرتے رہنا چاہیے)۔

''اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا۔حضور نبی کریم ﷺ کے نور نے اللّٰہ رب العزت کی بارگاہ میں پہلا سجدہ کیا اور میثاق ارواح کے روز بھی حضور علیہ السلام نے اللّٰہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ کیا

اور یہی دوسجدے نماز کی ہر رکعت میں ہمارے لئے فرض بھی ہیں اور سنت بھی۔(صفت سلطان الفقراء کے متعلق سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا) انہوں نے ازل سے ابد تک بجز ذات حق کسی کونہیں دیکھا اور ما سویٰ اللہ کبھی نہ سنا انہیں حریم کبریا کے سمندر میں دائمی وصال لازوال حاصل ہے۔وہ کبھی نوری جثہ اختیار کر کے تقدیس وتنزیہ میں کوشاں ہوئے ہیں۔گاہ قطرہ بحر میں اور گاہ بحر قطرہ میں اور فیض عطا کی چادر یعنی جب فقر اختتام کو پہنچتا ہے اللہ ہی رہ جاتا ہے ان کے اوپر عزّ سرمدی ہے پس انہیں حیاتِ ابدی اور عزّ سرمدی کا تاج حاصل ہے۔یہ فقر خاص لا یحتاج ہے اپنے رب سے یا اس کے غیر سے۔وہ معزز ومکرم ہیں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور ان کو قیام قیامت کی بھی کوئی خبر نہیں۔ان کے قدم جملہ اولیاء غوث قطب کے سر پر ہیں اگر ان کو (یکتائی کے باعث)خدا کہیے بجا ہے اگر (شریعت کی رو سے)بندہ خدا جانیے روا ہے۔جس نے جانا اسی نے جانا۔ان کا مقام حریم ذات کبریا ہے وہ حق سے ما سویٰ الحق کوئی چیز طلب نہیں کرتے اور کمینی دنیا اور اخروی نعمتوں حور وقصور اور بہشت کو ایک نظر بھی نہیں دیکھتے اور وہ ایک (جلوہ نور) جس سے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا، ہر لحہ اور آنکھ جھپکنے میں ایسے ستر ہزار جذبات انوارِ ذات کے جلوے ان پر ہوتے ہیں وہ دم نہیں مارتے اور نہ آہ کھینچتے ہیں بلکہ اور لا یئے کا نعرہ مارتے ہیں وہ سلطان الفقراء اور کونین کے سردار ہیں۔

ایک روح خاتون قیامت حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ اور ایک روح خواجہ حسن بصری رحمتہٗ کی اور ایک روح میرے شیخ الحقیقت الحق نور مطلق مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی اور ایک روح سلطان الانوار سرّ السرّ مد حضرت پیر عبدالرزاق سلطان الانوار فرزند حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ

العزیز کی اورایک روح ھاھویت کی آنکھوں کے سرچشمہ سراسرارذات یاھُو بندہ فقیر باھُو قدس سرّہٗ العزیز کی اور دوارواح دیگراولیاء کی ہیں جن کی برکت سے دارین کوقیام ہے۔جب تک یہ دو روحیں آشیانہ وحدت سے مظاہر کثرت میں محوِ پرواز نہ ہولیں قیام قیامت نہ ہوگی۔سلطان الفقراء کی نگاہ نور وحدت اورعزت کی کیمیاء ہے جس پر بھی یہ نگاہ پڑتی ہے نورِ مطلق بنا دیتی ہے۔ایسے طالبوں کو ریاضت اور ورد اوراد (ظاہری کی) ضرورت نہیں رہتی۔

آگاہ رہو! کہ اس رسالہ کا مصنف فقیر(باھُوؒ) ہر قسم کے حجب حجاب دور کر کے عین العین وحدت ہوگیا۔سبحان اللّٰہ ! بندہ کا جسم پردہ ضعیف کی مانند درمیان میں حائل ہے اور وہ وحدت خود بخود ہزار ہا اسرارِ عجیب وغریب کا اظہار کر رہی ہے اور رسالہ ھٰذا کی تصنیف میں خود ناطق خود منطوق خود دال خود مدلول خود کاتب خود مکتوب رہے ہیں۔اگر اس کو قدرت ربانی کے آثار خیال کیا جائے بجا ہے اور اگر وحی منزل پڑھا جائے روا ہے۔معاذاللّٰہ!اگر اس لطیف تحریر کو بندہ کی زبان سمجھا جائے تو یہ بھی حق ہے۔اگر کوئی ولی واصل عالم روحانیت کا ولی یا عالم قدس شہود کا ولی اپنے درجہ سے گر جائے اگر اس کتاب مستطاب کا توسّل پکڑے تو یہ توسّل اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا اگر وہ یہ توسل نہ پکڑے اس کو قسم ہے اور اگر ہم اس کو نہ پہنچائیں ہمیں قسم ہے اور اگر طالب سلک سلوک پنجہ مار کر اس کے سلوک پر مضبوطی اختیار کرے گا اس پختگی کے باعث میں بالضرور اس کو عارف زندہ دل اور روشن ضمیر بنا دوں گا۔

ابیات

طالب حق سن ! ذرا جلدی سے آ ایک دم میں بخش دوں از ابتداء تا انتہا
طالبا آ ! طا لبا آ ! طا لبا آ ! روز اوّل کر دوں تجھ کو با خدا

جان لو! کہ عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر ہر مقام پر حاضر ھاھویت مطلق میں مستغرق اوراس رسالہ کا مصنف (باھُو علیہ الرحمہ) کہتا ہے جب مجھے لطف ازلی سے سرفرازی اور حق الحق سے عین عنایت حاصل ہوئی اور حضور پُرنور ﷺ نے مجھے خلق خدا کو ارشاد وتلقین کا حکم دیا (تو اب میری کیمیاء نظر کے سامنے) کیا مسلم، کیا کافر، کیا بانصیب، کیا بے نصیب، کیا زندہ، کیا مردہ سب برابر ہیں (جس کو چاہوں جہاں چاہوں فیض دے دوں)۔اپنی زبان پُرنور سے حضور علیہ الصلوٰۃوالسلام نے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر الزمانی کے لقب سے نوازا۔

ابیات

دست بیعت مجھ کوفرمایا(سرورکونین ﷺ نے) فرزندخودفرمایا(جدالحسنؓ والحسنینؓ نے)

دی اجازت باھُوؒ کو پھر مصطفٰے ﷺ خلق کو تلقین کر بہر از خدا

خاک پا حسنینؓ کا میں ہو گیا ختم مجھ پر معرفت کی انتہا

سلطانُ الفقرِ اوّل فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ

بنت محمد رسول اللہ ﷺ

(20 جمادی الاول اعلانِ نبوت سے 5 سال قبل تا 3 رمضان المبارک سن 11ھ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا جو طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں اوران کی عمر مبارک چالیس تھی نکاح ہوا۔حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نکاح پڑھا۔رسول پاک ﷺ کی عمر

پینتیس سال کی تھی جب ان کی لاڈلی، پیاری اور سب سے چھوٹی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

ہجرت مدینہ کے وقت آپؑ کی عمر سولہ سال تھی۔ رسول پاک ﷺ کی ہجرت کے چند روز بعد حضرت علی علیہ السلام نے اہل مکہ کی امانتیں جو کہ رسول اللہ ﷺ نے آپؑ کے سپرد کی تھیں لوگوں کو لوٹا دیں اور بنو ہاشم کی چند خواتین جن میں فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ بھی شامل تھیں کو لے کر حضرت علی علیہ السلام قبا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملے۔

آپؑ کا نام مبارک سیّدہ فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ ہے آپؑ کی کنیت **ام محمّدؐ** ہے اور آپؑ کے القابات **سیّدہ نساء العالمین، سیدۃ النساء، خاتون جنت، جگر گوشہءِ رسول اللہ** ﷺ ہیں۔

بتول:۔ یعنی ہر زمانہ کی عورتوں سے فضیلتِ دین اور حسن جمال میں یکتا ہیں ماسوٰی **اللہ** ہر ایک سے بے نیاز ہیں۔

زہرہ:۔ آپؑ ہر قسم کے حدث، حیض ونفاس سے پاک تھیں۔

راضیہ:۔ آپؑ **اللہ** اور رسول ﷺ کی رضا پر راضی رہیں۔

عابدہ:۔ پاک وطاہر ہیں۔

آپ سلام اللہ علیہ پاکیزہ اخلاق اور عادات کی مالک تھیں۔ سیرت وصورت میں حضور پاک ﷺ کی مشابہہ تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی عمر مبارک پچیس سال اور سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی کہ سن 2 ہجری ماہ رمضان المبارک میں حضور نبی کریم ﷺ نے آپؑ کا نکاح اپنے چچیرے بھائی علیؑ بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام فقر وفاقہ کی وجہ سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہ کا ہاتھ مانگنے سے خاموش تھے کہ صحابہ کے اصرار پر ایک روز حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے پاس پہنچے اور فرط ادب اور حیا کے غلبہ سے خاموش کھڑے رہے کوئی بات نہ کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے علیؑ! آج خلاف عادت خاموش کیوں ہو؟ حضرت علی علیہ السلام نے اپنا سر جھکا لیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے علیؑ! کیا تم فاطمۃ الزہرہؓ کا رشتہ طلب کرتے ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے اثبات میں سر ہلا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علیؓ! مرحبا مبارک ہو اور جا کر نکاح کیلئے کچھ سامان مہیا کرو۔ پھر پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ عرض کی ایک اونٹنی، ایک زرّہ اور ایک تلوار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اونٹنی تو تمہاری سواری کیلئے ہے اور تلوار مجاہد کا زیور ہے البتہ زرہ بیچ کر انتظام کرو پس حضرت علی علیہ السلام نے زرہ ہاتھ میں لے کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم سے اسکی فروخت کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار سواسّی درہم میں زرّہ خرید لی اور اسی وقت ہدیۃً حضرت علی علیہ السلام کو واپس کر دی اس طرح یہ رقم نکاح پر خرچ کی گئی۔ یہ دنیا کا بہترین مثالی جوڑا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر یا غزوہ پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ سے مل کر جاتے اور جب واپس آتے تو مسجد نبوی میں دو نفل ادا کر کے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے گھر تشریف لے جاتے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ جب حضور پاک ﷺ سے ملنے کیلئے جاتیں تو حضور پاک ﷺ کھڑے ہو کر خوش آمدید کہتے اور فاطمۃ الزہرہؓ کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی کمبلی آپؓ کے بیٹھنے کیلئے بچھا دیتے۔

فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ حافظ قرآن تھیں اور آپؑ کو فقہ کے مسائل پر بھی پورا عبور حاصل تھا۔ حضور پاک ﷺ نے پوچھا اے فاطمہ سلام اللہ علیہ! عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟ عرض کی ابا جان! عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہ تو وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھ پائے۔

بنو ہاشم کی ایک عورت نے سوال کیا کہ اے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ! چالیس اونٹوں پر زکوٰۃ کیا ہو گی۔ آپؑ نے فرمایا آپ کیلئے ایک اونٹ اور اگر وہ اونٹ فاطمہؓ کے ہوں تو وہ سب اللہ کی راہ میں دے دوں گی اور یہ اس آیت کی تفسیر ہے۔

"مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ"

یارسول اللہ ﷺ لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ) کی راہ میں کیا خرچ کریں؟

"قُلِ الۡعَفۡوَ" یارسول اللہ ﷺ فرما دیجئے جو بھی تمہاری ضرورت سے زائد ہے!

آپؑ کا فاقہ اختیاری تھا کئی کئی وقت کا فاقہ ہونے کے باوجود اپنا کھانا اٹھا کر رکھ دیتیں کہ شاید کوئی سائل آجائے اور فاقہ کش لوگ حضور پاک ﷺ کے بعد فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے دروازے پر ہی دست سوال دراز کرتے۔ ایک بار آپؑ نے اپنی چادر بنو سلیم کے ایک شخص کو کھانا کھلانے کیلئے شمعون یہودی کے پاس گروی رکھوا دی جس پر وہ یہودی آپؑ کے اخلاق، ایثار اور کریمانہ رویہ کو دیکھ کر اور آپؑ کی چادر کی تاثیر سے اس کی زبان سے کلمہ جاری ہو گیا اور وہ مسلمان ہو گیا اس نے چادر بھی واپس کر دی اور کچھ اناج سے سائل کی (جو ساتھ تھا) مدد کر دی۔

فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ سلطان الفقر اول ہیں

فقر دو اقسام کا ہے۔

(1) فقر فخر محمدی ﷺ

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ.

(نور) فقر پر مجھے فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

(2) فقر مکب

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمَکَبْ.

اللّٰہ کی پناہ لیتا ہوں منہ کے بل گرنے والے فقر سے۔

ایک روز رسول اللّٰہ ﷺ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے گھر تشریف لے گئے دروازہ پر دستک دی تو فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ نے دروازہ کھولنے میں توقف کیا۔ حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے پوچھنے پر فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ نے جواب دیا ابّا حضور ﷺ! میری جان آپ ﷺ پر فدا۔ میرے پاس سر اور جسم ڈھانپنے کیلئے کوئی چادر نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے اپنی کمبلی دیوار کے اوپر سے گھر میں پھینک دی حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ نے چادر اوڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ حضور پاک ﷺ فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ کی غربت اور خستہ حالی دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے چند لمحات کیلئے سر جھکا کر بارگاہ کبریا میں متوجہ رہے اور سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ سلام اللّٰہ علیہ! کیا میں کوہ احد کو حکم دوں کہ وہ تمہارے لئے سونے چاندی کا بن جائے۔ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے جواب دیا ابا حضور ﷺ! فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے تو ہمیشہ فقر ہی کو پسند کیا ہے۔ اس پر رسول پاک ﷺ نے فرمایا

''اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ.''

(نور) فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

پس آپ سلام اللہ علیہ سروری قادری سلطانی سلسلہ میں سلطان الفقر اوّل ہیں۔

حیامیں بھی آپؓ کا کوئی ثانی نہیں۔اللہ تعالیٰ اوراس کےفرشتے بھی آپؓ سے حیا کرتے ہیں۔جبرائیل امینؑ بھی آپؓ کی اجازت کے بغیرآپؓ کے گھرمیں داخل نہ ہوتے۔ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ سحر کا وقت نہیں ہو رہا تھا سورج طلوع نہیں ہو رہا تھا بلال رضی اللہ عنہ اذان کے منتظر ہیں صحابہ کرامؓ حیران تھے کہ شاید قیامت برپا ہونے والی ہے صحابہ کرامؓ حضور پاک ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ کیاارشادعالی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کومخاطب کرکے فرمایا کہ اے علیؓ ! گھرجاؤ فاطمۃ الزہرہؓ کے سرسے دوپٹے کا پلّو ڈھلک گیاہے سورج حیاکے باعث طلوع نہیں ہورہا جاؤاورفاطمۃ الزہرہؓ کاسرڈھانپو۔حضرت علی علیہ السلام گھرگئے آپؑ کا دوپٹہ درست کیا توسورج طلوع ہوگیا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی توجمہورصحابہؓ نے نمازادا کی۔

بعض لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ باغِ فدک لینے کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کچہری میں تشریف لے جاتی تھیں۔

فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ امیرالکونین ہیں آپؓ کھجوروں کے باغ کی خاطر صدیق اکبررضی اللہ عنہ کی کچہری میں جاتیں یہ آپؓ کے شایان شان بھی نہیں ہےاور صدیق اکبررضی اللہ عنہ کوبھی کوئی ایسااختیارحاصل نہیں ہے کہ وہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کواپنی کچہری میں طلب کرتے۔یادرہےاس وقت خلیفہ کی کچہری مسجدنبویؐ میں ہی ہوتی تھی۔

گھرمیں کئی روز کا فاقہ تھا آپؓ کی لونڈی سے برداشت نہ ہوسکا۔چندکنکرزمین سے اٹھائے ان پرپھونکا تو وہ چاندی کے ٹکڑوں میں تبدیل ہوگئے۔آپ نے ان کومٹھی میں بندکرلیااورفاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی خدمت میں حاضرہوکرعرض کی سرکار! یہ

چاندی فروخت کر کے کھانے پینے کا اہتمام کر لیں شہزادوں کے کملائے ہوئے چہرے دیکھے نہیں جاتے۔ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ مسکرائیں اور فرمایا فضہ (اے چاندی بنانے والی) ! اپنی مٹھی کھولو جب انہوں نے مٹھی کھولی تو فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے ان پر پھونک ماری تو وہ چاندی کے ٹکڑے ہیرے جواہرات میں تبدیل ہو گئے آپ سلام اللہ علیہ نے فرمایا فضہؓ! ان کو وہیں پھینک دو ہمارا فقر اختیاری ہے اضطراری نہیں۔

یہی بات حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدان کربلا میں حضرت عباس علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہی تھی اے عباسؓ! ہمیں صبر کا حکم دیا گیا ہے ہمیں کنوؤں سے نکال کر پانی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں حسینؑ اگر ایک ٹھوکر مارے تو ہزاروں فرات بہنے لگیں لیکن ہمیں صبر کا حکم دیا گیا ہے۔

فقیر نے کوہ احد کے پتھر سے خودسونے چاندی کی ڈلی نکال کر دیکھی ہے باغِ فدک طلب کرنے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ جیسی مالک الملکی لا یحتاج ہستی کب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کچہری میں حاضر ہوتی ہے!

فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ حجتِ دین

نجران کے عیسایوں کا ایک وفد اپنے بڑے پادری کی سربراہی میں مدینۃ الرسولؐ دین اسلام پر بات چیت کرنے کیلئے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تین دن کی دعوت وتبلیغ کے بعد بھی اسلام قبول کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ حضور پاک ﷺ نے ان کو دعوت مباہلہ دی۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ○ (آل عمران/61)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یارسول اللہ ﷺ آپ اس وفد کو دعوت مباہلہ دیجیے) تم لاؤ اپنے بیٹوں کو اور ہم لائیں اپنے بیٹوں کو تم لاؤ اپنی عورتوں کو اور ہم لائیں اپنی عورتوں کو تم خود بھی آؤ اور ہم بھی آئیں اور عاجزی کریں اللہ کی بارگاہ میں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں جھوٹوں پر۔ پس حضور پاک ﷺ اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کو جو پردہ میں لپٹی ہوئیں تھیں حضرت علی علیہ السلام کو اور اپنے نواسوں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی انگلیاں تھامے عیسایوں سے مباہلہ کرنے نکلے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور ﷺ! کیا میں بھی؟ حضور پاک ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پس جب یہ پانچ تن آگے بڑھے تو عیسائی لرز اٹھے اور مزید ایک دن کی مہلت طلب کی اور رات کے اندھیرے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسی دعوتِ مباہلہ کی نسبت سے حضور علیہ السلام، حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم، فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ اور حسنین کریمینؑ کو پنجتن کہا جاتا ہے۔ پنجتن پاک کے اس شرف میں محمد ﷺ وآلِ محمد کے سوا کوئی دوسرا شامل نہیں۔

محمد ﷺ گل است وعلی روحِ گل
بود فاطمہؓ درمیاں بوئے گل
چوں عِطرُ برآمد زمین وزمن
عیاں شد معطر حسینؑ وحسنؑ

دنیا جہان کی اوّلین وآخرین عورتوں میں سے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ ہی وہ ہستی ہیں جنہیں اسلام کی حجت کیلئے بطور حجت دین پیش کیا گیا ہے اس لئے آپ سلام اللہ علیہ نساء العالمین کی سردار بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پنجتن کے وسیلہ سے ہر قسم کی بلاؤ ارضی وسماوی بلیات

سے حفاظت کی دعا بھی مشہور ہے۔

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَاحَرِّالْوَبَاءِ اَلْحَاطَمَۃُ وَالْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃُ .

یااللہ! پنجتن پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم، حسنین کریمینؑ، فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی خاطر ہر قسم کی بلاؤں اور آفات کو مجھ سے ٹال دے اور میری حفاظت فرما۔

اگر اس دعا کو لکھ کر کسی گھر، کسی جنس یا مال مویشی کے باڑہ میں رکھا جائے یا پڑھ کر پھونکا جائے تو اللہ تعالیٰ اس چیز کو اپنی حفظ وامان میں لے لیتا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ اہل بیت کی سردار بھی ہیں

قرآن مجید میں اھل البیت کا لفظ اہل خانہ کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ ...اِنَّمَا یُرِیْدُاللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا o (سورۃالاحزاب/33)

اے نبی کریم ﷺ کی عورتو اہل خانہ بیشک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ہر قسم کے رجس سے پاک کردے اور ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ معلوم رہے کہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ تو اہل بیت میں شامل ہیں اور اس آیت کی مصداق ہیں لیکن نساء النبی اور اہل بیت سوائے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے پنجتن پاک میں شامل نہیں۔

اہل البیت؛۔

ہمارا ایمان ہے کہ پنجتن تو روز ازل سے ہی پاک و طاہر ہیں اور ان پاکیزہ ہستیوں میں فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ بھی شامل ہیں لیکن اس آیت میں اہل بیت حضور نبی کریم ﷺ کے گھرانہ کی عورتوں کو پاک کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہؓ تو پہلے ہی طہارت میں کامل ہیں پھر بھی ان کو دوبارہ ہر قسم کے ادنیٰ واعلیٰ حدث سے پاک وصاف کر دیا گیا ہے اور نساء العالمین میں یہ شرف صرف فاطمہ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ کو ہی حاصل ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اور مدینہ کی حالت

حضور پاک ﷺ بخار میں مبتلا ہو کر 12 ربیع الاوّل کو واصل باللّٰہ ہوئے اس وقت آپؐ کی عمر مبارک تقریباً 63 سال 5 ماہ تھی۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ عنہا کے حجرہ میں صاحب فراش تھے آپ ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ اس دنیا میں رہے یا دوسرا جہان اختیار کرے پس اس نے اللہ ہی کو اختیار کیا۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں کہ رسول پاک ﷺ نے انہیں اشارہ کیا اور انہوں نے اپنا کان حضور پاک ﷺ کے پاس کر دیا۔ حضور پاک ﷺ نے کچھ فرمایا تو حضرت فاطمۃ الزہرہؓ اور زیادہ گریہ زاری کرنے لگیں حضور پاک ﷺ نے دوبارہ اشارہ کیا اور فاطمۃ الزہرہؓ نے اپنا کان حضور پاک ﷺ کے قریب کیا تو کچھ سن کر آپؓ مسکرانے لگیں۔

اب حضور پاک ﷺ متوجہ اِلَی اللہ ہوئے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے 'یارب امتی یارب امتی' کے الفاظ نکل رہے تھے۔ تین بار غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ عدل و رحم اور اچھے سلوک کا بھی حکم دیا اور فرمایا

قُلۡ لَّآاَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی.(سورة الشوریٰ/23)

میرا اجرِ رسالت میرے اقربا کی مودت میں ہے۔

پھر تین بار "بَلۡ هُوَ رَفِیۡقُ الۡاَعۡلٰی "فرمایا اور واصل باللّٰہ ہوئے۔

اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَo(سورۃالبقرۃ/156)

بیشک ہم اللہ ہی کی جانب سے آئے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

جماعتِ صحابہ میں کہرام مچ گیا گویا کہ قیامت آ گئی حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ تو حضور علیہ السلام سے لپٹ کر دھاڑیں مار کر رو رہی تھیں۔

اصول مدنیت اور حکمرانی یہ ہے کہ سربراہ سلطنت کے وصال کے بعد اس کو دفن کرنے سے پہلے سربراہ سلطنت مقرر کر دیا جاتا ہے تاکہ معاملاتِ حکومت میں کسی قسم کا انتشار پیدا نہ ہو اور مخالفین حکومت پر قبضہ نہ کر لیں اسلئے ثقیفہ بنوساعد میں اکابرین اکٹھے ہوئے اور انہوں نے بالاتفاق رائے حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ کو خلیفۃ الرسول ﷺ تسلیم کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی ان میں حضرت علی علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی تجہیز وتدفین کے انتظامات کی وجہ سے شامل نہ تھے حضرت علی علیہ السلام نے اسکے خلاف کوئی مزاحمت نہ کی اس لئے آپؓ کی خاموشی کو رضامندی خیال کیا گیا جیسا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ بدستور بطور چئیر مین شوریٰ کام کرتے رہے۔ امور سلطنت چلانے کیلئے دس صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم کی مجلس شوریٰ مقرر کی جو خلیفہ کو مختلف امور میں مشورہ دیتی تھی اور حضرت علی علیہ السلام اس میں مشیر اعلیٰ تھے بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حکومتی امور میں مشاورت دیا کرتے اور آپ علیہ السلام کی رائے کو معتبر سمجھا جاتا۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ نے رسول پاک ﷺ کا جنازہ پڑھانے کی بجائے خلافت پر قبضہ کرنے میں جلدی کی۔ اعتراض کے پہلے حصہ کا جواب تو دیا جا چکا ہے۔نماز جنازہ نہ پڑھانے کی وجہ یہ ہے کہ نماز جنازہ تو دعائے مغفرت ہے۔ پس وہ کون ہے جو معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ یہ کہے یا اللہ رسول پاک ﷺ کو بخش دے بلکہ حکم تو یہ ہے کہ جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرو اگر حضور پاک ﷺ بھی چاہیں تو اللہ غفورالرحیم تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

حضور پاک ﷺ کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہوا تھا دس دس صحابہ رضوان اللہ علیھم اندر آتے ،حضور علیہ السلام کی زیارت کرتے اور درود وصلوٰۃ پڑھ کر باہر نکل جاتے اور یہ درود وسلام کا عمل تین دن رات جاری رہا۔

صلی اللہ علیک یارسول اللہ

وسلم علیک یا حبیب اللہ

یادرہے کہ چار ہستیوں کی نماز جنازہ دعائے مغفرت نہیں پڑھی گئی۔

اوّل:۔حضور پاک ﷺ کی نماز جنازہ ادانہیں کی گئی۔

دوم :۔حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی نماز جنازہ ادانہیں کی گئی۔

سوم:۔حضرت علی علیہ السلام کی نماز جنازہ ادانہیں کی گئی۔

چہارم:۔شہدائے کربلا کی نماز جنازہ ادانہیں کی گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پوچھنے پر فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت رسول پاک ﷺ نے میرے کان میں فرمایا کہ بیٹی میں اللہ کے پاس جا رہا ہوں جس پر میں شدتِ غم سے رونے لگی اور دوسری بار حضور علیہ السلام نے

فرمایا کہ اے بیٹی! سب سے پہلے تو ہی میرے پاس آئے گی جس پر میں مسکرانے لگی۔

حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ ہمہ وقت حضور پاک ﷺ کی محبت اور فراق میں رویا کرتیں آپؓ نے حضور پاک ﷺ کی شان میں ایک مرثیہ بھی کہا۔

حضور پاک ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ہی آپؓ اپنے والد رسول اللّٰہ ﷺ سے عالم دوام میں جاملیں۔

اپنے والد کی جدائی کے غم کے ساتھ ساتھ ایک اور غم بھی آپ سلام اللّٰہ علیہ کو لاحق ہوگیا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام میرے لیے نامحرم ہے وہ میری جان کیسے قبض کرے گا؟ آپؓ کی گریہ زاری سن کر اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا اے فاطمہؓ! غم نہ کر تیری جان میں اپنی دست قدرت سے قبض کروں گا۔

پس آخری وقت آپؓ غسل کرکے پاک صاف لباس پہن کر خوشبو لگا کے حضرت فضہ رضی اللّٰہ عنہا کے پاس آئیں قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئیں، اپنے منہ پر چادر کھینچ لی اور فرمایا اے فضہؓ! اب میں اللّٰہ کے نور میں جذب ہورہی ہوں اب میرا ستر کوئی نہ کھولے علی علیہ السلام بھی نہیں۔ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے اس پر یمنی طریقہ سے چادر ڈال کر ڈھانپ دیا جائے۔ میرے جنازہ میں میرے محرموں کے علاوہ کوئی دوسرا غیر مرد شامل نہ ہو۔ مجھے قبر میں اتارنے کیلئے صرف علی علیہ السلام اور حسنین کریمینؓ ہاتھ لگائیں کوئی دوسرا محرم بھی میرے جسم کو نہ چھوئے۔ دفن کرنے کے بعد میری قبر کی مٹی بھی برابر کر دی جائے تا کہ کسی نامحرم کی نظر بھی میری قبر پر نہ پڑے۔ بعدازاں ایک بیل حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی قبر پر پھیل گئی اور اس نے قبر مبارک کو ڈھانپ دیا۔ آپؓ کی نماز جنازہ بھی ادا نہیں کی گئی۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ عہد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ اس مختصر عرصہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے دروازہ پر ٹھڈے مارنا کتنی توہین آمیز بات ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی جسارت کیسے کر سکتے ہیں؟

حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ خاتونِ قیامت

جب قیامت برپا ہوگی تو حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ اونٹنی پر سوار ہوکر جنت کی طرف رواں ہوں گی۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ سلام اللہ علیہ! اس روز فرشتوں، جنات، انبیاء، اولیاء، شہداء، کل مخلوقات کو حکم دیا جائے گا کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلو کہ خاتون قیامت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ جنت کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے عرض کی سرکار مدینہ ﷺ! کیا جنت میں داخل ہونے والی خاتون اوّل میں ہونگی۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا نہیں وہ ایک دوسرے قبیلہ کی فلاں عورت ہوگی جو آپؓ کی سواری اونٹنی کی نکیل کی رسی تھامے ہوئے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے اس عورت سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا اور ایک روز فضہ رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لے کر اس کے گھر جا پہنچیں دروازہ پر دستک دی تو اندر سے کسی نے پوچھا کون؟ حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے جواب دیا فاطمۃ الزہرہؓ بنت رسول اللہ ﷺ۔ جواب دیا سرکار! مجھ جیسی خوش قسمت بھلا اور کون ہوگی جسے ملنے فاطمۃ الزہرہؓ تشریف لائیں لیکن میری بدقسمتی کہ میں نے اپنے خاوند سے آپؓ سے ملنے کی اجازت طلب نہیں کی آج اجازت لے لوں گی زہے نصیب آپؓ کل تشریف لائیں۔ دوسرے روز آپؓ امام حسنؓ کو ساتھ لے کر تشریف لے گئیں سوال جواب کے بعد اس بی بی نے کہا آپؓ کے ساتھ شہزادہ حسنؓ بھی ہیں اور میں

نے ان کی اجازت نہیں لی پس آپؑ دوبارہ تشریف لے آئیں۔ جب فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ نے یہ بات حضور پاک ﷺ کی خدمت میں بیان کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وہ عورت ہے جو اپنے خاوند کی تابعداری اور خوشنودی کی وجہ سے آپؑ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی اسی لیے خاوند کو عورت کا مجازی خدا کہا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر غیر اللّٰہ کو سجدہ کی اجازت ہوتی تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔

تسبیح حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ

ایک غزوہ میں چند عورتیں قید ہو کر آئیں حضور نبی کریم ﷺ ان عورتوں کو اچھے گھرانوں میں تقسیم فرما رہے تھے تا کہ وہ باعزت زندگی گزار سکیں حضرت علی علیہ السلام کے کہنے پر حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں اور خلاف معمول ایک طرف خاموش ہو کر کھڑی رہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے میری بیٹی فاطمہؑ ! کیا بات ہے ؟ آپؑ خاموش رہیں اور حیا سے سر جھکا لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری بار پھر پوچھا اے فاطمہؑ ! کیا بات ہے؟ آپؑ پھر خاموش رہیں۔ حضرت علی علیہ السلام جو کچھ دور کھڑے تھے انہوں نے عرض کی حضور ﷺ ! فاطمہ سلام اللہ علیہ تو حیا کی وجہ سے خاموش ہیں چکی پیستے پیستے ان کے گٹے بن گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ فاطمہ سلام اللّٰہ علیہ کی خدمت میں ایک لونڈی دے دی جائے تا کہ کچھ سہولت ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علیؑ میں تم سے نہیں پوچھتا! فاطمہؑ کو بات کرنے دو۔ حضرت فاطمہ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ نے عرض کی میں تو حضرت علی علیہ السلام کے حکم کی اتباع میں آ گئی ہوں وگرنہ مجھے لونڈی کی کچھ

ضرورت نہیں۔رسول پاک ﷺ نے فرمایا اے فاطمہؓ ! کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جس کے عوض اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہیں سولونڈیاں عطا فرما دیں۔فرمایا بیٹا! ہرنماز کے بعد 33بار سبحان اللّٰه، 33 بار والحمد للّٰه، 34اللّٰه اکبر کی تسبیح کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں سو (100) لونڈیاں عطا فرمائے گا۔پس یہ تسبیحِ فاطمہ سلام اللہ علیہ مشہور ہوئی۔

وفات:۔

حضور پاک ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت بی بی فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ 3 رمضان المبارک 11ھ کو واصل باللہ ہوئیں اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں آپ سلام اللہ علیہ پر نازل ہوں۔

حضوری مجلس

حضور نبی کریم ﷺ کی باطنی حضوری مجلس نو (9) مقامت پر برپا ہوتی ہیں ان کے علاوہ ایک مجلس حضرت بی بی فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی بھی ہے جس میں دنیا کی نیک و پاک حضوری بیبیاں تشریف لاتیں ہیں اور یہ ایک ایسی باپردہ پاکیزہ مجلس ہے جس میں خاص الخاص سادات کو بھی داخلہ کی اجازت نہیں فقراء بھی باہر سے خیمہ گاہ کی صرف زیارت کرسکتے ہیں۔چونکہ حضرت سلطان باھُو کو رحمۃ اللہ علیہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے اپنا بیٹا کہا ہے اس لیے آپؒ اکثر فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

سلطان الفقر دوم

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(14ھ تا رمضان المبارک 77ھ)

آپؒ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کنیز کے بطن سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سن 14ھ مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نہایت حسین تھے جب آپؒ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نام رکھنے کیلئے پیش کیا گیا تو آپؒ کے حسین چہرہ کو دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپؒ کا نام حسن رکھا۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپؒ کے والدین بصرہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ آپؒ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ بہت سے صحابہؓ جو موجود تھے آپؒ اُن سے ملتے اور احادیث رسول اللہ ﷺ اُن سے سنتے اور یاد کرتے۔ آپؒ صحابی تو نہ تھے لیکن آپؒ کو صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کا زمانہ ملا۔ کہا جاتا ہے کہ آپؒ نے ایک سو بائیس (122) صحابہؓ سے احادیث سُنی اور یاد کیں۔ قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے کے بعد آپؒ نے منبر پر وعظ کہنا شروع کیا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کا دور خلافت آیا اور آپؑ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو اس وقت بصرہ بھی علم وعلوم کا مرکز اور فوجی چھاؤنی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ کا دورہ کیا تو آپؑ نے بصرہ میں بہت سے دینی مدرسے دیکھے جہاں

علماء دین اسلام پر کلام کیا کرتے تھے آپؓ نے اُن ظاہری علماء کے مدرسوں کو جو اسلام کی روح سے واقف نہ تھے بند کر دیا صرف خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو درس و تدریس کی اجازت دی۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو پہچان لیا اور آپؓ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے آپؓ کے مرید ہو گئے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپؒ کو روحانی علوم پر بھی عبور حاصل تھا۔

آپؒ تلمیذالرحمن تھے ایک بار دریا کی سیر کو گئے تو آپؒ نے دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک سبزہ زار پر ایک عورت لیٹی ہوئی ہے اور ایک حبشی مرد اس کا سر دبا رہا ہے پاس ہی ایک شراب کی خالی صراحی پڑی ہوئی ہے وہ عورت کبھی کبھی اس نوجوان کا ہاتھ بھی چوم لیتی تھی۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جب کھلے عام اس بے شرمی کو دیکھا تو دل میں بڑی کراہیت محسوس کی۔ اسی اثناء میں دریا میں طوفان اٹھا اور ایک کشتی دریا میں اُلٹ گئی جس میں سات لوگ سوار تھے وہ حبشی اٹھا اور اس نے دوڑ کر دریا میں چھلانگ لگا دی اور چھ بار میں اس نے چھ لوگوں کو دریا سے زندہ باہر نکال لیا جبکہ ایک شخص دریا کی لہروں کی نظر ہو گیا۔ وہ حبشی خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ آپؒ سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ ایک شخص کو ہی بچا سکتے اور کہا یہ عورت میری ماں ہے جو شدید بیمار ہے اس کو گھر سے کھلی فضا میں اٹھا لایا ہوں تا کہ کچھ سکون پائے اسی لئے میں اس کا سر دبا رہا تھا میری ماں کو شدید پیاس لگی ہوئی تھی اور اس لئے میں یہ خالی صراحی جو کسی نے شراب پی کر پھینک دی تھی اٹھا کر دریا کے پانی سے دھو کر پانی سے بھر کر لے آیا اور اپنی ماں کو پانی پلا رہا ہوں۔ خواجہ حسن بصریؒ کبھی بھی کسی کو حقیر نہ سمجھنا یہ کہا اور وہ ماں بیٹا ہوا میں گُم ہو گئے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ

نے یہ تعلیم کیا تھا کہ میں کبھی کسی کو حقیر جان کر اسے بُرا نہ سمجھوں پس اسکے بعد میں کتے کو بھی اپنے سے حقیر نہیں جانتا دوسرے بہت سے معاملات اور واقعات سے اللّٰہ تعالیٰ نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللّٰہ علیہ کو علم لدنی کی تعلیم دی تھی اسی لئے جب آپ منبر رسول ﷺ پر وعظ فرماتے تو آپؒ کے وعظ کی شان انبیاء بنی اسرائیل کے کلام جیسی ہوتی جیسا کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا

اَلْعُلَمَآ ءُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ.

میری اُمت کے (بعض) علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں بلکہ ایک اور جگہ فرمایا وہ اُن سے بڑھ کر ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

آپؒ کے وعظ میں بصرہ کی مشہور ہستی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا شامل ہوا کرتی تھیں جب تک آپ تشریف نہ لاتیں حسن بصریؒ وعظ شروع نہ کرتے۔لوگوں نے عرض کی کہ ایک بوڑھی عورت کے انتظار میں آپؒ اتنا توقف کیوں کرتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا ہاتھیوں کی خوراک میں چیونٹیوں کے آگے کیسے ڈال دوں۔ آپؒ اپنے مریدین کو سلوک، ذکر ،فکر کی عملی تربیت بھی دیا کرتے تھے۔کسی شخص کو جو آپؒ کے اس حلقہ سے متعلق نہ ہوتا مجلس سے اٹھا دیتے۔آپؒ کا طریقہ یہ تھا کہ

1۔تصور اسم اللّٰہ ذات

2۔کلمہ طیب کے ذکر خفی کی تلقین کرتے اور باطن میں استغراقی کیفیت وارد کرنے کا کہتے اور اس حالت میں الا اللّٰہ کی توجہ سے اپنے مریدوں کو دریائے توحید میں غرق کر دیتے اور بعض کو حضوری مجلس میں پہنچا دیتے۔تمام سلاسلِ سلوک کے جدِّ امجد آپؒ ہی ہیں۔آپؒ کے مریدین سے راہ سلوک کے مختلف سلسلے چلے جن میں دس

محبوب اور دو مردود قرار پائے۔اسی طرح یہ تمام سلاسل پانچویں صدی ہجری غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز کے زمانۂ عروج تک چلتے رہے۔جب غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز نے جو تیسرے سُلطان الفقر ہیں نے "افلت شموس الاولین" کا اعلان فرمایا کہ پہلے طلوع ہونے والے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج قیامت تک نصف وانہار پر چمکتا رہے گا۔اس اعلان کے بعد پہلے اولیاء اللّٰہ کا سلسلہ دست بیعت بند ہو گیا لیکن ان کے مزارات سے فیض کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ خشیت الٰہی کے اس درجہ پر پہنچے ہوئے تھے کہ ماسویٰ اللّٰہ کسی ظالم سے ظالم بادشاہ سے خوف نہ کھاتے۔ایک بار حجاج بن یوسف آپؒ کی مجلسِ وعظ میں آ گیا۔یہ وہ شخص تھا جو علماء سے بنو امیہ بادشاہوں ولید اور سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کا فتویٰ لیتا تھا جو کوئی اسے انکار کرتا اسکو قتل کرا دیتا۔اس طرح اس نے تقریباً تیس ہزار سے زائد علماء عاشقانِ رسول ﷺ کو سانحہ کربلا کے بعد شہید کرا دیا تھا اور جہاں کہیں ان کی حکومت میں شورش پیدا ہوتی وہاں حجاج بن یوسف کو ہی بھیجا جاتا۔لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ خواجہ حسن بصریؒ حجاج بن یوسف کی پیشوائی کیلئے اُٹھتے ہیں یا نہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللّٰہ علیہ دلجمعی سے وعظ فرماتے رہے اور اس کی طرف مطلق توجہ نہ دی پس حجاج بن یوسف نماز ادا کر کے خود ہی اٹھ کر چلا گیا۔خواجہ حسن بصری رحمۃ اللّٰہ علیہ دوسرے سلطان الفقر ہیں اسلئے آپؒ کو بے شمار تصرفات پر بھی عبور حاصل تھا۔

شمعون نامی ایک آتش پرست آپؒ کا ہمسایہ تھا اسکی عمر اسّی سال کے قریب تھی اور وہ زندگی بھر آگ کی پوجا کرتا رہا تھا جب وہ آخری وقت میں مرض الموت میں مبتلا ہوا تو حسن بصریؒ اس کی عیادت کیلئے اسکے گھر گئے اور اسے تلقین کی اگر تم اب بھی کلمہ طیب پڑھ لو اور اللّٰہ و رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ تو اللّٰہ غفور الرحیم تمہیں معاف کر دے گا۔

اس نے کہا ساری عمر تو آتش پرستی میں گزار دی اب آخری وقت کا کلمہ کیا کرے گا۔ آپؒ نے فرمایا آگ میں ہاتھ ڈالو کہ اسّی سال کی پرستش کے نتیجہ میں تمہیں جلاتی ہے یا نہیں۔اس نے کہا یہ تو مجھے لازمی طور پر جلا دے گی۔خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا آگ نے آپؒ کے ہاتھ پر کچھ اثر نہیں کیا۔اس پر شمعون کہنے لگا کہ میں کلمہ طیب پڑھتا ہوں لیکن آپؒ مجھے تحریری ضمانت دیں کہ اللہ تعالیٰ کلمہ طیب پڑھنے کی برکت سے مجھے بخش دے گا۔خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ دیا کہ میں خواجہ حسن بصریؒ ضمانت دیتا ہوں کہ اگر شمعون کلمہ طیب پڑھ لے تو اللہ غفور الرحیم اسے بخش دے گا۔شمعون نے وہ کاغذ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مٹھی بند کر لی اور کلمہ طیب پڑھ کر جان بحق ہو گیا۔رات کے وقت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرے میں پریشان ٹہل رہے تھے اور اپنے آپ سے کہہ رہے تھے کہ اے حسنؒ! تو نے اتنی بڑی ضمانت کیسے لکھ دی کہ رات کے پچھلے پہر آپؒ کی آنکھ لگ گئی۔کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون لباسِ فاخرہ پہنے اور سر پر سنہری تاج رکھے آپؒ کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے اور آتے ہی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیب کی برکت سے ہی یہ مرتبہ بخش دیا آپؒ کی ضمانت کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔یہ اپنا کاغذ واپس لے لیں۔اچانک خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھل گئی تو آپؒ نے دیکھا کہ وہ کاغذ آپؒ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔اور آپؒ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ.

حجاج بن یوسف کے مظالم سے کون شخص واقف نہ ہوگا ہر شخص کی زبان پر یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ حجاج بن یوسف جیسے ظالم شخص کو کبھی نہ بخشے گا۔جب حجاج بن یوسف کا آخری وقت آیا تو اس نے بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی یا اللہ! میں تیرا عاجز

اور کم ترین بندہ ہوں میں نے لوگوں پر بہت سے مظالم ڈھائے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ تو میری بخشش نہیں کرے گا لیکن تو غفورالرحیم ہے اور تیری رحمت سب سے بڑھ کر ہے اور مجھے امید ہے کہ تو مجھے بخش دے گا یہ کہہ کر فوت ہو گیا۔ جب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی تو آپؒ نے فرمایا وہ آخرت بھی لے گیا اور دم بخود رہ گئے۔

تلمیذالرحمٰن:۔

(1) مختلف واقع سے اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو وسیع علم سے نوازا تھا۔ ایک روز آپؒ بصرہ کے بازار میں سے گزر رہے تھے بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو رہا تھا اور ایک نوجوان بار بار پھسل رہا تھا۔ آپؒ نے فرمایا اے بیٹے! سنبھل کر چلو کہیں پھسل نہ جاؤ۔ اس نے مڑ کر آپؒ کی طرف دیکھا اور کہا میرے پھسلنے سے کیا ہوتا ہے آپؒ سنبھل کر رہیں اور پھسل نہ جائیں کیونکہ آپؒ کے پھسلنے سے سارا جہان پھسل جائے گا۔ آپؒ کا زمانہ اسلام کا بڑا پر آشوب دور تھا لیکن آپؒ نے اس قدر استقامتِ دین اختیار کی کہ زندگی بھر آپؒ کے قدم کبھی بھی صراط مستقیم سے نہ لڑکھڑائے۔

(2) ایک بار خواجہ حسن بصری رحمۃاللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکے نے موم بتی جلا رکھی ہے خواجہ حسن بصریؒ نے اس سے پوچھا کہ یہ روشنی کہاں سے آئی۔ لڑکے نے پھونک مار کر شمع کو بجھا دیا اور کہا آپ بتائیے یہ روشنی کہاں چلی گئی۔ جس سے خواجہ حسن بصریؒ کا یقین اس بات پر پختہ ہو گیا کہ ہم اللہ ہی کی طرف سے آتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر چلے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ آپؒ کسی مردے کی تدفین کیلئے قبرستان تشریف لے گئے اور فراغتِ تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس قدر روئے کہ قبر کی خاک تک نم ہو گئی پھر فرمایا کہ جب آخری منزل ہی قبر ہے تو پھر ایسی دنیا کے متمنی کیوں ہوں جس کا انجام

گڑھا ہے اور اس عالم سے خوف زدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہی ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہی ہے آپؒ کی نصیحت سے لوگ اس درجہ متاثر ہوئے کہ شدت گریہ سے بے حال ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپؒ نے لوگوں کے ہمراہ قبرستان میں پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد مدفون ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کے مساوی نعمتیں پانے پر بھی نہ جھک سکا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا کبھی تصور بھی نہ آیا لیکن مٹی میں اتنی آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی تمام آسمانوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو وہ خوف زدہ ہو کر پاش پاش ہو جائیں۔

ایک مرتبہ آپؒ عید کے دن کسی ایسی جگہ سے گزرے جہاں لوگ ہنسی مذاق اور لھوولعب میں مشغول تھے۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں حیرت کرتا ہوں ان لوگوں پر جو ہنسی مذاق میں مصروف ہو کر اپنے حال کو فراموش کر دیتے ہیں۔کوئی شخص قبرستان میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ منافق ہے کیونکہ جس کی نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی نہیں رکتی اس کو موت وآخرت پر ایقان نہیں ہوتا اور جو ان دونوں پر یقین نہ کرے اسکو منافق کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپؒ اللہ تعالیٰ سے مناجات کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں تیری نعمتوں کا شکر نہ بجالا سکا اور ابتلاء کی حالت میں صبر کا دامن چھوڑ دیا لیکن عدم شکر کے باوجود بھی تو نے مجھے اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھا اور صبر نہ کرنے پر بھی تیری ذات نے میری مصیبتوں کا ازالہ کیا۔

وفات

دم مرگ آپ رحمۃاللہ علیہ مسکراتے ہوئے فرماتے رہے کون سا گناہ کون سا گناہ

اور یہی کہتے کہتے روح پرواز کرگئی پھر کسی بزرگ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ عالم نزع میں آپؒ مسکرا کیوں رہے تھے اور کون سا گناہ بار بار کیوں کہہ رہے تھے فرمایا کہ دم نزع میں مجھے ہی نداسنائی دی کہ اے ملک الموت سختی سے کام لے کیوں کہ ایک گناہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ اسی خوشی میں مسرور ہوکر میں بار بار کون سا گناہ کہہ رہا تھا۔وفات کی شب میں کسی بزرگ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دریچے کھلے ہوئے ہیں اور ندا کی جارہی ہے کہ حسن بصری رحمۃاللہ علیہ اپنے مولا کے پاس حاضر ہوگئے اور اللہ ان سے راضی ہے۔آپؒ کا وصال 77ھ جمعہ کے روز رمضان المبارک میں ہوا۔

سلطان الفقر سوئم

سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرّہٗ العزیز

470ھ تا 10 ربیع الثانی 561ھ

میدان کربلا میں بنو ہاشم کے انیس افراد شامل تھے جن میں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بیٹے علی بن حسین المعروف زین العابدین علیہ السلام خیمے میں بیمار صاحب فراز تھے آپؑ کی والدہ حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا ایران کی شہزادی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجہ محترمہ تھیں۔امام حسین علیہ السلام کے بیٹے امام قاسم علیہ السلام میدان کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔جبکہ حضرت حسن علیہ السلام کے بیٹے حسن مثنیٰ علیہ السلام بنت منظور فزار یہ شدید زخمی ہو گئے تھے۔آپؑ کے رشتے میں ایک ماموں اسماء بن خارجہ کنیت ابواحسان جو کوفی دستہ کا سردار تھا نے آپؑ کو پہچان لیا یزیدی فوج کے کمانڈر سعد سے مانگ کر اپنی تحویل میں لے لیا آپؑ کا علاج کروایا اور آپؑ صحت یاب

ہو گئے۔

حسن مثنیٰ کا نکاح حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بیٹی فاطمہ بنت ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تمیمیہ رضی اللہ عنہما سے کر دیا تھا امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ فاطمہ میری والدہ حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ سے بہت مشابہت رکھتی ہے حضرت حسن مثنیٰ علیہ السلام پینتیس (35) سال کی عمر میں ہی وفات پا گئے تھے آپؓ کی نسل سے پانچویں صدی ہجری میں ابو صالح جنگی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے جن کا نکاح حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل میں سے امام جعفر صادقؓ علیہ السلام کے وسیلہ سے ام الخیر فاطمہ ثانی بنت عبد اللہ الصومعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا اور اس طرح ابو صالح جنگی رحمۃ اللہ علیہ اور فاطمہ ثانی رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے الحسنی والحسینی بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز رکھا گیا الحسنی والحسینی ہونے کا یہ شرف صرف عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کو ہی حاصل ہے کسی بھی دوسرے امام کو ایسی حسنی والحسینی علیھما السلام نسبت حاصل نہیں ہوئی۔ سیّد امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ام فردار حمۃ اللہ علیہ امام باقر علیہ السلام کی زوجہ محترمہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ہیں۔

حضرت ابو صالح جنگی رحمۃ اللہ علیہ کی فاطمہ ثانی رحمۃ اللہ علیہا سے شادی کا واقعہ بھی عجیب وغریب ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو صالح جنگیؒ جوانی کے عالم میں ذکرِ اللہ کرنے کیلئے جنگلوں میں نکل جاتے دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے۔ حسنِ اتفاق سے ایک روز افطاری کے وقت روزہ افطار کرنے کیلئے کچھ بھی پاس نہ تھا آپؒ دریا کے کنارے کھڑے تھے ایک سیب پانی میں بہتا ہوا نظر آیا ہاتھ بڑھا کر سیب پکڑ لیا اور اسی سے روزہ افطار کر لیا۔ بعد ازاں خیال آیا کہ

یہ سیب مشتبہ بھی ہوسکتا ہے مزید یہ کہ میں نے مالک سے اجازت بھی حاصل نہیں کی پس دریا کے ساتھ ساتھ چڑھائی کے رُخ آگے بڑھنے لگے کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد دیکھا کہ دریا کے کنارے سیب کا باغ ہے آپؒ اس کے مالک کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ عبداللّٰہ صومعی رحمۃاللّٰہ علیہ حسینی سیّد کا ہے۔ آپؒ نے سیب کے ساتھ روزہ افطار کرنے کی کیفیت بیان کی تو عبداللّٰہ صومعیؒ نے اس نوجوان سے اس کے کوائف پوچھے تو معلوم ہوا وہ حسنی سیّد ہے۔ آپؒ نے کہا کہ معافی اس صورت مل سکتی ہے کہ جب تو میری بیٹی سے جو ٹانگوں سے معزور، آنکھوں سے نابینا اور زبان سے گونگی ہے اس سے شادی کرلو۔ ابوصالح جنگی رحمۃاللہ علیہ نے ہامی بھر لی اور نکاح ہوگیا۔

رات کو جب اپنی بیوی کے حجرہ عروسی میں گئے تو دیکھا کہ حجرہ عروسی میں ایک نہایت چندآفتاب چندمہتاب حسینہ لڑکی بیٹھی ہے آپؒ نے کہا شاید میں غلط کمرے میں آ گیا ہوں جب پیچھے ہٹے تو عبداللّٰہ صومعیؒ اپنے سسر کو کھڑے پایا۔ انہوں نے کہا یہی تمہاری بیوی ہے میں نے اسے ٹانگوں سے معزور اسلئے کہا کیونکہ وہ کبھی کسی کے گھر نہیں گئی گونگی اسلئے کہا کہ اس نے کبھی غیر شرع کلام نہیں کیا اور نابینا اسلئے کہ اس نے کسی غیر شخص کو نہیں دیکھا۔

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی پیدائش سے پہلے ہی آپؒ کے والد واصل باللّٰہ ہو گئے تھے حضرت فاطمہ ثانی رحمۃاللّٰہ علیہا حافظ قرآن تھیں چکی پیسا کرتی تھیں اور تلاوت قرآن مجید کیا کرتی تھیں جب سیّد عبدالقادر جیلانیؒ پیدا ہوئے تو قرآن مجید کے (22) بائیس پارے آپؒ کو زبانی حفظ ہو چکے تھے۔ ابوصالح جنگی رحمۃاللّٰہ علیہ کا گھرانہ شرافت اور نجابت میں یکتا تھا۔ ایک دفعہ خشک سالی کا زمانہ تھا اور بارش نہ ہو رہی تھی لوگ ابوصالحؒ کی بہن بی بی عائشہ رحمۃاللہ علیہا کے دروزے

پر گئے اور بارش کی درخواست کی آپؒ نے جھاڑو سے اپنے صحن کی صفائی کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہا یا اللہ! صفائی تیری بندی نے کر دی ہے تر کاؤ تو خود کر دے بس اسی وقت بادل امڈ آئے اور خوب بارش ہوئی۔

پیدائش:۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی پیدائش 470ھ میں قصبہ ملیق پرگنہ جیلان میں ہوئی اس وقت آپؒ کی والدہ ماجدہ کی عمر (60) ساٹھ سال تھی۔

شجرہ نسب سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرّہٗ العزیز

حضرت امام حسنؑ بن علی المرتضیٰؑ	حضرت امام حسینؑ بن علی المرتضیٰؑ
بن حسن مثنیٰؒ	بن زین العابدینؒ
بن عبداللہ المحض المجل	۔
۔	۔
۔	بن الامام جعفر وصادق
۔	۔
۔	۔
بن عبداللہ	بنت ابی عبداللہ الصومعی الزاہد
ابوصالح جنگی	فاطمہ ثانی کنیت ام الخیر

سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی قدس سرّہٗ العزیز

سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز الحسنی والحسینی کی تعلیم وتربیت

ہر بچے کی تعلیم و تربیت اس کی ماں کی گود میں ہوتی ہے اسلئے ایک فرانسیسی مفکر نے کہا مجھے ایک اچھی ماں دے دو میں تمہیں ایک اچھی قوم دے دوں گا۔سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی عمر بارہ سال کو پہنچی تو آپؒ کی والدہ بی بی فاطمہ ثانی رحمۃاللہ علیہا نے اپنے جواں سال بیٹے کو حصول تعلیم کیلئے بغداد شریف بھیجنے کا ارادہ کیا۔اس وقت بغداد ہر قسم کے دینی و دنیاوی علوم کا مرکز تھا مدرسوں میں حفظ قرآن ،دورہ حدیث ،فقہ، تجرید،تجوید،قرآت کی تعلیم دی جاتی تھی اور خانقاہوں میں بڑے بڑے صوفیاء عظام بیٹھتے تھے اور اپنے مریدوں کو تصوف کی تعلیم دیتے دین کے اسرار ورموز سمجھاتے اور مجاہدات کی تربیت دے کر واصل باللّٰہ کرتے۔

اس زمانہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنے کیلئے لوگ مل جل کر قافلوں کی شکل میں سفر کرتے۔سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز بھی ایک قافلہ کے ہمراہ عازمِ بغداد ہوئے اثنائے راہ میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اس قافلہ کو لوٹ لیا اور جس کسی نے مزاحمت کی اس کو قتل کر دیا اس بھاگ دوڑ میں چند ڈاکو سید عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس آئے اور کہا اے بچے !تمہارے پاس کیا ہے آپؒ نے کہا چالیس اشرفیاں بظاہر آپؒ کے پاس کوئی سامان نہ تھا اسلئے وہ آپؒ کو چھوڑ کر چلے جاتے آخر یہ بات ڈاکوؤں کے سردار تک پہنچی تو اس نے آپؒ کو طلب کر لیا جب آپؒ اس کے پاس پہنچے تو آپؒ نے دیکھا کہ وہ مصلیٰ ڈالے تسبیح پڑھ رہا ہے اس نے آپؒ کو دیکھ کر کہا اے بچے !تمہارے پاس کیا ہے؟

آپؒ نے جواب دیا میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں جو میری گدڑی میں سلی ہوئی ہیں جب تلاشی لی گئی تو چالیس اشرفیاں برآمد ہوئیں اس پر اس سردار نے پوچھا کہ آپؒ نے یہ اشرفیاں چھپائی کیوں نہیں؟ آپؒ نے فرمایا میری ماں نے مجھے حکم دیا تھا کہ بیٹا کبھی جھوٹ نہ بولنا لیکن آپ کیسے آدمی ہیں کہ نماز بھی ادا کر رہے ہیں اور تسبیح بھی کر

رہے ہیں لیکن آپکو اللّٰہ کا خوف نہیں اللّٰہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ کمزور ناتواں اور غریب لوگوں کی مدد کرو لیکن تم ان کو راحت وسکون پہنچانے کی بجائے انہیں تکلیف پہنچا رہے ہو یہ کیسی مردانگی ہے اور اللّٰہ کے حکم کی نافرمانی ہے کہ تم مخلوق خدا کی مدد کرنے کی بجائے انہیں لوٹ رہے ہو پس بچے کی زبان سے یہ بات ٹھک سے اسکے دل پر جا لگی اور اس نے ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ جو کچھ لوٹا گیا ہے ان کو واپس بانٹ دو اس نے اپنے گروہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ میں آج سے راہزنی چھوڑ کر اللّٰہ کی راہ پر چلنے کا عزم کر رہا ہوں میں نے تمہارے گروہ سے ناطہ توڑ لیا ہے تم میں سے جو چاہے جہاں چاہے چلا جائے ڈاکوؤں نے یک زبان ہو کر کہا اے سردار! تو ڈاکہ زنی میں بھی ہمارا سردار تھا اب اللّٰہ کی راہ میں بھی ہمارا سردار ہے پس وہ اپنے گھوڑوں کی راسیں تھامے جنگلوں کی طرف نکل گئے اور اولیاء اللّٰہ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

جب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز بغداد شریف میں پہنچے تو مدرسہ کے استاد اعظم اور سلوک صوفیا کے مشہور بزرگ ابوسعید مخزومی رحمۃاللّٰہ علیہ نے اس گوہر تابدار کو پہچان لیا اور اس کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینی شروع کی حتیٰ کہ آپؒ نے ابوسعید مخزومی رحمۃاللّٰہ علیہ سے دست بیعت بھی کر لی۔

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز

عن ابی سعید المخزومی

عن شیخ الاسلام ابی الحسن علی بن محمود الھکّاری

عن ابی الفرح الطرسوسی

عن ابی الفضل عبدالواحد بن عبدالعزیز التمیمی

عن الشیخ الکبیر المعارف باللّٰہ ابی بکر ولف بن جحذر الشبلی

عن سید الطائفہ ابی القاسم الجنید البغدادی

عن السری السقطی

عن المعروف الکرخی

عن داؤد الطائی

عن حبیب العجمی

عن الحسن البصری

عن الامام علی بن ابی طالب علیھم السلام

عن ابن عَمِّہٖ النبی ﷺ

عن امین الوحی جبرائیل علیہ السلام

عن من لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo

آپؒ کو فیض ازلی کئی واسطوں سے پہنچا ہے۔

اوّل:۔آپ قدس سرّہٗ العزیز کے والد ابو صالح جنگی رحمۃاللہ علیہ سے جو حسنی سید ہیں ان کے صُلب سے آپؒ کی پیدائش ہوئی اس طرح آپؒ حسنی فیض کے وارث ہیں۔

دوم:۔آپؒ کی والدہ فاطمہ ثانی رحمۃاللہ علیھا نے آپؒ کی تعلیم و تربیت خود کی آپؒ کے والد آپؒ کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ہی وفات پا چکے تھے فاطمہ ثانی رحمۃاللہ علیہ چکی پیسا کرتیں نیز آپؒ حسینی نسل سے تھیں اس طرح حسینی فیض بھی آپؒ کو والدہ کی طرف سے پہنچا۔

جب آپؒ پیدا ہوئے تو قرآن مجید کے (22) بائیس پارے ماں کی تلاوت سن کر زبانی حفظ ہو چکے تھے اس طرح آپؒ حسنی حسینی سید ہیں۔

سوئم :۔ گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو آپؒ نے اپنے

مریدین کو نصیحت اور وصیت کی کہ میرے بعد پانچویں صدی ہجری میں سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینیؒ سید دنیا میں تشریف لائیں گے میرے یہ تبرکات جو ائمہ کرام سے مجھ تک پہنچے ہیں آپؒ کو پہنچا دیئے جائیں۔ پس امامین کریمین کا فیض اور تبرکات سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کو منتقل ہوئے۔

چہارم :۔فیض آپؒ کو مجاہدات سے حاصل ہوا آپؒ اکثر عراق کے صحراؤں میں ذکر اللّٰہ کیلئے نکل جاتے اور کئی کئی دن بغیر کچھ کھائے پیئے ایک ہی روزہ سے گزار دیتے بسااوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ آپؒ گرمی کی شدت اور بھوک کے غلبہ اور پانی کی قلت سے بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور آپؒ کا جسد مبارک اکڑ جاتا لوگ آپؒ کو مردہ خیال کر کے اٹھا کر لے جاتے اور کفن دفن کیلئے غسل دیتے تو آپؒ آنکھیں کھول دیتے ایسے ہی سخت مجاہدات رسول پاک ﷺ کی زندگی سے منسوب ہیں کہا جاتا ہے کہ جب آپ ﷺ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے تو کئی کئی گھنٹے کھڑے رہتے جس سے آپؐ کے پاؤں مبارک متورم ہو کر موٹے ہو جاتے۔صحابہ کرامؓ عرض کرتے آپؐ پر ہماری جان قربان آپؐ کا تو کوئی گناہ نہیں ہے پھر بھی آپؐ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

پانچواں فیض آپ کو حضور علیہ الصلوٰت والسلام اور حضرت علی علیہ السلام سے پہنچا ایک روز حضرت علی علیہ السلام آپؒ کے پاس پہنچے اور آپؒ کو بازو سے پکڑ کر کھلی آنکھوں اور اسی وجود کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی حضوری مجلس بارگاہ رسالت ﷺ میں لے گئے حضور اکرم ﷺ نے اھلاً وسھلاً مرحبا کہہ کر آپؒ کو خوش آمدید کہا آپؒ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فیوض و برکات سے نوازا دستِ بیعت کیا اور فرمایا کہ تم دین اسلام میں میرے نائب ہو۔حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ آپؒ لوگوں کو رشد و ہدایت کی تعلیم دیا

کریں اور وعظ کریں آپؒ نے عرض کی حضور ﷺ! میں عجمی ہوں عربی زبان پر پورا عبور نہیں رکھتا حضور نبی کریم ﷺ نے سات بار اپنا لعاب دہن آپؒ کے منہ میں ڈالا اور حضرت علی علیہ السلام نے حضور پاک ﷺ کے ادب کی وجہ سے چھے بار اپنا لعاب دہن آپؒ کے منہ میں ڈالا اور فرمایا اے عبدالقادرؒ! تو منصب رسالت میں تو رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے اور منصب ولایت میں تو میرا نائب ہے پس آپؒ کی زبان پر اسرار و رموز اور تاثیر کے چشمے بہہ نکلے آپؒ اب ممبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر وعظ کرنے لگے ہزار ہا مخلوق آپؒ سے فیض پانے لگی ہر مجلس میں تین ہزار کے قریب لوگ اسلام قبول کرنے لگے اور بہت سے لوگوں کو تو آپؒ معرفت اور حضوری مجلس میں داخل کر دیتے آپؒ نے نو (9) قصیدے عربی زبان میں تحریر کیے ہیں جن میں سے قصیدہ غوثیہ یعنی قصیدہ خمریہ اور قصیدہ سیفیہ بہت مشہور ہیں۔آپ قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

''قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقْبَۃِ کُلِّ وَلِیَ اللّٰہ''

''ہمارا قدم ہر ولی اللّٰہ کی گردن پر ہے''

اس اعلان کے بعد اوّلین و آخرین اولیاء اللّٰہ کی ارواح نے اپنے اپنے سر جھکا لیے اور آپ قدس سرّہٗ العزیز کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا پس جس کسی نے انکار کیا وہ مردود ازلی ٹھہرایا گیا۔اکثر یہ بحث چھڑ جاتی ہے کہ آپؒ کا قدم مبارک کس کی گردن پر ہے اور کس کی گردن پر نہیں؟ پس یہ جان لینا چاہیے کہ آپ قدس سرّہٗ العزیز کا قدم مبارک ہر ولی اللّٰہ کی گردن پر رکھا جاتا ہے۔انبیاء کرام علیھم السلام ،صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیھم اور ائمہ کرام علیھم السلام اس سے مستثنٰی ہیں۔

سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز نے مزید اعلان فرمایا

اَفَلَتْ شَمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہم سے پہلے سب سورج غروب ہو گئے اب ہمارا سورج قیامت تک ہمیشہ ہمیشہ چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہو گا جب آپ قدس سرّہٗ العزیز نے یہ اعلان فرمایا تو آپؒ سے پہلے کے ہر ولی اللہ کے مزار سے فیض تو جاری رہا مگر ان کا دست بیعت کا طریقہ بند ہو گیا۔ داتا غریب نواز حضرت علی ہجویری رحمۃاللہ علیہ آپؒ سے (70) ستر سال پہلے گزرے ہیں آپ قدس سرّہٗ العزیز کا مزار مبارک منبع انوار و برکات ہے لیکن داتا صاحب رحمۃاللہ علیہ کے جنیدی سلسلہ میں کسی کو مرید نہیں کیا جاتا۔

پھر آپ قدس سرّہٗ العزیز نے اعلان فرمایا

فَقُلْتُ لِسَآ ئِرِ الْاَ قُطَابِ لُمُّواْ

بِحَالِیْ وَادْ خُلُوْ اَ نْتُمْ رِجَالٖ

پھر کہیا میں قطباں تائیں اٹھو کرو تیاری

حال میرے وچ داخل ہو کے فوج بنو سرکاری

پس اس طرح پانچ قسم کے اولیاء اللہ نے آپ قدس سرّہٗ العزیز کی طرف رجوع کیا اور اپنے اپنے سلسلہ کے بانی ٹھہرائے گئے۔ حضرت عثمان ہارونی رحمۃاللہ علیہ کے مرید غریب نواز حضرت معین الدین چشتی رحمۃاللہ علیہ ایک غار میں اللہ اللہ کرنے میں مصروف تھے آپؒ نے ''قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیَ اللّٰہ'' سن کر اپنی پیشانی زمین پر ٹھہرا دی اور کہا لوگوں کی گردنوں پر آپؒ کا قدم ہے اور میری آنکھوں کی دونوں پتلیوں پر آپؒ کا قدم ہے ندائے غیب سے آواز آئی۔

''معین الدین چشتی ولی الھند'

آپ رحمۃاللہ علیہ تقریباً پچاس (50) روز تک سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ

العزیز کی خدمت میں ہم صحبت رہے اور پھر غوث پاکؒ کے حکم پر ہندوستان اجمیر شریف میں مقیم ہو گئے اور ہزاروں ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا۔

شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھتیجے عمر سہروردیؒ کو لے کر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرا بھتیجا علم الکلام کا شیدائی ہے اس پر توجہ فرمائیں۔سرکارؒ نے عمر سہروردیؒ کی طرف متوجہ ہو کر کہا بیٹے! تمہیں علم الکلام کی کتنی کتابیں یاد ہیں عرض کی کوئی بیس (20) کے قریب۔آپؒ نے کہا آگے بڑھو اور عمر سہروردیؒ کے سینے پر ہاتھ سے تھپکی دی اور پوچھا اب کتنی کتابیں زبانی یاد ہیں۔عرض کی سارا علم بھول گیا ہے۔دوبارہ بلوایا اور سینے پر تھپکی دی اور فرمایا کہ جاؤ تم اپنے زمانہ کے شاہسوار مردوں میں سے ہو گے۔شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا آپؒ سہروردی سلسلہ کے بانی اور فیض رساں ہونگے۔

شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بہاول الحق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے ہیں کہ میں جنتی ہوں کیونکہ میں نے اپنے مرشد شہاب الدین سہروردی کو محبت اور عقیدت سے دیکھا ہے اور آپؒ نے سید عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کو محبت وعقیدت سے دیکھا اور سید عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کا فرمان ہے جو کوئی مجھے محبت وعقیدت سے دیکھے گا جنت اس کیلئے واجب ہو جائے گی۔

حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا

مَنْ زَارَقَبْرِیْ فَوَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ.

جس نے میری قبر منور کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

نقشبندی سلسلہ کے بانی بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سید عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے مزار پُر انوار پر فیض کیلئے پہنچے اور نظرِ رحمت کی عرض کی تو سرکار عبد القادر

جیلانیؒ نے اپنے داہنے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے اسم ذات بنا کر دکھایا جس سے اسم اللّٰہ ذات کا نوران پر روشن ہوگیا اور ہر جگہ اسم اللّٰہ ذات کا نقش نظر آنے لگا اسی لیے آپؒ کو نقشبند کہا جاتا ہے۔

قادر قلندر

قلندر اس کو کہتے ہیں جو فنا فی علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم ہونا چاہتا ہے لیکن فناء کا یہ مکمل مقام کسی قلندر کو حاصل نہیں ہوا۔

۱: بوعلی رحمۃاللّٰہ علیہ سے بوئے علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم آرہی ہے اس لیے آپؒ بوعلی قلندر کہلائے۔

۲: شہباز قلندر رحمۃاللّٰہ علیہ نے حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم کی بندگی اختیار کی اس لئے شہباز قلندر کہلائے

قلندرم مستم بندۂ مولا علی ھستم

۳: حضرت لال بادشاہ قلندر سوراسی رحمۃاللّٰہ علیہ مری نے اسم علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم میں فناء حاصل کی اس لیے قلندر کہلائے۔

۴: سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی اولاد میں سے لال بہاول شیر قلندر حجرہ شاہ مقیم رحمۃاللّٰہ علیہ نے نور اسم علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم میں فنا حاصل کی اس لیے قلندر ہوئے۔

حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز نور ولایت علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم میں فناء ہوئے اس لیے ہر ولی اللّٰہ کو مہر ولایت حضرت علی علیہ السلام لگاتے ہیں اور اس کی گردن پر قدم غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز کا ہوتا ہے۔ ہر قلندر کو حضرت علی علیہ السلام غوث پاک قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کرتے ہیں۔ اس طرح وہ قادر قلندر کہلاتا ہے۔ آج

بھی جوحضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے نور میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے قلندری مناصب عطا ہو جاتے ہیں لیکن یہ انفرادی مراتب ہیں کسی قلندر کو دستِ بیعت کی اجازت نہیں ہوتی۔

سروری قادری

پاکستان میں سروری قادری سلسلہ کے بانی حضرت سلطان باھُو رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اس سلسلہ میں رسول پاک ﷺ اپنے چاہنے والوں کو سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کر دیتے ہیں یا حضرت سلطان باھُو رحمہ اللہ تعالیٰ کسی مرید کی دستگیری کر کے اسے حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں۔

سیدنا غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز

اولیاء اللہ کے مختلف مراتب ہوتے ہیں مثلاً ، اخیار، ابرار، مقربین، محبّ، محبوب، غوث، قطب، اوتاد، ابدال یہ سب مراتب والے اور ڈیوٹی والے فقیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان غیاث المستغیثین ہے جو مدد چاہنے والوں کی مدد کرتا ہے اسی مادہ سے غوث نکلا ہے یعنی وہ ہستی جو کسی کے پکارنے پر اس کی مدد کو پہنچ جائے ایسے فقیروں کو غوث کہا جاتا ہے یعنی پکار پر مدد کرنے والے۔ چونکہ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز سب مدد کرنے والوں سے پہلے مدد کیلئے پہنچ جاتے ہیں ابھی دوسرے اولیاء تیاری میں مصروف ہوتے ہیں اور آپؒ وہاں پہنچ کر مدد کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔

بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ایک بڑھیا کا بیٹا شادی کے بعد ایک بیڑا میں سوار باراتیوں کے ہمراہ دریا دجلہ کی لہروں میں ڈوب گیا تھا یہ بڑھیا سترہ سال تک مختلف غوثوں کو مدد کیلئے پکارتی رہی لیکن وہ باراتی اور دولہا عالم دنیا سے عالم آخرت میں منتقل ہو چکے تھے

اب ان کو واپس لانے کی کسی میں طاقت نہ تھی کہ اٹھارویں سال اس بڑھیا نے سیدنا غوث اعظم قدس سرّہٗ العزیز کو پکارا اور آپؒ آ پہنچے اور تین نعروں میں بیڑا صحیح سلامت کنارے پر پہنچ گیا۔ عالم موت، عالم برزخ عالم ارواح سے ایک ایک ذرہ کو اکٹھا کرنا اور مادی شکل میں تبدیل کرنا سیدنا غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز ہی کی طاقت تھی۔ شاید کسی کم فہم کو اس قسم کی بات تسلیم کرنا مشکل ہو لیکن جان لینا چاہیے کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ستر اکابرین کو اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا پس ایسا واقعہ محیر العقول تو ہو سکتا ہے مگر ناممکن نہیں۔

باز اشہب

آپ قدس سرّہٗ العزیز عالم روحانیت میں سفید باز یعنی باز اشہب ہیں اور آپؒ کی گردن پر قرمزی (Maroon) رنگ کا گلو بند پڑا ہوا ہے۔

آپ قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْہَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَافِی الرِّجَالُ اُعْطِیُ مِثَالٖ
میں شہباز سفید نورانی پکھی شیخ بہتیرے
دنیا دے اولیاواں اندر کیہڑا مثل ہے میرے

پیر دستگیر

آپ قدس سرّہٗ العزیز طالبان حق کی دستگیری فرما کر انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں داخل کر دیتے ہیں اس لیے دستگیری آپؒ کا منصب ہے۔

آپؒ کی تصانیف قصیدہ غوثیہ کے علاوہ آٹھ دیگر قصائد بھی ہیں۔آپؒ کی تصانیف میں دیوان فارسی بھی موجود ہے''سر الاسرار'' وہ کتاب ہے جس میں آپؒ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سوال و جواب کر کے اسرار و رموز بیان کیے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ کوئی شخص طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہو سکے۔

۱: وحی الٰہی سے جو انبیاء کرام پر نازل ہوئی۔

۲: پس پردہ ہمکلامی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

۳: بذریعہ الہام ہمکلامی:۔قرب رب جلیل میں دلیل سے،مقام وصال میں قوت خیال سے،مقام وحدت میں وحدانیت کے تصور سے الہام ہوتا ہے۔

آپؒ کی تیسری کتاب وہ وعظ ہیں جن کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے اور یہ مواعظ آپؒ کے مرید اور خلیفہ نے جمع کیے ہیں یہ عربی کلام ہے جس کا سب سے اچھا ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صدر مدارس دیو بند نے کیا ہے۔

ایک اور کتاب غُنیت الطالبین کو بھی غوث الثقلین قدس سرّہٗ العزیز کی تصنیف کہا جاتا ہے حالانکہ یہ کتاب غوث پاکؒ کے معیار کے مطابق نہیں اور تحقیق میں ثابت بھی ہو چکا ہے کہ یہ غوث پاکؒ کی کتاب نہیں۔

محبوب سبحانی

اولیاء اللہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک عاشق دوسرے معشوق۔عاشق ہمیشہ مبتلائے ابتلا رہتے ہیں ہر وقت امتحان ہی امتحان لیکن معشوق ہمیشہ ناز و انداز سے ہی رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان کی ہر بات ماننا ہوتی ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ حبیب

اللہ ،غوث پاکؒ محبوب سبحانی اورحضرت سلطان باھُوؒ محبوب ھُو ہیں اسی طرح قادری سلسلہ میں حضرت گیسودراز رحمۃاللہ علیہ کومعشوق الٰہی کہا جاتا ہے اور ایسے مراتب صرف قادری یا قادری سروری سلسلہ والوں کو ہی حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت پیرعبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز اور گیارھویں شریف

عام طور پر مخالفین یہ پراپوگنڈہ کیا کرتے ہیں کہ گیارہویں شریف کاختم غیر اللہ کے حکم میں آتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی دن دسواں رات گیارہویں تھی، حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کے ہمراہیوں کوسیلاب نجات ملی دن دسواں رات گیارہویں تھی، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نمرود آگ سے نجات دی تو دن دسواں اور رات گیارہویں تھی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کوجب تورات کی الواح اور Ten Comandments عطا کی گئیں دن دسواں اور رات گیارہویں تھی ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہودی پھانسی کے تختے پر لٹکانے لگے اور آپؑ نے''ایلی ایلی لما سبقتنی''اے میرے اللہ اے میرے اللہ یہ موت کا پیالہ مجھ سے ٹال دے پس آپ کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور مخالفین کوشبہ میں ڈال دیا وہ دن دسواں اور رات گیارہویں تھی،جس دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی قبول ہوئی دن دسواں اوررات گیارہویں تھی،حضور نبی کریم ﷺ پر جب قرآن مجید مکمل ہوادن دسواں اوررات گیارہویں تھی،سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے رفقاء جس دن میدان کربلا میں شہید ہوئے دن دسواں اور رات گیارہویں تھی اسی طرح جب قیامت برپا ہوگی تو دن دسوں اور رات گیارہویں ہوگی پس معلوم ہوا کہ

دسواں دن اور گیارھویں رات نہایت متبرک ہے اس روز سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز ہر ماہ گیارھویں شریف کا اہتمام کیا کرتے اور آپؒ گیارھویں والے پیر کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ پس آپؒ نے اپنے مریدوں کو فرمایا تھا کہ جو کوئی اس روز بزرگانِ دین کی ارواح کو ایصال ثواب کیلئے تلاوت اور درود شریف کے تبرکات بھیجا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام کو پورا فرمائے گا۔

شہدائے کربلا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی نسبت سے جو محرم کی دس تاریخ کو ہوئی حضرات مؤمنین کو چاہیے کہ وہ گیارھویں شریف کے ختم کا اہتمام کر کے سیدنا غوث الاعظمؓ الحسنی والحسینی شہدائے کربلا سیدنا عباس علمدارؓ اور سیدنا امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہداء کو ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کو ایصالِ ثواب کیا کریں۔

منقبت شاہ جیلان قدس سرّہٗ العزیز

از خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

یاغوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا
سلطانِ ولایت قطبِ علیٰ حیران زجلالت ارض وسما
در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلیٰ سیاری اے واقف راز او ادنیٰ
درصدق ہمہ صدیقؓ وشی در عدل و عدالت چوں عمرؓ
اے کان صیاء عثمان منش مانند علی با جود و سخاء
گر داد مسیح بمردہ رواں، دادی تو بدین محمد جان
ہمہ عالم محی الدین گویاں، بر حسن کمالت گشتہ نظر

در بزم نبی عالی شانی' ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے معدن جودو فضل وعطا
تا پائے نبی شدتاج سرت' تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں درپیش درت' استادہ چوپیش شاہ گدا
وصف توچہ گوئم اے ہمہ جاں' محبوب خدا مقصود جہان
اسرارحقیقت بر تو عیاں' ازروز ازل تا روز جزا
معینؒ کہ غلام نام توشد' دریوزہ گرا کرام توشد
شدخواجہ ازاں کہ غلام توشد' دارد طلب تسلیم و رضاء

ہندوستان میں سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت غوث بہاؤالدین زکریاملتانی رحمۃاللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃاللہ علیہ نے غوث الاعظم سیدعبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی مدح میں منقبت تحریر کی ملاحظہ فرمائیں۔

شفیع امت سرور بود آن شاہ جیلانیؒ
تعالیٰ اللہ چہ ہا قدرت خدائش کرد ارزانی
سکندرمیکند دعویٰ کہ ہستم چاکر آں شاہ
ترازیبد ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی
گدا سازی اگر خواہی بیکدم شاہا نرا
گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بآ سانی
گدائے درگہت خاقان حضرت قیصر
چہ عالی شان سلطانی الا اے غوث ربانی

باایں حشمت باایں عظمت باایں شوکت باایں قدرت
نبوداست نخواہد بود الحق مثل تو ثانی
چہ ناسوتی چہ ملکوتی چہ جبروتی چہ لاھوتی
ہمہ در زیر پائے تو چہ عالیشان سلطانی
حقیقت ازتو روشن شد طریقت ازتو گلشن شد
شعر شرع راما زہے خورشید نورانی
زباغ اصفیاء سروے زبزم مصطفیٰ شمع
علی راقرۃ العینی بدیں محبوب سبحانی
دلا گشتی مرید او بہ بین لطف مزید او
چہ اوصاف حمیدہ وگاہ و بےگاہ مےخوانی
زبان راشت و شوباید آب جنت الکوثر
وزآن پس نام محی الدین بیائی برزبان رانی
بزرگ و خوردو مردوزن مریدت شد ہمہ عالم
خطاپوشی عطابخشی و دین بخشی جہان بانی
تو شاہِ اولیاء و اولیاء محتاج در گاہت
مشائخ را سزد بر درگہت از فخر در بانی
مطیع حکم تو دیوان ملائک چوں پری بندہ
شہنشاہ شہنشا ہا ن امام انس روحانی
چہ عبدالقادری قدرت چناں داری بیک لحظہ
بر آری آشکارہ از کرم حاجات پنہانی

بدنیا درعدن بخشی بعقمیٰ جنت الماویٰ
برحمت بحر الطافی بشفقت کان احسانی
ملا زا دست گیری تو معاذا دل پزیری تو
بطلف خود رہائی وہ ز گرداب پریشانی
جگر ریشم در ون خستہ دل اندرلطف تو بستہ
تو ہم از غایت احسان دوا بخشی و درمانی
تراچوں من ہزاراں بندہا ہستند در عالم
مرا جز آستانت پتھر گر رانی و گرشوانی
ندارم اندریں عالم بجز درد وغم و شدت
خلاصی وہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی
منعم سائل بجز تو نیست غمخارم کہ گیر ودست
نظرِ رحمت کنی برمن توئی مختار سبحانی
قفائی بندہ ٔ عاجز فتادہ بر سر کویت
عجب نبود اگر ایں ذرہ راخورشید گردانی
سگ درگاہ میراں شو جوخواہی قربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارسگ درگاہِ جیلانیؒ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃاللّٰہ علیہ جوسلسلہ نقشبندیہ کے بانی ہیں کی ایک رباعی آج بھی دربارغوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز پر لکھی ہوئی دیکھی جاسکتی ہے۔

پادشاہ ہر دوعالم شاہ عبدالقادراست
سرور اولادے آدم شاہ عبدالقادراست

آفتاب و ماہتاب و عرش کرسی و قلم
نورقلب ازنوراعظم شاہ عبدالقادراست

وصال

آپ قدس سرّہٗ العزیز شنبہ کی رات 10 ربیع الثانی 561ھ کو 91 سال کی عمر میں واصل باللہ ہوئے۔

یامالک الارواح المقدس والحی الحق نورِمطلق مشہودعلی الحق شاہ شیخ سیدعبدالقادرجیلانی رحمۃاللّٰہ علیہ شیئًا للّٰہ امددنی فی سبیل اللّٰہ.

سلطان الفقر چہارم

سیدعبدالرزاق سلطان الانوارفرزند پیر دستگیرسیدعبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز

سیدعبدالرزاق سلطان الانوار کی پیدائش 523ھ کو ہوئی آپؒ کی کنیت ابوبکرابوالفراح اورعبدالرحمٰن اورلقب تاج الدین ہے۔

سیدعبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز آفتاب فقر ہیں تو پیرعبدالرزاق سلطان الانوار مہتاب فقر۔جس طرح سورج کی روشنی میں چاندکی روشنی گم ہوتی ہے اسی طرح سید عبدالقادرجیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی روشنی میں سیدعبدالرزاق سلطان الانوار کی زندگی کے حالات وواقعات کازیادہ چرچانہیں ہوا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ صدق و صفاکے شہنشاہ تھے آپؓ کی اولاد میں صوفیاء پیدا ہوئے جنہوں نے دنیامیں صدق وصفا کی

تعلیم دی جس سے ہزاروں لوگوں نے اپنی ظاہری و باطنی طہارت وصفائی کے علوم حاصل کئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بہت سے زاہد ہو گزرے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو زہد وورع کی تعلیم دی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں نے حیاء اور سخاء حاصل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام فقر باب العلم اور والئ ولایت تھے۔ آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے بارہ امام ہوئے۔ آپؑ کے بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام سید عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز آفتاب فقر بن کر چمکے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل میں قلندر پیدا ہوئے جس میں بوعلی قلندر رحمۃاللہ علیہ، شہباز قلندر رحمۃاللہ علیہ، لال بادشاہ قلندر رحمۃاللہ علیہ مشہور ہوئے۔ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے بیٹے پیر عبدالرزاق سلطان الانوار کی نسل سے ہندوستان میں قادری سلسلہ کے بڑے بڑے مشہور اولیاء عظام پیدا ہوئے۔ برکت ویمن کیلئے ان قادری فقراء کے چند نام تحریر کیے جارہے ہیں جن کے اندر پیر عبدالرزاق سرِّ النور کے انوار اپنے اپنے وقت میں جلوہ گر ہوتے رہے۔

بزرگ کلر کہار رحمۃاللہ علیہ

دربار بادشاہاں خوشاب رحمۃاللہ علیہ

حجرہ شاہ مقیم رحمۃاللہ علیہ

فاضل شاہ صاحب بٹالہ شریف رحمۃاللہ علیہ

حضرت گیسودراز رحمۃاللہ علیہ

پیر عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃاللہ علیہ

حضرت میاں میر قادری رحمۃاللہ علیہ

موسیٰ پاک شہید ملتان رحمۃاللہ علیہ

بہاول شیر قلندر رحمۃاللہ علیہ

شیر شاہ قادری رحمۃاللہ علیہ

پیر علاؤالدین قادری رحمۃاللہ علیہ

میرے والد محترم فقیر قادری فرزند علی ولد مُہر علی رحمۃاللہ علیہم بھی ان میں شامل ہیں۔اس لیے آپؒ کا فیض آپؒ کی اولاد کے ذریعے ہندوستان میں پھیلا جن کے حالات پر دفتر کے دفتر لکھے جاسکتے ہیں۔

قَلَّ مَا دَلَّ تھوڑا کہنا ہی کافی ہے۔

سلطان الفقراء کی دوروحیں قیامت سے قبل ہونگی اور سلطان الفقر کا دعویٰ کرنیوالے لوگ

سلطان الفقراء کی دوروحوں کی بشارت سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ روحی شریف میں دی ہے کہ وہ روحیں قرب قیامت سے پہلے دنیامیں تشریف لائیں گی اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ہر شخص کوئی چھٹا کوئی ساتواں سلطان الفقر ہونے کا دعویدار ہے۔صاحبزادہ نواز محمد سلطان،صاحبزادہ اصغر سلطان اور صاحبزادہ محمد علی سلطان بھی سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ کر چکے ہیں۔فقیر نور محمد کلاچوی کی اولاد نے بھی اپنے باپ کو چھٹا سلطان الفقر مشہور کر رکھا ہے۔فقیر نور محمد کلاچوی کے خلیفہ مولوی محمد ارشد پناہ کے شریف نے بھی ساتواں سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔فقیر نور محمد کلاچوی کے ایک دوسرے خلیفہ ڈاکٹر نور محمد (جلال پور بھٹیاں) نے دعویٰ کیا ہے کہ ان

کے بھائی فتح محمد (گوجرانوالہ) ساتویں سلطان الفقر ہیں۔اسی طرح سہندے شاہ ولی (بدوں ملی) کے خلیفہ غلام علی نے بھی سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ریاض گوہر شاہی نے بھی سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اسی طرح خلیفہ نجیب وحدت روڈ لاہور نے بھی ساتویں سلطان الفقر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ہمیں دو سلطان الفقر کی آمد کی اطلاع کی گئی ہے اور یہ نو (9) سلطان الفقر کے دعویدار موجود ہیں۔ہم ان سلطان الفقر کے نو دعویداروں میں سے کسی ایک کو بھی جھوٹا کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے لیکن یہ بات تو طے ہے کہ صرف دو سلطان الفقر ہی سچے ہوں گے جو قربِ قیامت سے پہلے آشیانہ وحدت سے عالمِ کثرت میں محو پرواز ہوں گے اور ہمارے نزدیک وہ دو ہستیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اورامام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

پس سلطان الفقر کا دعویدار ہونے والے پیروں کو اپنے مریدوں سے یہ مذاق بند کر دینا چاہیے کیونکہ نہ تو وہ سلطان الفقر ہیں اور نہ ہی سلطان الفقر کی شان ان میں جلوہ گر ہے اور نہ ہی وہ اپنے طالب کی دستگیری کر کے براہ راست حضور پاک ﷺ کی حضوری مجلس میں پیش کر سکتے ہیں اور ہدایت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت صاحبزادہ حبیب سلطان رحمۃاللہ علیہ سجادہ نشین دربار باھُو سلطانؒ جھنگ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپؒ چھٹے سلطان الفقر ہیں تو آپؒ چند لمحے خاموش رہے اور فرمایا کہ داتا صاحب غریب نواز رحمۃاللہ علیہ روئے زمین کے گنج بخش مشہور ہیں لیکن وہ سلطان الفقر نہیں حضرت معین الدین چشتی رحمۃاللہ علیہ ولی الہند ہیں آپؒ نے نوے لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کے بانی ہیں لیکن سلطان الفقر وہ بھی نہیں بابا فرید گنج شکر رحمۃاللہ علیہ زہدالانبیاء ہیں آپؒ نے چھتیس سال تک

زہد کو کمال درجہ تک پہنچایا لیکن سلطان الفقر وہ بھی نہیں ہیں پس اگر مجھے سلطان الفقر کے جوڑوں کی خاک میں بیٹھنے کا شرف بھی حاصل ہو جائے تو بھی میں اسے اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھوں گا۔

حضرت قبلہ نجیب سلطان اپنے وقت کے واحد فقیر ہیں جن کو سلطان الفقر کہنے کو دل چاہتا ہے۔ ایک روز فقیر نے عرض کی حضرت صاحب! کیا آپ سلطان الفقر ہیں؟ تو آپ نے فوراً توبہ کی اور مجھے کہا آئندہ اس قسم کی بات نہ تو کریں اور نہ ہی ایسا سوچیں سلطان الفقر کی شان ہمارے فہم وگمان سے بھی بڑھ کر ہے۔

نوواں باب (9)

سلطان الفقر پنجم فنا فی عین ذات یاھُو

حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

منازل فقر باھُو رحمۃاللّٰہ علیہ

بندہ باھُوؒ فنا فی ھُو (دیدار بخش خورد)

فقیر باھُوؒ فنا فی ھُو (توفیق الہدایت)

فقیر باھُوؒ فنا فی ھُو (کشف الاسرار)

فقیر باھُوؒ (اورنگ شاہی)

باھُو مع ھُو جو ان (اسماء) کے معانی کا لامکان میں غواص ہے۔ (نورالہدیٰ خورد)

درگاہ مولیٰ کا بندہ جو طالب بن کر اپنے مطلوب کے ساتھ ہے جو ''مرید لا یرید''، یعنی ایسا مرید ہے جس کا سوال کبھی رد نہیں کیا جاتا۔ (اسرار قادری)

غالب الا ولیاء:۔عارفِ خدا دوام۔اورحضور نبی کریم ﷺ کا دست بیعت باھُو (قدس سرّہٗ العزیز) نے تلقین ،تعلیم اور ارشاد حضور نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا ہے اور سید عبدالقادر جیلانی محیّ الدّین قدس سرّہٗ العزیز کا ہاتھ پکڑ کر ان کا مرید ہے اور سروری قادری غلام اور قادری سروری کی خاکپاء ہے بیمار دلوں کا طبیب اور شفا بخشنے والا معالج ہے۔ چہرہ مطلوب (طالب کے چہرہ اور وجود کو اسکے مطلوب) تک پہنچا تا ہے مفتاح المہمات اور ہر قسم کے قفل کھولنے والا ،امیر الکونین حاکم اولی الامر فنا فی اللّٰہ بے حجاب اللّٰہ ہے عین باھُو بعین ھُو کی عین۔ (امیر الکونین)

باھُو (قدس سرّہٗ العزیز) سروری قادری بندہ تلمیذ الرحمٰن ہے۔ (محک الفقراء خورد)

باھُو (قدس سرّہٗ العزیز) نورالہدیٰ ،مشرف لقائے ،نفس فنا، قلب صفا، روح بقا،

واقف اسرار دیدار خدا جو حرص ،طمع ہوا (خواہشات) سے نکال کر مجلس حضوری میں پہنچانے والا ہے۔

جو بھی طالب حق ہوا محمود ہوا
جو بھی اس کا منکر ہوامردود ہوا

(فضل اللقاءخورد)

قادری غلام جان فدا۔عارف باللہ واصل خدافقیر باھُو (قدس سرہ العزیز)

(گنج الاسرار)

عقل بیدار کا مصنف (باھُو قدس سرّہٗ العزیز) ہے جس کا قلب ماسویٰ اللہ سے پاک ہے جوحضوری تصوّ ر ربّانی کی قید میں ہے جسے قبورِلطیف کے روحانیوں پر تصرف حاصل ہے جوقرب اللہ سے توجہ کی توفیق میں کامل ہے جسے لاھُوت میں فنا فی اللہ کے تفکر کی توفیق حاصل ہے جو جامع الجمیعت حق کا رفیق ہے جومعرفت میں سلک سلوک کی ابتدائی آفات سے فارغ ہے جوالہام باللہ سے ہمکلام ہے جوعارف بیان ناظراورحضوری مجلس محمد مصطفیٰ ﷺ میں دائمی حاضر ہے جو خانہ زاد غلام اور طالب مریدِقادر ہے جو باھُو (قدس سرّہٗ العزیز)غرق فی اللہ محوھُو ہے جوسودا سویدا کے(نور) سے روشن ضمیر ہے جس کے قلب کے اندر تجلّی انوار پروردگار سے غیب الغیب لطیفہ بیدار اورمتوجّہ دیدار ہے علم نعم البدل سے ''كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ o'' یعنی وہ ہرروز ایک نئی شان میں ہوتا ہے اسے حاصل ہے فقیر باھُوؒ ولد بازید رحمۃاللہ علیہ عرف اعوان ساکن شورکوٹ شریف ہے۔

حلیہ مبارک حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کا سرمبارک متوسط درجے کا گول نہ بہت بڑااورنہ چھوٹا تھا۔آپؒ کے سر مبارک کے بال کانوں کے اوپرزلفوں کی صورت

کنڈل بناتے تھے آپؒ کبھی کبھی اپنے سر مبارک کے بال منڈوا بھی لیا کرتے۔آپؒ کی پیشانی فراخ، پلکیں اور بھویں بڑی بڑی،موٹی اور چمکدار تھیں۔آنکھیں سیاہ اور سفیدی میں سرخ رگیں بکثرت تھیں بلکہ بہ سبب جلال مست تھیں۔ناک مبارک بلند،رخسار پر گوشت موزوں نہ بالکل گول نہ بالکل لمبوترے بلکہ متوسط درجے کے تھے۔آپؒ کی ٹھوڑی نہ بہت لمبی تھی نہ بہت چھوٹی جس سے چہرہ مبارک نہایت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔آپؒ کی ریش مبارک گھنی تھی۔تریسٹھ سال کی عمر میں آپؒ داڑھی میں مہندی لگایا کرتے مگر سارے بال سفید نہ تھے۔درست طور پر معلوم ہے کہ آپؒ کی داڑھی مبارک کے زیادہ بال سیاہ تھے ۔آپؒ کا سینہ مبارک جوانوارِالٰہی کا مصدر تھا فراخ اور خوبصورت تھا بازو موٹے اور مضبوط اور آپؒ کا سارا بدن مبارک ایسا موزوں تھا کہ عاشق لوگ آپؒ کے جمال مبارک پر نگاہ جمائے رکھتے تھے۔آپؒ کے دوست عرض کیا کرتے کہ آپؒ اپنا بدن ڈھانپ کر رکھا کریں ایسا نہ ہو کہ آپؒ کو نظر لگ جائے۔آپؒ کے سینہ مبارک اور اعضاء پر بال تھے لیکن بہت زیادہ نہ تھے بلکہ متوسط درجے کے تھے اور بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔آپؒ کے جسم مبارک پر گوشت نہ زیادہ تھا نہ کم۔آپؒ کی ہڈیاں گو موٹی تھیں لیکن گوشت میں چھپی ہوئی تھیں۔آپؒ کی انگلیاں قد کے مطابق ذرا لمبی تھیں اور چہرہ مبارک کا رنگ سانولا/ گندمی تھا۔

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کی فوٹو کی تصدیق

فقیر نے سلطان العارفین برہان الواصلین فنافی ھُو کی جو فوٹو مبارک ساتھ لف کی ہے اسکی اشاعت فقیر ہی سے ہوئی ہے۔واقع یوں ہے کہ دربار کے ایک فقیر محمد رفیق رحم اللہ تعالیٰ نے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی فوٹو کا ایک پنسل سکیچ 3x3 انچ مجھے دیا جسے میں نے کئی سال تک اپنے پاس سنبھال کر رکھا چند سال قبل بہاولپور کے ایک

فقیر کے سامنے باتوں باتوں میں اس فوٹو کا ذکر کیا تو وہ بضد ہو کر یہ فوٹو مجھ سے لے گیا اور اس سے بڑے بڑے کیمرہ فوٹو بنا کر فقیروں کو دے دیے۔ جب فقیر کو معلوم ہوا تو فکر لاحق ہو گیا کہ کہیں مجھ سے غلط فوٹو کی شاعت نہ ہو گئی ہو۔ رات کو میں اسی فکر میں سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی طرف متوجہ تھا کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارؒ کا مزارِ پاک کھل گیا ہے اور آپؒ سیدھے لیٹے ہوئے ہیں پہلے آپؒ بائیں رُخ پلٹے پھر سیدھے ہوئے پھر دائیں طرف کا پہلو بدلا اور پھر سیدھے ہو گئے۔ اس طرح میں نے آپؒ کا جسمِ مبارک اور چہرۂ انوار کو دائیں بائیں اور سامنے کے رخ سے پوری طرح مشاہدہ کیا آپؒ نے فرمایا کیا اب تمہاری تسلی ہو گئی ہے؟ میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا صبح میں نے اپنے ملنے جلنے والے فقیروں سے کہہ دیا کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی جو فوٹو ان کے پاس ہے وہ تصدیق شدہ ہے اب آپ اسے اپنے گھروں میں لگا سکتے ہیں۔ اسی فوٹو کی ایک کاپی سلطانی فقراء کے ذوق وشوق اور محبت کے پیش نظر لف کی جارہی ہے تاکہ ہر فقیر آپؒ کے چہرۂ انوار کے دیدار سے مشرف ہو سکے۔

مزید تصدیق

جھنگ شہر سے حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید جو بلوچ خاندان سے تعلق رکھتا ہے اسے ہندستان جانے کا اتفاق ہوا وہ وہاں سے سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کا ایک کیمرہ فوٹو لے کر آیا جب وہ دربار باھُو سلطانؒ پر حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے وہ فوٹو آپؒ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یہ فوٹو میں بھارت سے لے کر آیا ہوں۔ حضرت غلام جیلانیؒ نے اس فوٹو کو دیکھا اور کہا یہ فوٹو سلطان العارفینؒ کا نہیں ہے۔ چند دن بعد اس کا اعجاز احمد سلطانی جماعت جھنگ سے ملاقات ہوئی تو اس نے یہ واقعہ



سلطان الفقر پنجم

باھُو سلطان رحمۃ اللہ علیہ

اعجاز احمد فقیر سے بیان کیا جس نے کہا میرے پاس بھی ایک فوٹو موجود ہے وہ بھی حضرت غلام جیلانی سلطانؒ کی خدمت میں پیش کریں وہ یہی فوٹو مجھ سے لے کر دوبارہ غلام جیلانی سلطانؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؒ لیٹے ہوئے تھے فوٹو کو دیکھ کر فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا ہاں یہی سلطان العارفینؒ کا فوٹو ہے۔

تیسری تصدیق

باھُو عین یاھُو کے مرتب کنندہ حافظ ارشد نواز نون سلطانی جماعت جھنگ جنہیں اللہ کے فضل سے اکثر اہلِ قبور اولیاء اللہ سے ہمکلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہے حضرت غریب نواز علی ہجویری گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی 966 ویں برسی پر مزارِ پاک کے قریب سے رات کے وقت گزر رہے تھے اور یہی فوٹو آپ کے پاس تھا حافظ صاحب نے داتا صاحب غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض کی آپؒ کو شادی وصال کی مبارک ہو۔ غریب نوازؒ نے جواب دیا آپ کو بھی مبارک ہو کیونکہ آپ کے پاس سلطان العارفینؒ کے فوٹو ہیں۔

چوتھی تصدیق

صاحبزادہ نجیب سلطان پسر حضرت حافظ فیض سلطانؒ سجادہ نشین دربار باھُو سلطانؒ نے بھی اس شبیہ مبارک کی تصدیق فرمائی ہے۔

پس اس تصویر کی تصدیق کیلئے بہت سے سلطانی فقیروں کے مکاشفات بھی موجود ہیں۔ جو شخص اس تصویر کو ایک بار دیکھ لیتا ہے کئی روز تک اس کی آنکھوں پر تصویر کا نور چھایا رہتا ہے جو کوئی خاص الخاص مشاہدہ سلطان العارفینؒ کے نور کا کرتا ہے وہ ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

هر كه بيند روئے من گرد ولی

جس نے دیکھا چہرہ میرا وہ ولی اس دم ہوا

مصطفٰی ثانی و مجتبٰی آخر الزمانی

صوفیاء کرام نے فنا اور بقا کے تین درجات مقرر کر رکھے ہیں۔

اوّل فنا فی الشیخ

دوم فنا فی اللہ

سوم فنا فی الرسول ﷺ

اوّل فنا فی الشیخ

تصوّر فنا فی الشیخ دو قسم کا ہے۔

اوّل کامل شیخ کا تصور

دوم ناقص شیخ کا تصور

1:۔ جو کوئی کامل شیخ کا تصور کرتا ہے اور اپنے جسم پر تصور سے شیخ کے وجود کا اثبات کرتا ہے یا شیخ کے نام کی مشق وجودیہ کرتا ہے تو فنا فی الشیخ کے مرتبہ میں پہنچ کر اسے شیخ کا ایک دائمی وجود حاصل ہو جاتا ہے اور ایسے فقیر کو کسی قسم کی تسبیح خوانی، چلہ کشی اور وظیفہ کی حاجت باقی نہیں رہتی اور اسے ایسی باطنی قوتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو اس کے شیخ کو حاصل ہوتی ہیں۔ جب فقیر حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃاللہ علیہ کا تصور کیا کرتا تھا تو ایسی حالت ہو گئی تھی کہ دور سے آنے والے لوگوں کو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا غلام جیلانی سلطان رحمۃاللہ علیہ آ رہے ہیں بعد ازاں میں نے اس شغل کو ترک کر دیا اور اسم باھُو قدس سرّہٗ العزیز میں فنا کا تصور کرنے لگا۔

2:۔ آج کل کے بعض ناقص خودنما فقیر اپنے مریدوں کو اکثر کہہ دیا کرتے ہیں کہ میرا تصور کیا کرو۔ جاننا چاہیے ناقص کا تصور محض بت پرستی ہے اور اس تصور سے طالب کو کچھ

حاصل نہیں ہوتا ایسے طالب پر نفسانی خواہشات کا غلبہ رہتا ہے اور وہ شیطان کا پیرو کار، نماز روزہ سے بیزار اور دنیا کا پرستار بن کر طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس حدیث کے مصداق بن جاتا ہے۔

"اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمَکِبْ."

یا اللّٰہ میں تجھ سے منہ کے بل گرنے والے فقر سے پناہ چاہتا ہوں۔

فنا فی اللّٰہ

یہ تصور دو طرح کا ہے۔

اوّل تصور سے نور اللّٰہ میں فنا

دوم تصور حروف سے اسم اللّٰہ میں فنا

1:۔ جب حروف کا تصور کیا جاتا ہے تو کھلی اور بند آنکھوں سے اسم اللّٰہ نظر آنے لگتا ہے۔

2:۔ جب اسم ذات پر توجہ سے دیکھا جاتا ہے تو اس سے نور نکلنے لگتا ہے۔

تیسرا درجہ میں اس نور میں گم ہوتے ہیں اور یہ فنا فی اللّٰہ فقیر کا مقام ہے اور جب عین العیانی اس نور میں بقا حاصل ہو جاتی ہے تو فقیر بقا باللّٰہ حاصل کر لیتا ہے ایسے فقیر کو باقی باللّٰہ کہتے ہیں اور سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے ہزاروں فقیر اس مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔

بعض لوگوں نے ان درجات کو فنا فی الشیخ فنا فی الرسول ﷺ فنا فی اللّٰہ شمار کیا ہوا ہے حالانکہ عملی طور پر ایسا نہیں ہے۔

کلمہ طیب

لاالہ فنا فی الشیخ

الا اللّٰہ　　　فنا فی اللّٰہ

محمدرسول اللّٰہ ﷺ　　　فنا فی الرسول ﷺ

کی تعلیم دیتا ہے۔

فنا فی اسمِ نورِ محمّد ﷺ

سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے درجات کو حاصل کر لینا آسان ہے لیکن اخلاقِ محمدی ﷺ کو وجود میں نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے پس تصورِ اسمِ محمّد ﷺ اور درود پاک کی کثرت سے فنا فی الرسول ﷺ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

صوفیاء کرام حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے اسمائے پاک کے نور میں فناء اور بقاء حاصل کیا کرتے ہیں۔ گجرات میں ایک فقیر تنویر المصطفیٰ صاحب نے ایک کتاب درودِ تجلیاتِ مصطفائی صفحات 516 اور دوسری کتاب لمعاتِ مصطفائی صفحات 750 جو اسماء النبی ﷺ پر مشتمل نہایت عمدہ رنگارنگ کاغذ پر طبع کروائی ہے جو فقیر کسی بھی اسمِ نبی ﷺ میں فناء اور بقاء حاصل کر لیتا ہے اس کو اسی کے مطابق درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔ عاجز بھی اسمائے **محمّد احمد حامد محمود** ﷺ میں فناء بقاء حاصل کرنے کی سعی میں مصروف رہتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے مختلف نور ہیں۔ نورِ مصطفائی، نورِ مجتبائی، نورِ رحمت اللعالمینی، نورِ رؤف الرحیمی، نورِ حامد، نورِ محمود علیٰ ھذا القیاس یہ ہزاروں نور ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ نے صدق وصفا کے نور میں فناء اور بقاء حاصل کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو صدیق اکبر کا خطاب دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے عدل اور محاسبہ نفسی کے نور میں فناء اور بقاء حاصل کی تو حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے آپؓ کو فاروق اعظم کے لقب سے نوازا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللّٰہ

عنہ نے حضورعلیہ السلام کے حیا اور سخا کے دونوروں میں فناء اور بقاء حاصل کی تو حضورنبی کریم ﷺ نے آپؓ کو ذوالنورین کہہ کر پکارا۔ حضرت علی علیہ السلام نے نورعلم، نورفقر، نورشجاعت اور نورحلم میں فناء اور بقاء حاصل کی تو باب العلم امام اوّل، شیرخدا، اسد اللّٰہ الغالب اور راہ خدا میں فدا کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کو فنافی الرسول ﷺ کے مقام میں دونوروں نورِ مصطفائی و نورِ مجتبائی میں فناء اور بقاء حاصل ہوئی اور رسول پاک ﷺ نے فرمایا اے باھُو !تو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرالزمانی ہے۔ مجتبیٰ یعنی آپ رحمہ اللہ تعالیٰ آخری زمانہ میں لوگوں کو بُرائیوں سے پاک کرنیوالے اور اللّٰہ و رسول ﷺ سے ملانے والے ہیں اور یہ وہ خطاب ہے جو امت محمدیہ ﷺ میں شاید و بائد ہی کسی کو ملا ہو۔

فقیر بہاول پور کے قریب حضرت سریانی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے مزار پر گیا تو عجیب ماجرا دیکھا قبر کے اندر تین مختلف قسم کے نور انوار ایک دوسرے کو گھیرے ہوئے نورعلیٰ نور کی کیفیت میں چکر کاٹ رہے تھے۔ فقیر بہت حیران ہوا کہ یہ کیا کیفیت ہے صاحبِ مزار سے پوچھنے پر جواب ملا کہ فقیر زندگی میں یہ تصور کیا کرتا تھا کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نور میں گم ہوں اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا نور حضور نبی کریم ﷺ کے نور میں گم ہے اور میری قبر میں آج بھی وہی معاملہ چل رہا ہے۔ پس یہ جان لینا چاہیے کہ فنافی الرسول ﷺ اور بقافی الرسول ﷺ کا عمل کرنیوالے شخص کو اس کی قبر میں حضور پاک ﷺ کے نور کی معیت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ بظاہر اسے کوئی درجہ نہ دیا جائے اور حضور اکرم ﷺ کے نور کی دائمی رفاقت بہت بڑی بات ہے۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم.

قادری بہر قدرت قادر و بہر مقام حاضر

قادری ہر قدرت پر قادر ہے اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء میں سے ایک اسم ''قادر'' ہے جس کے معانی قابو پانے والا، طاقت رکھنے والا، گرفت کرنے والا اور غالب کے ہیں۔ قرآن مجید میں اسم ''قادر'' تین بار بطور اسم فاعل واحد مذکر اور اسم ''القادر'' ایک بار بطور اسم فاعل جمع مذکر اور بقادر تین بار بطور اسم فاعل واحد مذکر استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا

''اور بولے کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ فرمایئے بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اتارے کوئی نشانی لیکن اکثر ان میں سے کچھ نہیں جانتے۔'' (سورۃ الانعام /37)

''فرمایئے وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے نیچے سے۔'' (سورۃ الانعام /65)

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو وہ اس پر قادر بھی ہے کہ پیدا فرمائے ان کی مثل اور۔''

(سورۃ بنی اسرآئیل/99)

''سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے پانی سے جو (مردوں) کی پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے بیشک وہ اس کو پھر واپس لانے پر قادر ہے۔'' (الطارق/8~5)

کیا وہ (قادر مطلق) جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کر سکے ان جیسی (چھوٹی سی) مخلوق؟ بیشک (وہ ایسا کر سکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (یٰسٓ/81)

کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تھکن محسوس نہ کی انکے بنانے میں وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے بلکہ وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" (الاحقاف/33)

"پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد اور عورت۔ کیا وہ (اتنی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو پھر سے زندہ کر دے۔" (سورۃ القیامۃ/40~37)

زمانہ قدیم سے علماء فضلاء صوفیا میں یہ بحث چلی آ رہی ہے کہ آدمی با اختیار ہے یا مجبور۔

اس بحث کے سلسلہ میں لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آدمی کو مکمل طور پر خود مختار بنایا گیا ہے اس لیے اس کو موت کے بعد سوال جواب کا مقلد ٹھہرایا گیا ہے۔

ایک دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ آدمی مجبورِ محض ہے اسے کچھ بھی اختیار حاصل نہیں۔ جو چاہتا ہے اللّٰہ تعالیٰ خود ہی کرتا ہے۔

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
جو چاہے سو آپ کرے ہم کو عبث بدنام کیا

معتدلین کا ایک تیسرا گروہ بھی موجود ہے جن کا عقیدہ ہے کہ انسان کچھ باتوں میں مختار ہے اور کچھ باتوں میں مجبور۔

حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کتنا مختار اور کتنا مجبور ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی ایک ٹانگ اٹھاؤ۔ جب اس نے اٹھالی تو فرمایا اب دوسری ٹانگ بھی اٹھاؤ اس نے کہا کہ اگر ایسا کروں گا تو گر جاؤں گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی حالت تقدیری معاملات کی ہے اگر حدود سے بڑھنے کی کوشش کرو گے

تو گر جاؤ گے۔

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز بھی یہی فرماتے ہیں۔

قادر دے ہتھ ڈور اساڈی جیوں رکھے سیوں رہیے ھُو

''یعنی تقدیری معاملات میں راضی برضا''

مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں تقدیری معاملات دو قسم کے ہیں:

1:۔ تقدیر مبرم 2:۔ تقدیر معلق

1۔ پیدائش، زندگی، موت اور رزق یہ چاروں مبرم تقدیریں ہیں اور ویسے ہی نازل ہوتی ہیں جیسا قدرت چاہتی ہے۔ فقیر تیس سال تک تقدیری معاملات کے متوازی سفر طے کرتا رہا کہ تقدیر غالب نہ ہونے پائے لیکن جب تیس سال کے بعد ایک مقام پر کھڑے ہو کر جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اسی جگہ پر کھڑا ہوں جہاں سے ابتداء کی تھی پس تقدیر پر غالب آنا نہایت مشکل امر ہے۔

2۔ تقدیر معلق انسانوں کے سروں پر معلق رہتی ہے اور اسکے نتائج کوشش پر مبنی ہوتے ہیں لیکن یہ لازمی نہیں ہے کہ کسی کام کا نتیجہ اس کی کوشش کی وجہ سے مثبت انداز میں ظاہر ہو مثلاً ایک طالب علم کی معلق تقدیر اس بات سے مشروط ہے کہ وہ محنت کرے اور اس کی محنت کے تناسب سے ہی اس کو نمبر حاصل ہوں گے لیکن محنت کے باوجود اگر کوئی طالب علم قدرتی طور پر بیمار ہو جائے تو اس کا فیل ہونا تقدیری امر ہو جائے گا پس یہ آخری فیصلہ قدرت کاملہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ایک بدحواس شخص سڑک کو کراس کرتے ہوئے دائیں بائیں ٹریفک کا جائزہ لے کر سڑک پار نہیں کرے گا تو موت کا شکار ہو جائے گا اور کچھ فیصد لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بدترین حالات میں بھی موت کے منہ سے نکل آئے۔ سرگودھا میں ایک بچہ دائیں

بائیں تیز کاروں کے رش میں سے دوڑتا ہوا اس طرح بچ کر نکل گیا جیسے اسے کسی نادیدہ ہاتھ نے اچک کر سڑک سے باہر رکھ دیا ہو۔

تقدیر معلق میں رزق محنت کے ساتھ مشروط ہے لیکن ہم نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں کہ اگر وہ مزدوری کیلئے جائیں تو انہیں کوئی آٹھ آنے کا مزدور بھی نہ رکھے لیکن وہ اپنے اڈے پر پڑے ہوئے آٹھ دس ٹیلیفونوں کے درمیان نیم دراز لاکھوں کروڑوں کے سودے کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

بعض لوگ مقدر پر شاکر ہوکر بیٹھ رہتے ہیں اور انکا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوگا مل کر رہے گا درحقیقت ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ٹھکرائے ہوئے ہوتے ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ دن رات محنت کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اچھے کی امید رکھیں۔

فقیر کے نزدیک مقدرات کے لحاظ سے لوگوں کو چند اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1:۔ کوشش سے انسان اپنے اعمال وافعال کو تبدیل کر سکتا ہے اگر چاہے تو مقرب ولی اللہ بن جائے اگر چاہے تو راندہ درگاہ شیطان کے ساتھیوں میں شامل ہو جائے۔

2:۔ انگلش محاورہ ہے Nature cannot be changed فقیر اس سے اتفاق نہیں رکھتا۔ انسان کی فطرت ہی ایسی چیز ہے جسے ہر روپ میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ شیر کی فطرت چیر پھاڑ کر کھانا، بکری کی فطرت بزدلی، بھیڑیے کی خصلت چیر پھاڑ، شاہین کی فطرت زندہ شکار کھانا، گدھ کی خصلت مردار گوشت کھانا اور کوّے کی طینت لالچ ہے غرض یہ کہ دنیا کا کوئی درندہ، چرندہ، پرندہ اپنی فطرت کو تبدیل نہیں کر سکتا صرف انسان کو ہی یہ طاقت بخشی گئی ہے کہ اگر وہ چاہے

تو مردارخور گدھ بن جائے اور اگر وہ چاہے تو شاہین بن کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر پرواز کرنے لگے۔

اس مضمون میں قادری سے مراد غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز کی ذات ہے جو ہر قدرت پر قادر ہے یا آپؒ کے سلسلہ میں سروری قادری مرید ہیں جو ہر قدرت پر قادر ہیں جیسا کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ھُو
زباں جو میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ھُو
ارسطو تے افلاطون ورگے میرے اگے کس کم دے ھُو
حاتم جیئے لکھ کروڑاں در باھُوؒ دے منگتے ھُو

سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں نزول تقدیر کے وقت حق تعالیٰ شانہٗ پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی، موت ہے توحید کی، موت ہے توکل واخلاص کی۔ ایمان والا قلب ''کیوں'' اور ''کس طرح'' کو نہیں جانتا وہ نہیں جانتا کہ ''بلکہ'' کیا ہے اسکا قول تو ''ہاں'' ہے (کہ حکم تقدیری کی موافقت کرتا ہے اور چون و چرا کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا)۔ نفس کی عادت ہی ہے کہ مخالفت اور نزاع کرے پس جو شخص اسکی درستی چاہے وہ اسکو اتنا مجاہدہ میں ڈالے کہ اسکے شر سے بے خطر بن جائے نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا ہے اور مطمئنہ بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجالانے اور مصیبتوں کو چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے۔

تقدیر عاجز کر دیتی ہے۔ وہ لوگ جو کسی بھی فن میں اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تقدیر ان کو اسی اعلیٰ پن سے پکڑ کر مغلوب اور عاجز کر کے مار دیتی ہے۔ ایک مشہور گائیکہ کو اپنے گلے کے حسن پر ناز تھا قدرت نے اسکے گلے کو پکڑ کر عاجز کر دیا۔ کہتے ہیں

کہ ایک مشہور گائیک کے گلے میں بھگوان بولتا ہے قدرت نے اسکے گلے کو پکڑ کر عاجز کر دیا ہے وہ بستر مرگ پر پڑا کروٹیں بدل رہا ہے اللہ تعالیٰ اسکے حال پر رحم کرے۔

میں ایک شخص کو جانتا ہوں وہ نہایت ذہین اور حاضر دماغ تھا اور اسے اس پر ناز تھا اسے قدرت نے پکڑ لیا اسکا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور ڈاکٹروں نے پوسٹ مارٹم کر کے اسکا دماغ نکال لیا۔ یہ ہے انجام ان فخر کرنے والوں کا جو رب العزت کا شکر کرنے کی بجائے فخر کرتے ہیں اور تقدیر ان کا محاسبہ کرتی ہے اور ان کے حال اور تدبیروں ان پر ہنستی ہے۔

تدبیر کرے بندہ تقدیر کرے خندہ

حضرت امام حسین علیہ السلام جب میدان کربلا کی طرف سفر کر رہے تھے کہ اچانک آپ علیہ السلام کو اونگھ آ گئی اور ہاتف غیبی نے آواز دی لوگ سفر کرتے ہیں اور ان کی موت اور تقدیر ان کے ساتھ چلتی ہے۔

(قادری) بہر مقام حاضر

قادری فقیر سب مقاماتِ سلوک وفقر کو طے کر لیتا ہے اور طے شدہ مقام پر اسکا ایک باطنی نورانی وجود قائم ہو جاتا ہے۔ مقام آسمان، مقام عرش، مقام قلم، مقام لوح، مقام کرسی، مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا، مقام عقبیٰ، مقام معرفت توحید، مقام ناسوت، مقام ملکوت، مقام جبروت، مقام لاہوت، مقام لامکاں الا اللّٰہ، مقام مجلس محمدی ﷺ، مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت، مقام معرفت نور حضور، مقام شرک، مقام کفر، مقام نفاق سے منزل ہا دور مقام علم الیقین، مقام عین الیقین، مقام حق الیقین، مقام مراۃ الیقین، مقام مخ الیقین پر فائز اور مسرور مقام ہدایت، مقام ولایت، مقام کفایت، مقام شفاعت بارگاہ میں منظور، مقام نفس، مقام قلب، مقام روح، مقام

سرّ ،مقام تزکیہ،مقام تصفیہ،مقام تجلیہ ہرمقام پرحاضرمقام صبر،مقام امید،مقام خوف ورضاسے بہرآور،مقام ذکر،مقام فکر،مقام استغراق مشاہدات عین میں حضور،مقام وحدانیت،مقام دلیل قرب رب جلیل سے آگاہ،مقام تصوراسم اللّٰہ ذات کی ہرراہ سے واقف کلمہ طیب کی ہرکنہ سے آشنادرود پاک کی کثرت سے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی حضوری میں حاضر، قرآن مجید کے مقام دقائق ،مقام نکات سے آگاہ،مقام مضامین، مقام قرآن،مقام قصص،مقام ناسخ ومنسوخ، مقام احکام،مقام منازل ومراتب،مقام تفسیر،مقام قرأت کے رموز جانتاہے مقام تجریدوتفریدمقام فنائے نفس،مقام بقائے روح پرقدم رکھتاہےاس لئے قادری فقیرکوبہرمقام حاضرکہاجاتاہے۔

قادری فقیراسم اللّٰہ ذات اسمِ محمدسرورکائناتﷺاورکلمہ طیب کےتصورتوجہ تصرف اورمشاہدہ سے تمام مقامات اور ہزاراں ہزاردیگرمقامات موت کی وادی سے گزرکر ایک ہی توجہ سے طے اورحاصل کرلیتاہے۔قادری کامل مرشدبھی وہی ہے جوایک ہی بارمیں یہ سب مقامات طےکرادے۔یہ طےتسبیح خوانی چلّہ کشی اورمراقبہ کی راہ سے بہت دور ہے۔

ی یاریگانہ ملسی تینوں جے سردی بازی لائیں ھُو
عشق اللّٰہ وچ ہومستانہ ھُوھُوسدا الائیں ھُو
نال تصوراسم اللّٰہ دے دم نوں قیدلگائیں ھُو
ذاتیں نال جدذاتیں ملسی تدباھُوؒ نام سدائیں ھُو

سروری قادری سلطانی سلسلہ کے بانی

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز 1039ھ تا 1102ھ سروری قادری سلطانی سلسلہ کے بانی ہیں۔ قادری سلسلہ دو قسم کا ہے۔

1۔ زاہدی قادری

2۔ سروری قادری

زاہدی قادری زہد وتقویٰ میں کمال حاصل کرتے ہیں۔ سروری قادری اسے کہا جاتا ہے جسے رسول پاک ﷺ دستگیری فرما کر غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کر دیتے ہیں۔

فقیر کو بھی حضور نبی کریم ﷺ نے دستگیری فرما کر سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور سلطان صاحبؒ نے فقیر کو غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کیا۔

فقیر کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات سے عشق ہے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کا نام سن کر بے اختیار رونے لگتا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کیا۔ اس وقت فقیر کو سلطان العارفینؒ کی شان کا اندازہ نہ تھا۔ فقیر کئی روز تک افسوس کرتا رہا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی ذات کے اہل نہیں سمجھا جس کی وجہ سے سلطان العارفینؒ کے سپرد کر دیا لیکن میں غلطی پر تھا بعد ازاں معلوم ہوا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰت والسلام مجھے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد نہ کرتے تو شاید میں فقیر بھی نہ بن سکتا۔

سروری قادری سلسلہ کے پانچ بنیادی ستون

1:۔ توحید میں کامل ماسویٰ اللہ سے مکمل ترک۔

2:۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت پرعمل اورآپ ﷺ کی ذات سے محبت ،اطاعت اوراتباع۔قولہٗ تعالیٰ

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ."

(سورۃآل عمران/31)

فرمادیجئے (یارسول اللہ ﷺ) اگرتم اللہ کی محبت کے دعوٰیدار ہوتو میری اتباع کرو (مجھ سے محبت کرو) اللّٰہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اورتمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔

حضورعلیہ السلام کواپنے ہرکام میں نمونہ بنانا۔قولہٗ تعالیٰ

"لَقَدْکَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌحَسَنَۃٌ" (سورۃالاحزاب/21)

ہم نے حضور پاک ﷺ کوآپ سب کیلئے بہترین نمونہ بنا دیا ہے۔

3:۔ پنجتن پاک کی مودت:

ہرنبی اوررسول نے کہا کہ میرااجررسالت اللّٰہ تعالیٰ کے پاس ہے۔رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا قولہٗ تعالیٰ

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًااِلَّاالْمَوَدَّۃَفِی الْقُرْبٰی.(الشوریٰ/23)

میرااجرِرسالت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم میرے اقربا(آلِ محمدؐ) کی مودت یعنی (ان کی غیرمشروط تابع داری اوران سے محبت) اختیارکرو۔

4:۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کی روشنی:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی شان میں فرمایا"رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْاعَنْہُ" اللہ ان سے راضی ہے اوروہ اللّٰہ سے راضی ہیں۔اسی لیے ان کورضی اللّٰہ عنہ کہا جاتا ہےاور صحابیات کورضی اللہ عنہا کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

میرے صحابہ روشنی کے مینار ہیں جو کوئی ان کی پیروی کرے گا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔

5:۔ اولیاء اللّٰہ کی راہ/انعام یافتہ لوگوں کی راہ۔

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ کی راہ پر چلنا۔

قولہٗ تعالیٰ : اَلَآاِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ o(یونس/62)

بیشک اولیاء اللّٰہ کو (دنیا میں) کوئی غم نہیں ہوتا اور (آخرت میں) کوئی حزن نہ ہوگا۔

قولہٗ تعالیٰ: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ.(البقرہ/257)

اللّٰہ تعالیٰ جن کو اپنا ولی بناتا ہے انہیں ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتا ہے۔

سروری قادری سلطانی سلسلہ میں اویسی فیض دو واسطوں سے حاصل ہوتا ہے۔

اوّل فیض اپنے مرشد سے واسطہ باواسطہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز سے حاصل ہوتا ہے۔اس قسم کا فیض سلطان العارفینؒ کے سجادہ نشینوں، دیگر اولاد پاک، خلفاؤں اور راہبروں سے حاصل ہوتا ہے۔سلطان العارفینؒ اپنے مریدوں کو دوسروں کا رہنما بنا دیتے ہیں اور ہر ان پڑھ کو دوسروں کو تبلیغ کرنیوالا بنا دیتے ہیں۔صحابہ کرام رضوان اللّٰہ علیہم کبھی بھی بستر باندھ کر چلہ لگانے کیلئے تبلیغ پر نہیں گئے۔صحابہ کرامؓ جب مجاہد بن کر دوسروں ملکوں میں جہاد کرنے کیلئے گئے اور وہاں پر تبلیغ کرتے رہے اور وہیں پر مقامی عورتوں سے انکی شادیاں ہوگئیں اور وہیں پر مدفون ہو گئے اسلئے مختلف ممالک میں مزارات کو دیکھ کر یہ قیاس کرنا کہ شاید وہ تبلیغ کیلئے نکلے تھے کسی بھی صورت صحیح نہیں۔

تبلیغ کا جواز اس آیت سے لیا جاتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَاُمَّۃٍاُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ. (آل عمران/110) کہ تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو دین اسلام کی طرف دعوت دے۔ساتھ ہی ہم قرآن

مجید کی اس آیت کو بھول جاتے ہیں۔

"اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o"(سورۃالبقرۃ/44)

تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو لیکن اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت بھی کرتے ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

لیکن افسوس ہم تبلیغ کے نام پر لوگوں کو وہابی بنانے کے چکر میں ہیں۔ چلہ لگانے والوں کو اپنی وہابیانہ عقائد کی تربیت دی جاتی ہے اور درودوسلام پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے ورنہ فقیر کو بھی کسی بڑے سے بڑے تبلیغی بزرگ کو دیکھنے کا شوق ہے جس نے اپنے نفس کو کنٹرول ،نفسانی خواہشات کو زیر، وسواس پر قابو اور شہوات کو روک لیا ہو۔کسی بھی مسلمان کو مشرک کہنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے لیکن ابھی تو ایمان ان کے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔تبلیغ کیلئے مخصوص لوگ علماء کی جماعت ہے۔ یہ نہیں کہ آپ تاجروں، ملازمین ،مزدوروں اور فوج کو تبلیغ کرنے کیلئے چلہ کشی کی دعوت دینے لگیں۔چودہ صدیوں سے تو کسی علیحدہ تبلیغی جماعت کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔نہ صحابہ رضوان اللّٰہ علیھم نے،نہ تابعین نے ،نہ تبع تابعین نے۔پھر کیا وجہ ہے کہ آج تبلیغ کی اتنی ضرورت محسوس کی جارہی ہے جب کہ تبلیغ کیلئے ادھر ادھر بھاگ دوڑ کرنے کی بجائے میڈیا کے ذریعہ دنیا بھر میں اپنی آواز پہنچائی جارہی ہے اور اللّٰہ کے فضل سے ہر پڑھا لکھا گھرانہ قرآن وحدیث کے مضامین کو سمجھنے لگا ہے۔

تبلیغ کا اصل حق اولیاء اللّٰہ نے ادا کیا داتا صاحب رحمۃاللّٰہ علیہ نے ایک جگہ بیٹھ کر کافروں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور دین اسلام سے مشرف کردیا۔معین الدین چشتی

رحمۃاللہ علیہ نے نوے لاکھ ہندوؤں کومسلمان کیا۔ پیاسے پانی کے پاس آتے ہیں نہ کہ پانی چل کر پیاسوں کے پاس جایا کرتا ہے۔خدارا مسلمانوں کواپنے عقائد کی مخصوص تعلیم دینے کی بجائے اپنے نفسوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔

یہ تو ایک ضمنی مضمون تھا سروری قادری سلطانی فقراء اپنے مرشد سے واسطہ باواسطہ روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔

دوسرے طریقہ میں اویسی طریقہ سے روحانی فیض اس طرح حاصل کیا جاتا ہے کہ فقیر براہ راست سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز سے فیض حاصل کرتے ہیں جو طالب اللہ کوحضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے سپرد کر دیتے ہیں۔حضرت علی علیہ السلام اسے حضور پاک ﷺ کے سپرد کردیتے ہیں۔حضور پاک ﷺ اسے یا خودمرید کر لیتے ہیں یا کسی دوسرے کے سپردفرما دیتے ہیں۔ پھرحضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ توجہ سے طالبِ حق کوصدق وصفا عطا کرتے ہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ توجہ سے عدل ومحاسبہ نفسی بخش دیتے ہیں۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے طالب کے وجود میں حیا اورسخا پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی توجہ سے علم ،فقر، شجاعت اورحلم میں سے حصہ مل جاتا ہے۔ حضرات پنجتن پاک سے نورفقر حاصل ہوتا ہے پھر اسے غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کر کے باقی فیض کی تکمیل ہو جاتی ہے۔حضرت علی علیہ السلام ایسے فقیر کو ولایت میں داخل کر کے مہرِ ولایت لگا دیتے ہیں اورحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز اس کی گردن پر اپنا قدم مبارک رکھ دیتے ہیں اوراسے جماعت اولیاء اللہ میں داخل کرلیا جاتا ہے اور یہی سروری قادری سلطانی فقیر ہوتا ہے۔

دسواں باب (10)

خلق را تلقین بکن بھر از خدا

خلق را تلقین بکن بہر از خدا

حضور نبی کریم ﷺ نے سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ مخلوقِ خدا کو خدا کیلئے رشد وہدایت کی تلقین کیجیے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامِلَةِ وَعِلْمُ الْمَكَاشِفَةِ.

علم کی دو اقسام ہیں۔

1:۔ معاملات کا علم

2:۔ مکاشفات کا علم

اسی طرح علم کی مزید دو اقسام ہیں۔

علم دنیا:۔

جس میں مختلف قسم کے علوم سائنس اور ٹیکنالوجی شامل ہے۔

دینی علوم:۔

جس میں حفظ قرآن، تلاوت، تفسیر حدیث، فقہ اور دوسرے علوم شامل ہیں۔

جماعت صحابہ، پنجتن پاک، اولیاء عظام، حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم کو ظاہری طور پر اور خواجہ حسن بصری رحمتہٗ دیگر اولیاء

اللہ حضرت جنید بغدادی رحمۃاللہ علیہ ،حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃاللہ علیہ ،حضرت بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ ،سیدغوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز ،ائمہ کرام حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃاللہ علیہ ،میاں میر رحمۃاللہ علیہ ،شہاب الدین سہروردی رحمۃاللہ علیہ ، بہاؤالدین نقشبندی رحمۃاللہ علیہ ،شاہ رکن عالم رحمۃاللہ علیہ ،غوث بہاول الحق ملتانی رحمۃاللہ علیہ ، بہاول شیر قلندر رحمۃاللہ علیہ، حجرہ شاہ مقیم رحمۃاللہ علیہ، معین الدین چشتی اجمیری رحمۃاللہ علیہ ،آپؒ کے مرشد ہارون چشتی رحمۃاللہ علیہ ،آپؒ کے مرید بختیار کاکی رحمۃاللہ علیہ ، بابا فرید گنج شکر رحمۃاللہ علیہ ، بابا غلام فریدؒ کوٹ مٹھن رحمۃاللہ علیہ ،اوچ سیداں کے مشاہیر اولیاء رحمۃاللہ علیہم ،صابر پیا رحمۃاللہ علیہ کے علاوہ ہندوستان میں بہت سے اولیاء کرام کو حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے تبلیغِ دین کا حکم دیا۔انہوں نے رشد و ہدایت کی تعلیم کو اپنی زندگی کا منبع ومحور بنا لیا اور لاکھوں کافروں کو دین اسلام میں داخل کیا لیکن ظاہری دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنیوالے طالب علموں کی اکثریت بغیر اجازت رسول اللہ ﷺ اور اپنے مرشد کی اجازت لیے بغیر چار کتابیں پڑھ کر بے دھڑک منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرنے لگتے ہیں اور مسلمانوں میں اپنے نظریات کی تعلیم اور تربیت کرنے لگتے ہیں اور منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر دین کے نام پر دین کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ نے کہا ہے۔

دین مُلّاَ فی سبیل اللہ فساد

ایسے علماء نے فرقہ واریت کی بنیاد رکھی ہے فرقہ واریت کی آگ کو ہوا دی مسلمان کو مسلمان کا دشمن بنا دیا حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور اسی کو ثواب عظیم سمجھ لیا۔جان لینا چاہیے کہ وہ دین کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ دنیا میں وہ جس

کام کو ثواب عظیم خیال کرتے ہیں وہ کل قیامت کے روز عذاب عظیم کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا، شیعہ، سنی، وہابی، دیوبندی، چکڑالوی، اہل اللہ، اہل حدیث.......... یہ سب لوگوں کو اسلام کے نام پر اسلام سے دور کر رہے ہیں اور ایسا نظر آتا ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یکجہتی کا خواب کبھی پورا نہ ہوگا۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

حکومت کو چاہیے کہ وہ سب دینی جماعتوں کے نمائندہ علماء کی ایک کمیٹی بنا کر سب دینی مدرسوں کیلیے ایک بنیادی نصاب بنائے جس میں بچے فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر معتدل تعلیم حاصل کریں اور گریجویشن کے بعد وہ جو چاہیں اپنے علم تجربہ کی بنیاد پر بنتے رہیں۔ فرقہ واریت کے موضوع پر لکھی ہوئی دینی کتابوں اور فرقہ واریت کو فروغ دینے والے لٹریچر پر پابندی عائد کر دینا چاہیے کیونکہ ایسی کتابیں Sugar Coated زہر ہیں اور شربت کی صورت میں زہر ہلاہل ہے۔

فرقہ واریت کی بنیاد شخصیت پرستی پر ہے کوئی حضرت امیر معاویہؓ کے نام پر مدرسہ کھول کر بیٹھا ہے کہیں حضرت علی علیہ السلام کے نام اور شان کی تعلیم دی جاتی ہے کہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم پر سپاہ صحابہ بنائی جاتی ہے کہیں اہل حدیث علماء نے جہادی تنظیم بنا رکھی ہے کہیں جہاد کے نام پر مسلمانوں کو ہی قتل کیا جا رہا ہے کہیں کچھ لوگ مسلمانوں کو حضور پاک ﷺ کی ذات پاک سے محبت کرنے سے دور کر رہے ہیں اور صرف سیرت ہی کو کافی سمجھتے ہیں کہیں عشق رسول ﷺ کے نام پر غیر شرعی باتوں کی تعلیم دی جا رہی ہے ایسی باتیں جن کو رسول اللہ ﷺ کبھی پسند نہیں فرماتے درباروں پر میلہ ٹھیلہ، موج مستی، بھنگڑے، قوالی، گانے دھمال یہ سب کیا ہے؟ ہم مسائل کی بجائے

''اگر ضمیر مردہ نہ ہو چکا ہوتو صحیح اور غلط ،حق اور باطل کی آواز اندر سے ہی پیدا ہو جاتی ہے'' کوسن سکتے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

علماء میں فرقہ پرستی تو ہے ہی نام نہاد صوفیاء نے بھی لوگوں کو فرقہ واریت میں تقسیم کر دیا ہے یہ قادری ہے یہ نقشبندی ہے یہ سہروردی ہے یہ قلندری ہے یہ چشتی ہے اوران میں سے ہر ایک اپنے پیر کواور اپنے آپ کو اللہ کا برگزیدہ اور دوسروں سے افضل واعلیٰ سمجھتا ہےاور یہی حال ان کے پیروں کا ہے۔

سب علماء علمائے حق ہیں جس طرح انسانی وجودکیلئے کانوں،ناک، گلے، آنکھوں، دماغ،زبان،پھیپھڑے،جگر،دل،گردہ،انسانی کھال،اس کے بال،اس کے خون ہر ایک کیلئے سپیشلا ئیز ڈ ڈاکٹرز موجود ہیں اسی طرح دین کے مختلف شعبوں کے ماہر ڈاکٹر علماء ہوتے ہیں جو توحید، رسالت،عشقِ پنجتن پاکؑ ،محبت صحابہؓ اور اولیاء عظامؒ کے راہ کی تعلیم دے سکتے ہیں لیکن خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آنکھوں کا ڈاکٹر دل کا آپریشن شروع کر دیتا ہے اس وقت وہ مریض کو مار دیتا ہے اسی طرح جب کوئی توحید کا عالم اولیاء اللہ کے خلاف کچھ کہنا یا لکھنا شروع کر دیتا ہے تو وہ اپنے قارئین کو روحانی موت مار دیتا ہے۔

پس علماء اور قارئین دونوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جو عالم جس فیلڈ کا سپیشلائیز ڈ ہے اپنے اصل موضوع کو چھوڑ کر دائیں بائیں محض اپنی علمیت کے اظہار کیلئے کوئی کلام نہ کرے اسی طرح ایک قاری پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ یہ جان لے کہ فلاں عالم توحید کا عالم ہے فلاں آدمی عشقِ رسول ﷺ کا عالم ہے فلاں آدمی فضیلت

صحابہؓ کا عالم ہے فلاں آدمی شان پنجتن پاک کا عالم ہے پس کتاب شروع کرنے سے پہلے عالم کا تعین کر کے اس سے وہی علم حاصل کرنا چاہیے جس کا وہ ماہر عالم ہے خواہ وہ عالم کسی فرقہ سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔ اس طرح کے محتاط مطالعہ اور استفادہ سے آپ اپنے دین کو بچالیں گے۔

پس آیئے عہد کریں کہ ہم آج سے اللہ اور رسول ﷺ کے بندے اس کے دین کے مبلغ اور فرقہ واریت سے قطعی طور پر پاک اور علیحدہ ہیں۔ فرقہ واریت کے جواز میں اکثر ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد اسلام میں بہتر (72) فرقے ہوں گے جن میں صرف ایک فرقہ ناجی یعنی'' بخشا'' ہوا ہو گا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بہتر (72) میں سے اکہتر (71) مسلمان بخشے نہ جائیں گے۔ افسوس عوام کے ذہنوں میں ناقص علماء نے پہلے ہی یہ بات بٹھادی ہے کہ فرقہ واریت بذات خود کوئی بُری شئے نہیں ہے اور یہ سب نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہو رہا ہے۔

اللّٰہ کے بندو! آؤ ہم سب ایک ہو جائیں ایک جماعت کی صورت جو سب کے سب ناجی ہوں۔

ہمارا کام پہنچانا تھا اور ہم نے اپنا حق ادا کر دیا۔

''وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ''

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف لطیف

حضرت سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک طالب حق کی تلاش میں رہا تا کہ میں فقر کا بوجھ اپنی گردن سے ساقط کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ براں ہو جاؤں لیکن کوئی بھی ایسا طالب حق نہ ملا جو اس بارگراں کو اٹھا سکتا۔

قولہٗ تعالٰی: اِنَّاعَرَضْنَاالْاَمَانَۃَعَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَاوَاَشْفَقْنَ مِنْھَاوَحَمَلَھَاالْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًاجَھُوْلًاO(الاحزاب/72)

''ہم نے اپنی امانت زمین وآسمان اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اس کو اٹھانے سے عجز ظاہر کیا اور انسان نے لاعلمی کی وجہ سے اس بوجھ کو اٹھانے کی حامی بھر لی۔''

قرعه فال بنامِ من دیوانه زدند

پس سلطان الفقر کا بوجھ اٹھانے کیلئے سلطان العارفین جیسی ہستی درکار تھی اور وہ کون تھا جو سلطان الفقر کے نور فقر کا بوجھ اٹھا سکتا اسی لئے آپ رحمۃاللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کے خطبہ الوداع کے احکام ''کہ جو مجھ سے سنو دوسروں تک پہنچادو'' کے تحت ایک سوچالیس (140) چھوٹی بڑی کتابیں فارسی زبان میں قلم بند کروادیں تاکہ آنے والے قحط الرجال کے دور میں لوگ ان کتابوں سے استفادہ کرسکیں۔آپؒ نے اپنی اکثر کتابوں میں تحریر کر دیا ہے کہ دین و دنیا کے خزانے اس کتاب کے اندر موجود ہیں جو کوئی انہیں حاصل نہیں کرتا اس کے سقیم احوال کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہے۔آپؒ کا انداز بیان انوکھا اور نرالا ہے۔کتاب کے شروع میں مجمل طور پر کتاب کا نچوڑ بیان کر دیتے ہیں اور باقی کتاب گویا اس کی شرح ہوتی ہے یہ کہ ایک سو چالیس کتابیں (140) درحقیقت ایک سوچالیس مقامات فقر ہیں۔جب ان ایک سوچالیس کا جوہر کسی طالب کے وجود میں جمع ہو جاتا ہے تو وہ مقام فقر پر فائز ہو جاتا ہے ایسے ہی ہزاروں فقراء میں سے صرف سات ہستیاں سلطان الفقر کے بلند و بالا مقام پر فائز ہوئی ہیں۔

(1) پہلے سلطان الفقر فاطمۃ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہ

(2) دوسرے سلطان الفقر خواجہ حسن بصری رحمتہ اللّٰہ علیہ

(3) تیسرے سلطان الفقر سید عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظم قدس سرّہ العزیز

(4) چوتھے سلطان الفقر پیر عبدالرزاق فرزند پیر دستگیر سلطان الانوار

(5) پانچویں سلطان الفقر ھُو باھُو حق باھُو سراسرار ذات یاھُو سلطان الفقر باھُو قدس سرّہ العزیز

(6)،(7) جب تک سلطان الفقراء کی بقیہ دو روحیں قربِ قیامت سے پہلے آشیانہ وحدت سے مقام کثرت میں محو پرواز نہ ہولیں قیامت قائم نہ ہوگی۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی کتابیں تذکرہ باخدا ہیں۔

باھُو سلطانؒ نے فرمایا ''اے تذکرۃ الاولیاء پڑھنے والے تذکرہ باخدا بھی سن''

آپؒ نے فقر کے موضوع پر فارسی زبان میں ایک سو چالیس (140) کتابیں تصنیف کیں ہیں جو قرآنِ مجید کی تفسیر با تاثیر ہیں مگر افسوس ان کتابوں کا بہت بڑا قیمتی سرمایا گم ہو چکا ہے صرف پچاس سے کم قلمی مخطوطات ہی لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ حامد سلطان رحمۃاللہ علیہ نے جن قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے ان کی تعداد تینتیس ہے جن کے نام یہ ہیں۔

1: عین الفقر کبیر

2: عین الفقر صغیر

3: عین الفقر متوسط

4: عقل بیدار کبیر

5: عقل بیدار صغیر

6: کلید التوحید کبیر

7: کلید التوحید صغیر

8:تلمیذ الرحمٰن

9:مجالستہ النبی ﷺ کلاں وصغیر

10:محبت الاسرار

11:اسرار قادری

12:جامع الاسرار

13:توفیق الھدایت

14:تیغ برہنہ

15:مجموع فضل

16:محک الفقر کبیر

17:محک الفقر صغیر

18:فضل اللقاء

19:شمس العارفین

20:دیوان باھُوؒ کبیر

21:دیوان باھُوؒ صغیر

22:رسالہ روحی شریف

23:اورنگ شاہی

24:امیر الکونین

25:مفتاح العاشقین

26:قرب دیدار

27:مجموع الفضل/نور الہدیٰ کلاں وخورد

28: عین نما

29: قطب الاقطاب

30: ابیّات باھُوؒ

31: حجۃ الاسرار

32: پنج گنج

33: مخزن فیض

سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ کی سنتالیس کتابیں مخطوطات فارسی فقیر کے پاس موجود ہیں جن میں سے کچھ کتابیں اس فہرست سے علیحدہ ہیں۔

بعض لوگوں کو کتابوں کے نام سمجھنے میں غلطی لگ جاتی ہے جیسا کہ سلطان العارفین نے نور الہدیٰ کلاں کے شروع میں اس کتاب کو مجموع الفضل کا خطاب بھی دیا ہے۔جس سے بعض لوگوں نے نور الہدیٰ کلاں اور مجموع الفضل کو دو علیحدہ علیحدہ کتابیں سمجھ لیا ہے۔

فقیر کے پاس جو مخطوطات فارسی موجود ہیں ان میں سے پندرہ کتابوں کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر کے بی نسیم نے بھی تیس کے قریب کتابوں کا اردو ترجمہ کیا ہے فارسی کتاب اور اردو ترجمہ یکجا کر دیا ہے۔صاحبزادہ الطاف علی مدظلہ العالی نے ابیات باھُوؒ کی شرح نہایت تحقیق سے کی ہے اور رسالہ روحی شریف کا ترجمہ بھی کیا ہے۔علاوہ ازیں باھُوؒ اکیڈمی لاہور اور دوسرے انفرادی لوگ بھی سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کی فارسی کتابوں کا ترجمہ طبع کروا رہے ہیں۔اللہ والے قومی کتب خانہ کشمیری بازار لاہور نے بھی سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کی فارسی کتابوں کا اردو ترجمہ کروانے اور چھپوانے میں کافی سعی کی ہے۔جس کی اجازت سجادہ نشین دربار باھُو سلطانؒ حضرت امیر سلطان

رحمۃ اللہ علیہ نے 1914ء میں دی تھی۔ باھُوؒ اکیڈمی لاہور نے بھی رسالہ روحی شریف خورد کے نام سے ایک رسالہ چھپوایا ہے جو کہ ایک علیحدہ کتاب نہیں ہے بلکہ کسی فقیر نے سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ کی دو تین کتابوں سے تحریریں اکٹھی کر کے جس کا حوالہ ہم اپنی کسی کتاب میں دے چکے ہیں جمع کیا گیا ہے علاوہ ازیں ایک کتاب فارسی زبان میں سلطان الوہم کے نام سے سلطان العارفینؒ کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ کتاب ولایت قلب کی سیر کے موضوع پر ہے اس کا انداز اور آغاز سلطان العارفینؒ کے کلام جیسا نہیں لہٰذا یہ کتاب کسی طرح سلطان العارفینؒ کی تصنیف نہیں ہو سکتی کسی طالب نے اس کتاب کے اخیر میں ایک رسالہ منسلک کر دیا ہے جس سے سلطان الوہم کو سلطان العارفین کی کتاب سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ ان دو کتابوں کے ایک جلد میں ہونے کے باوجود ان کے انداز تحریر میں بہت واضح فرق موجود ہے۔

سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کے ابیّات باھُوؒ سرائیکی زبان میں حقائق، تاثیر اور سرائیکی زبان کی لذت سے اس طرح بھرپور ہیں کہ سننے والا مسرور ہو کر رہ جاتا ہے برکت و یمن کیلئے آٹھ بیت پیش خدمت ہیں۔

ابیّات باھُو (پنجابی)

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ھُو
جیوے کامل مرشد باھُوؒ جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

الف ایہہ تن میرا چشماں ہووے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجّاں ھُو
ایتناں ڈٹھیاں مینوں صبر ناں آوے ہور کِتے ول بھجّاں ھُو
مرشد دا دیدار ہے باھُوؒ مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھُو

ب بسم اللّٰہ اسم اللّٰہ دا ایہہ وی گہناں بھارا ھُو
نال شفاعت سرور عالم ﷺ چھٹسی سارا عالم ھُو
حدوں بے حد درود نبی ﷺ نوں جیندا ایڈا پسارا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ جنہاں ملیا نبی ﷺ سہارا ھُو

چ چڑھ چناں تے کر روشنائی تارے ذکر کریندے تیرا ھُو
تیرے جہے چن کئی سے چڑھدے سانوں سجناں باجھ اندھیرا ھُو
جتھے چن اساڈا چڑھدا اُوتھے قدر نئیں کجھ تیرا ھُو
جس دن کارن اساں جنم گوایا باھُوؒ یار ملے اک ویرا ھُو

ج جے کر دین علم وچ ہوندا سر نیزے کیوں چڑھدے ھُو
اٹھاراں ہزار جو عالم آہے اگے حسینؓ دے مردے ھُو
جے کجھ ملاحظہ سرور ﷺ دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ھُو
جے کر مندے بیعت رسولی ﷺ تاں پانی بند کیوں کردے ھُو
صادق دین حسینؓ علیؓ باھُوؒ جہڑے سر نذرانہ دھردے ھُو

ہ ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ھُـــــــــــو
کلماں دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ھُـــــــــــو
کلماں ہیرے، لعل، جواہر کلماں ہٹ پساری ھُـــــــــــو
اتھے اوتھے دوہیں جہانیں باھُـــــو کلماں دولت ساری ھُـــــو

س سن فریاد پیراں دیا پیرا میں عرض سناواں تیں نوں ھُـــــــو
تیرے جہیا مینوں ہور نہ کائی میں جہیاں لکھاں تینوں ھُـــــــو
پھول نہ کاغذ بدیاں والے درتوں دھک نہ مینوں ھُـــــــو
میں وچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باھُـــو تیں بخشینداں کیں نوں ھُـــو

ن نال کوسنگی سنگ نہ کریے کل نوں لج نہ لایئے ھُـــــــــو
تمے کدے تربوز نہ تھیون توڑے توڑ مکے لے جایئے ھُـــــــو
کانواں دے پتر ہنس نہ تھیون بھانوں موتی چوگ چگایئے ھُـــو
سپاں دے پتر متر نہ تھیندے بھانوں چلیاں ددھ پلائے ھُـــو
کھارے کھوہ کدے مٹھے نہ تھیندے باھُوؒ توڑے سئے مناں گڑ پایئے ھُو

(پڑھنے کیلئے یاحضرت باھُوؒ کا اضافہ کریں۔)

(فارسی) نمونہ کلام دیوان ھُو

دیوانِ ھُو فارسی کی کل 51 غزلیں ہیں۔

غزل نمبر1

یقیں دانم دریں عالم کہ لامعبود الّاَ ھُو
ولاموجود فی الکونین ولامقصود الّاَ ھُو

چو تیغ لا بدست آری بیا تنہا چہ غم داری
مجواز غیر حق یاری کہ لا فتاح الّاَ ھُو

بہ لا لا لا ہمہ لاکن بگو اللّٰہ و اللّٰہ جو
نظر خود سوئے وحدت کن کہ لامطلوب الّاَ ھُو

ھُو الاول ھُو الآخر ظہور آمد تجلّی او
بذاتِ خود ہویدا حق کہ فی الکونین الاھُو

الا اے یار شوفانی مگو ثالث مگو ثانی
ھُو الواحد ھُو المقصود ولاموجود الّاَ ھُو

ھُو الھُو ھُو، ھُو الحق ھُو ندانم غیر الّاَ ھُو
ھُو الھُو ھُو، ھُو الحق ھُو توانم غیر الّاَ ھُو

یکے گویم یکے جویم یکے در دل چوگل رویم
ہموں را یک بیک پویم نپویم غیر الّاَ ھُو

بگرد عالم چو گردیدم ھُو الحق ھُو پسندیدم
یکے خواندم یکے دیدم نہ دیدم غیر الّاَ ھُو

منم غمخوار خود ہستم بجز یاھُو نہ در دستم
دل دجاں را بہ ھُو بستم نہ بستم غیر الّاَ ھُو

غزل نمبر 2 شعر نمبر 1

بیا اے عشق جاں سوزاں کہ من خودرا بتو سوزم
اگر سوزی دگر نہ من یقین خود را بتو سوزم

غزل نمبر 3 شعر نمبر 1

بیازی عشق می بازم دل و جاں را فدا سازم
بدم منصور مے نازم یقیں خود را فدا سازم

(آخری) غزل نمبر 51 پہلا اور آخری شعر

بہر حالِ جمال اللّٰہ جویٔم
بہر مالِ جمال اللّٰہ جویٔم
فدا شد جسم و جاں درذات یاھُو
بہ ہستی ہم جمال اللّٰہ جویٔم

گیارہواں باب (11)

سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ

عالم دیدار

سلطان العارفین رحم اللہ تعالیٰ عالم دیدار

عالموں کی بہت سی اقسام ہیں۔عالم قرآن،عالم حدیث،عالم فقہ،عالم تفسیر،عالم نفس،عالم قلب،عالم روح،عالم سرّ،عالم نور،عالم حضوری،عالم دین،عالم دنیا،عالم عقبیٰ۔سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحم اللہ تعالیٰ عالم دیدار اور دیدار بخش ہیں۔

بعض لوگ دنیا میں دیدار الٰہی کے انکار کرنے والے بھی ہیں جن میں مجدّ دالف ثانیؒ بھی شامل ہیں۔حضرت مجددؒ کا کہنا ہے کہ وہ وَرَاءُ الْــــوَرَاء ذات ہے کسی مراقبہ، مکاشفہ نسبت سے اس ذات کا دیدار ممکن نہیں۔دوسرے منکرین دیدار دنیا میں دیدار کے منکر ہیں لیکن بروز قیامت دیدار الٰہی سے انکار نہیں کرتے وہ انکار کا استدلال اس آیت سے کرتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ "لاَ تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ" (سورۃالانعام/104)

تم اس ذات کا ادراک ظاہری آنکھوں سے نہیں کر سکتے۔

بالکل صحیح ہم اپنی ظاہری آنکھوں سے ہوا،بجلی کی تاروں میں دوڑتی ہوئی رو،فرشتوں، جنات،موٴکلات کو نہیں دیکھ سکتے پھر اس ذات کو کیسے دیکھ سکتے ہیں؟

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ قدیم کو قدیم آنکھوں سے ہی دیکھ سکتے ہیں اور وہ دل کی آنکھیں ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَo (سورۃالذٰریٰت/21)

وہ تمہارے نفوس کے اندر موجود ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں؟

دوسری جگہ ارشاد ہوا

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى.(بنی اسرآئیل/72)

اور جو اس دنیا میں اندھا (دیدار الٰہی سے بے بہرہ) ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا (اسے دیدار الٰہی نصیب نہ ہو گا)۔

دیدار الٰہی سے انکار کرنے والوں کی دوسری دلیل یہ ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے وجیہ اور جلیل القدر اولی العزم رسول کو اے رب مجھے اپنا آپ دکھا کے جواب میں لَنْ تَرَانِیْ. یعنی تو نہیں دیکھ سکتا کا جواب ملا تو ہماری کیا بساط ہو سکتی ہے کہ ہم دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ کیا خوب ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار کا نہیں استعداد کی کمی کا جواب ملا تھا۔ آپؑ جب بارگاہِ کبریا میں مشرف دیدار ہونے کیلئے حاضر ہوئے تو جواب ملا اے موسیٰؑ ! باوضو ہو کر اللّٰہ کے بندوں کی طرح قعدہ کی صورت کوہ طور کی طرف متوجہ رہیے ہم اس پر ایک تجلی کرتے ہیں اگر یہ پہاڑ ثابت رہا تو آپؑ بھی براہ راست تجلی برداشت کر سکیں گے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ.(سورۃ الاعراف/143)

پس موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اسمِ رب کے نور کی تجلی کوہ طور پر ہوئی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام اس تجلی کی شدت کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور تین دن رات بے ہوش رہے آپؑ تجلی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے اگر یہ آپؑ کی ذات پر ہوتی تو کیا ہوتا۔۔۔! آپؑ نے بارگاہ کبریا میں توبہ کی اور" اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" میں پہلا ایمان لانے والا ہوں کہا۔

اللّٰــہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! ہم نے تم کو نبوت عطا کی اپنے سے ہمکلامی کا شرف بخشا معجزات عطا کیے تم پر تورات کی تختیاں نازل کیں ان کو کافی سمجھو اور اللہ کے شکر گزار بندے بنو۔ دیدار کا یہ شرف نبی آخر الزماں محمّد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوگا اور اس کے بعد ان کے امتیوں کو نصیب ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ طویٰ میں دیدارِ انوارِ ذات تو پہلے ہی نصیب ہو چکا تھا لیکن دیدارِ تجلی انوار برداشت کرنا ممکن نہ تھا۔ جب مدین سے مصر کا سفر کرتے ہوئے وادی طویٰ میں پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا **فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى** ۝(سورۃ طٰہٰ /12) اپنے جوتے اتار دیجیے یہ وادیٔ مقدس طویٰ ہے۔ جب اور آگے بڑھے تو ایک درخت زیتون کا دیکھا جس کے پتہ پتہ، ٹہنی ٹہنی، پھلوں، پھولوں اور شاخوں سے سے نور چھن چھن کر پھیل رہا تھا اور اردگرد بقعۂ نور بنا ہوا تھا اور یہ آواز آرہی تھی۔

يٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(سورۃالقصص/30)

اے موسیٰ! میں تیرا اللہ رب العالمین ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام کو دیدارِ انوارِ ذات زیتون کے درخت میں سے ہوا تھا جبکہ حضور علیہ السلام جس صحابی پر بھی اسمِ اللّٰہ ذات کی توجہ فرماتے اس کے وجود کے ہر بال سے شعلۂ انوارِ ذات ظاہر ہو جاتا۔ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللّٰہ علیہ کے مرید جب اسمِ اللّٰــہ ذات کا تصور کرتے ہیں تو ان حروف میں سے شعلۂ نور کھلی اور بند آنکھوں سے نظر آنے لگتا ہے حروف نور میں گم ہو جاتے ہیں اور طالب شعلۂ انوارِ ذات کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اللہ کے فضل سے سلطان العارفین رحمۃ اللّٰہ علیہ کے ہزارہا مرید تصور اسم اللہ ذات کے انوارِ دیدار سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کی کیفیت اس شعر کے

مصداق ہوجاتی ہے۔

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
جلوہ تیرے نور کا سُوء بسُوء ہے

جب فقیر اس شعلۂ انوار میں گم ہوجاتا ہے تو اسے فنافی نور اللّٰہ یعنی فنافی اللّٰہ کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے اور وہ اس نور میں عین العیانی بقاء حاصل کرلیتا ہے تو اسے باقی باللّٰہ کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دیدار الٰہی دوصورتوں میں ہوتا ہے۔

اوّل:۔ دیدار انوار ذات کی صورت میں۔

دوم:۔ دیدار تجلیات کی صورت میں۔

پہلے دیدار کے متعلق سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

''ھر طرف بینم بیابم ذات نور''

اسی دیدار کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ.(سورۃالبقرۃ/115)

تم جس طرف دیکھتے ہو ادھر میں ہی موجود ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو یہی نور چاروں طرف پھیلا ہوا تھا اس نور کو دیکھ کر نہ تو حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی آنکھ جھپکی نہ ہی نظر بہکی۔

قولہٗ تعالیٰ: مَازَاغَ الْبَصَرُوَمَاطَغٰیO(سورۃالنجم/17)

پس یہ وہ دیدار ہے جو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے فقراء کو کھلی آنکھوں سے نصیب ہوتا ہے اور جب ان انوار ذات سے قلب روشن ہوتا ہے تو اسے حضوری حق کہتے ہیں اور ''لَاصَلٰوۃَاِلَّابِحُضُوْرِالْقَلْبِ''کی حدیث اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔

دوسرا دیدار تجلیات کی صورت ہوتا ہے جس میں اسم رب کے نور کی تجلی موسیٰ علیہ

السلام سے بھی برداشت نہ ہوسکی۔ دیدار کی تجلی بہت سخت ہوتی ہے جسکی ادنیٰ مثال آسمانی بجلی ہے جو جس چیز پر گرتی ہے اسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پہاڑ پر اسم رب کے نور کی تجلی ہوئی تو آپؑ برداشت نہ کر سکے اور بے ہوش ہوگئے جبکہ ہم ہفت سلطان الفقراء پر اسم ھُو کے نور کی تجلیات ہوتی ہیں اور اسم ھُو کی تجلی اسم رب کے نور کی تجلی سے ستر ہزار گنا زیادہ طاقتور ہے اور ہم پر ستر ہزار گنا زیادہ طاقتور تجلیات ایک لمحہ میں ستر ہزار بار ہوتی ہیں ہم نہ شور مچاتے ہیں اور نہ ہاؤ ہو کرتے ہیں اور نہ بے ہوش ہوتے ہیں بلکہ دیدار شوق میں ''هَلْ مِنْ مَزِيْد'' اور لائیے کا نعرہ لگاتے ہیں۔

بروز قیامت بھی انوار ذات کی رؤیت چاند کی روشنی جیسی ہوگی یہ جمالی اور جلالی تجلیات ہیں۔ جلالی تجلی سے فقیر کا وجود خشک ہو جاتا ہے اور دماغی قوتیں اور صلاحتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ فقیر کو چاہیے کہ وہ اپنے طالب کو جلالی تجلیات سے باہر کھینچ لے ورنہ اس کا خون سلب ہو کر طالب کی موت ہونے کا اندیشہ ہے یا وہ مجذوب ہو کر دنیا کے کاموں سے ناکارہ ہو جائے گا۔

حضوری حق حضوری مصطفیٰ ﷺ

حضوری بنیادی طور پر دوطرح کی ہے۔

(۱) حضوری حق

(۲) حضوری مصطفیٰ ﷺ

حضوری حق کا مقام زندہ قلب کو حاصل ہوتا ہے اور زندہ قلب کے تین درجات ہیں۔

قلب سلیم

قولہ تعالیٰ اِلَّامَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍo (سورۃالشعرآء/89)

وہی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہے جو قلب سلیم لے کر حاضر ہوتا ہے۔

قلب کی دیگر اقسام قلبِ منیب،قلبِ شہید مراتبِ قلب میں بیان کی گئی ہیں۔

مجلس

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَاتَعْدُعَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُزِیْنَۃَالْحَیٰوۃِالدُّنْیَاوَلَاتُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَاقَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَاوَاتَّبَعَ ھَوٰاہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًاo(سورۃالکھف/28)

ان لوگوں کی مجلس اختیار کیجیے جو صبح وشام ہماراذکرکرتے ہیں وہ اس کے

چہرہ (انوار) کے طلبگار ہیں اور دنیا کی زیب و زینت دیکھ کر تمہاری نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائیں اور ایسے لوگوں کی پیروی نہ کیجیے جن کے قلوب کو ہم نے اپنے ذکر سے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور ان کا حال حد سے گزر گیا ہے۔

سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجلس ہی معراج ہے اور لقاء اللہ اپنے وقت پر موقوف ہے خواہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جیسا مرید ہی کیوں نہ ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی نے سات قسم کے لوگوں کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے سات چیزیں پیدا کر دیتا ہے جس نے اُمراء کی مجلس اختیار کی اس کیلئے کِبرّ اور دل کی سختی پیدا کر دی جس کسی نے دولتمند کی صحبت اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اسکے وجود میں حرص بڑھا دی جو شخص لونڈوں سے ہم مجلس ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے لہو ولعب اور مزاح پیدا کر دی اور جس کسی نے عورتوں کی ہم جلیسی اختیار کی اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہالت اور شہوت پیدا کر دی جس نے فقراء کی ہم نشینی اختیار کی اس کیلئے روشنی پیدا کر دی اور جس کسی نے صالحین کی مجلس اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے رغبت اور اطاعت میں اضافہ کر دیا اور علماء کے ساتھ بیٹھنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس کے علم اور ورع میں اضافہ کر دیا۔

دنیا داروں سے ہم مجلس ہونے والوں کے لئے فرمایا

آنکھوں کی سختی دل کی سختی کی وجہ سے ہے اور دل کی سختی حرام کھانے کا نتیجہ ہے حرام کھانا گناہوں کی زیادتی کے باعث ہے گناہوں کی زیادتی موت کو بھول جانے کی

وجہ سے ہے اور موت کو بھلا دینا دنیا سے محبت کی وجہ سے ہے اور دنیا کی محبت کل خطاؤں کی جڑ ہے اور ترک دنیا کل عبادات کی بنیاد ہے۔

جز حضوری ہر طریقہ راہزن

باطنی حضوری مجلس نو مقامات پر قائم ہوتی ہے۔

(1) مقام ازل (2) مقام ابد (3) مدینہ مبارک روضہ مطہرہ پر (4) خانہ کعبہ یا مقام جبل عرفات پر (5) عرش کے اوپر (6) مقام قاب قوسین پر (7) بہشت میں (8) حوض کوثر پر (9) دیدار الٰہی کے انوار میں مجلس کی چند اقسام ہیں۔(۱) مجلس عام (۲) مجلس خاص (۳) مجلس خاص الخاص (۴) مجلس اہل البیت جس میں ہر کسی سادات کو بھی داخلہ کی اجازت نہیں۔

حضوری مجلس ایک کسوٹی ہے جس سے حضوری طالب کے وجود میں ترک توکل، توحید، تجرید و تفرید، توفیق بحق رفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ جو لوگ بہشت میں کچھ کھا پی لیتے ہیں انہیں ساری عمر بھوک پیاس نہیں لگتی۔ حوض کوثر کا پانی پی کر وجود پاک ہو جاتا ہے چنانچہ محمدی ﷺ ذوق، معرفت، وصال اور جمعیت نصیب ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص کشف و کرامات سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔ حضوری مجلس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب کے وجود میں صدق و صفاء پیدا ہو جاتا ہے کبر اور نفاق اسکے وجود سے نکل جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر سے اسکے وجود میں عدل اور محاسبہ نفسی پیدا ہو جاتا ہے جس سے حرص و ہوا نفسانی اور ہر قسم کے خطرات اسکے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے اسکے جسم میں ادب حیا اور سخا پیدا ہو جاتا ہے بے ادبی بے حیائی اور بخل اسکے وجود سے نکل جاتا ہے۔ حضرت

علی کرم اللہ وجہ الکریم کی نگاہ سے اسکے وجود میں علم ،ہدایت فقر اور تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے جہالت دنیاوی محبت اسکے وجود سے اٹھ جاتی ہے۔حضوری مجلس میں دنیا کا سوال کرنے والا اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے اور اسے مجلس سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ عالم باعمل کو ہر رات یا جمعرات یا ماہ بماہ یا سال بسال آنحضرت ﷺ کا دیدار پُر انوار ہوتا ہے۔

شرح دیدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

بعض عارف فقیر جو نظر محمد رسول اللہ ﷺ میں منظور ہوتے ہیں وہ روحانیت کے لطیف جثہ سے حضوری ہوتے ہیں لیکن روحانی جثہ والے صورت محمد ﷺ کو نہیں دیکھتے۔ یہ معشوقی ومحبوبی مراتب ہیں جو مشق وجود یہ مرقوم اسم اللہ ذات واسم محمد ﷺ کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔

دوسرے وہ فقیر ہوتے ہیں جو تصور سے جثہ جسد قالب طے کر لیتے ہیں وہ ہمیشہ آنکھ جھپکنے کے لیے بھی اپنی نظر دیدار سے جدا نہیں کرتے۔حضور پاک ﷺ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھتے ہیں یہ جان فدا عاشقوں کے مراتب ہیں عاشق فقیر بنظر نگاہ عین العیان ہوتا ہے جو دنیا کی بادشاہی سے بہتر ہے ان کا دل غنی اور ان کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ (فقیر) حاضرات اسم اللہ ذات سے پیوستہ ہو کر اپنے وجود میں غوطہ لگاتے اور مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہو کر جواب با صواب حاصل کرتے ہیں اور ایک ساعت ایک لحظہ کے لیے مجلس محمدی ﷺ سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ مراتب اس فقیر کے ہوتے ہیں جو محبوب القلوب ہو جس کا نفس فناء جو زندہ قلب بقائے روح والا ہوتا ہے۔

پس فقیر اولیاء عارف باللہ حضوری کی تین اقسام ہیں

اوّل: وہ فقیر جسے خدا اوراس کا رسول جانتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کونہیں جانتا۔

دوم: وہ فقیر جو قربِ حضوری میں اپنے آپ کو جانتے ہیں مگر مخلوق ان کونہیں جانتی وہ سرّ اسرار الٰہی میں پوشیدہ رہتے ہیں۔

سوم: وہ فقیر جو خود کو بھی جانتے ہیں اور خلق خدا بھی ان کو جانتی ہے اور وہ مشہور ہوتے ہیں ان کا خطاب فقیر اولیاء اللّٰہ ہوتا ہے فقر کے یہ تینوں مراتب اختیاری ہیں جو غرق مع اللّٰہ ذات میں ہوشیار رہنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونے کے طریقے

قادری طریق کا پہلا سبق یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱) تصوراسم اللّٰہ ذات

(۲) ضرب الا اللّٰہ

(۳) توجہ باطنی سے (گم ہوکر) حضوری مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہوتا ہے۔

حضوری کا پہلا طریقہ

کامل مرشد مکمل جامع نورالہدیٰ حضوری مرشدکی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو ہاتھ سے پکڑ کر حضوری مجلس محمد رسول اللّٰہ ﷺ میں داخل کر دیتا ہے۔ غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کو پیر دستگیر اس لیے کہتے ہیں کہ آپ ہر روز تین ہزار طالبوں کو الا اللّٰہ کی معرفت میں مستغرق فرماتے اور دو ہزار طالبوں کی دستگیری کر کے حضوری مجلس میں داخل کر دیتے۔ اس لئے لازم ہے کہ کسی کامل سروری قادری مرشد کی تلاش کی جائے۔

حضوری کا دوسرا طریقہ

خاص الخاص مجلس محمدی سرورکائنات ﷺ کا نشان و مکان یوں ہے کہ جوکوئی

(۱) مراقبہ

(۲) ذکراللّٰہ (اشتغال اللّٰہ) یا

(۳) تصوراسم اللّٰہ ذات

(۴) تصوراسمِ محمّد ﷺ

کے فکر سے استغراق کر کے خود سے بے خود اور مستغرق ہو جاتا ہے تو یہ شغل اللّٰہ اسے حضور پاک ﷺ کی باطنی مجلس سے مشرف کر دیتا ہے۔ اس مجلس میں لاحول کلمہ طیب یا درود پاک کا ورد کرے تا کہ حضوری کی اصل کھل جائے۔

حضوری کا تیسرا طریقہ

شرح مراقبہ ،تحقیقات باطن کہ اس میں شیطانی نفسانی باطل خطرات واہمات دنیاوی حادثات راہ نہیں پاتے۔ جب طالب باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہے تو اسے چاہیے کہ اشتغال اللّٰہ شروع کرنے سے پہلے اپنے اوپر حصار کرے۔ تین بار تعوذ تسمیہ، تین بار درود شریف، تین بار آیت الکرسی، تین بار ''سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبِّ رَّحِیْمٍ''، تین تین مرتبہ ہر چار قل، تین بار کلمہ طیب اور ہزار بار استغفار پڑھے اور اپنے اوپر پھونکے۔

(۲) اسم اللّٰہ واسم محمد ﷺ پر نظر جمائے۔

(۳) بعد ازاں آنکھیں بند کر کے انبیاء اولیاء اللّٰہ کی مجلس کا تصور کرے۔

حضوری کا چوتھا طریقہ

طالب اللّٰہ اسمائے ذات اللّٰہ للّٰہ لہ ھُو کو دل پر تصور کی انگشت شہادت سے

لکھتا رہے اور دل کی طرف متوجہ ہو کر دیکھتا رہے تو ان اسماء کے حروف میں سے تجلیات انوار ہونے لگتی ہیں اور طالب اس نور میں گم ہو کر حضوری حق سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حضوری کا پانچواں طریقہ

جو طالب اسم محمد ﷺ کا تصور اور درود شریف پڑھتا ہوا حضوری مجلس کی نیت سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو استغراق سے حضوری مجلس میں داخل ہوتا ہے جہاں اوّل نص و حدیث ذکر اللہ کی آواز آتی ہے بعد ازاں دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حضوری کا چھٹا طریقہ

چاہیے کہ رات کے وقت کسی زندہ ولی اللہ یا شہید کی قبر پر جائے جہاں فیض رسانی عام اور مخلوق خدا کی آمد و رفت کافی ہو۔

(1) اول دوگانہ بہ نیت ثواب حضور پاک ﷺ پڑھے۔

(2) پھر قعدہ کی صورت قبر کی غربی جانب قبر کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

(3) سورۃ فاتحہ قل شریف درود شریف تین تین بار پڑھ کر صاحب قبر کو ایصال کرے۔

(4) اسم محمد ﷺ کا تصور کرے اور سات بار سورۃ مزمل شریف پڑھے۔

(5) بعد ازاں با تصور کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہوئے مستغرق ہو جائے صاحب قبر کی رفاقت سے بیشک حضوری مجلس نصیب ہو جائے گی۔

(6) اگر قبر میسر نہ ہو تو اپنے گھر میں الگ تھلگ بوقت شب یہ عمل کیا کرے اور کاغذ پر روضہ مبارک کا نقشہ بنالے اور اسے سامنے رکھا کرے حضور پاک ﷺ کی حضوری مجلس میں شامل ہونے کے لیے چند چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) طالب کا قلب زندہ ہو اس کا وجود پرنور ہونا چاہیے کیونکہ نور کو ہی حضور ہے۔
(۲) طالب حضوری کو درود پاک اور کلمہ طیب کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا چاہیے۔
(۳) شریعت کی پابندی اور حضور پاک ﷺ کی اجازت اور کامل مرشد کی رفاقت کے بغیر حضوری مجلس نصیب نہیں ہوتی۔

''وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّابِاللّٰہِ.''

حاضرات اسم اللہ ذات سے حضوری مجلس

مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب طالب اپنے دل پر اسم اللہ کا تصور اچھی طرح نقش کر لیتا ہے اور وہ ٹھیک طور پر سکونت قرار پکڑ لیتا ہے اور طالب باطن میں اسم اللہ کو درست دیکھے تو اسم اللہ سے آفتاب کی روشنی کی طرح نور نکلے گا اور معرفت الٰہی کے نور کی تجلیات سے شیطانی وسوسے خطرات اور تاریکی سیاہی اندھیرا دور ہو جائے گا۔ مرشد طالب کو کہے کہ وہ باطنی توجہ اور تفکر سے دل کے ارد گرد دیکھے اس وقت دو حالتیں ہوں گی یا تو طالب باطن میں غرق ہو جائے گا تو معلوم ہو گا کہ باطن میں اسے معرفت الٰہی کا نور حاصل ہو گیا ہے اگر طالب باطن میں غرق ہو کر باشعور ہو تو کہے گا کہ دل کے ارد گرد ایک وسیع میدان ہے جس کی کوئی انتہا نہیں اس کے اندر روضے کی شکل کا ایک گنبد ہے جس کے دروزے پر ایک قفل ہے۔ جس پر **لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ** ﷺ لکھا ہے اس وقت طالب **اللہ** ذکر کلمہ طیب کرے گا تو وہ تالہ کھل جائے گا اس طرح طالب روضہ کے اندر جا کر دیکھے گا تو اسے حضوری مجلس دیکھائی دے گی اس مجلس میں قرآن وحدیث کا ذکر واذکار سنائی دے گا۔

ہر مرض دا دارو توں ہیں یا حضرت باھُوؒ نہ گھت وس طبیباں ھُو

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُر انوار تیسری جگہ موضع سلطان باھُو علیہ الرحمہ گڑھ موڑ کے قریب مرجع خاص وعام ہے۔ رات دن ہزار ہا لوگ دربار اور آپؒ کے مزارِ پُر انوار کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور اپنی مرادوں کی جھولیاں بھر کر لے جاتے ہیں۔ مزار پر سوائے نعت خوانی کے کسی قسم کی قوالی، بھنگڑا، دھمال اور ہر قسم کی منشیات کا استعمال قطعاً ممنوع ہے۔ بڑے بڑے سخت دل لوگوں کو مزار پُر انوار کے سامنے دھاڑیں مار کر روتے دیکھا گیا ہے۔ بہت سے لوگوں کی زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہے اور وہ گناہ کی زندگی چھوڑ کر پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ کوئی غیر شرعی بات آپ کو دیکھنے میں نظر نہ آئے گی۔ وہاں کی ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے مشہور ہے حضوری دروازہ، حضوری کھوہ، حضوری ڈیرہ، حضوری لنگر وغیرہ وہاں ایک کونے میں بیری کا درخت ہے جسے سال میں ہر وقت بیر لگے رہتے ہیں عورتیں اسکے نیچے اپنی چادریں اور دوپٹے بچھائے منتظر رہتی ہیں کہ کب کوئی بیر یا پتہ گرے جب کوئی بیر یا پتہ گرتا ہے تو پتہ والی عورت کو بیٹی اور بیر والی عورت کو بیٹے کی مبارک بار دے دی جاتی ہیں اور فی الواقعہ تیس تیس چالیس چالیس سال سے اولاد سے محروم لوگوں کو اولاد سے نوازا گیا ہے۔ فقیر کو بھی سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے حکم سے اس بیری سے فیضیابی حاصل ہے۔ اب تک فقیر کی دعا سے دوسو تئیس (223) بیٹے، دس (10) بیٹیاں اور جھنگ شہر میں ایک لڑکی کا لڑکا بن چکا ہے یہ سب سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا ہی فیضان ہے۔ جو مقامات اولیاء اللہ کو مدت مدید مجاہدات کے بعد حاصل ہوتے ہیں سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی ایک نگاہ سے ہی وہ لوگوں کو مل جاتے ہیں آپ علیہ

الرحمہ روحانی اور جسمانی امراض کو نگاہ سے ہی شفا بخش دیتے ہیں۔

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میری کیمیا نظر کے سامنے

زندہ ہو یا مردہ

مسلم ہو یا کافر

بے نصیب ہو یا بانصیب

جس کو چاہتا ہوں جہاں چاہتا ہوں فیض بخش دیتا ہوں۔

زندہ کو تو فیض دنیا میں حاصل ہو جاتا ہے۔علماء کا عقیدہ کہ مرنے کے بعد نامۂ اعمال کا کھاتہ بند ہو جاتا ہے لیکن سلطان العارفین رحم اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبر میں جو زندہ قلب فقیر نہ ہو اسکا باطنی وجود اسکے جسم میں صندوق کی مانند مقید ہو کر رہ جاتا ہے۔سلطان العارفین رحم اللّٰہ تعالیٰ کے فقیر جب اسم اللّٰہ کی توجہ کرتے ہیں تو ایسا مقید شخص جسمانی قید سے چھوٹ کر قلب و روح کے اتصال سے ایک نیا وجود جیسا کہ خواب میں ہوتا ہے لے کر محو پرواز اور آزاد ہو جاتا ہے اور یہ فیضان صرف سلطان العارفین رحم اللّٰہ تعالیٰ کے فقیروں کو ہی حاصل ہے۔

سلطان العارفین رحم اللّٰہ تعالیٰ جب کسی مردہ دل مسلمان یا کافر کو کلمہ طیب کی ضرب دیتے یا اسم ذات کی توجہ سے دیکھتے ہیں تو اسکے وجود میں خود بخود کلمہ طیب کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔بعض مرشد اپنے طالبوں کو جب کسی منزل مقام پر پہنچانے سے قاصر رہتے ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ تم بدنصیب ہو اور بعض ناقص پیر طالب کا کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ تمہارا یقین کچا ہے حالانکہ یقین کو پکا کرنا پیر کا کام ہے نہ کہ مرید کا۔

سلطان العارفین رحم اللّٰہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کیلئے بھی میں ہی کافی

ہوں اور جسکے پیر اسے بے نصیب کہتے ہیں وہ میرے دروازہ پر آئے میں اسے با نصیب کر دوں گا۔

طالب بیا طالب بیا طالب بیا — تار سانم روز اوّل با خدا
ہر کہ طلب حق بود من حاضرم — ز ابتدا تا انتہا یک دم برم
ہر چہ خواہی طالبا ازمن بخواہ — خود دہم یا مے دہانم از اللہ

ہر چہ خواہی طالبا ازمن بخواہ

اے طالب خدا! تجھے جو کچھ بھی درکار ہے مجھ سے طلب کر خود عطا کر دوں گا یا اپنے اللہ سے لے کر دوں گا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے کہا وہ کون ہے کہ جو ملکہ سبا کا تخت میرے سامنے لاکر حاضر کر دے ایک جن نے کہا میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی۔ جب تک آپؑ اس مجلس میں موجود ہیں میں وہ تخت لے آتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا نہیں میں اس سے بھی پہلے چاہتا ہوں آپؑ کے وزیر آصف برخیا رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ آپؑ کی آنکھ کی پتلی دائیں سے بائیں حرکت کرتی ہے تو تخت حاضر کر دیتا ہوں وہ علم الکتاب یعنی تصرفات کے علم کا ماہر تھا اس نے ایک لفظ پڑھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ تخت انکے سامنے موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو سامنے پاکر کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اس کا شکر گزار بندہ بنتا ہوں یا نہیں۔

کہتے ہیں کہ فوق الاسباب طاقت کسی کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ تحتُ الاسباب

قوت سے ایک دوسرے سے مدد حاصل کرسکتی ہے، معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کرتے، کوڑھیوں کو شفا بخشتے، نابینا کو بینائی بخش دیتے کیا یہ فوق الاسباب نہیں؟ محمود غزنوی نے اپنے مرشد ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ کی مدد سے سومنات کے مندر پر فتح یابی حاصل کی۔ کیا یہ فوق الاسباب نہیں ہے؟ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کو تو آپ مافوق لاسباب ماننے سے انکار کر سکتے ہیں لیکن اولیاء کرام کی کرامات کے مافوق الاسباب ہونے سے آپ کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ تحت الاسباب مدد طلب کرنے سے تو ہم کسی طور انکار نہیں کر سکتے۔ **اللہ**، اس کا رسول اور مومنین ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

پنجگانہ نماز میں ہم اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ سے روزانہ کئی بار عہد کرتے ہیں **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ** o ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں لیکن مسجد سے باہر آکر دنیاوی کاروبار کیلئے ایک دوسرے سے مدد مانگتے ہیں یہ کیسی منافقت ہے؟ مسجد میں کچھ مسجد سے باہر نکل کر کچھ۔ جاننا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی میثاق مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ دشمن کے حملہ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ **اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ** o یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں کا ترجمہ ہی غلط کیا گیا ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے کہ اے **اللّٰہ**! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور اس کی تکمیل کیلئے تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

رسالہ روحی شریف میں فرمایا اگر کوئی ولی واصل یا عالم قدس شہود کا ولی اپنے مقام سے رجعت کھا جائے تو اسے چاہیے کہ میرے اس رسالہ کو مضبوطی سے پکڑے

اس کو بہت جلد اس کے مقام پر پہنچا دوں گا۔اولیاءاللہ کونوری ہمزاد،قلبی نور، روحی، سری، نوری وجود حاصل ہوتے ہیں جس سے وہ جثہ خاکی کے وصال کے بعد بھی لوگوں کی امداد کرتے ہیں اور بعض اولیاءاللہ اپنی قبروں سے باہر نکل کرلوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔اولیاءاللہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت سے ہی مدد کرتے ہیں۔

زبان جومیری کُن برابر موڑاں کم قلم دے ھُو

لِكُلِّ قَوْمٍ هَاد

ہم نے ہرقوم میں ایک ھادی بھیجا ہے تا کہ ان پر حجت قائم ہو۔ ہدایت کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہے لیکن وہ ہدایت کسی نہ کسی واسطہ اور ذریعہ سے ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کے بھائی ہارون علیہ السلام کوحکم دیا کہ فرعون کے پاس جائیں اسے اچھے انداز میں دعوتِ اسلام دیں اورعذاب آخرت سے ڈرائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اگر وہ چاہے تو فرعون کو براہ راست ہدایت دے سکتا تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ایک لاکھ اسی ہزار کے قریب انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معبوث فرمائے تا کہ وہ لوگوں کودعوت اسلام دیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔قرآن مجید کتاب ہدایت ہے۔ ارشاد ہوا؛

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ قرآن ہدایت دیتا ہے متقین کو۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کوفرمایا آپ ﷺ رسول الہدایت ہیں اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ دین حق کودوسرے تمام ادیان پرغالب کردیں۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جس مرشد کنوں ارشاد نہ من نوں اس مرشد کی کرناھُو

مرشد کا مادہ رشد ہے جس کے معنی رشد و ارشاد ہدایت دینے والے کے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی کو بلا مرشد ہی ہدایت بخش سکتا ہے ایسے لوگوں کو تلمیذ الرحمان کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ماں کے پیٹ میں ہی رشد و ہدایت دے کر مادرزاد ولی اللہ بنا دیتا ہے۔ کامل مرشد اپنی نگاہ سے ہی طالب کو فیضان بخش دیتے ہیں۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں (علامہ اقبالؒ)

اک نگاہ جے عاشق تکے لکھ ہزاراں تارے ھُو (حضرت سلطان باھُوؒ)

بلکہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز یہاں تک فرماتے ہیں کہ میری کیمیا نظر کے سامنے

مردہ ہو یا زندہ
مسلم ہو یا کافر
بے نصیب ہو یا بانصیب
جہاں چاہتا ہوں فیض دے دیتا ہوں

عوام الناس کیلئے ہدایت کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کسی ولی اللہ کے کلام سے متاثر ہوتے ہیں یا قرآن مجید ان پر اثر کرتا ہے یا وہ کسی واقعہ سے متاثر ہو کر اللہ کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں تو ان کے دل کے اندر نیکوکار بننے کی تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ اب دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں یا تو وہ تحریک ہفتہ عشرہ کے اندر ختم ہو جاتی ہے یا بدستور قائم رہتی ہے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق الہدایت کا نور اسکے قلب میں

ڈالا جاتا ہے جس سے وہ جذبہ اور ہدایت کا نور دائمی ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ہدایت یافتہ کہتے ہیں۔

عمر بن ہشام کیلئے رسول پاک ﷺ کی خواہش تھی کہ وہ ایمان لے آئے تا کہ اسلام کو تقویت نصیب ہو جائے۔ اس سلسلہ میں رسول پاک ﷺ نے ان کو دعوت اسلام دی تو اس نے اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔عمر بن ہشام عرب کے ان دس لوگوں میں سے ایک تھا جو عرب میں کسی قسم کا فیصلہ کرنے میں حکم کا درجہ رکھتا تھا لیکن جب وہ اپنی ذات کا فیصلہ نہ کر سکا اور حق و باطل کی پہچان نہ کر سکا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے ابوالحکم کی بجائے ابوجہل کا خطاب دیا آج لوگ عمر بن ہشام کی بجائے ابوجہل کے نام سے زیادہ واقف ہیں۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو چونکہ اسکے انکار سے تکلیف پہنچی تھی اسلئے حضور علیہ الصلوت والسلام کی دل دہی کیلئے فرمایا۔

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ O (سورۃ القصص/56)

بے شک آپ ﷺ (ابوجہل) کو ہدایت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اپنی حد سے گزر گیا ہے اور **خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِھِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِھِمۡ وَعَلٰٓی اَبۡصَارِھِمۡ غِشَاوَۃٌ.** کا مصداق بن کر عذاب عظیم کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اسکے بدلے عمر بن خطاب کو ہدایت بخش رہا ہے۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہدایت پانے، اسلام میں داخل ہونے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی اختیار کرنے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے۔

ایک روز عمر بن خطاب شمشیر برہنہ اپنے گھر سے یہ ارادہ کر کے نکلے کہ آج میں معاذاللہ **محمّد رسول اللہ** ﷺ کا خاتمہ کر کے اپنی قوم کو درپیش پریشانی سے بچا لوں گا۔ اثنائے راہ میں کسی نے پوچھا اے عمر! کہاں جا رہے ہو۔ اس نے اپنے

ارادہ کا اظہار کیا۔ اس شخص نے کہا اے عمر! پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہؓ اور تمہارا بہنوئی سعیدؓ دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ عمر غراتے ہوئے اپنی بہن کے گھر جا پہنچے۔ حضرت خبابؓ ان میاں بیوی کو قرآن مجید کی تعلیم دے رہے تھے وہ عمر سے ڈر کر پردہ کے پیچھے چلے گئے۔ بہن کے پاس قرآن مجید کی چند آیات تحریری شکل میں موجود تھیں اسے انہوں نے عمر سے چھپا لیا اب عمر اپنے بہنوئی سے مخاطب ہوئے اور کہا میں نے سنا ہے کہ تم **محمد** (**رسول اللہ** ﷺ) پر ایمان لائے ہو اور اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے۔ جس پر انہوں نے جواب دیا ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب عمر نے اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کیا اور مار مار کر لہو لہان کر دیا بہن نے جب یہ حالت دیکھی تو عمر کے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہو گئی اور کہا اے عمر! تم نے جس ماں کا دودھ پیا ہے اسی کا دودھ میں نے بھی پیا ہے اگر تم خطاب کے بیٹے ہو تو میں بھی خطاب کی بیٹی ہوں اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہمیں مار پیٹ کر ہمارے دلوں سے اسلام اور **رسول اللہ** ﷺ کی محبت نکال دو گے تو جان لو کہ ہم جان تو دے سکتے ہیں اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔ وہ بہن جس نے کبھی عمر کے سامنے اونچی آواز سے بات نہ کی تھی اور کبھی آنکھ اٹھا کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا تک نہ تھا وہ اس قدر دلیر کیسے ہو گئی؟ عمر ٹھنڈے ہو گئے غصہ فرو ہوا تو کہنے لگے مجھے وہ کلام سناؤ جو تم پڑھ رہی تھی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عمر! پہلے غسل کرو پھر قرآن مجید کی آیات کو چھونا۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ O (سورۃ المائدہ/91)

یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں یادِ الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

جب حضرت عمر فاروقؓ آیت کے اس حصہ پر پہنچے کہ کیا تم اب بھی باز نہیں آؤ گے تو بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ پکار اٹھے میں باز آیا باز آیا۔اسی وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ پردہ کے پیچھے سے نکل آئے اور کہا کل ہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی تھی عمر بن ہشام یا عمر بن خطاب دونوں میں سے کسی ایک کو اسلام کی خدمت کیلئے ہدایت عطا فرما پس اللہ کا شکر ہے کہ وہ دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی آپؓ اسی کیفیت میں تلوار ہاتھ میں لئے دارارقم جا پہنچے جہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ علیھم کے ساتھ مقیم تھے۔عمر بن خطاب کو شمشیر بکف دیکھ کر صحابہؓ کو خوف ہوا۔کہ کہیں عمر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی چند روز پہلے ایمان لا چکے تھے اور وہاں موجود تھے انہوں نے کہا کہ اگر عمر اچھی نیت سے آتا ہے تو ہم اسے اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھائیں گے اور اگر وہ بُری نیت سے آیا ہے تو میں اس کی تلوار سے اس کی گردن کاٹ کر اس کی چھاتی پر رکھ دوں گا۔

حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا اے عمر! آگے بڑھو جب وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چادر کو جھٹکا دیا کہ وہ مستی کے جذبہ سے باہر آ گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! کس نیت سے چلے تھے اور کس نیت سے آئے ہو۔ یہ سن کر عمر نے اپنی تلوار دور پھینک دی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں سر رکھ کر ہچکیوں سے رونے لگے اور دارارقم کا گھر نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا پس آپؓ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا خطاب دیا گیا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی O (سورۃ الضحیٰ/7)

یارسول اللہ ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کو اپنی محبت میں ازخود رفتہ پایا تو ہدایت کی ہر راہ آپ ﷺ پر کھول دی۔اب جو شخص بھی حضور پاک ﷺ کی محبت میں ازخود رفتہ ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہدایت کی راہ کھول دیتا ہے۔

یــا اللّٰــہ ! ہمیں بھی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہدایت نصیب فرما۔(امین)

بارہواں باب (12)

ایمان سے عشق بالاتر ہے

ایمان سے عشق بالاتر ہے

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ھُو
منگن ایمان شرماون عشقوں ساڈے دل نوں غیرت ہوئی ھُو
جس منزل نوں عشق پہنچاوے ایمانوں خبر نہ کوئی ھُو
میرا عشق سلامت رکھیں (یا حضرت) باھُوؒ ایمانوں دیاں دھروئی ھُو

ایمان کی تکمیل دو درجات میں ہوتی ہے۔

اوّل اقرار باللّسان

دوم تصدیق بالقلب

ایمان کے بعد ایقان کا درجہ ہے۔علم الیقین ،عین الیقین حق الیقین سے ایمان لانا یہی تصدیق قلبی ہے۔

''رنگ چڑھیا سوہنے یار والا ہن یار بولے میں تے بولدا نہیں''

منافق اس کو کہتے ہیں جو ظاہری طور پر زبانی کلمہ طیب **لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** ﷺ کا اقرار کرتا ہو لیکن قلبی طور پر اسے ایقان کا درجہ نصیب نہ ہو۔شک وتردد کا شکار ہو۔قولہٗ تعالیٰ

''**فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا**'' (سورۃالبقرۃ 10/)

(منافقوں کے) قلوب میں (شک وتردد نفاق) کا مرض ہوتا ہے اللّٰہ تعالیٰ ان کی

(بدبختی کی وجہ سے ان کے) مرضِ نفاق میں اضافہ کر دیتا ہے۔

منافق کا ظاہر باطن ایک سا نہیں ہوتا۔ قولہٗ تعالیٰ

وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے لیکن ابھی ایمان تو ان کے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا (یہ زبانی اقرار ہے جس کو تصدیق قلبی حاصل نہیں)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا اے عمرؓ! جو شخص اپنے مال، جان اور اولاد سے زیادہ میری ذات سے محبت نہیں کرتا اسے ایمان کا کوئی درجہ حاصل نہیں ہوتا۔

مومن ایمان اور ایقان کے درجہ سے بڑھ کر عشق کے درجہ میں داخل ہو جاتا ہے اس مقام پر اس کے دل میں عشق کی آگ پیدا ہو جاتی ہے جو ماسویٰ اللہ ہر ایک چیز کو جلا ڈالتی ہے اور ایسا طالب خود عشق خود عاشق خود معشوق کے درجات کو پہنچ جاتا ہے خود نظر خود ناظر خود منظور ہو جاتا ہے۔

آیئے اس اصول کی روشنی میں ہم حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ایمان کا جائزہ لیں۔

اہل البیت پنجتن پاک کے مخالفین نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ ایمان نہیں لائے۔ حضور پاک ﷺ نے اللہ کے حکم سے سب سے پہلے دعوت اسلام اپنے اہل خانہ کو دی جس کا حکم قرآن مجید میں کچھ اس طرح ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ o وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ o وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ o وَلَاتَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ o وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ o

(سورۃالمدثر 7~1)

اے چادر اوڑھنے والے! اٹھیے پھر ڈر سنایئے اور اپنے رب کی بڑائی بولیے اور اپنے کپڑے پاک رکھیے اور بتوں سے دور رہیے اور زیادہ عوض حاصل

کرنے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کیجیے اور اپنے رب کیلئے صبر سے رہیے۔

پس آپ ﷺ کے اہل خانہ میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت علی علیہ السلام، حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ ایمان سے مشرف ہوئے۔

دوسری دعوت کو دعوت عشیر کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ o (سورۃالشعرآء/214)

اے محبوب ﷺ! تم اپنے قریبی عزیز واقارب (بنو ہاشم اپنے قبیلہ کے لوگوں کو) ڈرایئے (دعوت اسلام دیجیے)۔

پس آپ ﷺ نے بنو ہاشم کو دعوت دی اللہ ورسول ﷺ پر ایمان لانے کو کہا اور عذاب آخرت سے ڈرایا جس پر آپ ﷺ کے چچا ابولہب برا بھلا کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انکے ساتھی بھی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ دعوت عشیر میں حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ آپؓ کے بیٹے عقیلؓ، جعفر طیارؓ اور آپؓ کی بیوی فاطمہؓ بنت اسد ایمان لائے۔

تیسری دعوت عام تھی قولہٗ تعالیٰ

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ o (سورۃالنحل/125)

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا اور خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔

اس دعوتِ عام میں عرب کے دستور کے مطابق کوہ صفا و مروہ پر کھڑے ہو کر

حضور پاک ﷺ نے قبیلوں کو پکارا۔ ایسا اس وقت کیا جاتا تھا جب کوئی اہم ترین مسئلہ درپیش ہوتا۔ جب قبائل کے لوگ یا ان کے نمائندے اکٹھے ہوگئے تو آپ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا

اے لوگو! اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کی دوسری طرف دشمن کا ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونیوالا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے۔ لوگوں نے بیک زبان ہو کر جواب دیا آپ ﷺ صادق اور امین ہیں ہم آپ ﷺ کی بات پر یقین کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پہاڑ کے دونوں طرف دیکھ رہا ہوں دنیا و آخرت کو بھی دیکھ رہا ہوں اللہ و رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ بتوں کی پوجا چھوڑ دو بُرائیوں کو ترک کردو ورنہ تم پر ایک بڑا عذاب نازل ہونیوالا ہے صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے باقی بُرا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔

چوتھی دعوت میں حضور نبی کریم ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دی۔

آیئے ہم حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ کے متعلق بات کریں جب قریش مکہ اور دیگر قبائل حضور پاک ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے منصوبے بنانے لگے تو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ بنو ہاشم کے لوگوں کو ساتھ لے کر شعبِ ابی طالب میں داخل ہوگئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھے کیونکہ کفارِ مکہ ان پر حملہ کر کے ان کے طاقتور قبیلوں سے دشمنی مول نہ لینا چاہتے تھے ان کو اپنے گھروں میں ہی تحفظ حاصل تھا اسلئے وہ اپنے گھروں میں ہی رہتے تھے۔ جب مسلمانوں کا معاشی اور سماجی مقاطعہ کیا گیا اور شعبِ ابی طالب میں محصور لوگوں کو بازار سے کوئی چیز فروخت نہ کی جاتی

تھی توان کے کھانے پینے کا اہتمام یہی صحابہ کرتے تھے۔ تین سال اسی پریشانی کے عالم میں بسر ہوئے بچوں کے رونے چلانے کی آوازیں گھاٹی سے باہر سنائی دیتیں ماؤں کی چھاتیوں سے بھوک پیاس کی وجہ سے دودھ خشک ہو گیا تھا ایسے سخت حالات میں پہاڑوں سے بلندعزام کے مالک رسول اللہ ﷺ اپنے مشن پر استقامت سے چل رہے تھے۔ حرمت کے چار مہینوں محرم الحرام، صفرالمظفر، رجب المرجب اورذوالحجہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لے کر شعبِ ابی طالب سے باہر نکل جاتے اور طواف کعبہ کیلئے آنے والے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔

27 رجب المرجب کی صبح آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ رات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین وآسمان کا سفر طے کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معراج پر گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے دیدارِانوار سے مشرف کیا ہمکلامی بخشی اورنمازِ پنجگانہ کا حکم دیا۔ سفرِ معراج کے دوران میں نے عجائباتِ عالم کا مشاہدہ بھی کیا۔ مسلمانوں کی ایسی کسم پرسی کی حالت میں اتنا بڑا اعلان تھا کہ مکہ کے کافرانگشت بدنداں رہ گئے لیکن مسلمان اس پر فوراً ایمان لے آئے اوران کا یقین اور پختہ ہو گیا کہ وہ عنقریب فتح یاب ہونیوالے ہیں۔

جب ان حالات کو تین سال گزر گئے تو مکہ کے دوسردار حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے ابو طالبؓ! اپنے بھتیجے کو چھوڑ دو اور اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اسی وقت رسول پاک ﷺ باہر سے تشریف لائے حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے کہا لو **محمّد** ﷺ آگئے ان سے بات کرو انہوں نے کہا اے **محمّد** ﷺ! تم دیکھ رہے ہو کہ تمہارا چچا اور تمہارا قبیلہ کس حال میں ہے اہل عرب نے ایک معاہدہ تحریر کر کے تمہارے قبیلہ کا بائیکاٹ کر رکھا ہے جو کعبہ میں لٹکایا گیا ہے تم اپنا مشن چھوڑ دو تا کہ تمہارے قبیلہ کو آسودگی حاصل ہو۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا جس معاہدہ کی

تم بات کر رہے ہو اسے اسم اللّٰہ کے سوا دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ دونوں سردار اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو طالب رضی اللّٰہ عنہ سے کہنے لگے فیصلہ ہو گیا اگر تمہارا بھتیجا سچا ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں وہ دونوں کعبہ کے اندر گئے اور دیکھا کہ اس معاہدہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے صرف اسم اللّٰہ باقی ہے پس انہوں نے وہ معاہدہ اتار کر صحن کعبہ میں پھاڑ کر پھینک دیا اور بنو ہاشم کی واپسی کا اعلان کر دیا۔

کامل جذبہ عشق کے سوا ایسی سختیاں کون برداشت کر سکتا ہے!

ایک بار حضرت ابوطالبؓ کو قریش مکہ نے پیشکش کی کہ آپؓ اپنے بھتیجے محمدﷺ کو ہمارے سپرد کر دیں اور ایک دوسرے قریشی نوجوان کو اس کے عوض ہم سے لے لیں حضرت ابو طالب رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا تم کیسے بیوقوف لوگ ہو کیا میں اپنا بھتیجا تمہیں قتل کرنے کیلئے تمہارے سپرد کر دوں اور تمہارا آدمی لے کر اسکی پرورش کروں۔ یاد رکھو! جب تک ہم اپنے بچوں کو یتیم نہ کر لیں اپنی عورتوں کو بیوہ نہ بنالیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردگرد اپنی لاشیں نہ بکھیر لیں ہم ہرگز ہرگز رسول اللّٰہ کو تمہارے سپرد نہ کریں گے۔ غزوہ بدر میں جب انفرادی جنگ میں عبید اللّٰہ قریشیؓ کی ٹانگ کٹ گئی اور آپؓ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے حضور علیہ والسلام کی خدمت میں عرض کی حضورؐ! میں نے ابوطالبؓ کے قول کے مطابق اپنی جان آپﷺ پر نثار کر دی۔

سن 8ھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ رسول اللّٰہﷺ نے خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت ابو طالبؓ کی نمازِ جنازہ بھی خود پڑھائی اور قبرستان میں اپنے ہاتھوں سے دفن کیا مٹی ڈالی اور دعائے مغفرت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال قرار دیا۔

کیا آپ اب بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کو رسول پاک ﷺ سے اور رسول پاک ﷺ کو حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ سے انتہائی محبت نہ تھی پس ایسی حالت میں کھو کھلے ایمان کے دعویداروں کے ایمان کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔ یاللہ! ہمیں بھی اللہ ورسول ﷺ کا ایسا ہی عشق عطا کر جیسا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔

ہیں ابو طالبؓ امام عاشقاں
آپؓ پر قربان میرا جسم و جان
محمّد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ان کو عشق تھا
ایمان سے بڑھ کر عشق ہے بے گماں

سے عالم چھوڑ مسیتاں نٹھے یا حضرت باھُوؒ جدوں عشق تماچے لائے ھُو

1:۔ فقیر کا جھنگ شہر میں اکثر آنا جانا ہے دربار حق باھُو سلطان رحمۃ اللہ علیہ جاتے ہوئے فقیر اعجاز احمد کے گھر جھنگ میں ٹھہرتا ہے وہاں پر بہت سے فقیر آجاتے ہیں ان سے دین اسلام کا سلطانی سلسلہ کے متعلق بات چیت ہوتی رہتی ہے جب بھی فقیر جھنگ میں جاتا اہل خانہ ایک دیو بندی امام کو اطلاع دے دیتے جس پر وہ رات کو اندھیرے میں اپنا چہرہ داڑھی ڈھانپ کر فقیر کو ملنے آجاتا وہ قرآن و حدیث کا بہت بڑا جید عالم بہت بڑا فاضل اور مدلل ہے وہ خود حافظ قرآن ہے اور اسکے سب بیٹے بھی حافظ قرآن ہیں دیو بندی حضرات اسکے گھر کا پانی اس طرح پیتے ہیں گویا کہ آبِ زم زم ہو۔ آپ کا تصوف کے امور پر بھی گہرا مطالعہ ہے۔ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام جلدیں تقریباً یاد ہیں جب بھی وہ فقیر کے پاس آتے کچھ کلام کرنے کی بجائے خاموش بیٹھے

بات چیت سنتے رہتے یہ سلسلہ کئی ماہ تک چلتا رہا مولانا صاحب کو تصور اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کا سبق دیا گیا چند ہی دنوں میں وہ اسم اللہ کے نور سے بھرپور ہو گئے جب فقیر نے دیکھا کہ وہ اپنی منزل کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اپنے علم کے زور اور اللہ کے فضل سے فقر کی گہرائیوں کو پہنچ رہے ہیں اور ان پر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی ہے اور ان کے ظاہری حواس خمسہ دنیا اور نفسانی بُرائیوں سے بند ہو گئے ہیں تو فقیر نے ایک روز مولانا کو مخاطب کر کے فرمایا شمس تبریزؒ نے مولوی روم کو مولائے رومؒ بنایا تھا آج فقیر نے آپ کو مولانا سے مولائے جھنگ بنا دیا ہے آپ لاہور تشریف لے جائیں اور وہاں کسی قادری سلسلہ کے بزرگ جو آپ کو پسند ہوں کے مرید ہو جائیں پس وہ لاہور میں جا کر کسی قادری بزرگ کے مرید ہو گئے مرشد کی توجہ اور اشغال سے ان کے اوپر اللہ اور رسول ﷺ کے عشق کا غلبہ ہو گیا وہ دنیا و مافیہا سے بیگانہ ہو کر جھنگ چلے گئے۔ دیوبندی مسجد کے بہت بڑے خطیب تھے ایک روز جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ جب رسول پاک ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو جبرائیل امین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سن کر دیوبندی مسجد میں شور مچ گیا کہ مولانا صاحب نے یہ کیا کہہ دیا اسی اثنا میں آپ منبر پر خاموش بیٹھے رہے جب شور کم ہوا تو آپ نے فرمایا یہ آج کی بات نہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے خطبہ نماز اور دعا کے بعد آپ نے فرمایا امام اور مقتدی کا تعلق بہت نازک ہوتا ہے اگر امام کے متعلق ذرا سا بھی شبہ پیدا ہو جائے تو اس کے پیچھے اس مقتدی کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا آج سے آپ اپنی مسجد کیلئے نیا امام اور خطیب رکھ لیں یہ کہا اور مسجد سے باہر آ گئے۔ ہر قسم کی نزاع اور جھگڑا سے بچنے کیلئے فقیر صاحب نے مولائے جھنگ کا اسمِ گرامی تحریر نہیں کیا۔ جاننے والے اہلِ نظر خود ہی جان پہچان لیں گے۔ جب عشق الٰہی نے ایک تماچا لگایا تو آپ مسجد

کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

عاشق ہونیں تے عشق کماویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ھُو
لکھ لکھ بدیاں تے ہزار اولامے کر جانیں باغ بہاراں ھُو
منصورؒ جیہے چُک سولی دتے جیہڑے واقف کل اسراراں ھُو
سجدیوں سر نہ چاییئے (یا حضرت) باھُو بھانویں کافر کہن ہزاراں ھُو

2:۔ نقشبندی مجددی سلسلہ میں ایک اور بہت بڑے عالم بہت بڑی شخصیت محمد اقبال صاحب نقشبندی مجددی ہیں جنہوں نے موڑ کھنڈا پر ایک تعلیمی دینی اور روحانی درسگاہ خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ سلطانیہ کے نام سے قائم کر رکھی ہے آپ تحفہ نقشبندی کے مصنف بھی ہیں آپ کے ہزاروں مرید ہیں آپ اکثر ملک کے مختلف علاقوں میں تبلیغ اور وعظ وتدریس کیلئے جاتے ہیں جہاں پر آپ کو نہایت عزت وتکریم اور پذیرائی ملتی ہے۔

ایک روز آپ اپنے دو چار مریدوں کے ساتھ دوپہر کے وقت میرے گھر پہنچ گئے فقیر نے حسب مقدور ان کی خدمت خاطر کی اور آنے کا سبب پوچھا۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں ڈیرہ غازی خان میں نقشبندی مجددی سلسلہ کے ایک بزرگ کا مرید ہوں دو چار روز پہلے مرشد پاک کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میری عمر سو سال سے زائد ہو چکی ہے اب میں تم کو توجہ نہیں دے سکتا لہٰذا آپ کسی دوسرے بزرگ کے پاس چلے جائیں اوران سے فیوض و برکات حاصل کریں میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں مرشد پاک سے اجازت لے کر جب ہم گڑھ موڑ پہنچے تو میں نے اپنے مریدوں سے کہا قریب ہی حضرت سلطان باھُو رحمۃاللہ علیہ کا مزار ہے وہاں سلام کر کے چلیں جب ہم دربار شریف پر پہنچے اور حاضری دی تو ہر ایک کی حالت اور کیفیت میں خاطر خواہ تبدیلی واقع ہوئی لیکن مجھے کچھ اثر نہ ہوا میں وہاں سے پریشان ہو کر دربار سے

باہر کتابوں کے اسٹال پر آ کھڑا ہوا بادلِ نخواستہ کتابیں دیکھنے لگا دکاندار بڑی بڑی کتابیں دکھانے لگا تو میں نے کہا کتابیں پڑھ پڑھ کر پہلے ہی تھک چکے ہیں میں نے دو چھوٹے رسالے طرفۃ العین اور کلید التوحید خورد لیے اور کار میں بیٹھ کر چل دیا میں ایک کتاب کو کار میں بیٹھا پڑھتا جار ہا تھا کہ گڑھ مہاراجہ موڑ کے قریب میرے وجود کو آگ لگ گئی اور میں نے شور مچایا کہ گاڑی روکو مجھے دوستوں نے کھینچ کر باہر نکالا تقریباً ایک گھنٹہ بعد حواس بحال ہوئے میں دوبارہ کار میں بیٹھ گیا اور اپنے ساتھیوں جو چار کاروں میں سوار تھے ان سے کہا کہ مجھے دوبارہ مرشد پاک کے پاس لے چلو مختصر یہ کہ ہم مرشد پاک کے پاس جا پہنچے اور انہیں ساری بات سنادی مرشد پاک نے کہا حضرت صاحبؒ نے تم پر خصوصی توجہ فرمائی ہے اس لیے اب تم اس شخص کے پاس چلے جاؤ جس نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے پس مرشد پاک کے حکم پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ فقیر نے تصور اسم اللّٰہ ذات کا سبق جس میں اسم اللّٰہ ذات کھلی اور بند آنکھوں سے نظر آتا ہے ان کو دیا اور ذکر کلمہ طیب ان کو عطا کر دیا جو دم کے ساتھ وجود میں خود بخود جاری ہو گیا اب وہ ذکر فکر سلطانی توجہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی کتابوں کے مطالعہ سے اس مقام پر جا پہنچے ہیں کہ اگر آپ لحاف لیکر لیٹتے تو وہ بقعۂ نور ہو جاتی اب آپ اپنی تقاریر میں سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے فیضان کا بہت ذکر کرنے لگے نقشبندی حضرات کو یہ بات اچھی نہ لگتی آپ ان کے مشائخ کو چھوڑ کر سلطان باھُو رحمۃاللّٰہ علیہ کا ذکر کرتے تھے۔ پس ایک سال تک ان سے ملاقات نہ ہو سکی اچانک فقیر نے ان سے رابطہ کیا تو آپ فقیر کے پاس تشریف لائے غیر حاضری کا سبب پوچھا تو بتانے لگے کافی عرصہ پہلے ایک بار میں نے اپنے مرشد کی خدمت میں سوال کیا کہ کیا دنیا میں دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکتے ہیں؟ تو مرشد پاک نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے دوبارہ عرض کی یہ جو ہزاروں

لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں دیدار الٰہی نصیب ہوا ہے وہ کیا ہے؟ مرشد پاک نے فرمایا مجدد صاحبؒ یہی فرماتے ہیں کہ دیدار نہیں ہوسکتا میں خاموش ہو رہا۔ دوسرے روز مرشد پاک کے چھوٹے بھائی جو مستوار بھی ہے کی خدمت میں یہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں دیدار ہوسکتا ہے میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک نہر کے کنارے کھڑا ہوں اور وہ مستوار بھی میرے پاس کھڑے ہیں انہوں نے ایک طرف اشارہ کیا کہ وہ دیکھو کیا ہے؟ میں نے دیکھا نور کا ایک ہالہ زمین سے آسمان تک چکر کاٹ رہا ہے فرمایا یہی دیدار ہے۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

اب سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ کے برکات کی فضیلت سے آپ کی ذات میں ایک وجدانی جذبہ پیدا ہوگیا تھا جسکی برکت سے آپ کی تقاریر کا رنگ بدل گیا تھا آپ لوگوں کو سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے مطالعہ اور دربار پر جاکر فیوض و برکات حاصل کرنے کی تلقین کرنے لگے جسکی وجہ سے آپکے بہت سے مرید آپکو چھوڑ گئے مدرسہ کے طلبہ بھی مدرسہ کو چھوڑ گئے اسی ایک سال کے عرصہ میں حضور پاک ﷺ کی باطنی مجلس میں بھی حاضری ہو چکی ہے۔ حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں صدیق اکبرؓ، حضرت علیؑ مجدد الف ثانیؒ اور میں حاضر تھا۔ مجدد الف ثانیؒ نے عرض کی کہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ نے میرا مرید مجھ سے چھین لیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلطان العارفینؒ کی طرف دیکھا تو باھُو سلطان علیہ الرحمہ نے عرض کی کہ میرا فیض زندہ مردہ مسلم کافر بے نصیب بانصیب سب کیلئے ہے میں مجدد الف ثانی کا ایک مرید لے کر کیا کروں گا! میں نے ان پر نگاہ ضرور کی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا حضور ﷺ! محمد اقبال سے پوچھ لیں یہ کیا چاہتا ہے۔ میں نے ادب کی وجہ سے لب کشائی نہیں کی لیکن دل سے چاہتا تھا کہ مجھے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد کر دیا

جائے اس سے پہلے کہ کوئی فیصلہ کیا جاتا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پاک ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کی محمد اقبال مرید تو مجدد الف ثانیؒ کا ہے سہروردی چشتی کا فیض بھی سب سلسلوں کے علاوہ سروری قادری سلسلہ میں بھی بیعت کرنے کا مجاز ہوگا۔ فقیر نے کہا اس سلاسل کی دوڑ میں آپ سب سلسلوں کے فیض یافتہ ہیں لیکن بنیادی طور پر آپ نقشبندی مجددی رہیں گے۔

میں نے ایک روز سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی بارگاہ میں عرض کیا کہ کیا دنیا میں دیدار الٰہی ہوسکتا ہے تو مجھے بھی کروایے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا وہ جو تم نے دیکھا تھا کیا وہ دیدار نہیں تھا؟ اب جب کہ مجھ پر دیدار اور حضوری کی حقیقت کھل گئی ہے تو کیا میں اس خوف سے کہ میرے مرید مجھ کو چھوڑ جائیں اس حقیقت کا اظہار بند کردوں؟ میں اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی چاہتا ہوں مجھے کوئی خوف اور طمع نہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے استقامت بخشے۔

عاشقاں ہکو وضو چا کیتا روز قیامت تائیں ھُو
وچ نماز رکوع سجود رہندے سنج صبائیں ھُو
ایتھے اتھے دوہویں جہانیں سب فقر دیاں جائیں ھُو
عرش کولوں سے منزل اگے (یا حضرت) باھُوؒ پیا کم تنہائیں ھُو

دیکھا کہ عشق کے ایک تماچا نے ایک مولانا اور ایک پیر کی زندگی کا رخ بدل دیا۔

تیرہواں باب (13)

علم کا مقصود ادب

علم کا مقصود ادب

علم جے پڑھیا تے ادب نہ سکھیا تے کی لینا علم نوں پڑھ کے ھُو

علم کا مقصود ادب حاصل کرنا ہے دین علم میں نہیں ادب میں ہے صادق دل لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا سر نذرانہ کرتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ معلم اخلاق ہیں فرمایا

''اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ'' میرے رب نے مجھے ادب سکھایا۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ مسلمانوں میں ادب پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ملاؤں نے ادب کو بھی بدعت اور شرک بنا رکھا ہے جس استاد نے تمہیں علم دیا کیا اس کی جوتیاں سیدھی کرنا آپ کا فرض نہیں۔ جس استاد نے آپ کو کوئی ہنر سکھا دیا درزی یا کاریگر بنا دیا دست کاری میں ماہر کر دیا کیا آپ پر لازم نہیں کہ ادب سے اسکے ہاتھ چومیں اور بوسہ دیں۔ ہارون الرشید کے دو بیٹے امین الرشید اور مامون الرشید ایک مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک دن ہارون الرشید نے کہا دنیا کا سب سے بڑا آدمی میرے بچوں کا استاد ہے جس کی جوتیاں میرے شہزادے سیدھی کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے والدین کے ادب کا حکم دیتے ہوئے کہا اپنے والدین کے آگے اُف تک نہ کرو اور یہ بھی کہا کہ ادب سے ان کے آگے کندھے جھکا دیا کرو ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے اس لئے فقیر نوجوانوں کو تعلیم دیا کرتا ہے کہ رات سونے سے پہلے اپنے والدین کے پاؤں دبایا کریں۔ اللہ تعالیٰ اسی کے عوض ان کو جنت عطا کردے گا کیونکہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت قرار دیا گیا ہے۔

حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے روضہ منورہ پر پڑھائی کی بجائے ادب کوملحوظ خاطر رکھا جائے تو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی روحانیت ایسے باادب طالب کی طرف ضرور متوجہ ہوتی ہے۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے مزار پُر انوار پر اس قسم کا ادب ہے کہ نہ اونچی آواز سے بول سکتے ہیں نہ اونچی آواز سے رو سکتے ہیں قرآن مجید نے حضور پاک ﷺ کی آواز سے زیادہ بلند آواز سے بولنے اور حضور پاک ﷺ کے آگے چلنے کو بھی منع کیا ہے اور فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب سلب ہو جائیں گے اور تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید اینجا

حضور علیہ الصلوٰت والسلام کا نام نامی اسم گرامی **محمّد** ﷺ سن کر تصورِ اسم سے متوجہ ہو کر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں پر لگانا کسی طرح بدعت اور شرک نہیں ہے اور ایسے برگزیدہ لوگ بھی موجود ہیں جو اس عمل سے دن میں کئی بار رسول اللہ ﷺ کے روضہ پُر انوار کی زیارت کرتے ہیں۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل گئے ادباں تھیں وانجے ھُو

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جب حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی مجلس میں بیٹھتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے پتھر کے بت ہوں ہمہ تن گوش اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ چڑیاں آ کر ان کے سروں پر بیٹھ جاتیں اور اپنی مرضی سے اُڑ بھی جاتیں۔ ایک بار حضور پاک ﷺ نے ایک صحابی بچہؓ کے سر پر ہاتھ رکھا جس طرف ہاتھ رکھا اس نے زندگی بھر اس طرف سے بال نہیں کٹوائے۔

صلح حدیبیہ میں حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم نے معاہدہ تحریر کرتے ہوئے **محمّد رسول اللہ** ﷺ لکھا تو مکہ کے نمائندہ نے اس بات پر اعتراض کیا کہ اگر ہم **محمّد** ﷺ کو **رسول اللہ** مانتے تو جھگڑا ہی کیا تھا؟ حضور پاک ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو کہا کہ یہ کاٹ کر **محمّد** ﷺ بن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا حضور! میں ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کرسکتا۔ حضور پاک ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سیاہی کو پھیلا دیا اور **محمّد** ﷺ بن عبد اللہ لکھ دیا۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور ﷺ! میں عجمی ہوں عربی میں وعظ نہیں کہہ سکتا حضور پاک ﷺ نے سات بار اپنا لعاب دہن آپؒ کے منہ میں ڈالا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے حضور پاک ﷺ کے ادب کی وجہ سے چھ بار اپنا لعاب دہن آپؒ کے منہ میں ڈالا جس سے پُر تاثیر کلام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر آپؒ کی زبان پر جاری ہو گیا۔

اسی طرح ہماری نجی اور اجتماعی زندگی میں بہت سے ادب کے مقامات آتے ہیں ہمیں ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

آدابِ طہارت

یہ آداب دو طرح کے ہیں۔

1۔ ظاہری طہارت 2۔ باطنی طہارت

1۔ ظاہری طہارت:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا .(سورۃالمآئدۃ/6)

اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا دھو کر پاک ہو جاؤ۔

فرمایا

وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ O(سورۃالمدّثر/4)

اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔

فرمایا

فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا .(سورۃالمآئدۃ/6)

تو پاک مٹی کا قصد کرو۔

فرمایا

اِذَاقُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ.(سورۃالمآئدۃ/6)

جب نماز کاارادہ کرو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرواور اپنے پاؤں دھو۔

فرمایا

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ...اِنَّمَا یُرِیْدُاللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًاO(سورۃالاحزاب/33)

اے نبیؐ کی عورتو (اہل بیت).....اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ہر قسم کے رجس اور ناپاکی سے پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

2۔ باطنی طہارت:۔

جس طرح وجود کی ظاہری طہارت ضروری ہے اسی طرح وجود کے باطن کو ذکر اللہ سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَO (سورۃ الواقعہ/79)

تم قرآن مجید کے اصل مطالب اور اس کی روح کو نہیں پہنچ سکتے جب تک باطن کو پاک اور طاہر نہ کرلو اور یہ تزکیہ نفسی، تصفیہ قلبی، تجلیہ روح و سرّ اور نورانوار ربویت سے حاصل ہوتا ہے۔

کھانے پینے کے آداب

کھانے کے دو قسم کے آداب ہیں۔

1۔ ظاہری آداب   2۔ باطنی آداب

1۔ ظاہری آداب:۔

ظاہری آداب یہ ہیں کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئیں۔ کھانا اپنے سامنے سے کھائیں ادھر اُدھر ہاتھ مت ماریں تیزی یا سست روی سے کھانا نہ کھائیں کھانا خوب چبا کر کھانا چاہیے۔ صبح کھانا کھانے سے بیماریوں کے خلاف قوت مدافت پیدا ہوتی ہے اور رات کو کھانا کھانے سے جلدی بڑھاپا ظاہر نہیں ہوتا۔

2۔ باطنی آداب:۔

کھانے پینے سے پہلے تصور اسم اللّٰہ اور بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں تاکہ شیطان اس کھانے میں شریک نہ ہو بلکہ اللّٰہ رب العزت کی رحمت و رضا اس کھانے میں شامل ہو جائے کھانا رزق حلال ہونا چاہیے کیونکہ دل کی سختی رزق حرام کی وجہ سے ہوتی ہے۔ حلال پر حساب ہوگا اور حرام پر عذاب۔ نفس امارہ کھانے کی لذت کا طلبگار رہتا ہے خلاف لذت ہی خلاف نفس ہے۔ کھانا حاضر الوقت ہو کر کھانا چاہیے کہ ہر لقمہ پر ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم o'' خاموشی سے پڑھی جائے اس عمل سے وجود میں سستی کاہلی پیدا نہ ہوگی جو کھانا بغیر اسم اللّٰہ کی توجہ کے کھایا جاتا ہے وہ جسم میں غفلت کا بیج بودیتا ہے ایسے غفلت سے کھانے والے لوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور نیک عمل میں تساہلی اور کاہلی

اختیار کر لیتے ہیں۔

آداب مجلس

یہ آداب بھی دو قسم کے ہیں۔

1۔ظاہری آداب 2۔ باطنی آداب

1۔ظاہری آداب:۔

اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی کرو اور کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ اللہ ان کے رتبے اونچے کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم دیا گیا اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے یہ جو کانا پوسی ہے یہ شیطان کا کام ہے۔

آداب مجلس میں اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ جب آپ مجلس میں داخل ہوں تو سلام کریں اور پہلے بیٹھے لوگوں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں اور بار بار اُٹھ کر باہر جانے کی صورت میں مجلس کو منتشر نہ کریں۔مجلس میں بیٹھ کر جمایاں نہ لیں اور اپنے منہ کے آگے ہاتھ رکھ لینا چاہیے کیونکہ ہوا کے زور سے منہ کا لقوہ بھی ہو سکتا ہے بلاوجہ منہ کھولنے سے شکل بھی بگڑ تی ہے اور منہ میں گردو غبار، مچھر اور مکھی وغیرہ بھی داخل ہو سکتے ہیں شیطان ایسے لوگوں پر ہنستا ہے۔

2: باطنی آداب:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًاO (سورۃ الکھف/28)

ان لوگوں کی مجلس اختیار کیجیے جو صبح وشام ہمارا ذکر کرتے ہیں وہ اس کے چہرہ کے

طلبگار ہیں اور دنیا کی زیب و زینت دیکھ کر تمہاری نگاہیں ان سے ہٹنے نہ پائے اور ایسے لوگوں کی پیروی نہ کیجیے جن کے قلوب کو ہم نے اپنے ذکر سے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور ان کا حال حد سے گزر گیا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا جہاں چند لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور وہ ذکر اللہ کیے بغیر اٹھ جاتے ہیں تو قیامت کے روز انہیں گدھوں کی صورت اٹھایا جائے گا۔

آداب ملاقات

جب آپ اپنے کسی دوست یا عزیز و اقارب سے ملاقات کیلئے جائیں تو موقع کی مناسبت سے سلام کہہ کر خوشی کے موقع پر خوشی اور غمی کے موقع پر غم کا اظہار کریں۔ بیمار پُرسی کیلئے جانا بھی بہترین آداب میں سے ہے۔

آداب گفتگو

اپنے سے بزرگ لوگوں سے بات کرتے ہوئے مہذب کلام کرنا چاہیے اپنے سے چھوٹے بچوں سے نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اسے دعوت سلام دو اور نرمی سے کلام کرو۔ حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مواعظ حسنہ سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیجیے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے سامنے ایک بوڑھا آدمی وضو میں غلطی کر رہا تھا آپؑ نے اسے ٹوکنے کی بجائے اسے درخواست کی کہ میں وضو کرتا ہوں آپ دیکھیے کہ میں کوئی غلطی تو نہیں کرتا۔ آپؑ نے صحیح طریقہ سے ایک ایک عضو کو دھو کر وضو کیا اور بوڑھے آدمی کی اصلاح کر دی۔ اس کو مواعظ حسنہ کہتے ہیں۔

باہر نکلنے چلنے پھرنے کے آداب

وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًاوَّاِذَاخَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْاسَلٰمًاo(سورۃالفرقان/63)

(رحمت والے) رحمٰن کے بندے وہ ہیں جوزمین پرآہستہ اورنرم روی سے چلتے ہیں اور جب جاہلوں سے ملتے ہیں انہیں سلام کہتے ہوئے گزرجاتے ہیں۔

آداب خواب

اللہ تعالیٰ نے نیندکوسکون کا ذریعہ بنایا ہے آپ کتنے ہی تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں ذہنی تھکاوٹ ہو یا جسمانی نیند کرنے سے آدمی تروتازہ ہو جاتا ہے نیند ایک عارضی موت ہے جس میں مرکرہم دوبارہ جی اٹھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رات کو پردہ اور نیندکوآرام کرنے کیلئے اور دن کو کام کرنے کیلئے بنایا ہے۔فقیر کیلئے لازم ہے کہ وہ رات کو سوتے وقت کلمہ طیب اوردرود پاک پڑھتے ہوئے دائیں پہلو کے بل قبلہ رو ہوکر لیٹ جائے اوراپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سر کے نیچے رکھ لے شیطانی وسوسوں اور ڈراؤنی خوابوں سے بھی محفوظ رہے گا اورساری رات جب تک وہ سویا رہے گا عبادت میں رہے گا۔

آدابِ لباس

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں لباس ستر پوشی کیلئے عطا کیا ہے لباس صاف اورسادہ ہونا چاہیے مردوں کے لباس میں ایسے پہلو اختیار نہ کیے جائیں جس سے تکبر ظاہر ہواورعورتیں اپنے جسم کے تمام حصوں کولباس سے ڈھانپ لیں تاکہ غیرمرد کی نگاہ ان پر نہ پڑے کیونکہ یہ گناہ ہے۔عورتوں کو اپنا چہرہ ڈھانپنے کیلئے نقاب پہننا چاہیے عورتوں کو برقعہ پہننا ضروری نہیں چادر پہن سکتی ہیں۔

عورتیں عطر لگا کر باہر نہ جائیں نہ ہی ہاتھوں کی مہندی، اپنے زیورات اور پاؤں میں آواز پیدا کرنیوالی چیزیں استعمال کریں جس سے غیر مردان کی طرف متوجہ ہوجائے۔ اصل لباس تقویٰ ہے ظاہری لباس زیب وزینت اور ستر پوشی کیلئے ہے جبکہ باطنی لباس تقویٰ وطہارت کا حصول ہے جس سے خشیتِ الٰہی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ایک نظر معاف ہے دوسری پر عذاب ہے۔

آدابِ مسرّت

اگر ہم آدمی کو اپنی مہربانی کا مزا چکھا دیں اور پھر وہ چھین لیں اور اگر ہم ان کو آرام کے بعد تکلیف دیں تو وہ ناامید اور ناشکر ہوجاتا ہے۔

خوشی کے موقع پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور فوری طور پر سجدہ شکرانہ ادا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنی چاہیے لیکن ہم خوشی کے موقع پر فائرنگ کرتے ہاہو کرتے تالیاں بجاتے اور شادی بیاہ کے موقع پر ڈانس کرتے بھنگڑہ ڈالتے اور خوب شور مچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں جس نے ہمیں خوشی کا موقع عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا شکر ادا کروتا کہ میں تمہارے گناہ معاف کروں۔

نماز کی حالت میں کھڑے کھڑے حضور پاک ﷺ کے پاؤں مبارک اکثر متورم ہوجاتے تھے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپؐ کا کوئی گناہ نہیں پھر آپ عبادت میں اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

غم کے موقع کیلئے اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کیا کرو ہم اپنے بندوں کی آزمائش کرنے کیلئے انہیں

مصائب میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لیا کرتے ہیں۔ایسے حالات میں صبر کرنیوالوں کے روحانی درجات بلند کردیے جاتے ہیں اور جو اس امتحان میں فیل ہوجاتے ہیں انہیں بارگاہ خداوندی سے دور کردیا جاتا ہے۔بعض لوگوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں سزا دے کر مصائب میں مبتلا کردیا جاتا ہے انہیں چاہیے کہ اپنے گناہوں کی معافی کیلئے کثرت سے استغفار کیا کریں۔

پسندیدہ خصائل

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے ذریعے بندوں میں درج ذیل پسندیدہ خصائل پیدا کرنا چاہتا ہے۔

۱: صدق

۲: سخاوت

۳: عفت و پاکبازی

۴: دیانتداری اور امانت

۵: شرم وحیا

۶: رحم

۷: عدل وانصاف

۸: عہد کی پابندی

۹: احسان یعنی بھلائی کرنا

۱۰: عفوودرگزر

۱۱: حلم و بردباری

۱۲: رفق ولطف

۱۳: تواضع

۱۴: خوش کلامی

۱۵: ایثار

۱۶: اعتدال ومیانہ روی

۱۷: خودداری اورعزت نفس

۱۸: شجاعت اور بہادری

۱۹: استقامت

۲۰: حق گوئی

۲۱: استغناء

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل بدخصائل کو چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔

۱: جھوٹ

۲: جھوٹی قسمیں کھانا

۳: وعدہ خلافی

۴: خیانت اور بددیانتی

۵: غداری اور دغابازی

۶: بہتان

۷: چغلخوری

۸: غیبت اور بدگوئی

۹: دورُخا پن

۱۰: بدگمانی

۱۱: مداحی اور خوشامد

۱۲: بخل

۱۳: حرص وطمع

۱۴: بے ایمانی

۱۵: چوری

۱۶: ناپ تول میں کمی

۱۷: چھپا کر لینا

۱۸: رشوت

۱۹: سودخوری

۲۰: شراب خوری

۲۱: غیض وغضب

۲۲: بغض وکینہ

۲۳: ظلم

۲۴: فخر وغرور

۲۵: ریاء

۲۶: خود بینی اور خود نمائی

۲۷: فضول خرچی

۲۸: حسد

۲۹: فحش گوئی

چودہواں باب (14)

حضرت سلطان باھُوقدس سرّہٗ العزیز

اورمجدد الف ثانی رحمۃاللّٰہ علیہ

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز اور مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ

ہندوستان میں تصوف کی حالت نہایت ابتر تھی ہندو جوگیوں اور مسلمان صوفیاء کے میل ملاپ نے ایک نئے تصوف کو جنم دیا تھا مسلمان صوفیاء بھی رام اور رحیم کو ایک کہنے لگے تھے وحدت الوجود کے پیروکاروں کے نزدیک ہندو ،سکھ ،عیسائی اور مسلمان میں کوئی فرق نہ تھا ایسے حالات میں مغل شہنشاہ اکبراعظم نے دین الٰہی کی بنیاد رکھی خود جودابائی ایک ہندو رانی سے شادی کر لی تھی جس کے بطن سے جہانگیر پیدا ہوا دین الٰہی میں ہندومسلم بادشاہ کو جھک کرفرشی سلام کرتے اکبرخود جھروکا میں بیٹھتا اور لوگ اس کا درشن کرتے ہندو اورمسلم مذاہب کی تمیز اٹھ رہی تھی احکام شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جارہی تھی اوراس کا مذاق اڑایا جاتا ایسے حالات میں اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ کوسرہند میں بھیجا تاکہ وہ تجدد دین کریں۔

مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے پہلے تو شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃاللہ علیہ کے صوفیانہ مسلک وحدت الوجودکواختیارکیااورکئی سال تک اسی کو مانتے رہے بعدازاں آپؒ نے نیا مسلک وحدت الشھود پیش کیا یعنی ہر چیز اللّٰہ نہیں ہے بلکہ منجانب اللّٰہ ہے آپؒ نے جھروکے میں بادشاہ کادرشن دینے کوگناہ قراردیااور بادشاہ کوفرشی سلام سے انکارکیااور اسکی پاداش میں قیدوبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اوراکبر کے دینِ الٰہی کوغیراسلامی نظریہ کہہ کراسکی بھی مذمت کی۔صوفیاء کے نظریہ رام اور رحیم ایک ہے کی نفی کی اور یہ بھی کہا کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء ہےاس لیےکسی کسب یاوسیلہ سے اسکا

دیدار نہیں ہوسکتا انہوں نے شریعت کو ہی ابتداء اور انتہا قرار دیا مکاشفات اور مشاہدات سے دیدارِ الٰہی ناممکن خیال کرتے ہوئے انہیں یکسر مسترد کر دیا البتہ شریعت کے باغ میں جو غیر شرعی بوٹیاں اُ گی ہوئی تھیں انکو بیخ وبُن سے اکھاڑ ڈالا اور بدعت اور غیر شرعی باتوں کی بجائے قرآن مجید اور سنت پر بڑا زور دیا احیائے شریعت کی وجہ سے آپ کو مجدد الف ثانیؒ کہا گیا۔آپؒ نے ظاہری لباس طہارت اور داڑھی کو شرعی لحاظ سے ضروری قرار دیا۔ آپؒ نے اپنا سلسلہ بیعت کو حضرت امام جعفر صادقؑ سے آپؒ کے نانا حضرت قاسمؒ کے ذریعے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچایا ہے کیونکہ صدیق اکبرؓ صدق و صفا کے شہنشاہ ہیں اس لیے نقشبندی مجددی حضرات میں صدق وصفا بدرجہ اعلیٰ موجود ہوتا ہے۔ ان کے طریقہ میں دیدار الٰہی اور حضوری مجلس نہیں ہے اس لئے وہ اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور اسی لیے انہیں نصیب نہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے طریقہ سے عروج کر کے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے طریقہ سے دیدار اور حضوری مجلس حاصل کریں چونکہ مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے تصوف کے سلسلے میں کسی ذکر فکر مراقبہ کی راہ متعین نہیں کی اس لیے آپؒ کے سلسلہ کے بزرگ سلوکِ طریقت اپنی مرضی سے تعین کر لیتے ہیں۔مکاشفات اور مشاہدات سے دیدار الٰہی ناممکن خیال کرتے ہیں۔مجدد الف ثانی قدس سرّہٗ العزیز کے پیروکاروں نے مختلف النوع ذکر فکر کے طریقے اپنے طالبوں کو تعلیم کر رکھے ہیں۔کوئی اللّٰہ اللّٰہ کرتا ہے اپنے وجود میں نفس قلب روح سر خفی اخفٰی تعین کر کے ان کو ذکر اللّٰہ کی تلقین کرتے ہیں۔بعض لوگوں نے نفس،قلب، روح اور ہفت لطائف کے مقامات مختلف رنگوں میں مقرر کر رکھے ہیں اور انہیں ذکر فکر تلقین کرتے ہیں۔کئی نقشبندی بزرگ نفی اثبات کی تلقین کرتے ہیں۔بعض بزرگ دل کو ذکر اللہ سے متحرک کرتے اور سینہ میں گھماتے ہیں۔بعض نقشبندی حضرات اللہ ھُو کے ذکر

کے ساتھ درود شریف کی کثرت کا حکم دیتے ہیں۔غرض یہ کہ ان کے پاس مجدد الف ثانی رحمۃاللّٰہ علیہ کا دیا ہوا کوئی ایک طریقہ موجود نہیں جس سے وہ روحانی ترقی حاصل کر سکیں۔

1034ھ مجدد الف ثانی رحمۃ اللّٰہ علیہ کے وصال کے پانچ سال بعد سن 1039ھ میں سلطان باھُو رحم اللّٰہ تعالیٰ شورکوٹ ضلع جھنگ میں حضرت بازید رحمۃاللّٰہ علیہ کے گھر اور مائی راستی رحمۃاللّٰہ علیھا کے بطن سے دنیا میں تشریف لائے آپؒ مادرزاد فقیر ہیں اور ایک ہندو مؤرخ کے مطابق سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے چہرہ کے گرد نور کا ایک ہالہ موجود رہتا تھا جس کو جو ہندو دیکھتا اس کی زبان پر خود بخود کلمہ طیب لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ﷺ جاری ہو جاتا۔مجدد الف ثانی رحمۃاللّٰہ علیہ نے شریعت کے جس باغ کی بدعتوں اور غیر اسلامی نظریہ سے صفائی کی تھی اس کو پانی کھاد اور اس کی دیکھ بھال حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے کی۔مجدد الف ثانی رحمۃاللّٰہ علیہ نے احیائے شریعت کا کام ضرور کیا ہے لیکن شریعت کے روحانی عمل کو متحرک نہیں کیا۔حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے شریعت کی بنیاد پر مراتب شریعت بیان کیے ہیں۔

آپ قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

ہر مرتبہ شریعت سے ہی پایا ہم نے
پیشوا اپنا شریعت کو بنایا ہم نے

مراتب شریعت کو جاننا اور پہچان لینا چاہیے۔

مراتب شریعت

شریعت کے چار مراتب ہیں۔

۱۔ شریعت

۲۔ طریقت

۳۔ حقیقت

۴۔ معرفت

شریعت اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کا نام ہے۔

طریقت حضور پاک ﷺ کے اسوۃ حسنہ کے طریقے ہیں۔

حقیقت ہر اس عمل کو کہتے ہیں جو حقیقی معنوں میں اللہ کیلئے ہی کیا جائے۔

معرفت عرفان الٰہی کو کہتے ہیں۔

شریعت میں ستر ہزار حجابات علم کے ہیں۔ جب ہم بہت زیادہ علم حاصل کر لیتے ہیں تو حجابات علم میں پھنس جاتے ہیں جب کوئی اللّٰہ کہتا ہے تو ہم فوری طور پر کیلنڈر پر لکھے ہوئے اللّٰہ کو دیکھتے ہیں اس ذات کے نور کو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے جو اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض ذات ہے۔

طریقت میں کشف و کرامات کے ستر ہزار حجابات ہیں کوئی کشف قبور کا دیوانہ ہے کوئی کشف قلوب کا مستانہ ہے غرض یہ کہ لوگ کشف و کرامات کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔

مقام حقیقت میں ستر ہزار حجابات ریاکاری کے ہیں یہ پیر صاحب ہیں وہ حاجی الحرمین ہے وہ مولانا ہے غرض یہ کہ ہر ایک نے ریاکاری کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ جب تک ریاکاری کو ترک نہ کرے گا حقیقت تک نہ پہنچے گا۔

معرفت الٰہی ۔ہم نے ظاہری ذکر فکر مراقبہ اختیار کر رکھا ہے صفات کو چھوڑ کر معرفت الٰہی تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے۔

الحدیث حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرِّبِیْنَ.

ذکر فکر مراقبہ نیکو کاروں کی نیکیاں ہیں لیکن مقربین کے نزدیک گناہ ہیں۔

شریعت میں عبادات کے مراتب

بنیادی عبادات یہ ہیں۔

۱۔ ذکر کلمہ طیب

۲۔ نماز

۳۔ روزہ

۴۔ حج

۵۔ زکوٰۃ

کلمہ طیب کے تین جزو ہیں۔

۱۔ لا الٰہ ۲۔الا اللّٰہ ۳۔ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ

جب ہم لاالــــــہ کو نفی کی کنہہ سے اختیار کرتے ہیں تو پہلے روز ہی نفس اپنی بدخصلتوں سے مردہ ہو جاتا ہے۔اللّٰہ اللّٰہ کے ذکر دم سے جس کسی سے چاہتے ہیں اس کے دم سے دم ملا کر رابطہ قائم کر کے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔

الا الــلّٰــہ سے ہی فقیر کا باطنی وجود دائمی حیات حاصل کرتا ہے درود شریف کی کثرت اور اسم مـحمّدﷺ کے تصور سے استغراق حاصل کر کے حضور علیــہ الصلوٰت والسلام کی حضوری مجلس میں داخل ہوتے ہیں۔

شریعت میں نماز کے مراتب

نماز زاہداں سجدہ سجود است
نماز عاشقاں ترک وجود است

نماز کا پہلا مرتبہ یہی ہے کہ رکوع وسجود کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہو کر نماز ادا کی جائے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو نماز ادا کرے تو اپنے اللّٰہ کو دیکھ یہ باتصور بے دلیل نماز ہے اگر تو ایسا نہیں کر سکتا تو یہ خیال کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے اور یہ کم درجہ کی نماز ہے۔

تیسرا مرتبہ یہ ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ. نماز میرے ذکر کے لیے قائم کرو۔ پس ایسے لوگ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے وجود کا ایک ایک بال ذکر اللہ سے گویا ہو جاتا ہے۔

نماز کا چوتھا مرتبہ یہ کہ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز کے اس مرتبہ میں قلب جو انسانی وجود میں نور کا جثہ ہے نور اللّٰہ کے روبرو حاضر ہو جاتا ہے اسے ہی حضوری قلب کی نماز کہا جاتا ہے۔

شریعت میں نماز کا پانچواں مرتبہ یہ ہے اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ. نماز مومنین کی معراج ہے جیسا کہ رسول پاک ﷺ اللّٰہ کے دیدار انوار سے مشرف ہوئے اور ہمکلامی کا شرف بھی حاصل کیا پس نمازی جب بھی اللّٰہ تعالیٰ کی عبادت میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو ہر طرف نور ہی نور متجلیٰ ہو جاتا ہے اور وہ اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمکلام بھی ہوتا ہے۔

چھٹا مرتبہ یہ ہے کہ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

میں سوال کیا یا اللہ ! تیری بارگاہ میں کونسی نماز پسند ہے؟

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا اے غوث (قدس سرّہٗ العزیز)! وہ نماز جس میں میں ہی میں موجود ہوں اور نمازی اس میں سے غائب ہو یعنی استغراق فی اللہ کی نماز۔

پس ہر نمازی کیلئے لازم ہے کہ وہ ان چھے مراتب شریعت کو یکجا کر کے نماز ادا کیا کرے یعنی نماز کی نیت کرے اسم اللّٰہ کا تصور کرے اس کے وجود کا ایک ایک بال ذکر اللّٰہ میں زبان کھولے اس کا قلبی نورانی وجود حضوری حق میں قائم ہو جائے وہ سجدہ میں ذاتی انوار کا مشاہدہ کرے اور التحیات میں بیٹھے تو دنیا و مافیھا سے بیگانہ ہو جائے کہ وہ موجود نہ ہو اللہ ہی موجود ہو۔

شریعت میں روزہ کے مراتب

قولہٗ تعالیٰ:۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ O(سورۃالبقرہ/183)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ حاصل کرو۔

روزہ کے تین مراتب ہیں

۱۔ فرضی روزہ ۲۔ نفلی روزہ ۳۔ مَنت کا روزہ

شریعت میں روزہ کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ رمضان المبارک میں سحر سے افطار تک کھانا پینا اور دیگر ضروری امور کو اللہ کی خاطر ترک کر دیا جائے۔

روزہ کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی آنکھوں کو بُری چیزیں دیکھنے سے روکے، کانوں کو بُری باتیں سننے سے روکے، ہاتھ پاؤں کو بُرے کاموں اور اس طرف جانے سے روکے حواس خمسہ پر کنٹرول کرے۔

شریعت میں روزہ کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت کرے اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا خیال غیر بھی داخل نہ ہونے دے۔

شریعت میں روزہ کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا دنیا ایک روزہ ہے اور اس میں ہمارا روزہ ہے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ میں تقویٰ، طہارت، پاکیزگی اور ضبطِ نفس حاصل نہیں کیا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

شریعت میں مراتب حج

اللہ تعالیٰ نے صاحب ثروت لوگوں پر حج اور زکوٰۃ فرض کی ہے۔ حج کا پہلا مرتبہ طواف کعبہ وقوف عرفات اور رسول پاک ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت ہے۔ حج کا دوسرا مرتبہ دیدارِ انوارِ ذاتی سے مشرف ہونا ہے جیسا کہ کعبہ کے درو دیوار سے انوارِ ذاتی کا ظہور ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص حج پر جائے تو اسے چاہیے کہ صرف بیت اللہ شریف کے طواف پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ کعبہ مکرمہ کی چھت پر سے سرخ رنگ کے نورِ ذات کا بھی مشاہدہ کرے یہ اسم ھُو کا نور ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے اگر یہ دیدار نصیب نہ ہو تو کم از کم دیدارِ انوارِ ذات سے خواب میں ضرور مشرف ہو جائے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

مرشد دا دیدار ہے مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ھُو

حضور پاک ﷺ نے فرمایا جو اپنے والدین کے چہرہ مبارک پر محبت اور شفقت کی ایک نگاہ ڈالتا ہے تو اسے سو (100) مقبول حج کا ثواب ملتا ہے۔

شریعت میں زکوٰۃ کے مراتب

اللہ تعالیٰ نے زرعی زمین کی آمدن، سونے چاندی کے زیورات اور مال مویشی

اور تجارت کے منافع پر ایک سال کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا لازمی قرار دیا ہے۔

شریعت میں زکوٰۃ کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ عام طور پر زکوٰۃ ایک سو روپے پر اڑھائی فیصد ادا کرنا ہوتی ہے۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تنگدستی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں وہی لوگ محسن ہیں۔

شریعت میں زکوٰۃ کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر دوسروں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ جیسا کہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ اپنی زمینوں پر ھل چلا کر فصل بویا کرتے تھے جب فصل پک جاتی تو غریبوں کو بلا کر کھڑی فصل ان میں تقسیم کر دیتے۔

زکوٰۃ کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ یارسول اللہ ﷺ! صحابہ رضوان اللہ علیہم آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلِ الۡعَفۡوَ کہہ دیجیے جو بھی تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے وہ سب اللہ کی راہ میں دے دو۔

پانچواں مرتبہ یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کا زندگی بھر یہی طریقہ رہا جو کچھ حاصل ہوا اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا کہ گھڑے کے پانی کے سوا گھر میں کچھ موجود نہ ہوتا۔

شریعت میں یقین کے مراتب

شریعت میں یقین کے پانچ مراتب ہیں۔

علم الیقین :

اس مرتبہ میں نا معلوم کا علم حاصل کیا جاتا ہے جیسے کسی کتاب یا نقشہ یا قرآن

مجید سے علم حاصل کیا جاتا ہے۔جس سے علم الیقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

عین الیقین :

اس سے مراد کسی چیز کا علم الیقین اس کو دیکھ کر حاصل کیا جاتا ہے۔

حق الیقین :

اس مرتبہ میں کسی شے کا علم اس کو حاصل کر کے ملتا ہے جیسے کعبہ مکرمہ کا علم قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں سے حاصل کیا جاتا ہے یہ علم الیقین ہے۔ جب ہم کعبہ کو کسی تصویر یا ٹی وی کے ذریعے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ہمیں عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔جب ہم کعبہ میں داخل ہوکر طواف کعبہ کرتے ہیں تو ہمیں حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے۔

مراءۃ الیقین :

یعنی یقین کا آئینہ: فرمایا ''اَلْقَلْبُ مِراۃُ رَّبٌ'' یعنی قلب رب کریم کے نور کا آئینہ ہے جس میں رب العزت کے نورانوار کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

مخ الیقین :

اس میں معرفت الٰہی کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

شریعت میں توحید کے مراتب

(۱) عقیدہ توحید

(۲) قرب توحید

(۳) دیدار توحید

(۴) باخدا مع اللہ توحید

(۵)فناء بقاء لقاء اللہ توحید

(۱)عقیدہ توحید:

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا اور بے مثل بے مثال ہے۔ وہ آنکھیں اور کان نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود وہ دیکھتا اور سنتا ہے۔اس ذات پاک کی ماہیت کے بیان سے عقل کے ہزاروں ہزار قافلے سنگسار ہے۔

حضورﷺ نے فرمایا تَفَکَّرُوْا فِیْ صِفَاتِہٖ وَلَاتَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ.

(۲)قرب توحید:

قولہٗ تعالیٰ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ o میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔کسی کا قرب حاصل کرنے کے لیے اس کا تصور کیا جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص اپنے گھر کا تصور کرے تو اسے محسوس ہوگا کے وہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے درمیان موجود ہے وہ تصور کی آنکھ سے انہیں دیکھ سکتا ہے اور خیال کی زبان سے ان سے ہمکلام بھی ہوسکتا ہے جب کوئی شخص اسم اللہ ذات کا تصور کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جب وہ اسم محمّد ﷺ کا تصور کرتا ہے تو اسے حضور پاکﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

(۳)دیدار توحید/شریعت میں شرف دیدار:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ طویٰ میں دیدارِ انوار زیتون کے درخت کے واسطہ سے ہوا تھا جبکہ فقراء کو یہ دیدار اسم اللہ ذات کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ

فَاَیْنَمَاتُوَلُّوْافَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ.(سورۃالبقرہ/115)

تم جدھر کا بھی رخ کرتے ہو میرا چہرہ اسی طرف ہوتا ہے۔

جب فقیر اسم اللہ کا تصور کرتا ہے تو تصور اسم اللہ کے واسطہ سے نورِ انوار اس کے سامنے

ظاہر ہونے لگتے ہیں اور یہ نور مقامِ قلب میں سرخ، مقامِ روح میں سبز، مقامِ سرّ میں سفید اور مقامِ نور میں سنہری انوار کی صورت ظاہر ہوتا ہے۔

شریعت میں باخدا مع اللّٰہ کے مراتب:

قولہٗ تعالیٰ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ. تم جس حالت میں ہوتے ہو میں تمہارے ساتھ ہوتا ہوں۔حضور پاک ﷺ نے ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا. میرے لیے حزن مت کیجیے اللّٰہ ہمارے ساتھ ہے ہم مع اللّٰہ ہیں۔پس وہم وحدانیت کے تصور سے فقیر باخدا مع اللّٰہ ہو جاتا ہے۔

شریعت میں فناء بقاء لقاء اللّٰہ حضوری کے مراتب:

قولہٗ تعالیٰ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَافَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۝ ہر چیز کو فنا حاصل ہونے والی ہے صرف تیرے رب ذوالجلال کا چہرہ ہی باقی رہے گا۔پس فقیر کو چاہیے کہ فناء بقاء حاصل کرلے لقاء اللّٰہ اور حضوریٔ حق حاصل کرے۔

شریعت میں وجودِ انسانی کے روحانی مراتب

حضرت علی کرم اللّٰہ وجہ الکریم نے اپنے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے بیٹے! یہ جسم بظاہر صغیر ہے لیکن بباطن جہانِ کثیر ہے اور یہ بھی فرمایا ہے میرے بیٹے! تیری دوا تیرے بیچ ہے تم باہر کیا ڈھونڈتے ہو۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اس خاکی وجود میں عجائب خانہ کھول رکھا ہے ہم صرف روحانی لحاظ سے اس خاکی وجود کا جائزہ لیتے ہیں۔

وجود میں نفس تین مراتب تک ترقی کرتا ہے۔

۱۔ نفس امارہ ۲۔ نفس لوامہ ۳۔ نفس ملہمہ ۴۔ نفس مطمئنہ

نفس امارہ:

نفس امارہ سب بُرائیوں کا گھر ہے جیسا کہ سنسکرت والوں نے کہا

ے کام کرودھ لوہ لوبھ ہنکارا
ان پانچوں نے دیس اُجاڑہ

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو ذبح کیا اور پھر ان کو زندہ کیا وہ نفس امارہ کی بد خصلتیں ہیں جن کی اگر اصلاح کر لی جائے تو وہ خوبیاں بھی بن جاتی ہیں۔ یہ پرندے ۱۔ لالچ کا کوا ۲۔شہوت کا مرغ ۳۔حرص و ہوا کا کبوتر ۴۔ زیب وزینت کا مور ہے جب ان بُرائیوں کی اصلاح کی جاتی ہے تو وہ اچھائیوں کے روپ میں زندہ ہو جاتی ہیں مثلاً حرص جب مردہ ہو جاتی ہے تو قناعت پیدا ہوتی ہے جب شہوات پر قابو پالیا جاتا ہے تو انسان شیطان کے شکنجے سے نکل جاتا ہے اور جب کوئی شخص اپنی خواہشات کے خلاف عمل کرتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی o یعنی خلاف نفس عمل کرتا ہے تو نفس کو غل وغش سے جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اور جب زیب وزینت کو چھوڑ دیتا ہے تو وجود میں سادگی اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔

سلطان العارفین علیہ الرحمہ نے چارقسم کی لذات کو نفس امارہ کی بیماریاں قرار دیا ہے۔۱۔علم کی لذت ۲۔کھانے پینے کی لذت ۳۔سرداری کی لذت ۴۔شہوات کی لذت

نفس امارہ کی ہر قسم کی بیماریوں کا علاج کلمہ طیب کے ذکر میں ہے۔

مراتبِ ذکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرً الَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o(سورۃالجمعۃ/10)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کروتا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور یہ ذکر زبان کی بجائے سانس سے کیا جاتا ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَاتَكْفُرُوْنِ o (سورۃالبقرہ/152)

فرمایا تم میرا ذکر کیا کرواور میں تمہارا ذکر جاری کردوں گا (ذکر مذکورہ ہو جائے گا) میرا شکر ادا کرو اور کفر مت اختیار کرو میں تمہارے گناہ بخش دوں گا۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا o (سورۃالمزمل/8)

اپنے رب کا ذکر الگ تھلگ ہو کر کیا کرو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَانَسِيْتَ. (سورۃالکھف /24)

اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر استغراق فی اللہ میں کیا کرو یعنی دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ماسویٰ اللہ سے فارغ ہو کر ذکر اللہ کیا کرو اور یہ ذکر حواسِ خمسہ کو بند کر کے کیا جاتا ہے۔

نفس لوامہ:

جب نفس امارہ کی اصلاح ہو جاتی ہے تو وہ نفس لوامہ کے مراتب میں داخل ہو جاتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ: **وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ**. (سورۃالمآئدۃ/54) وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اور یہ کہ وہ اپنے نفس کو بُرے کاموں پر ملامت کرتے رہتے ہیں بلکہ جب وہ کوئی بُرا کام ازخود کرنا چاہتے ہیں تو نفس لوامہ ان کو اس بُرے کام سے روکتا ہے اور ملامت کرتا ہے بعض اوقات وہ یہ تک کہہ دیتا ہے کہ جو بُرا کام تم کرنا چاہتے ہو اس کیلئے تم خود ہی جوابدہ ہو گے میں جوابدہ نہیں ہوں گا۔ فقیر اپنے نفس کو ملامت کرتے رہتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو فرمایا کہ اگر تم اپنے

نفس امارہ سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو ملامت کی راہ اختیار کرو اپنی داڑھی مونچھیں سب چٹ کروا ڈالو اور ایک تھیلا اخروٹ سے بھرلو اور ایسے محلے میں چلے جاؤ جہاں بہت سے لوگ تمہیں جانتے ہوں ایک کھلے بازار میں بیٹھ جاؤ اور بچوں کو آواز دو کہ وہ تم سے مفت اخروٹ لے لیں اسطرح جو بچہ آئے اس سے کہو کہ وہ تمہارے منہ پر دو تھپڑ مارے اور یہ کہے کہ یہ نفس کی عزت کے نام پر ہیں اس ملامت سے تمہارے وجود میں نفس امارہ نے جو جعلی عزت کا محل بنا رکھا ہے اور اس میں چھپا بیٹھا ہے وہ ٹوٹ جائے گا اور نفس امارہ سے لوامہ کا روپ دھار لے گا۔

نفس ملہمہ :

جب نفس لوامہ اپنے اعمال میں پختہ ہو جاتا ہے تو نفس ملہمہ کے مراتب اختیار کر لیتا ہے ایسے نفس کو اچھائی اور بُرائی کا الہام ہونے لگتا ہے الہام سے مُراد کسی کے دل میں کسی کام یا شئے کی اچھائی یا بُرائی کا علم ہو جاتا ہے جیسا کہ خیبر میں ایک یہودی عورت کی دعوت پر جب حضور پاک ﷺ نے ہاتھ گوشت کی طرف بڑھایا تو اس گوشت نے آواز دی کہ مجھے زہر آلود کیا گیا ہے مجھے مت کھائیں جبکہ اس گوشت کو کھا کر دو صحابی شہید ہو گئے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے علم لدنی حاصل ہونے لگتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو براہ راست چیزوں اور معاملات کے اچھے یا بُرے ہونے کا الہام کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کشتی کے تختے کو توڑا ایک بچے کو بلاوجہ زمین پر پٹخ کر جان سے مار دیا اور یتامیٰ کی خستہ دیوار کو جس کے نیچے ان کا خزانہ چھپا ہوا تھا دوبارہ تعمیر کر کے درست کر دیا۔ نفس ملہمہ اوّل تو غلطی کرتا ہی نہیں اگر اس سے سہواً کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ہاتف غیبی فوری طور پر اس کی اصلاح کر کے اس کی توبہ قبول کروا دیتا ہے۔ جب نفس ملہمہ حلال و

حرام، حق و باطل اچھائی اور بُرائی کی تمیز کر لیتا ہے تو اس کا نفس مزید ترقی کر کے نفس مطمئنہ کے مراتب میں داخل ہو جاتا ہے۔

نفس مطمئنہ:

انبیاء کرام علیہ السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے نفس مطمئنہ والے لوگ نہ تو خوشی کے موقع پر حد سے باہر نکلتے ہیں بلکہ ڈھول ڈھمکہ، تماشا، ناچ گانا، بھنگڑا، ہاہو کرنا، تالیاں بجانا، دھمال ڈالنے اور شیطانی اعمال اختیار کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکرانہ ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ کہ اسلام میں عیدین کے موقع پر جو مسلمانوں کے خوشی کے تہوار ہیں مسلمان اجتماعی طور پر مسجد یا کھلے میدان میں جمع ہو کر اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکرانہ ادا کرتے ہیں اور غم کے موقع پر واویلا مچانے کی بجائے ماتم اور رونے پیٹنے کی بجائے صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور حکم ہی اسی کا دیا گیا ہے۔

يَآَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوة (سورة البقرة/153)

اے ایمان والو! اللّٰہ تعالیٰ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کیا کرو۔

صبر کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں دو قسم کا اجر دیا جاتا ہے یا تو صابرین کے درجات بلند کر دیے جاتے ہیں یا صبر نہ کرنے کی صورت میں ان کو اعلیٰ مراتب سے گرا دیا جاتا ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللّٰہ عنہ کی سگی بہن ہیں۔ جب امیر حمزہؓ کو وحشی نے شہید کر دیا تو ہندہ جوزہ ابوسفیان جو میدان جنگ میں موجود تھی حضرت امیر حمزہؓ کا مُثلہ کر ڈالا آپؓ کی لاش کو بگاڑ ڈالا اور آپؓ کے سینہ کو چاک کر کے آپؓ کے کلیجہ کو نکال کر چبا ڈالا ایسی صورت میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی کی لاش دیکھنے سے روکنا چاہا تو حضرت صفیہؓ نے کہا میرا بھائی شہید ہے میں وہی کروں گی جو اللہ کا حکم ہے۔ پس آپؓ نے اپنے پیارے بھائی کی لاش دیکھ کر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ o (البقرۃ/156)'' کہا اور واپس پلٹ آئیں۔ جن لوگوں کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے وہ ہر حال میں مقام خوشی ہو یا کوئی غم راضی برضا اور مطمئن رہتے ہیں۔

شریعت میں قلوب کے مراتب

ا۔ کافر قلب:

یہ قلب کافروں کا ہوتا ہے جو نفس امارہ کی بیماریوں میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے نیکیوں کی صلاحیت کھو دیتے ہیں۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِہِمۡ وَعَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ وَّلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ o (البقرۃ/7) اللہ تعالیٰ نے (ان کی بداعمالیوں کے سبب) ان کے قلوب پر مہر لگا دی ہے اور ان کی سماعت اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے (کہ اب وہ حق و باطل میں فرق نہیں کر سکتے) اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔

۲۔ منافق قلب:

جو لوگ بظاہر ایمان لے آتے ہیں لیکن دلی تصدیق سے محروم رہتے ہیں جن کا ظاہر باطن ایک نہیں ہوتا وہ منافق کہلاتے ہیں۔ انکے دلوں میں نفاق کا مرض ہوتا ہے۔ مشرک اللہ کے ساتھ دوسروں اپنے بتوں وغیرہ کو شریک ٹھہراتے ہیں جبکہ منافق اپنے دل میں حضور پاک ﷺ کا بغض چھپائے رکھتے ہیں ان کے قلوب بیمار ہوتے ہیں جب انکے سامنے رسول پاک ﷺ کی شان بیان کی جاتی ہے یا حضور پاک ﷺ پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے تو ان کے دل کی بیماری ان کے چہرے پر ظاہر ہو جاتی ہے اور ان لوگوں کی

مثال ایسی ہے کہ وہ اندھیرے میں پھنسے ہوتے ہیں جب بجلی چمکتی ہے تو چند قدم اس کی روشنی میں چل لیتے ہیں جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

منافق مسلمانوں کی ترقی دیکھ کر چند قدم ان کا ساتھ دیتے ہیں اور جب ان پر کوئی مصیبت یا آزمائش پڑتی ہے تو ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں اور جب مسلمانوں پر کوئی بھاری آزمائش آتی ہے تو وہ اندھیری رات میں بادلوں کی کڑک دار گرج سننے والے اس آدمی کی طرح ہو جاتے ہیں جو موت کی وادی میں پھنسنے والا ہو۔

۳۔قلب سلیم:

نفس کے کثیف جامہ سے باہر نکلنا اور قلب کو روح کا لطیف جامہ پہنانا گویا کہ سلامتی میں داخل ہونا اور دائمی حیات حاصل کرنا ہے۔ جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے تو قلب پر روح کی حکومت ہو جاتی ہے اور نفس امارہ مغلوب ہو جاتا ہے ایسی حالت میں ایک ایسا وجود پیدا ہو جاتا ہے جس میں روح قلب کے لطیف وجود کو بطور جثہ اختیار کر لیتی ہے اور ایک ایسا وجود حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ خواب میں ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں۔ پس فقیر اس وجود کے ساتھ لوگوں کی پکار پر مدد کیا کرتا ہے اسے قلب سلیم کہا جاتا ہے اور ایسا شخص سلامتی میں داخل ہو جاتا ہے۔

۴۔قلب منیب:

منیب کا خطاب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا ہے یعنی ایسا قلب جو سلامتی میں داخل ہونے کے بعد مکمل طور پر اللہ کی طرف جھک جاتا ہے اسے قلب منیب کہا جاتا ہے۔

۵۔قلب شہید:

جب قلب منیب ترقی کرتا ہے تو قلب شہید اس شخص کے قلب کو کہا جاتا ہے جو

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جان دے کر دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر دیدارِ انوار کا گواہ بن جائے۔ روایت ہے کہ حضرت آسیہ رحمۃ اللہ علیہا زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کی پاداش میں زمین پر گرا کر اسکے ہاتھ پاؤں اور پیٹ پر لوہے کے کھونٹے گاڑ دیے تو نزع کے عالم میں وہ مسکرانے لگیں کسی کے پوچھنے پر آپؒ نے جواب دیا دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوگئی ہوں مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ جن فقیروں کو قلبِ شہید حاصل ہو جاتا ہے ان کی مثال اس آئینہ کی مانند ہو جاتی ہے جس پر انوار ذات کی تجلیات ہوتی ہیں اور اس کشف میں وہ مصروف رہتا ہے۔

شریعت میں مراتب روح

روح کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ حیوانی روح ۲۔ روحانی روح

حکماء کا قول ہے کہ حیوانی یا نباتاتی روح خون اور سانس پر مبنی ہوتی ہے اگر کسی شخص کا سانس روک دیا جائے یا اس کا خون سلب کر لیا جائے تو اس کی موت واقع ہو سکتی ہے خون اور سانس دونوں کو دم کہا جاتا ہے اس لئے انسان بھی ایک دم ہے یعنی آدم۔

روحانی روح کی ماہیت کے بیان سے علماء، فضلاء، ماہر العبدان سب عاجز ہیں روح جسم، شکل اور عقل بھی رکھتی ہے۔ کافر کی روح کافر، منافق کی روح منافق اور مومن کی روح مومن ہوتی ہے انسانی وجود میں روح روحانی مراتب طے کرتی ہے۔ چند مراتب یہ ہیں۔

۱۔ نفقی روح ۲۔ مددی روح ۳۔ امری روح ۴۔ قدسی روح

۵۔ روح الامین

۱۔ نفقی روح:

ماں کے پیٹ میں گوشت پوست کا بچہ درست ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم

سے بچے کے وجود کے اندر نفقِ روح کا عمل ہوجاتا ہے جس سے وہ سانس لینے لگتا ہے اور ماں کے پیٹ کے اندر سانس کی یہ آمدورفت اور خون کی گردش جاری ہوجاتی ہے اسے نفق روح کا عمل کہتے ہیں۔اس طرح حیوانی اور روحانی روح مل کر بچے کو زندگی بخش دیتے ہیں۔

۲۔روح مددی:

قولہٗ تعالیٰ ''کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِھِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَھُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ '' (المجادلۃ/22)

اورہم نے اسکے قلب میں نورِ ایمان ثبت کردیا ہے اوراس میں روح سے مدد دی ہے۔خاکی وجود میں قلب زندہ ہوجاتا ہے تو روح کثیف جسمانی وجود کو ترک کر کے لطیف نورانی قلبی وجود کو بطور جسم ولباس اختیار کرلیتی ہے جس سے فقیر کو جسمانی وجود کے ساتھ ایک نورانی قلبی وجود بھی حاصل ہوجاتا ہے یہ وجود خواب کی مانند لیکن اس سے مختلف ہوتا ہے خواب کا وجود حواس خمسہ بند ہونے یا کرنے سے وجود سے باہر نکل کر طیر سیر کرتا ہے جبکہ قلبی مددی روح کا وجود فقیر کے ارادہ کے تابع ہوتا ہے وہ جب چاہتا ہے حواس خمسہ کو بند کر کے اس قلبی روحی وجود کے ساتھ جہاں چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے۔

۳۔روح امری:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں کہ روح کیا ہے؟

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ'' (بنی اسرآئیل/85)

فرما دیجئے روح امرِ ربی ہے جس کا تم کو علم کم دیا گیا ہے۔پس جن لوگوں کی روح مددی ترقی کر کے ان مراتب کو حاصل کرلیتی ہے وہ فقیر صاحبِ امر ہوجاتا ہے جس کام کو وہ کہتا ہے وہ دیر یا سویر پورا ہوجاتا ہے۔

۴۔ روح قدسی:

یہ روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھی جس سے وہ اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے مُردوں کو زندہ، کوڑھیوں کو شفا اور اندھوں کو بینائی بخش دیتے تھے۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی وہی روح قدسی حاصل ہے جیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تھی اور مجھ سے بھی وہی اور ویسے ہی کام سرانجام ہوتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوتے تھے۔ ان مراتب کے متعلق سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک فقیر وہ نہیں جو کچھ بھی نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جو باذن اللّٰہ کسی کام کا حکم دے تو اللّٰہ تعالیٰ کے فضل سے وہ پورا ہو جائے۔

۵۔ روح الامین:

اللّٰہ تعالیٰ نے اسم اللّٰہ ذات کی نعمت فرشتوں، پہاڑوں اور جملہ مخلوقات کے سامنے پیش کی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا لیکن انسان نے جلدبازی اور اسم ذات کے نور کے بوجھ سے لاعلم ہونے کی بنا پر اس کو اٹھانے کی حامی بھر لی۔ قولہٗ تعالیٰ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا O (الاحزاب/72)

ہم نے اپنی امانت (نورِ ذات) آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اس ذمہ داری کو اٹھانے سے انکار کیا اور وہ ڈر گئے اس ذمہ داری کے بوجھ سے لیکن انسان نے اسے اٹھانے کی حامی بھر لی کیونکہ وہ اس (بوجھ کی حقیقت) سے ناواقف (اندھیرے میں) اور لاعلم تھا۔

''**لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ**''۔ (الحشر/21)

اگر ہم اس قرآن مجید کو پہاڑوں پر نازل فرماتے یا رسول اللّٰہ ﷺ آپ دیکھتے کہ یہ

خشیت الٰہی اور خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

شریعت میں نور کے مراتب

۱۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق فرمایا

''اَللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' اللّٰہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے۔

۲(الف)۔حضور پاک ﷺ کے متعلق فرمایا

''قَدْجَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ.''(المائدۃ/15)

تحقیق آیا ہماری طرف سے نور (محمّد ﷺ) تمہاری طرف۔

(ب)۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا''اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰهِ نُوْرِىْ.''

اللّٰہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے تخلیق کیا وہ میرا نور ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیے کہ اللّٰہ تعالیٰ کا نور ذاتی ہے اور رسول اللّٰہ ﷺ کا نور خالق کی تخلیق ہے۔

۳۔نور ولایت:

''اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْايُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ.''(البقرۃ/257)

اللّٰہ تعالیٰ جن کو اپنا ولی بناتا ہے ان کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتا ہے۔

۴۔نور رسالت:

حضور پاک ﷺ کی بھی یہی شان ہے کہ وہ ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔ هُوَالَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِوَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ٥(سورۃ الاحزاب/43) وہ ذات اور اس کے فرشتے حضور علیہ الصلوٰت والسلام پر درود بھیجتے ہیں تا کہ آپ ﷺ تم لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیں اور وہ (ذات) مؤمنین کیلئے بہت رحیم ہے۔

۵۔صدیقین کا نور

۶۔شہداء کا نور

۷۔صالحین کا نور

ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم نے ان کیلئے ایک نور پیدا کردیا ہے جس کے ساتھ وہ لوگوں کے درمیان چلتے پھرتے ہیں۔

اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًافَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَالَهٗ نُوْرًایَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ.

(سورۃالانعام/123)

تھاوہ مردہ ہم نے اسے زندگی بخشی اور پیدا کردیااس کیلئے ایک نور جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے

۸۔جب قیامت کا روز ہوگا ہرطرف اندھیرا چھاجائے گا سورج، چاند، ستاروں اوردوسری کسی بھی قسم کی روشنی نہ ہوگی ایسی حالت میں لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سفر طے کررہے ہوں گے توانکا نوران کے آگے اوردا ہنے ان کے ساتھ چلتا ہوگا اوروہ دعا کرتے ہوں گے یااللہ اس نور میں اضافہ فرمادے۔اللہ تعالیٰ حضور پاک ﷺ کے ہمرایوں کورسوانہیں کرے گا۔قولہٗ تعالیٰ:

یَوْمَ لَایُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْامَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآاَتْمِمْ لَنَانُوْرَنَاوَاغْفِرْلَنَااِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌo(التحریم/8)

۹۔قیامت کے روز صالحین کاایک گروہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے آگے بڑھتا ہوگا توسامنے اور داہنے ان کا نوران کے ساتھ چلتا ہوگا۔منافق ان کو آواز دے کر کہیں گے بھائی ذراٹھہرجاؤ تاکہ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں چند قدم طے کرسکیں اللہ تعالیٰ صالحین اورمنافقین کے درمیان ایک دیوارکھڑی کردیں گے جس

کے اندر کی طرف رحمت اور باہر کی طرف عذاب ہوگا منافقین کو حکم ہوگا دنیا میں جا سکتے ہوتو جاؤ اور یہ نور وہاں سے حاصل کرو جو کہ ممکن نہ ہوگا۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَ كُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ o (سورۃالحدید/13~12)

۱۰۔سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے اس دنیا میں نور حاصل نہیں کیا وہ قیامت کے روز نور کہاں سے لائے گا؟ وَمَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا o (سورۃبنی اسرائیل/72)

جو لوگ حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے نور کے ہی منکر ہیں وہ خود ہی اپنا مقام متعین کر لیں ان کیلئے قیامت کے روز ٹھوکریں ہونگی۔

شریعت میں دنیا کے مراتب

۱۔اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.

مال اور اولاد دنیا کی زینت ہیں (مقصود حیات نہیں)۔

۲۔جو لوگ صرف دنیا کے طلب گار ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

۳۔فرمایا رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً. صالح لوگ ہمیشہ یہ دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی خوبی عطا کر اور آخرت میں بھی خیر سے نواز۔

۴۔فرمایا اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ. دنیا نیکوکار لوگوں کیلئے آخرت کی کھیتی ہے وہ جو کچھ اس

دنیامیں بوئیں گے آخرت میں کاٹ لیں گے ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ کی جائے گی۔

۵۔اَلدُّنْیَاجِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ.

کافروں کے لیے دنیا مردار کا مرتبہ رکھتی ہے اوراس کے طلب گار کتے ہیں۔

۶۔ اَلدُّنْیَامَلْعُوْنٌ وَمَافِیْھَامَلْعُوْنٌ اِلَّابِذِکْرِاللّٰہِ.

دنیا ملعون ہے (لعنتی ہے) اور جو کچھ بھی اس میں ہے وہ سب ملعون ہے سوائے ذکر اللّٰہ کے۔

۷۔سلطان العارفین رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا دنیاایک روزہ ہے اوراس میں ہماراروزہ ہے۔

۸۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا اَلدُّنْیَارَأْسَ کُلُّ سَیِّئَاتِ (خَطِیْئَۃُ).

دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۹۔حضور پاک ﷺ نے فرمایااَلدُّنْیَالَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیُ.

دنیاتمہارے لیے اورعقبٰی بھی تمہارے لیےصرف مولیٰ میرے لیے ہے۔

۱۰۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا اَلدُّنْیَاسِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ.

دنیامومنین کے لیے قید خانہ ہے۔

۱۱۔رزق حلال کا تو حساب ہوگااوررزق حرام پرعذاب ہوگا۔

دنیا کمانابُرانہیں بشرطیکہ حقداروں کوانکاحق ادا کیا جائے جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابردنیا کی محبت موجود ہوگی اگرستر ولی اللّٰہ بھی اسے توجہ دیں گے تو اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا لیکن ہمارا تو عجب حال ہے۔

دنیاخاطر عالم فاضل گوشے بہ بہ روندے ھُو

پندرہواں باب (15)

وحدت

وحدت

وحدت باخداکو کہتے ہیں نہ خدانہ خدا سے جدا۔فقیراسی مقام پرانا الحق،لم یزلی کانعرہ لگایاکرتے ہیں۔

وحدت کے تین مراتب

1۔وحدت الوجود(ہمہ اواست)

2۔وحدت الشھود(ہمہ ازاواست)

3۔وحدت المقصود(ہمہ اواست درمغزوپوست)

1۔وحدت الوجود

اس نظریہ کے خالق شیخ اکبرمحی الدین ابن عربی اندلسی قادری رحمۃاللہ علیہ ہیں آپؒ نے نظریہ وحدت الوجود پیش کیااوراس کیلئے بہت سی کتابیں لکھیں جیسے فتوحات مکیہ، فصوص الحکم۔شیخ صاحب کانظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ درجہ بدرجہ ہر شئے میں منتقل ہوا ہے کائنات عالم کی ہر شئے ایک ختم ہونے والا ظل ہے درحقیقت اللہ ہی باقی ہے اور ہر شئے اللہ ہی ہے جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اللہ ہی باقی ہے بس ہر شئے اللہ ہی ہے اس کے جواز میں وہ دوچیزیں پیش کرتے ہیں۔اول قرآن مجید کی آیات

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ.(سورۃالحدید/3)

وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔

لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَھُوَالسَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُo(سورۃالشوریٰ/11)

کوئی شئے اسکی مثل نہیں کان اورآنکھیں نہ رکھنے کے باوجود وہ سنتااور دیکھتا ہے۔

ان آیات نے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ کوئی شئے بھی اللّٰہ کی مثل نہیں جس طرح ہم سورج کی شعاعوں کوسورج نہیں کہہ سکتے اس لئے ہر چیز میں اللّٰہ کا نور ہونے کے باوجود ہم اسے اللّٰہ نہیں کہہ سکتے۔ شیخ اکبر محی الدین رحمۃاللہ علیہ نے آیات متشابہات کی بناد پر اپنے نظریہ کی بنیاد رکھی ہے اور جگہ جگہ اپنے مکاشفات کی مدد سے اپنے نظریہ وحدت الوجود کوتقویت دی ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃاللّٰہ علیہ کے نظریہ وحدت الوجود نے تصوف کی دنیا میں پانچ سو سال تک بے تاج بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کی۔ ہر فاضل حیرت سے گم تھا اور کسی کی جرأت نہ تھی کہ اس نظریہ کے خلاف کوئی بات کہتا یا اس کی تردید کرتا۔

حدیث قدسی: خَلَقَ اٰلاٰدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِہٖ. ہم نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ کے یہ معنی دیے گئے کہ بندے کی صورت میں اللّٰہ ہی موجود ہے جبکہ اس قول میں صورت سے مراد صورتِ اسم اللّٰہ ذات ہے اور آپ خود دیکھ لیں کہ انسانی وجود میں ہاتھ پاؤں اور داہنی بائیں سمت اور چہرہ اسم اللّٰہ کی صورت ہی ہے اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے تعارف کیلئے انسان کے بعض اعضاء اور بعض صفات کو اپنی ذات کے سمجھانے کیلئے بیان کیے ہیں نہ کہ حقیقی معنوں میں جیسا کہ فرمایا

یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ.(سورۃالفتح/10)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے اوپر اللّٰہ کا ہاتھ ہے۔

ظاہر ہے کہ جب اپنا ہاتھ خود بیان کرے گا تو صوفیاء بندہ کو اللّٰہ ہی سمجھیں گے حالانکہ ہاتھ سے مراد اللّٰہ تعالیٰ کی قوت کا اظہار ہے نہ کہ انسان کی مانند اصل ہاتھ۔ اسی

طرح اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے وحدت الوجودی فقیروں نے فوراً یقین کر لیا کہ جب وہ دیکھتا اور سنتا بھی ہے تو وہ انسان ہی ہے حالانکہ اللّٰہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ میں کانوں اور آنکھوں کے بغیر دیکھتا اور سنتا ہوں۔

لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ.(سورۃالشوریٰ/11)

کوئی شئے بھی اس کی مثل نہیں ہے۔

پس اللّٰہ اور اللّٰہ کی وجودی وحدت ہو ہی نہیں سکتی چونکہ دونوں ایک دوسرے کی جنس غیر ہیں۔ وحدت الوجود میں بڑی بات یہ ہے کہ اس میں حفظِ مراتب بالکل نہیں جب پیر اور مرید دونوں اللّٰہ ہیں اور حفظ مراتب کا ہی فقدان ہو تو پھر ادب آداب کا خدا حافظ۔ مرید بھی پیر کے برابر چارپائی ڈال کر تن کر بیٹھے کیونکہ پیر اور مرید دونوں کا مرتبہ ایک جیسا ہو گیا ہے جب بندہ خود ہی اللّٰہ ہے تو وہ سجدہ کس کو کرے۔ پس وحدت الوجود کے بہت سے فقیر تارکِ شریعت ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو ہی سجدہ کروانے لگتے ہیں۔

اس فلسفہ میں ابلیس، نمرود، فرعون اور یزید کو آدم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے مساوی تسلیم کرنا ناگزیر ہے وحدت الوجود کے فقیر وہم وحدانیت کا اثبات اپنے وجود پر کرتے ہیں یعنی قوت وہمہ سے اس تصور کا اثبات کیا جاتا ہے کہ میں ہی اللّٰہ ہوں اور اس میں استغراق تام حاصل کیا جاتا ہے اس کے ساتھ نفی اثبات اور اللّٰہ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے درود شریف بھی پڑھتے ہیں تصور وہم وحدانیت کی کثرت سے ان کے وجود میں سکر پیدا ہو جاتا ہے اور فقیر عالم مدہوشی میں رہنے لگتا ہے۔

وحدت الوجود کے فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے آپ کو خدا سمجھ

کرنہ احکامِ شریعت مانتے اور نہ ہی اسلام و کفر میں کوئی فرق جانتے ہیں ان کے نزدیک رام اور رحیم ایک ہے۔ شیخوپورہ میں بھی رب اور ربی کی دو قبریں موجود ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ نہ تھکاوٹ جبکہ بندہ چند دن نہ سونے کی بنا پر تھکاوٹ کا شکار ہو کر گرنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے نیند کو راحت اور آرام کیلئے پیدا کیا ہے۔قولہٗ تعالیٰ: **وَجَعَلْنَانَوْمَكُمْ سُبَاتًا ٥** (سورۃ النبا/9) نیند سے انسان کی تھکاوٹ بھی دور ہو جاتی ہے اور وہ تروتازہ بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی حاجت نہیں جبکہ بندہ ہر وقت کھانے پینے کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو موت نہیں جبکہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے جبکہ بندہ محکوم ہے پھر حاکم اور محکوم مساوی کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر کمزوری سے پاک ہے جبکہ بندے کو ہزاروں قسم کی بیماریاں کمزوریاں لاحق رہتی ہیں۔ وہ رزق دینے والا ہے ہم مرزوق ہیں۔ ہم ساجد ہیں وہ مسجود ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ وحدت الوجودی سلسلہ میں کامل فقیر بھی ہو گزرے ہیں درحقیقت وحدت الوجود میں جو فقیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کرتے ہیں اور شریعت کی پابندی کرتے ہیں وہ کامل ترین فقیر ہوتے ہیں جیسا کہ شاہ عنایت قادری رحمۃاللہ علیہ شریعت کے پابند ہونے کی وجہ سے سب مراتب کو طے کر کے بھی شریعت کی پابندی کی وجہ سے نہایت کامل فقیر تھے جبکہ ان کے مرید حضرت بلھے شاہ قصوری رحمۃاللہ علیہ شیخ کے سامنے گھنگرو باندھ کر طوائف کا روپ اختیار کر کے تارک شریعت ہونے کی بناء پر ہر قسم کی خدمات کے باوجود **لا الٰہ** سے نفی وجود حاصل کر کے **الا اللہ** کے مراتب پر جا پہنچے لیکن اپنی زندگی میں **محمّد رسول اللہ** ﷺ کی حضوری مجلس میں

داخل نہ ہوسکے۔

جنید بغدادی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا۔

نہیں میرے جبہ میں کچھ سوائے اللّٰہ کے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا۔

میں ہی عرش ہوں میں ہی کرسی۔

شبلی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا۔

اگر دوزخ کی آگ میرے جسم کے ایک بال کو بھی جلا دے تو میں مشرکوں میں سے ہوں گا۔

منصور حلاج رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا۔

''اَنَا الْحَقُ''، میں حق ہوں یعنی آپؒ پر جب حق کی تجلی ہوئی تو آپؒ کی زبان سے انا الحق نکلنے لگا جب آپؒ کو غیر شرعی کلام پر قید وبند کی صعوبتوں میں ڈالا گیا تو لوگ دیکھتے کہ کبھی تو قید خانہ غائب ہے کبھی آپؒ خود لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے۔اس حالت میں بھی آپؒ رات کو اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک ہزار نفل ادا کرتے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز نے ایک روز ''لَمْ یَزْلِیْ.'' ''ازل سے میرے سوا کچھ نہیں۔'' کا نعرہ بلند کیا جب لوگوں نے آپؒ کی توجہ اس غیر شرعی نعرہ کی طرف مبذول کروائی تو آپ قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا جب ایسی حالت دیکھو تو مجھ پر پتھراؤ کردو۔ایسا ہی کیا گیا ہر پتھر آپؒ کے وجود سے آر پار نکل گیا جب آپؒ اس کیفیت سے باہر آئے اور لوگوں نے پتھراؤ کا واقعہ بیان کیا تو آپؒ نے فرمایا اس وقت عبدالقادر نہیں بلکہ خود قادر موجود ہوتا ہے۔

دیگر اولیاء اللّٰہ : اولیاء اللّٰہ اور فقراء لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینے اور

روحانی میدان میں انسانوں کو انسانیت کا درس دینے والے لوگ ہوتے ہیں وہ توحید و رسالت دونوں کے مظہر ہوتے ہیں جیسا کہ لاہور میں ہزاروں اولیاء اللہ بالخصوص غریب نواز داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں غیر مسلم لوگوں کو مشرف اسلام کیا اور آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پُر انوار سے ہزاروں لوگ روحانیت سے سیراب ہو رہے ہیں۔ اجمیر شریف میں معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہندوؤں کو داخل اسلام کیا آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں آپؒ کے سلسلہ میں بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن میں، صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف میں چشتی سلسلہ کے بزرگ ہیں، پانی پت میں بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ، سندھ میں شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، پنجاب میں سروری قادری سلسلہ کے بانی حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز، ملتان میں بہاول الحق سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ رکن عالم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ شمس سبزواری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور روم میں مولانا روم صاحبِ مثنوی رحمۃ اللہ علیہ اور بغداد شریف میں سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز اور امام کریمین علیہم السلام غرض کس کس کا نام لوں۔ اللہ تعالیٰ کے کروڑوں بندوں کی ایک جماعت ہے جن میں سے کچھ نامعلوم ہیں اور کچھ معلوم ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے باغ شریعت کی آبیاری کی۔ شریعت اور روحانیت کو ساتھ ساتھ چلایا انہی لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں۔''

2۔ وحدت الشہود

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O (سورۃ البقرۃ/156)

بیشک ہم اللہ ہی کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

دین اسلام میں ایک گروہ علماءِ حق کا ہے جو قرآن مجید کے مفسر، محدث، محقق اور دین اسلام کے واعظ ہیں فرمایا گیا انہیں علماء میں سے ہر ایک ہزار سال بعد ایک مجدد دین ہوا کرے گا جو شریعت میں ایک ہزار سال میں ہونے والی بدعتوں اور خرابیوں کی اصلاح کیا کرے گا۔ ہمارے زمانے میں پہلے مجدد دین مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو سن 1034ھ واصل بحق ہوئے۔

اگر ہم ایک ہزار سال تاریخِ دین اسلام کا جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک دین اسلام میں بہت سی رخنہ اندازی کی گئی تھی اور دین اسلام میں بہت سی بدعتوں کو دین کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ وحدت الوجودی صوفیاء شدید بدعتوں میں مبتلا تھے بندے کو اللہ کہتے، رام اور رحیم کو ایک جانتے، کفر اور اسلام کو ایک ہی خیال کرتے۔ پس ضرورت تھی کہ دین اسلام کو ان بدعتوں سے پاک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑے عالم دین کو چُن کر ان سے باغ شریعت کی صفائی اور تجدید دین کا کام لیا۔ اسی دور میں مغل شہنشاہ اکبر نے ہندو مسلم اتحاد اور اپنی حکومت کے استحکام کیلئے دین الٰہی کے نام سے ایک دین ایجاد کیا تھا جس میں بادشاہ ہندوؤں کو راضی رکھنے کیلئے جھروکا میں بیٹھ کر عوام کو درشن دیا کرتا اس کے درباری جب ایک دوسرے سے ملتے تو اسلام علیکم کی بجائے اللہ اکبر اور دوسرا وعلیکم اسلام کی بجائے جل جلالہٗ کہتا اس نے اپنے دربار میں فرشی سلام اور سجدہ کو بھی رواج دیا تھا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان بدعتوں کا بغور جائزہ لیا۔

آپؒ پہلے وحدت الوجودی نظریہ رکھتے تھے بعد ازاں اس نظریہ میں جو خرابیاں پیدا ہوئیں تھیں ان کی اصلاح کیلئے آپ نے اعلان کیا کہ ہمہ اواست کہ سب اللہ ہی

ہے کا نظریہ درست نہیں ہے پس انہوں نے ایک دوسرا نظریہ وحدت الشھود پیش کیا جسے ہمہ از اواست کہتے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز اللہ نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے اور اسی کی طرف لوٹ جائے گی۔

آپؒ نے دنیا میں دیدار الٰہی حاصل ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ وراء الوراء ذات ہے اسے نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو کسی مراقبہ، مکاشفہ یا کسی ذکر فکر کے ذریعہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ تعلیمات آپؒ کے جملہ خطوط میں دیکھی جا سکتی ہیں جو آپؒ نے سوال کرنے والوں یا خطوط لکھنے والوں کو ان کے جواب میں لکھے۔ مجدد کا رتبہ علماء میں انتہائی اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے جو شریعت میں بدعتوں اور غیر اسلامی نظریات کی اصلاح کرتے ہیں ان سے علم ولایت اور علم فقر کی توقع رکھنا مناسب نہیں ان پر اعتراض کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ ان کا مرتبہ احیائے شریعت ہے ولایت اور فقر کی تعلیم دینا نہیں اور نہ ہی اس موضوع پر حضرت مجددؒ کی ذات کو حجت ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو ذکر فکر مراقبہ مکاشفہ کی کوئی تعلیم نہیں دی اسی لیے آپ کے پیروکار مختلف گروہوں کی شکل میں اپنے اپنے طریقہ سے ذکر فکر میں مصروف رہتے ہیں۔کسی نے اپنے وجود پر اپنے جسم کے مختلف مقامات پر نفس، قلب، روح، سرّ، خفی، اخفی کے مقامات تعین کر کے ان کو اللہ اللہ کی تعلیم دینی شروع کر رکھی ہے کوئی نفی اثبات میں لگا ہوا ہے کوئی اپنے قلب کو جنبش دے رہا ہے اور اسی کو ذکر قلبی خیال کر رہا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کا قلب جاری ہو گیا ہے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا یہ خام خیالی ہے۔

قلب جے ہلیا تاں کی ہویا کی ہویا ذکر زبانی ھُو
قلبی روحی سری خفی سبھے راہ حیرانی ھُو

کوئی توجہ میں کمال حاصل کرنے میں مصروف ہے جس کی توجہ سے دوسرا شخص یا تو کانپنے لگتا ہے یا اسکا دل حرکت میں آجاتا ہے مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے تصوف کے موضوع پر تعلیمات نہیں دیں اور نہ ہی حضور پاک ﷺ کی حضوری مجلس کا ذکر کیا ہے آپؒ نے ولایت کی تعلیم بھی نہیں دی کیونکہ مجدد دین ہونے کی بناء پر یہ آپؒ کا منصب بھی نہ تھا۔ آپؒ کے بعض مرید اللہ ھُو کا پاس انفاس کیا کرتے ہیں اور ساتھ ہی کثرت سے درود شریف بھی پڑھتے ہیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو سُکر کی زیادتی کی وجہ سے ان کا دماغ بھی سلب ہو کر رہ جائے۔

مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے اکبر بادشاہ کے دینِ الٰہی کو ملحدانہ قرار دیا جھروکا کا درشن اور بادشاہ کا سجدہ کو نہ صرف غیر اسلامی قرار دیا بلکہ کافرانہ رسم کہا جس پر آپؒ کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اکبر کی فوج کے چند جرنیل مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ کے مرید تھے اسلئے ان کی مخالفت کے خوف کی وجہ سے اکبر نے مجدد الف ثانیؒ کو رہا کر دیا اور اس طرح دینِ اِلٰہی پر بھی اوس پڑ گئی۔ مجدد الف ثانیؒ نے باغِ شریعت میں خود رو بوٹیوں جھاڑ جھنکار اور دین میں پیدا ہونے والی بدعتوں کو باہر نکال پھینکا۔

ہندوستان میں صوفیاء کے سب سلسلے اپنے فیض کا سلسلہ حضرت علی علیہ السلام سے جوڑتے ہیں ان کا ایمان ہے کہ مہر ولایت حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہے جبکہ مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے اپنا سلسلہ امام جعفر و صادق علیہ السلام کی والدہ ام فروا رضی اللہ عنہا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پڑ پوتی ہیں اور امام باقر علیہ السلام کی بیوی اور قاسم رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک لے جاتے ہیں کیونکہ جس قسم کا سلسلہ مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے شروع کیا تھا اس قسم کا ٹھنڈا اور شیریں فیض انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہی حاصل ہوسکتا تھا۔ حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ صدق وصفا کے شہنشاہ ہیں پس نقشبندی حضرات کو بھی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے وہی صدق وصفا حاصل ہوتا ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے باغ شریعت میں سے نہ ہی اس میں روحانی ترقی کے کوئی راستے بیان کیے اور نہ ہی کوئی منزل۔خشک شریعت کے ساتھ اگر روحانی امداد شامل نہ ہو تو دین کی ترقی رک جاتی ہے۔مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کر کے احیائے شریعت کی ہے لیکن حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ سال بعد سن 1039ھ ہجری میں دنیا میں تشریف لائے اور آپ علیہ الرحمہ نے شریعت کے باغ کو روحانی کھاد اور پانی دیا اور شریعت کے مراتب کو بیان کیا جن میں سے کچھ اس کتاب میں دیے گئے ہیں۔

اب نقشبندی مجددی حضرات پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے پیر کا مرید رہتے ہوئے بھی شریعت کے اعلیٰ ترین مراتب سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کریں اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو تکمیل تک پہنچائیں۔

3۔حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

سن 1039ھ تا 1102ھ

سلسلہ سروری قادری سلطانی

سروری قادری سلطانی سلسلہ میں راہبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی توجہ سے صدق وصفا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توجہ سے عدل ومحاسبہ نفسی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے فقیر کے وجود میں حیاء اور سخا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی توجہ سے علم فقر شجاعت

حیدری کا فیض جاری ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰت والسلام دست بیعت کر کے اسے رشد و ہدایت کی تلقین فرماتے ہیں۔حضرت فاطمہ الزہرہ سلام اللّٰہ علیہا ان میں سے بعض کو نوری دودھ کا پیالہ دیتی ہیں حسنین کریمین اسے فقر میں داخل کر دیتے ہیں اور حضور پاک ﷺ اسے غوث پاک کے سپرد فرما کر ارشاد کرتے ہیں مرشد اس کا میں ہوں اور یہ مرید آپؒ کا ہے پس اس طرح وہ سروری قادری سلطانی سلسلہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

فقیر کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ طالب کو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے مزار پر لے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مزار کے پاؤں والی طرف دونوں ہاتھ کھول کر آپؒ کے قدموں پر رکھیں اور عرض کریں حضور! میں آپؒ کا مرید ہوں مجھے اپنے سلسلہ میں داخل کیجئے پس آپؒ کے مزار سے ہاتھوں کو جنبش یا کوئی اشارہ ہوتا ہے اور طالب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ مجھے قبول کر لیا گیا ہے۔سلطان العارفین علیہ الرحمہ نے ہمہ اواست، ہمہ از اواست کے مقابلہ میں ہمہ اواست در مغز و پوست کا نظریہ وحدت پیش کیا ہے۔یہ نظریہ وحدت المقصود کا ہے۔

سلطان العارفین رحم اللہ تعالیٰ نے اس وحدت کو تین حصوں میں بیان کیا ہے۔

۱۔ وحدت المعبود وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ. (سورۃالبقرۃ/163)

۲۔ وحدت الموجود اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ.(سورۃالزمر/62)

اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ.(سورۃالنسآء/1)

۳۔ وحدت المقصود (حدیث قدسی)

۱۔ وحدت المعبود:

اللّٰہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا اور واحد ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ

ہی اس میں سے کوئی پیدا ہوا۔وہی الہ واحد ہے وہ اپنی ذات میں جیسا کہ پہلے روز تھا ویسے ہی ہے اور ویسا ہی رہے گا۔اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ. اسم اللّٰہ ذاتی اسم ہے جس کے اندر اللّٰہ لِلّٰہ لَہٗ ھُو شامل ہیں یہی اسماءِ ذاتی اسم اللّٰہ سے نکل کر دوبارہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں اس مرتبہ وحدت میں کسی نبی ولی غوث یا قطب کو دخل نہیں اس وحدت کو حاصل کرنے کی کلید ھُوَ الْھُوْ ھُوْ ہے۔

۲۔وحدت الموجود:

ذرّہ سے لیکر آفتاب تک اور تحت الثریٰ سے عرش معلّٰی تک ہر وجود میں ایک ہی وحدت موجود ہے جیسا کہ اس کی مثال بیان کرتے ہوئے اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا اللّٰہ زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک اطاق ہو اور یہ اس کا ظاہری وجود ہے اور اس کے اندر چمکتا ہوا فانوس گویا کہ ایک چمکدار موتی ہو یعنی قلبی نوری وجود۔اس کے اندر ایک روشن چراغ ہو جیسا کہ ہر وجود میں روح کا چراغ ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی اور بغیر آگ کے چھوئے خود بخود جل جل اٹھتا ہو یعنی یہ نور ربوبیت کا تیل ہے جس سے ہر شئے ہر ذرے کو زندگی ملتی ہے۔

لَاتَتَحَرَّکُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ. کوئی ایک ذرہ بھی اللّٰہ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا پس یہی حقیقی وحدت الوجود ہے۔یہ سمجھنا کہ اللّٰہ رب العزت کی وحدت بندوں کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔پس ہم وحدت الوجود کے اس نظریہ کہ ہر شئے اللّٰہ ہی ہے کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔اس وحدت الموجود کو حاصل کرنے کی کلید ھُوَ الْحَقُ ھُوْ ہے جس میں ایک ہی قسم کی وحدت ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شئے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

۳۔وحدت المقصود:

اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ جوکوئی میری نفلی عبادت کرتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کی آنکھوں سے دیکھتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کے کانوں سے سنتا ہے میں اس کی زبان بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت کی زبان سے کلام کرتا ہے۔جیسا کہ فرمایا وَمَایَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی o حضور پاک ﷺ خواہش کا کلام نہیں فرماتے۔سلطان العارفین رحم اللہ تعالیٰ نے فرمایا

آنچہ مے گویم نہ گویم از ہوا
درحضوری معرفت قرب از خدا

جوفقیر اسم اللہ ذات اوراسم ھُو کے تصور میں گم ہوکر پناہ حاصل کر لیتا ہے اسکی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے جیسے لوہا آگ کی بھٹی میں آگ کی خصوصیت حاصل کر لیتا ہے اگر اسکو ہاتھ لگائیں تو ہاتھ جلا دے گا مگر اسکی حقیقت لوہا ہی ہوگی پس جو طالب مولیٰ اسم اللہ کے نور میں فناء اور بقاء حاصل کر لیتا ہے وہ بھی اللہ کے نور سے مظہرِ نورِ ذات ہو جاتا ہے اسے اگر بندہ کہا جائے تو بھی روا ہے اور اگر مظہر اللہ کہا جائے تو بھی جائز ہے۔

پس وحدت المقصود کے مقاصد حاصل کرنے کیلئے کسی سروری قادری سلطانی فقیر سے رابطہ کرنا چاہیے۔وحدت المقصود میں وہم وحدانیت اس تصور سے کیا جاتا ہے کہ اللہ ہی موجود ہے میں موجود نہیں ہوں۔اس سے وہ مثال بالا کے مطابق فناء فی اللہ بقاء باللہ میں کامل ہو جاتا ہے اس مقام کی کلید یاھُو ہے۔

منم غمخوار خود ہستم بجز یاھُو نہ دردستم
دل وجاں رابہ ھُو بستم نہ بستم غیرالاّ ھُو (سلطان باھُوؒ)

حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ وحدت الوجود،

وحدت الشہو داور وحدت المقصو د میں کیافرق ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا وحدت الوجود تمہارالباس ہے اسکے اندرخا کی وجودوحدت الشہو د ہے اوروحدت المقصو دقلب، روح، سرّ اورنور ہے۔

سیدعبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز نے وحدت کے بیان میں فرمایا

کہ جب موّحد مقامِ توحید میں پہنچتا ہے تو وہاں نہ موّحد رہتا ہے، نہ توحید، نہ واحد، نہ بسیار، نہ خودی، نہ خدا، نہ عابد، نہ معبود، نہ ہستی، نہ نیستی، نہ ذات، نہ صفات، نہ جبرائیل، نہ قرآن، نہ ولی، نہ ولایت، نہ صفت، نہ موصوف، نہ اسم، نہ مسمیٰ، نہ اوّل، نہ آخر، نہ ظاہر، نہ باطن، نہ بہشت، نہ دوزخ، نہ روشنی، نہ تاریکی، نہ نفی، نہ اثبات، نہ آسمان، نہ زمین، نہ منزل، نہ مقام، نہ طلب، نہ طالب، نہ مطلوب، نہ عشق، نہ عاشق، نہ معشوق، نہ آدم، نہ ابلیس، نہ کافر، نہ مسلمان، نہ مومن، نہ ایمان، نہ حلال، نہ حرام، نہ وجود، نہ عدم۔

"اَلتَّوْحِيْدُ تَرْكُ التَّوْحِيْدُ فِي التَّوْحِيْدُ."

سلطان العارفین قدس سرہ العزیز نے فرمایا

الف۔ احدجد دتی وکھالی ازخود ہو یا فانی ھُو
نہ اوتھے قرب وصال نہ منزل نہ اوتھے کون مکانی ھُو
نہ اوتھے عشق محبت کائی نہ اوتھے جسم نہ جانی ھُو
عینوں عین تھیوسی حضرت باھُوؒ سرّ وحدت سبحانی ھُو

سولھواں باب (16)

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز اور علامہ اقبال رحمۃ اللّٰہ علیہ

حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

اور

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ میں علمی وفکری مماثلت

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد بہت سے مسلمان شرفاء ابتری کا شکار ہو گئے تو فقیر کے آباؤاجداد بھی اُچ شریف سیدا ں بہا و لپور سے ہجرت کر کے پہلے ضلع ہوشیار پور میں ایک بستی شتاب کوٹ کوٹلی تحصیل دسوعہ میں آباد ہوگئے اور زمینوں پر زراعت شروع کردی وہاں سے اُٹھ کر خانوادہ کے بہت سے لوگ ضلع گورداس پور، ضلع امرتسر اور ضلع جالندھر میں منتقل ہوگئے فقیر کے آباؤاجداد بسرائے تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور میں آ بسے اور وہیں زمین خرید کر کاشت کاری شروع کر دی ہمارے سب خاندانوں میں چند چیزیں مشترک تھیں۔

۱۔ وہ عالم فاضل دیندار لوگ تھے جو مسجد میں چھوٹے بچوں اور ان کے اہلِ خانہ گھروں میں چھوٹی بچیوں کو قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم دیا کرتے تھے۔

۲۔ وہ کاشت کار تھے اپنی کفالت خود کرتے وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کرتے۔

۳۔ حکمت ان کو اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی تھی صبح فجر کی نماز کے بعد اپنے مطب میں بیٹھ جاتے اور دور دور سے آنے والے لوگوں کو مفت ادویات دیتے تھے

ہومیو پیتھک طریقہ علاج میں پوٹینسی بنانے کی ابتداء انہی لوگوں نے کی تھی۔

۴۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے گاؤں میں اپنی جگہ پر پرائمری سکول کھول رکھے تھے جہاں پر وہ بچوں کو مفت پرائمری تعلیم دیتے تھے۔

میرے والد فقیر فرزند علی ولد فقیر مُہر علی الحسنی والحسینی والگیلانی رحمہ اللہ علیہم قادریہ فاضلیہ سلسلہ میں بٹالہ شریف کے مرید اور وحدت الوجود کے فقیر تھے۔ ہمہ وقت استغراق و مستی میں ہونے کے باوجود شریعت کی پابندی کرتے دسمبر کی شدید سردیوں میں جب پانی پر برف جم جاتی تالاب میں ڈبکی لگا کر ذکر ھُـــو کیا کرتے جس سے سر کے اوپر پانی گرمی کی حدت سے ابلنے لگتا۔ مستی کے عالم میں قبرستان میں گھوما کرتے قبروں کے شاہسوار فقیر تھے جس قبر میں زندہ فقیر ہوتا اسکی صفائی کر کے اسکے اوپر کپڑا ڈال دیتے اور جو لوگ قبروں میں مقید اور مردہ ہوتے انکی قبروں کے چراغ اور سرہانے کا پتھر اٹھا کر دور دور پھینک دیتے۔ رات کا کھانا ہمیشہ دیر سے کھاتے اور میرے چھوٹے بھائی لیاقت علی مرحوم و مغفور کی ڈیوٹی تھی کہ گاؤں کی مسجد میں جا کر دیکھے کہ وہاں کوئی مسافر ہے یا نہیں اگر کوئی مسافر ہوتا تو اپنا کھانا اسے بھجوا دیتے اور سردیوں میں بستر کا انتظام کر دیتے اور فرماتے مسجد میں آیا ہوا شخص اللہ کا مہمان ہوتا ہے اگر گاؤں کا کوئی شخص اسکے کھانے پینے کا اہتمام نہ کرے تو ان پر عذاب نازل ہوتا ہے اور اگر ایک بھی شخص اسکی خدمت کر دے تو فرض کفایہ پورا ہو جاتا ہے تو لوگوں پر اللہ کا کرم اور رحمت ہوتی ہے۔ آپؒ رات دن ہمیشہ جاگتے رہتے تھے آپؒ نے کبھی فقیری کا دعوٰی نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو مرید بنایا نہ ہی کبھی فقر کے موضوع پر بڑھ چڑھ کر بات کی۔ رات کو جب ہم بہن بھائی اکٹھے ہوتے تو آپؒ اللہ و رسول ﷺ کی بات کے علاوہ کوئی بات نہ کرتے۔

ایک روز فرمایا مجھے عالم رویاء میں آسمان کی بلندیوں پر اٹھا کر نیچے پھینک دیا گیا

جس سے میری ایک ایک ہڈی چور ہوگئی میں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی کہ کیا قصور ہے جو یہ سزا دی گئی؟ ارشادِ الٰہی ہوا تمہیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص آسمان کی اتنی بلندیوں تک بھی بلند ہو اور وہ شرک کرے تو اسے اس کے مراتب سے اسی طرح نیچے گرا دیا جاتا ہے۔ پس ایک روز عصر کی نماز پڑھتے ہوئے نماز کی نیت توڑ دی اور جائے نماز کا ایک کونہ پھاڑ کر دور پھینک دیا اور دوبارہ نماز میں مصروف ہوگئے نماز کے بعد میرے پوچھنے پر فرمایا کہ جائے نماز کے اس کونے پر چاند بنا ہوا تھا مجھے خیال آیا کہ اسکے سامنے سجدہ ریزی کرنا شرک نہ ہو پس میں نے اسے پھاڑ کر پھینک دیا۔ آپؒ کبھی دم تعویز وغیرہ نہ کرتے تھے البتہ جس کام کو کہتے وہ اللہ کے فضل سے پورا ہو جاتا۔ آپؒ نے اپنے وصال سے تین ماہ پہلے ایک شخص کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ میری قبر نہایت گہری اور خوبصورت بنانا جسمیں آدمی کھڑا ہو سکے اسکے بعد میرے پاس لاہور تشریف لے آئے تین ماہ میرے پاس رہے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میرے گھر والوں کو مجھ سے علیحدہ رہنے کی عادت ہو جائے اور جب میرا وصال ہو تو انہیں میرا زیادہ دکھ نہ ہو۔ حافظ جمیل احمد گورنمنٹ فیکٹری شاہدرہ کو وصیت کی تھی کہ میں فلاں روز فوت ہو جاؤں گا آپؒ نے آکر میرا جنازہ پڑھانا ہے۔ آپؒ کی قبر شاہکوٹ روڈ چک 61/RB تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کے قبرستان میں ہے فقیر کو دو تین بار خواب میں کہہ چکے ہیں کہ میری قبر تبدیل کر دو لیکن اپنے حالات کے تحت ایسا نہیں کر سکا جب میرے والد صاحب کا وصال ہونے لگا تو آخری لمحات میں مجھے وصیت کی کہ بیٹا حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جایا کرو کیونکہ آپ سلطان الفقر سلطان العارفینؒ اور حضوری فقیر ہیں اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی جایا کرو کیونکہ آپؒ عاشق رسول ﷺ ہیں پس مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ دیکھو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اگر آپ بغور مطالعہ کریں تو معلوم

ہو گا کہ علامہ اقبالؒ نے بہت سی چیزیں سلطان العارفینؒ سے ہی حاصل کی ہیں بلکہ بعض اشعار کا تو اپنی زبان میں ہو بہو ترجمہ کر دیا ہے۔

شاہین/شہباز

سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ھُو
زبان جو میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ھُو
ارسطو تے افلاطون ورگے میرے اگے کس کم دے ھُو
حاتم جیئے لکھ کروڑاں درِباھُوؒ دے منگتے ھُو

علامہ اقبال رحمۃاللّٰہ علیہ

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور
پرندوں کی دنیا کا درویش ہے یہ
کہ شاہین بناتا نہیں آشیانہ
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

نظر/عشق

سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

اک نگاہ جے عاشق تکے لکھ ہزاراں تارے ھُو
لکھ نگاہ جے عالم ویکھے کسے نہ کدھی چاڑے ھُو

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

تن و من میں ڈوبنا

سلطان با ھُو قدس سرّہٗ العزیز

الف ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ھُو
نہ کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ھُو

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

حضوری

سلطان با ھُو قدس سرّہٗ العزیز

ب باجھ حضوری نہیں منظوری تو ڑے پڑھیے بانگ صلواتاں ھُو
باجھو قلب حضور نہ حاصل توڑے کڈھیے سے زکوٰتاں ھُو

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے حذر

کلمہ

سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز

نجات مردم جاں لا الٰہ الا اللّٰہ
کلیدِ کفر جناں لا الٰہ الا اللّٰہ
چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیولعین
درآ کہ ورد زباں لا الٰہ الا اللّٰہ

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللّٰہ
خودی ہے تیغِ فساں لا الٰہ الا اللّٰہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللّٰہ

دیگر اصطلاحات جو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز سے لی ہیں وہ عشق ،فقر ،فقیر، مرشد، عارف، عالم، مُلّا، زاہد وغیرہ ہیں۔

نظریہ خودی

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے نظریہ خودی کو اَنا کہا ہے یعنی خودی و خودداری اور اسکی دو اقسام بیان کی ہیں۔1۔اَنائے رحمانی 2۔اَنائے شیطانی۔

1۔اَنائے رحمانی

اَنائے رحمانی یعنی خودی ،خودداری ،حمیت ہے جو اللّٰہ کا بندہ بنا دیتی ہے۔اَنا کا لفظ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے بھی استعمال کیا ہے اسلئے ہر شخص لفظ اَنا اپنی

ذات کیلئے استعمال نہیں کر سکتا۔وادی طویٰ میں ایک درخت سے تجلیات انوارِ ذات کاظہور ہورہا تھاوہ زیتون کا درخت بقعۂ نور بنا ہوا تھااور اس میں سے آواز آ رہی تھی۔

یٰمُوْ سٰی اِنِّیْٓ اَنَااللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَo(سورۃالقصص/30)

اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں اللہ ہوں رب العالمین۔

اِسی طرح حضورﷺ نے فرمایا

اَنَا مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَا کَذَّبُ.

میں محمدﷺ اللہ کا رسول ہوں جھوٹ نہیں کہتا۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَا بُھَا.

میں علم کا شہر ہوں اور علی (علیہ السلام) اس کا دروازہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا

اَنَا اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبُ.

میں اللہ کا غالب شیر ہوں۔

سید عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

اَنَا الْبَازِیُّ اَلشُّھَبُ.

میں سفید شہباز ہوں۔

منصور ہلاج رحمۃاللہ علیہ نے نعرہ بلند کیا

اَنَا الْحَقُ.

میں ہی حق ہوں۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اَنَااَنْتَ وَاَنْتَ اَنَا.

میں تو ہوں اور تو میں ہے۔

پس جب فقیر تصور اسم اللہ ذات تزکیہ نفسی استغراق فی اللہ اور ذکر کلمہ طیب سے باتصور باخدا ہوجاتا ہے تو وہ انائے رحمانی میں نہ خدا ہوتا ہے نہ خدا سے جدا بلکہ خودی اور خودداری میں ذاتِ الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے جیسا کہ سلطان العارفین قدس سرّہُ العزیز نے فرمایا

ہر چند خاک ساریم اندازِ ما بلند است

یہی وہ لوگ ہیں جن کو خودی اور خودداری کا نمونہ کہہ سکتے ہیں۔

2۔انائے شیطانی:

یہ تکبرِ شیطانی ہے جیسا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کو جواب دیا اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ میں آدم (علیہ السلام) سے بڑھ کر ہوں کیوں کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا۔

شیطان کو اللہ تعالیٰ نے پوچھا تم نے میرے لیے کیا کیا؟

شیطان نے کہا میں نے تیری عبادت کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ پر لعنت کی اور تیری عبادت نامنظور کی۔

آدم علیہ السلام سے پوچھا تم نے کیا کیا؟

آدم علیہ السلام نے جواب دیا میں نے گناہ کیا اور تیری بارگاہ میں توبہ کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تم پر رحمت کی۔

آجکل بہت سے ناقص پیر اور مرید اسی اَنائے شیطانی میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں جو اپنے آپکو دوسروں سے برتر اور بڑھ کر خیال کرتے ہیں یہ بہت بڑی روحانی بیماری ہے جو طریقت میں ذکر فکر کرنیوالے لوگوں کیلئے زہر ہلاہل کا کام کرتی ہے یہ تکبر اور بڑائی کا جذبہ نفسانی آگ سے پیدا ہوتا ہے اور نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے آگ خشک

گھاس کو جلا دیتی ہے۔

فقیر ایک بار بابا جی غلام محمد بارہ دری لاہور رحمۃاللہ علیہ دریا راوی کے مزار کے قریب بیٹھا تھا کہ ایک شخص اَللّٰہ ھُوْ اَللّٰہ ھُوْ کر رہا تھا۔ فقیر نے سروری قادری سلسلہ کے ذکر واذکار کے مدنظر اس شخص کو حقیر اور اپنے آپ کو بڑا خیال کیا اللّٰہ تعالیٰ نے علم لدنی کے ذریعے الہامی صورت میں فرمایا کہ تم اسے حقیر جانتے ہو اگر میں وہ سب کچھ اسے عطا کردوں جو میں نے تجھے دیا ہے تو پھر کیا ہو؟

فقیر قبلہ رُخ بازو لمبے کر کے چہرہ کے بل زمین پر لیٹ گیا اور آہ وزاری اور عرض کرنے لگا یا رب العزت! اگر تو میری مدد نہ فرمائے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو دوسرا کون ہے جو تیری ذات کے سوا میرا حامی ومددگار ہو گا فقیر یہ کہتا تھا آنکھوں سے آنسو بہاتا تھا اور اپنا سر دائیں بائیں رخساروں کے بل پٹختا تھا کہ اللّٰہ کی رحمت جوش میں آئی اور فرمایا میں نے تجھے معاف کیا تمہارے درجات کو مزید بلند کیا آئندہ سے کسی بھی شخص کو اپنے سے حقیر نہ سمجھنا پس فقیر نے اس معافی اور درجات کی بلندی کا سن کر خاک پر پیشانی رکھ دی اور اللہ کی بارگاہ میں شکرانے کا سجدہ کیا۔

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ کا نظریہ خودی

علامہ اقبال رحمۃ اللّٰہ علیہ کہتے ہیں کہ کائنات کی حیات وبقا اور ترقی کیلئے خودی ہی کام کر رہی ہے خودی سے مراد خودداری، غیرت، حمیت اور بلند عزائم ہیں خودی مسلسل حرکت، عزم، جمعیت اور عمل کا نام ہے اور آپؒ مسلمان نوجوانوں میں احیائے خودی چاہتے ہیں۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی

کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

سوال خودی کو کمزور کر دیتا ہے جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے والے سائل یعنی گداگر کے منہ پر قیامت کے روز گوشت نہ ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے آپؓ کے ہاتھ سے کوڑا نیچے گر گیا آپؓ نے اپنی سواری سے اتر کر خود کوڑا اٹھایا اور پھر سوار ہو گئے۔ پاس کھڑے ہوئے شخص نے عرض کی سرکار! آپؓ مجھے حکم دیتے تو میں کوڑا اٹھا کر دے دیتا۔ آپؓ نے جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے سوال کرنیوالوں میں شمار کیا جائے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ خودی کے بیان میں فرماتے ہیں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

خودی کے اس انتہائی مقام سے آگے باخدا کا مقام ہے جہاں پر صاحبِ خودی ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے جہاں اسے اپنے رب کی بارگاہ میں سوال کرنے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ لَا یَحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ وَاِلٰی غَیْرِہٖ. اسکا مقام ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے رب سے کوئی حاجت نہیں رکھتا کیونکہ وہ خود ہی میری حاجتوں سے آگاہ ہے۔

فقیر باخدا کے مقام پر کہتا ہے۔

ہوا جب باخدا بندہ تو پھر طلبِ رضا کیوں ہو

خدا جب گھر میں آجائے تو حرفِ مدعا کیوں ہو

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہم نے اونٹ کو کیسے بنایا۔

اَفَلَایَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ O (سورۃ الغاشیہ/17)

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں اونٹ کو دیکھو وہ خود جھاڑیاں اور کانٹے کھاتا ہے لیکن تمہاری خدمت بجالاتا ہے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خودی کے مراتب کی تکمیل کیلئے اونٹ ہی کی اطاعت،ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی کی مثال دی ہے۔ یہ تینوں مراحل درج ذیل ہیں۔

ا۔اطاعت:

اطاعت کے سلسلہ میں علامہؒ نے فرمایا کہ اونٹ صبروضبط سے کانٹے دار جھاڑیوں پر گزارہ کر کے اطاعت گزاری اختیار کرتا اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے پس ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اطاعت گزار بندے بن کر صراط مستقیم پر چلتے رہیں۔

خدمت و محنت شعارِ اشتر است صبر و استقلال کارِ اشتر است
گام او در راہ کم غوغا ستے کارواں را زورق صحرا ستے
نقش پایش قسمت ہر بیشئہ کم خورو کم خواب و محنت پیشئہ
مست زیرِ بارِ محمل می رود پائے کوباں سوے منزل می رود
سرخود از کیفیتِ رفتارِ خویش در سفر صابر تر از اسوارِ خویش
تو ہم از بارِ فرائض سرمتاب برخوری از عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَآب
در اطاعت کوش غفلت شعار می شود از جبر پیدا اختیار
ناکس از فرماں پذیری کس شود آتش ار با شد ز طغیاں خس شود
ہر کہ تسخیرِ مہ و پرویں کند خویش را زنجیری آئیں کند
باد را زنداں گلِ خوشبو کند قید بُو را نافہ آہو کند
می زند اختر سوے منزل قدم پیش آئینے سرِ تسلیم خم
سبزہ بر دینِ نمو روئیدہ است پائمال از ترکِ آں گردیدہ است

لالہ پیہم سوختن قانونِ او | بر جہد اندر رگِ او خونِ او
قطرہا دریاست از آئینِ وصل | ذرہ ہا صحراست از آئین وصل
باطنِ ہر شے ز آئینے قوی | تو چرا غافل ز ایں ساماں روی
باز اے آزادِ دستور قدیم | زینت ِپاکن ہماں زنجیر سیم

شکوہ سنجِ سختیٔ آئیں مشو
از حدود مصطفیٰ ﷺ بیروں مرو

۲۔ضبط و نفس:

اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

قَدْاَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰیO(سورۃالاعلیٰ/14)

جس نے تزکیہ نفسی کی اس نے فلاح پائی۔

علامہ اقبال رحمۃاللّٰہ علیہ نے یہاں نفس کی دو خصوصیات بیان کی ہیں کہ وہ اونٹ کی طرح خود سر اور خود پرست ہے پس چاہیے کہ اس اونٹ کی نکیل اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اپنا مطیع کرلیا جائے اور اس کیلئے یَاقَوِیُّ کا ورد مفید ثابت ہوتا ہے۔

نفسِ تو مثلِ شتر خود پرور است
خود پرست وخود سوار خود سرّ است
مرد شو آور زمامِ او بکف
تا شوی گوہر اگر باشی خزف
ہر کہ برخود نیست فرمانش رواں
می شود فرماں پذیر از دیگراں
اہلِ قوت شو ز ورد یَاقَوِیُّ
تا سوارِ اُشترِ خاکی شوی

۳۔ نیابت الٰہی:

اللّٰہ تعالیٰ نے بندے کوزمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجا پس جو شخص اپنے سرکش نفس (اونٹ) پر غلبہ حاصل نہیں کرتا وہ دنیا پر حکمرانی کیا کرے گا۔

گر شتر بانی جہانبانی کُنی
زیب سر تاجِ سلیمانی کُنی

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ نے خودی کی تربیت کیلئے جو تین مراحل اطاعت، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی بیان کیے ہیں وہ نہایت ارفع واعلیٰ ہیں لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ تربیت کے یہ مراحل کیسے طے کیے جائیں گے؟ اور کون طے کروائے گا؟ کیونکہ ازخود ان مراحل کو طے کرنا ممکن ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فلسفہ خودی کو ذوق وشوق سے پڑھنے کے باوجود ہمارے نوجوانوں میں اجتماعی خودی کا فقدان ہے اور جس طرح ہمارے نوجوان پہلے پراگندہ تھے اب بھی اسی طرح بکھرے ہوئے ہیں اسلئے محمّد رسول اللہ ﷺ یا آپ ﷺ کے تربیت یافتہ کسی مردِ کامل کی ضرورت ہے جن کی صحبت اور نگاہ دلوں پر اثر انداز ہوکر نوجوانوں کے باطن کا رخ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف موڑ دے اور محویت و بےخودی سے ان کو زندہ قوم بنادے۔

اس تربیت کے بعد بےخودی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ علامہ صاحبؒ چاہتے ہیں کہ فرد کو ملت میں ضم ہوکر ملتِ واحدہ کی صورت اختیار کر لینا چاہیے جس طرح پانی کا ایک قطرہ سمندر میں مل کر سمندر ہو جاتا ہے یا ریت کا ایک ذرہ ریت کے ڈھیر سے مل کر ریگستان بن جاتا ہے اور ایک ستارہ ستاروں کے جھنڈ میں مل کر کہکشاں کہلاتا ہے پس اسی طرح فردِ واحد ملت میں گم ہوکر جمیع قوت کا مظہر بن سکتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک اپنی ذات کی نفی کر کے ملت میں گم ہو جانا ہی خودی کا مقصود ہے۔ اس طرح آپؒ

فرد کی تربیت سے ایک قوم اور جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراو دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے تابخاکِ کاشغر

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ کا فلسفہ بے خودی

۱۔ علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ افلاطون کو راہب درینہ اور اسکے فلسفہ کہ موت ہی حیات ہے کو قوموں کے لیے زہر ہلاہل اور افیون قرار دیتے ہیں افلاطون کہتا ہے کہ جب زندگی کا انجام موت ہے تو اس تگ و دو اور بھاگ دوڑ کا کیا فائدہ۔ظاہر ہے یہ نظریہ علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ کے نظریہ خودی کے خلاف ہے۔

راہب دیرینہ افلاطون حکیم
از گروہ گوسفندان قدیم
گفتہ سرِّ زندگی درمردن است
شمع راجلوہ از افسردن است

۲۔ علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ منشیات استعمال کرنیوالے زندگی سے گئے گزرے لوگوں کو بھی پسند نہیں کرتے حقیقت بھی یہی ہے ایسے لوگ قوموں پر بوجھ ہوتے

ہیں۔چائنہ نے جب آزادی حاصل کی تو ایسے ہزاروں افیونی لوگوں کوموت کے گھاٹ اتار دیا۔آج اس قوم کی رگوں میں ایک نیا گرم خون جوش سے بہہ رہا ہے اور چائنہ کے لوگ دنیا کی صف اول کی قوموں میں سے ایک قوم ہیں۔علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسنا اوّل طاؤس ورباب آخر

۳۔<u>رموزِ بےخودی:۔</u>صوفیاء کی ایک جماعت اپنے طالبوں کو بےخودی کا درس دیتی ہے

چشم بند ولب بند و گوش بند
تانہ بینی سرِّحق برمن بخند

یہ شعر حامد سلطانؒ نے مناقبِ سلطانی میں بھی بیان کیا ہے یہ شعر علامہ صاحبؒ کے فلسفہ خودی کی نفی کرتا ہے اس لیے آپؒ نے فرمایا

چشم وگوش ولب کشا اے ہوشمند
گر نہ بینی راہِ حق برمن بخند

جبکہ اسکے برعکس رموزِ بیخودی میں علامہ صاحبؒ نے مولانا رومؒ کا ایک شعر تحریر کیا ہے۔

جہد کن در بےخودی خودرا بیاب
زود تر واللہ اعلم بالصواب

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ نے اسی شعر کی تائید اور تقلید میں بےخودی کی عملی صورت بیان کرتے ہوئے کہا

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی

علامہ اقبال رحمۃاللہ علیہ رموزِ بےخودی میں کچھ الجھے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ خودی کے ساتھ ساتھ بےخودی کو چلانا مشکل عمل ہے۔فقیر کے نزدیک بےخودی

سے ہی احیائے خودی کا ظہور ہوتا ہے۔فقیر عرض کرتا ہے

اے صاحبِ القائے ربی ! مجھ کو یہ سمجھایئے
خودی اور بے خودی میں بُعد کیا ہے صاحبا فرمایئے
بےخودی میں جہد کر کے ہم نے خود کو پالیا
عین وعین ہوئے ہم صاحب سرِّ وحدت پالیا
بےخودی میں ہی خودی ہے ہم نے یہ آزمالیا
بےخودی سے نورِذاتی نورِ وحد ت پالیا

اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ. ہم نے موت ہی سے حیات کو پیدا کیا۔

اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

وَذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَانَسِیْتَ. (سورۃالکھف/24)

اپنے آپ کو بھول استغراق فی اللّٰہ میں ذکر اللّٰہ کیا کرو۔

اور یہی وہ بے خودی ہے جس سے احیائے خودی ہوتی ہے۔

یادرہے کہ افراد کی تربیتِ صالح سے ہی قوموں کا جمود توڑا جاسکتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُمَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْامَابِاَنْفُسِھِمْ. (سورۃالرعد/11)

بیشک اللّٰہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم میں تبدیلی نہیں لاتا جب تک (اس کے افراد) اپنے نفسوں میں تبدیلی نہیں لاتے۔

انگلش کا ایک محاروہ ہے Nature can not be changed یعنی کسی شخص کی فطرت کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا اورعیسائیت کا ایمان ہے کہ گناہ انسانی وجود میں وراثتن منتقل ہوتے ہیں۔اللّٰہ تعالیٰ کسی بچے کو برائی کی راہ دے کر پیدا نہیں کرتے۔اللّٰہ

تعالیٰ اس میں کبھی تبدیلی نہیں کرتے۔قولہٗ تعالیٰ

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًافِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَالَاتَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذَالِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَo(سورۃالروم/30)

پس آپ کرلیں اپنا رخ دین (اسلام) کی طرف پوری یکسوئی سے (مضبوطی سے پکڑلو) اللّٰہ کے دین کوجس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا اللّٰہ کی تخلیق میں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے اسکے والدین، دوست، تعلیم اور معاشرہ اس کو کچھ سے کچھ بنا دیتے ہیں پس معلوم ہوا کہ انسانی فطرت کوئی ثابت یا مستحکم چیز نہیں ہے جسے تبدیل نہ کیا جاسکے صرف حیوانات، درندے، چرندے اور پرندے اپنی فطرت پر قائم رہتے ہیں گیدڑ شیر نہیں بن سکتا بکری بھیڑیے کو سینگ نہیں دکھا سکتی جبکہ انسان کو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ طاقت عطا کی ہے کہ اگر وہ چاہے تو بھیڑ بن جائے اگر وہ چاہے تو شیر بن جائے اگر وہ چاہے تو شاہین بن کر آسمانوں کی بلندیوں پر پرواز کیا کرے اگر وہ چاہے تو گدھ بن کر مردار لاشوں کی تلاش میں پرواز کیا کرے اگر وہ چاہے تو اللّٰہ کا ولی بن جائے اگر وہ چاہے تو کفر اختیار کرلے پس چاہیے کہ خودداری اور غیرت کو اپنا کر ستاروں پر کمند ڈالنے والے نوجوانوں کی صف میں شامل ہوجائے۔

سترہواں باب(17)

علم الکتاب

علم الکتاب

یہ تصرفات کا علم ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا ہی حصہ ہے جو امتِ محمدیہ ؐ کے اولیاء اللہ کو عطا کیا جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ "یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ"

اللّٰہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کی شان میں چار قسم کے تصرفات بیان کیے ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ ﷺ لوگوں پر قرآن مجید کی تلاوت با تاثیر کرتے ہیں جسکے کان میں بھی آپ ﷺ کی آواز پڑ جاتی وہ فوراً دین اسلام میں داخل ہو کر آپ ﷺ کی غلامی اختیار کر لیتا اسی لیے قریش مکہ اپنے کان روئی سے بند کر لیتے۔ سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی قرآن مجید کی تفسیر با تاثیر ہے جو کوئی اسے ایک بار پڑھ لیتا ہے اس کی نظروں میں دنیا حقیر اور اللہ و رسول ﷺ محبوب ہو جاتے ہیں۔

دوم یہ کہ آپ ؐ ان کا تزکیہ نفسی کر کے ان کو پاک کر دیتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں کوئی بھی شخص جس قسم کی نیت اور دل لے کر آیا اللّٰہ تعالیٰ نے اسے اسی گروہ میں شامل کر دیا۔ کافر نے جب حضور پاک ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اس کیلئے ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہو گیا تو اللّٰہ تعالیٰ نے اسکے دل پر کفر کی پختہ مہر لگا دی۔ قولہٗ تعالیٰ "خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ" اور جب کوئی منافق شک وشبہات بھرا نفاق سے پُر بیمار دل لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا خلوص دل سے ایمان نہیں لایا اور اس

نے اپنے بیماردل کی اصلاح وعلاج کی طرف توجہ نہ دی تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی منافقانہ حرکات کی وجہ سے انکے دل میں نفاق کے مرض کواور بڑھادیا۔قولہٗ تعالیٰ ''فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا''اوراگرکوئی شخص خلوص نیت سے اللّٰہ ورسول ﷺ پر ایمان لے آیا تو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایک دوسرے کیلئے محبت پیدا کردی جب انہوں نے حضور پاک ﷺ کی غیرمشروط غلامی اختیار کر لی وہ اللہ پر راضی ہو گئے اور اللہ ان پر راضی ہو گیا تو ان کو ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡاعَنۡہُ'' کا خطاب ملا اور حضور پاک ﷺ کے جانثار صحابی کہلائے جب کوئی ایسا شخص حضور علیہ الصلٰوت والسلام کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر آپ ﷺ کا دست بیعت ہوتا اور آپ ﷺ اسے کلمہ طیب '' **لا الٰہ الاالـلّٰـہ محمّد رسول اللّٰہ** ﷺ'' کی تلقین فرماتے تو اس پر اسم اللّٰہ ذات کا تصور کھل جاتا اور وہ جدھر دیکھتا اسے اسم اللّٰہ ذات کا نور ہی نظر آتا۔اس طرح اہل ایمان کے دلوں میں حضورعلیہ الصلوٰت والسلام کی محبت کا جذبہ اس قدر پیدا ہو جاتا کہ انہیں ایک دم کیلئے بھی آپ ﷺ سے فرقت گوارا نہ ہوتی۔گھر جاتے تو آٹا گوندھ کر روٹی پکانے کی بجائے آٹا پانی میں گھول کر پی لیتے تاکہ وقت ضائع نہ ہواوردوبارہ حضور پاک ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوجاتے۔جب حضور پاک ﷺ نماز کیلئے وضوفرماتے تو صحابہؓ پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیتے جس کسی کو یہ سعادت میسر نہ ہوتی وہ دوسرے صحابیؓ کے گیلے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رگڑ کر اسے چہرے پر مل لیتا۔اللّٰہ ورسول ﷺ کی راہ میں اپنا سارا مال خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے۔پس حضورعلیہ الصلوٰت والسلام نے نگاہ سے ہی ان کا ایسا تزکیہ کردیا کہ وہ دنیامیں ستاروں کی مانند رہنما بن کر چمکے۔اسی لئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جوکوئی ان کی پیروی کرے گا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا''قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی O''(الاعلیٰ/14) جس کا تزکیہ نفسی ہو گیا اس

نے فلاح پائی۔

فلاح یافتہ لوگ

تزکیہ نفسی کرنے والے کو فلاح حاصل ہوتی ہے۔(سورۃ الشمس/9)

مومنین کو(دونوں جہان میں)فلاح نصیب ہوتی ہے۔(سورۃ المومنون/1)

پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(الجمعہ/10)

اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی اور ہمیشہ مفید کام کیا کرو تا کہ تم (دین و دنیا میں)فلاح پاؤ۔(سورۃ الحج/77)

اے ایمان والو! جب جنگ آزما ہو کسی لشکر سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(سورۃ الانفال/45)

اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور پاسے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تا کہ تم فلاح پاسکو۔(المائدہ/90)

آپ فرما دیجیے انہیں نہیں برابر ہوسکتا ناپاک اور پاک اگر چہ حیرت میں ڈال دے تجھے ناپاک کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اے عقل والو! تا کہ تم فلاح پاؤ۔(سورۃ المائدہ/100)

اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دوگنا چوگنا کر کے اور ڈرتے رہو اللہ سے تا کہ تم فلاح پاؤ۔(سورۃ آل عمران/130)

اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو(دشمن کے مقابلہ میں)اور کمر بستہ رہو(خدمت دین کیلئے)اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(سورۃ آل عمران/200)

اوروہ جس نے توبہ کی اورایمان لایااورصالح عمل کیے یقیناً وہ فلاح یافتہ لوگوں میں ہوگا۔(سورۃ القصص/67)

اورجس کوبچالیا گیااپنےنفس کی حرص سے وہی فلاح یافتہ ہیں ۔(الحشر/9)

یہ(بلنداقبال)حزب اللّٰہ(اللّٰہ کا گروہ) ہے۔سن لو!اللّٰہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں فلاح یافتہ اورغالب آنے والا ہے۔(المجادلہ/38)

پس دورشتہ دارکواس کاحق نیزمسکین اورمسافرکویہ بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جو رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں اوروہی لوگ دونوں جہانوں میں فلاح یافتہ ہیں ۔(سورۃ الروم/38)

اوررسول اللّٰہ پر جوایمان لائے اورآپ کےساتھ انہوں نے مال وجان سے جہاد کیا اور انہی کیلئے ساری بھلائیاں ہیں اور وہی فلاح یافتہ لوگ ہیں ۔(سورۃ التوبہ/88)

اور (اعمال کا)تولنا اس دن برحق ہے پس جن کے بھاری ہوئے ترازو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(سورۃ الاعراف/8)

ضرور ہونی چاہیےتم میں سے ایک جماعت (علماءحق کی)جوتم کو نیکی کی طرف بلائے اورحکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔(سورۃ آل عمران/104)

یہی لوگ فلاح یافتہ اور ہدایت یافتہ ہیں۔(سورۃ البقرہ/5)

ایمانداروں کی بات تو صرف اتنی ہے کہ جب انہیں بلایا جاتا ہے اللّٰہ اور اس کے رسول کی طرف تا کہ وہ فیصلہ فرما دے ان کے درمیان تو وہ کہتے ہیں ہم نے فیصلہ سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ دونوں جہانوں

میں فلاح پانے والے ہیں۔(سورۃ النور/51)
جن لوگوں کے میزان (میں نامہ اعمال) کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح یافتہ لوگ ہوں گے۔(سورۃ المؤمنون/102)

جن لوگوں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی بارگاہ سے (نور) ہدایت لے کر آیا اور وہی جانتا ہے کہ اس کا انجام اچھا ہوگا بے شک ظلم وستم والے فلاح نہیں پاتے۔(سورۃ القصص /37)
اور جو پوجتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے بلاشبہ کافروں کو فلاح نہیں ہوتی۔(سورۃ المومنون/118)
پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو افترار باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا یا جھٹلائے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو بیشک مجرم فلاح نہیں پاتے۔(یونس/17)
جادوگر فلاح نہیں پاتے۔ (سورۃ یونس/77)
جھوٹ بولنے والے اور حرام کو حلال بتانے والوں کو فلاح نہیں ہوگی۔
(سورۃ النحل/116)
اللہ اور اس کے بندوں پر بہتان باندھنے والوں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔

سلطان العارفین رحم اللہ تعالیٰ نے مرشد کی چار صفات بیان کی ہیں

ا : شریعت کا پابند ہو۔
۲ : طالب کو دست بیعت کر کے اسکا نفس مردہ اور قلب زندہ کر دے۔
۳: طالب کی دستگیری کر کے حضوری مجلس میں پیش کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

۴: ایک ہی نگاہ سے تزکیہ نفسی کر کے طالب کے وجود کو نور بنا دے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بیت

طالب بیا' طالب بیا' طالب بیا
تا رسانم روز اول با خدا

سوم یہ کہ آپ ﷺ علم الکتاب کی بھی تعلیم دیتے

علم الکتاب سے مراد تصرفات کا علم ہے اسی علم کی قوت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے تین سو میل دور میدان جنگ میں اپنے سالار کو "یَاسَارِیَه اِلَی الْجَبَلِ" اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے دشمن حملہ آور ہو رہا ہے کی آواز دے دی تھی جسے سالارِ فوج نے سن لیا اور میدان جنگ میں اپنی پوزیشن مستحکم کر لی۔

عبید اللہ ابن الجراحؓ مسلمان افواج کے سالار تھے مسلمان فوجیں ایران پر حملہ آور ہو رہیں تھیں راستہ میں دریائے جیحون سیلاب زدہ تھا پل کو ایرانیوں نے توڑ دیا تھا کسی صورت دریا پار نہ کیا جا سکتا تھا ایسی حالت میں مسلمان کمانڈر نے حکم دیا کہ دو دو گھوڑے برابر رکھتے ہوئے دریا عبور کریں جب ایرانی افواج نے اسلامی فوج کو اسطرح دریا عبور کرتے دیکھا تو "دیواں آمدند" دیو آگئے کا نعرہ لگاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے جب اسلامی لشکر دریا پار کر گیا تو کمانڈر نے اپنے فوجیوں کو مخاطب کر کے کہا کسی کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا ایک سپاہی نے کہا کہ اس کا ایک لکڑی کا پیالہ پانی میں گر گیا ہے جس پر عبید اللہ ابن الجراحؓ نے دریا کو حکم دیا کہ اس کا پیالہ واپس کر دے۔ لوگوں نے

دیکھا کہ دس پندرہ منٹ بعد پیالہ پانی کی لہروں کے زور پر کنارے سے آ لگا۔

افریقہ میں قیروان کے مقام پر ایک بڑا گھنا جنگل تھا جس میں ہر قسم کے درندے سانپ وغیرہ موجود تھے جس کی صفائی ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔کمانڈر نے چند اصحابہ رضوان اللّٰہ علیہم کو ساتھ لیا اور جنگل کے کنارے پر درندوں چرندوں اور دوسرے حشرات الارض کو مخاطب کر کے فرمایا میرے ساتھ حضور پاک ﷺ کے صحابی رضوان اللہ علیہم بھی موجود ہیں اے جنگل کے باسیو! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تین دن کے اندر اندر جنگل خالی کر دو کیونکہ ہم نے اس جگہ فوجی چھاؤنی قائم کرنی ہے۔لوگوں نے دیکھا کہ جنگل میں ہلچل مچ گئی اور ہر کوئی اپنی اور اپنے بچوں کی جان بچانے کیلئے بھاگ کھڑا ہوا اور کمانڈر نے جنگل کٹوا کر وہاں چھاؤنی قائم کر لی۔

قرآن مجید میں بھی علم الکتاب سے تصرف کی مثال موجود ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے فرمایا وہ کون ہے؟ جو ملکہ سباء کا تخت تین سو میل دور سے لا کر حاضر کر دے ایک جن کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ میں طاقتور بھی ہوں اور اور دیانتدار بھی ہوں اور تخت کو اتنے عرصہ میں لا سکتا ہوں جب تک آپؑ اس مجلس میں موجود ہیں۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا نہیں مجھے اس سے پہلے چاہیے۔ پھر علم الکتاب کے عالم آصف بن برخیاہ رحمۃاللّٰہ علیہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آپؑ کی آنکھ کی پُتلی اِدھر سے اُدھر ہونے کے عرصہ میں تخت حاضر کر دیتا ہوں پس جب سلیمان علیہ السلام نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو تخت موجود تھا۔آپؑ نے کہا کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے اپنے بندے کو اس قدر نعمتوں سے نوازا تا کہ وہ دیکھے کہ میں اس کا کس قدر شکر گزار بندہ بنتا ہوں۔(سورۃ النمل)

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے بھی علم الکتاب کے موضوع پر بہت سی

کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً تیغ برہنہ، امیر الکونین، کلید جنت، عقل بیدار، کلید التوحید، دیدار بخش، مجالسۃ النبی ﷺ۔۔۔

اللّٰہ تعالیٰ نے اولادِ آدم علیہ السلام کو علم کی وجہ سے دوسری مخلوقات پر شرف بخشا ہے ظاہری حواس خمسہ کی طاقت سے عقل کو پیدا کیا ہے۔ حسِ مشترک کو یادداشت کا خزانہ بنادیا ہے اسی طرح باطن میں مختلف حسیں پیدا کر کے انسان کو قوت کا خزانہ عطا کردیا ہے۔ جس سے وہ صاحبِ تصرف ہو جاتا ہے۔ ابتدائی تصرفات کیلئے باطنی قوتوں کو اثباتی صورت میں (Develop) کیا جاتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ

كُلَّ يَوْمٍ هُوَفِىْ شَاْنٍ ٥(سورۃالرحمٰن/29)

وہ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

علم نعم البدل

اللّٰہ رب العزت نے ہر شئے کا نعم البدل پیدا کیا ہے مثلاً بُرائی کا نعم البدل اچھائی، جھوٹ کا نعم البدل سچ، بدراہی کا نعم البدل صراط مستقیم، رات کا نعم البدل دن، ظلمات کا نعم البدل نور غرضیکہ اللّٰہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے دو رخ پیدا کئے ہیں ایک بُرا اور دوسرا اچھا پس انسان وہی ہے جو ہمیشہ اچھا راستہ اختیار کرے۔قولہٗ تعالیٰ " فَفِرُّوْااِلَی اللّٰہِ" (اللّٰہ کی طرف بھاگو) بعض لوگوں نے اس کو" فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ" اللّٰہ کی طرف سے الٹا (دنیا) کی طرف بھاگنا سمجھ رکھا ہے۔

یوم الست جب رب تعالیٰ نے ارواح سے " اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ"" کیا میں تمہارا رب ہوں" کا عہد لیا اور جملہ ارواح نے قَالُوْ بَلٰی کہہ کر اس کی ربوبیت کا اقرار کیا اس مقام پر ارواح کی صداقت پرکھنے کیلئے اللّٰہ تعالیٰ نے دنیا کو ارواح کی بائیں جانب

پیدا کیا تو اس کی زیب وزینت دیکھ کر نو حصہ ارواح دنیا کی طرف مائل ہو کر بھاگ کھڑی ہوئیں بقایا ایک حصہ ارواح کی دائیں جانب قدرت کاملہ نے جنت کو پیدا فرمایا تو اس کی نعمتوں حور و قصور کو پسند کر کے مزید نو حصہ ارواح جنت کی طلبگار بن کر اس میں داخل ہوگئیں یہ اہل تقوی پر ہیز گاروں، زاہدو عابدلوگوں کی ارواح ہیں۔ایک حصہ ارواح جو بارگاہ الٰہ میں موجود رہیں انہوں نے نہ تو دنیا کو نظر بھر کر دیکھا اور نہ ہی جنت اور اس کی نعمتوں کو اختیار کیا اللّٰہ تعالیٰ نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا اے ارواح! کہ تم نہ تو دنیا کے طلبگار ہو اور نہ ہی جنت کے خواہشمند پھر مجھ سے کیا طلب کرتے ہو؟ ان روحوں نے عرض کیا یا اللّٰہ ہم تیری بارگاہ سے تجھی کو طلب کرتے ہیں۔پس یہ انبیاء کرام اولیاء عظام کی ارواح ہیں۔قولہٗ تعالیٰ:

مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ٥

یہ انبیاء ہیں اور صدیقین ہیں اور شہداء ہیں اور صالحین (اولیاء اللّٰہ فقراء) ہیں اور یہ کیسے اچھے ساتھی ہیں (جو ایک دوسرے کی رفاقت کا حسن ہیں)۔(سورۃ النسآء 69)

قارئین کرام آپ نے دیکھا کہ روحوں کی درجہ بندی کہ کون کافر ہے اور کون منافق۔کون دنیا دار ہے اور کون طالب مولیٰ ہے روز اوّل ہی ہو چکا پھر دنیا کو دارالعمل امتحان گاہ کیوں بنا دیا گیا ہے؟

اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ اگر کوئی ولی اللّٰہ دنیا میں کفر کی راہ اختیار کرے گا تو نعم البدل کے اصول سے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کوئی کافر نعم البدل کے قانون سے اللّٰہ تعالیٰ کا قرب اور معرفت حاصل کرنا چاہے گا تو اللّٰہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بنا کر اولیاء اللّٰہ کی صف میں داخل کر دے گا۔ایسا اس لئے ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے بندوں پر حجت پوری کرنا چاہتا ہے تا کہ وہ قیامت کے روز ایسا نہ کہہ سکیں کہ انہیں

تو اپنا اقرار یاد ہی نہیں تھا اور انہیں اصلاح کا موقع نہیں دیا گیا۔

علمِ نعم البدل کا ایک دوسرا پہلو بھی ہمارے سامنے ہے دنیا میں بعض لوگ امیر ہیں بعض غریب۔ امراء تو دولت کے بل بوتے پر حج سے مشرف ہو جاتے ہیں لیکن غرباء پر حج اگرچہ فرض نہیں رہتا تاہم ان کا دل بار بار دھڑکتا ہے اور ان کی آنکھیں بارہا بار نم ہو جاتی ہیں کہ کاش وہ بھی دولت مند ہوتے اور اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ مکہ معظّمہ اور روضۃ الرسول ﷺ مدینہ منورہ میں حاضری دیتے اس کیلئے اللّٰہ تعالیٰ نے ہمیں نعم البدل کا قاعدہ عطا کر دیا ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ خیال کی قوت سے پرواز کر کے کعبہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر باقاعدہ نیت باندھ کر نوافل ادا کیا کرے طواف کعبہ کر کے اپنے لئے اور لوگوں کیلئے دعائیں کیا کرے۔

اسی طرح اپنے باطنی وجود کو قوتِ متخیلہ سے کنٹرول کر کے مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی ﷺ میں نوافل ادا کیا کرے اور روضۃ الرسول ﷺ کی طرف رُخ کر کے دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو کر درود و سلام کا ہدیہ خدمتِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا کرے ابتداء میں تو آنکھیں بند کرنے کی ضرورت پیش آئے گی بالآخر کھلی آنکھوں لوگوں کے ساتھ ہمکلام رہتے ہوئے بھی یہ کیفیت دائمی ہو جائے گی وہ کیسا خوش نصیب شخص ہو گا جو بظاہر تو لوگوں کے درمیان موجود ہو اور باطن میں اللّٰہ اور رسول اللّٰہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ ایسی حالت میں بعض فقیر ہزاروں وجود اختیار کر کے خود امام خود مقتدی بن کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں ایک حافظ صاحب جب نماز کی امامت کیلئے کھڑے ہوتے تو کعبہ ان کے سامنے ہوتا اور بیگوال ضلع خوشاب کا ایک زمیندار جس کا انتقال ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن رکھے ہر نماز کھلی آنکھوں مسجد نبوی ﷺ میں ادا کیا کرتے اسی قوت سے فقراء باطنی وجود کے ساتھ کعبہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں نماز

باجماعت ادا کر لیتے ہیں۔

علم الکتاب کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ظاہری پانچ حواس عطا کیے ہیں جن کو حواسِ خمسہ کہتے ہیں جو اپنی اپنی جگہ ایک قوت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ا۔قوت باصرہ	دیکھنے کی قوت
۲۔قوت سامعہ	سننے کی قوت
۳۔قوت ذائقہ	چکھنے کی قوت
۴۔قوت لامسہ	چھونے کی قوت
۵۔قوت شامہ	سونگھنے کی قوت

یہ پانچوں حسیں اکٹھی کام کرتی ہیں اور اپنی اپنی حس سے کام لے کر حس مشترک کو منتقل کر دیتی ہیں مثلاً ایک سیب کی شکل، رنگ اور سائز کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اسے ہاتھوں سے چھوتے ہیں ناک سے اس کی خوشبو کا احساس کرتے ہیں سیب کو کھا کر اس کا ذائقہ محسوس کرتے ہیں اسی طرح جب کسی قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے تو اسے کانوں سے سنتے ہیں تب یہ تمام احساسات حسِ مشترک میں جمع ہو جاتے ہیں تو حس مدرکہ اس کا ادراک کر کے اسے سیب کا نام دیتی ہے اور سیب کی ہر خصوصیت قوت حافظہ میں محفوظ ہو جاتی ہے اور ہم اسے بھول جاتے ہیں اسے طاق نسیان میں رکھ دیتے ہیں لیکن جب کبھی ہم اس کو ریکال (Recall) کرتے ہیں تو سیب یا وہ چیز اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ دماغ کی پردہ سکرین پر عیاں ہو جاتی ہے۔

پس جہاں پر ہمیں حواس خمسہ سے بے شمار فوائد حاصل ہو رہے ہیں وہیں پر ایک بہت بڑا نقصان بھی ہو رہا ہے ہم آنکھوں سے جو کچھ فواحشات دیکھتے ہیں وہ بھی ریکارڈ

ہو جاتا ہے جو کوئی بُری بات سنتے ہیں وہ بھی لکھی جارہی ہے جن لذات پر ہم جان دیتے ہیں ان کا ایک ایک لمحہ نوٹ کیا جارہا ہے غرضیکہ ہمارے حواس خمسہ ہی ہمارے خلاف ہماری بداعمالیوں کا ریکارڈ جمع کر رہے ہیں اور ایک روز ایسا بھی آنے والا ہے جب ہمارے خلاف پانچوں حواس ہمارے کیے کی گواہی دیں گے اور ہمارے نیک و بداعمال کی جو کتاب کراماً کاتبین لکھ رہے ہیں اس کو پڑھنے کا حکم ہوگا "اِقْرَاْ کِتٰبَکَ" "اپنی کتاب پڑھ"۔ حواس خمسہ نفس کے کارندے ہیں جن سے کام لے کر وہ اپنے راستے متعین کرتا ہے نفس کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ نفس امارہ :

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ. (یوسف/53)

جو بُرائی کا حکم دیتا ہے اور یہ کافر نفس ہے۔

۲۔ نفس لوامہ:

جب نفس امارہ کا کسی قدر تزکیہ ہو جاتا ہے تو وہ بُرے کاموں پر ملامت کرنے لگتا ہے جسے ضمیر کی آواز کہتے ہیں جب یہ آواز گناہوں کے بوجھ تلے دب جاتی ہے تو انسان اچھائی بُرائی کی تمیز کھو دیتا ہے ایسے ہی لوگوں کو حیوان بلکہ حیوانوں سے بدتر کہا گیا ہے ایسا شخص مردہ دل بے ضمیر ہو جاتا ہے۔ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلّ. (الفرقان/44)

۳۔ نفس ملہمہ:

جب نفس لوامہ کا خوب تزکیہ ہو جاتا ہے تو ضمیر کی آواز الہام کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور نفس ملہمہ سے اس کو اچھی بُری نیک و بد باتوں کا الہام ہونے لگتا ہے۔

۴۔ نفس مطمئنہ:

جب نفس ملہمہ مزید ترقی کر کے مطمئنہ کے درجہ میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ اس

آیت کے مصداق ہو جاتا ہے۔

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ○(سورۃ الفجر 30~27)

اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر لے اور راضی خوشی میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کا ایک ظاہر اور باطن بھی رکھا ہے۔ مثلاً

(۱) ظاہری نماز رکوع وسجود سے کی جاتی ہے جبکہ باطنی نماز ذکرِ دائمی پیوستہ با استغراق کو کہتے ہیں۔

(۲) ظاہری حج تو طواف کعبہ اور مناسک حج کی ادائیگی کا نام ہے جبکہ باطنی حج طواف مدینۃ القلب اور دیدار انوار اسم اللہ ذات کو کہا جاتا ہے۔

(۳) ظاہری زکوٰۃ تو نصاب کے مطابق اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا نام ہے جس سے مال پاک ہو جاتا ہے جبکہ باطنی زکوٰۃ اپنے وجود کی زکوٰۃ ادا کر کے قلب محمود حاصل کرنا ہے جس سے وجود پاک ہو جاتا ہے۔ گھر کی زکوٰۃ مہمان نوازی ہے خواہ وہ پانی کا ایک گلاس ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) ظاہری روزہ تو اپنے آپ کو ایک وقت معینہ کیلئے اللہ کی خاطر حلال چیزوں سے ہاتھ روک لینے کو کہتے ہیں جس سے وجود میں تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے اور روزہ دار حلال میں بھی پرہیز گاری اختیار کر لیتا ہے جبکہ باطنی روزہ یہ ہے کہ صبر اختیار کرے اور اپنے حواس خمسہ پر پہرہ لگا کر ان کو بُرائیوں سے روک دے اور اپنے دل کی پاسبانی کرے اس میں ماسویٰ اللہ خیالِ غیر داخل نہ ہونے دے۔

اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ کے ساتھ پانچ باطنی حواس بھی انسان کو دیئے ہیں۔

باطنی حواس کیسے کام کرتے ہیں؟

جب تک ظاہری حواس کو بند نہ کیا جائے باطنی حواس کام نہیں کرتے سلطان العارفین رحمۃاللہ علیہ نے اس عمل کو حبس حواس کا نام دیا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

چشم بندولب بندو گوش بند
تانہ بنی سِرّ حق برمن بخند

ہندی صوفیاء نے کہا۔

آنکھ ناک کان مُکھ میچ کے نام نرنجن لے
اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے

حبس حواس کے بہت سے طریقے ہیں۔

دنیادار خواب میں اپنے وجود سے باہر نکل کر عالم ناسوت کی طیر سیر کرتے ہیں۔ شریعت کے پابند بعض لوگ خواب وصال میں اپنے باطنی وجود سے اپنی ہی صورت میں باہر نکل کر سیر کرتے مختلف مقامات پر حاضر ہوتے عالم ارواح میں داخل ہو کر اپنے فوت شدگان سے ملاقات کرتے ان سے ہمکلام ہوتے ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں بعض عالم حبس حواس خواب وصال کے اس عالم میں نماز ادا کرتے ہیں اذان دیتے ہیں بعض عالم کبھی کبھی محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔امام اعظم رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں ستر بار رویئت باری تعالیٰ کا شرف حاصل ہوا۔بعض لوگ استخارہ کر کے خواب میں حبس حواس کے بعد کسی کام کے نیک و بد احوال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

اہل طریقت مراقبہ میں دل کی طرف متوجہ ہو کر ظاہری حواس خمسہ کو بند کر کے چار کام کرتے ہیں۔

اول دل کی نگہبانی اورحفاظت کرتے ہیں تاکہ اس میں کوئی خیال غیرداخل نہ ہونے پائے۔

دوم یہ کہ وہ مراقبہ میں مختلف مقامات کی سیر کرتے ہیں اورمختلف لوگوں سے حیات وممات میں ملاقات کرتے ہیں۔

سوم یہ کہ وہ دل کی سلطنت میں دیدارانوارِ پروردگار سے مشرف ہوتے ہیں۔

چہارم یہ کہ وہ حضوری مجلس محمد رسول اللہ ﷺ میں داخل ہو جاتے ہیں یا یہ کہ اہل طریقت معنوی موت۔''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' سے حبس حواس کر لیتے ہیں جس سے ان کا نفس خصائل ذمیمہ سے مردہ ہو جاتا ہے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے تیغِ برہنہ میں فرمایا کہ جوکوئی کلمہ طیب کے جزلا الٰہ کا ذکردم کرتے ہوئے نفی کی کنہ اختیار کرکے خود سے بےخود ہو جاتا ہے تو اس پر معنوی موت طاری ہوجاتی ہے اس طرح وہ مراتب موت کے تمام مقامات کو طے کرلیتا ہے اس کیفیت کو'' مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' مرنے سے پہلے مرجاؤ بھی کہتے ہیں یہ حال مراقبہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے جس سے نفس مردہ ہو جاتا ہے۔

اہل حقیقت مکاشفہ کے ذریعے حبس حواس کر کے ہرقسم کی طیر سیر اور روحانیوں سے ملاقات کر لیتے ہیں کشف والا شخص نیم دروں نیم بروں کی کیفیت میں ہوتا ہے کہ اس کے ظاہری حواس بستہ ہو جاتے ہیں اور باطن کا کام شروع ہو جاتا ہے۔

میری اورتو کوئی طلب نہیں بس اتنی عرض میں کرتا ہوں
میرے دل کی بستی جاگ اٹھے جب سارا عالم سو جائے

کشف کی تین اقسام

(1) کشف القبور (2) کشف القلوب (3) کشف الحضور

(1) کشف القبور:

یہ عاملین کا کام ہے جس سے وہ صاحب قبر سے رابطہ قائم کر کے عالم برزخ میں اس کی کیفیت و حالات سے آگاہی حاصل کرتے اور اس سے ہم کلام ہو جاتے ہیں۔طریقہ اس کا یہ ہے کہ قبر کی بائیں جانب پشت بقبلہ بیٹھ کر کشف قبور کا عامل صاحب قبر کے ایصال کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد چند بار سورۃ اخلاص پڑھتا ہے اول آخر درود شریف بھی پڑھتا ہے اور '' سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَاوَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوحُ'' کی تسبیح کرتا ہے اور اپنے قلب اور اہل قبر کے قلب پر تین تین بار شدت سے الروح الروح الروح کی ضرب لگاتا اور مراقب ہوجاتا ہے جس سے حبس حواس ہوکر صاحب قبر سے رابطہ قائم ہوجاتا ہے اگر حواس بند نہ ہوں اور نیم بے ہوشی کی کیفیت واقع نہ ہوتو جان لو! عامل خود ابھی ناقص ہے صاحب قبر سے رابطہ کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔

(2) کشف القلوب:

جو شخص کثرت سے دم کے ساتھ اللّٰہ ھُو کا ذکر کرتا رہتا ہے اور ھُو کی ضرب دل پر لگانے کی مشق کرتا ہے تو ذکر کی کثرت اور ھُـــو کی جلالیت سے اسکے وجود میں سکر کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے مکاشفہ کے لائق حبس حواس ہوکر صاحب ذکر پر کشف القلوب کھل جاتا ہے۔ اس سے ملنے والے لوگوں کے دلوں میں جو بھی اچھے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ ان پر آگاہ ہوجاتا ہے کبھی بیان کر دیتا ہے کبھی خاموش رہتا ہے۔کشف القلوب بھی خدا تعالیٰ کی راہ کا ایک حجاب ہے جس میں بہت سے اللّٰہ ھُو کے ذاکر مبتلا ہوجاتے ہیں بظاہر عوام الناس کی نظروں میں وہ بڑے صاحب کشف فقیر

ہوتے ہیں۔

گلزار سائیں رحمۃ اللہ علیہ جو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے سلسلہ میں کامل فقیر ہوئے ہیں آپ کا آبائی وطن تو جھنگ ہے لیکن آپؒ کوہستان نمک کھیوڑہ کے دامن پنڈ دادن خان میں رہتے تھے وہیں پر آپؒ کا مزار زیر تعمیر ہے فقیر کی ملاقات جب آپؒ سے ہوئی تو آپؒ نے ازراہ شفقت بغل گیر ہوکر کشف القلوب عطا فرما دیا لیکن فقیر نے اسی لمحہ باطن میں یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ فقیر تو ابھی اپنی دلیلوں سے فارغ نہیں ہوا دوسروں کے وسوسے خطرات سے آگاہی مجھے کیا فائدہ دے گی۔

(3) کشف الحضور:

تصور اسم اللّٰہ ذات کے فقیروں پر مکاشفہ میں حضوری راہ کھل جاتی ہے اور وہ ہر قسم کی حضوری مجلس سے مشرف ہو جاتے ہیں اہل معرفت کو حبس حواس فنا فی اللّٰہ میں ہوتا ہے جس سے وہ بقاباللہ لقاء اللہ سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

فنا فی اللّٰہ دو طرح سے ہوتے ہیں

اول فنا فی اللّٰہ ہونے کیلئے اسم اللّٰہ ذات کا تصور کیا جاتا ہے حروف اسم اللّٰہ ذات سے شعلہ نور ظاہر ہو کر صاحب تصور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس سے ظاہری حواس بستہ ہو کر باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔

دوم اسم اللّٰہ ذات کے نور کا تصور کیا جاتا ہے اور اس نور میں باتصور گم ہو کر حبس حواس کر لیا جاتا ہے۔

فنا فی اللّٰہ کے عمل پر مداومت اختیار کرنے سے آہستہ آہستہ حواس خمسہ ظاہری پر اس فنا کی کیفیت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور حواس خمسہ ظاہری بھی کام کرتے رہتے ہیں اور بغیر گم ہوئے استغراق فی اللّٰہ غالب ہو جاتا ہے اور فقیر کھلی آنکھوں سے ہی اس کیفیت

کا عادی ہو جاتا ہے اس حالت کو بقاء باللّٰہ کہتے ہیں جس میں فقیر کو دو مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔

(1) مقام تجرید (2) مقام تفرید

1۔مقام تجرید:

مجرد ہونے کا مقام ہے جس میں نفس قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے قلب روح کی صورت روح سِرّ کی صورت اپنا لیتی ہے اور چاروں مل کر نور کی صورت ظاہر ہو جاتے ہیں جسے جمیعت کا جامع نور کہتے ہیں۔

بیت

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوا
دوئی سے گزرا تو پھر یکتا ہوا

2۔مقام تفرید:

یہ وہ کیفیت ہے جس میں فقیر فرد واحد بن جاتا ہے اگر چہ ہزاروں لوگوں سے میل جول رکھے پھر بھی فرد واحد ہی رہتا ہے اسی حال کے متعلق بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تیس سال سے اللّٰہ جل شانہٗ کے ساتھ محو ہوں جبکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ ہمکلام ہوں ایسی حالت میں لوگوں سے میل جول فقیر پر کچھ اثر انداز نہیں ہوتا۔سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا ہے

''مشت خاک مکدر نمی کند دریا را''

کہ خاک کی ایک مٹھی دریا کو گدلا نہیں کر سکتی کیونکہ فردانیت کے فقیر دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے الگ ہوتے ہیں۔ایسے فقراء بقاباللّٰہ میں کھلی آنکھوں سے جس

حواس میں کامل ہوتے ہیں اس لئے انہیں کسی بھی قسم کے مشاہدات، طیر، سیر، روحانیوں سے ملاقات کیلئے آنکھوں کو بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ایسے فقیر کو ہی عین العیانی کہا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس حواس ظاہری کے بغیر باطنی حواس نہیں کھلتے اور جس حواس کیلئے خواب، وصال، مراقبہ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" یعنی معنوی موت کا مکاشفہ، فنافی اللّٰـــہ اور استغراق فی اللّٰـــہ ہی (Media) یعنی درمیانی واسطہ کا کام کرتے ہیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ.

بعض لوگ حبس دم سے ذکر کیا کرتے ہیں بعض لوگ قلب کو ذکر سے حرکت دیا کرتے ہیں اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا نہ تو باطنی مشاہدہ کھلتا ہے اور نہ ہی حضوری سے مشرف ہو سکتے ہیں۔

حواس خمسہ باطنی بھی پانچ قسم کے ہیں

(1) قوت متصورہ

(2) قوت متخیلہ

(3) قوت متفکرہ

(4) قوت واہمہ

(5) قوتِ توجہ

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے اعمال جوارح اور ظاہری اعمال کی پابندی کے ساتھ حواس خمسہ باطنی کو بھی ڈیویلپ (Develop) کرنے پر زور دیا ہے ظاہری اور باطنی ہر دو اعمال کو انسان کیلئے دو پروں سے مشابہت دی ہے۔

(1) قوت متصورہ:

تصور کسی صورت کو قوت متصورہ سے اپنے تصور میں لانے کو کہتے ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ ھُوَالَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ O(آل عمران/6)
اللّٰہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے ارحام میں تمام صورتیں بناتا ہے۔

تصور کیا ہے؟

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا جان لو! کہ تصور توفیق کا علم ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء ہے تصور آئینہ سکندری کی طرح جام جہان نما ہے۔ تصور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانند نار میں گلزار پیدا کر دیتا ہے۔ تصور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم کی طرح مردہ کو زندہ کر دینے کی قوت رکھتا ہے۔ تصور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح اللّٰہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے قربانی کا وسیلہ ہے۔ تصور مُہر سلیمانی کی مانند جن وانس پر حکمرانی کرنے کا نام ہے اور تصور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح روحانی عروج بخشتا ہے۔ تصور کئی اقسام کا ہے جو مختلف مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے۔

(1) تصور سے قرب حاصل کرنا

(i) اسم اللّٰہ کے تصور سے اللّٰہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے جس میں شہ رگ سے نزدیک الہام ہونے لگتا ہے۔ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِO(سورۃ قؔ/16)

(ii) اسم محمّد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

(2) رب تعالیٰ کی شناخت کے چار تصورات

اوّل تصور موت

دوم تصور محبت با مشاہدہ

سوم تصور معرفت با معراج مشرف دیدار پروردگار

چہارم تصور ملازم مجلس محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(3) تصور سے خطرات و وسواس سے خلاصی :۔

اسم اللّٰہ ذات کا تصور خطرات وسواس و ہمات خیالات کے تماشے سے باز رکھتا ہے اور تصور سے قرب الٰہی معرفت اور حضوری حق حاصل ہو جاتی ہے اس کا خواب بمنزلہ بیداری ہو جاتا ہے اور بالآخر رویت اللہ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔اسم اللّٰہ کے تصور سے لاھوت اور لامکان صاف صاف دیکھائی دیتے ہیں قرب رحمان حاصل ہوتا ہے یہ تصور زمین و آسمان کے طبقات کے تماشے سے باز رکھتا ہے۔

تصور سے دیدار انوارِ الٰہی کا طریقہ:

دیدار انوارِ الٰہی کیلئے کس علم کو راہ ہے؟ اور کونسا علم اس کا گواہ ہے؟

یہ بات اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے جس میں بارگاہ الٰہ سے وحی النفس، وحی القلب، وحی الروح اور وحی السر کے ذریعے الہام ہوتا ہے۔اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے نفس،قلب،روح اور سِرّ سب کے سب نور ہوجاتے ہیں طالب دیدار سے مشرف ہوجاتا ہے یہ مراتب اس شخص کے ہیں جس کا باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔

تصور کی اصل بنیاد اسم اللّٰہ ذات کے تصور کا استغراق ہے جس سے اسم میں گم ہوکر با مسمیٰ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تصور اسم اللہ ذات فنا فی اللہ سے بقا باللّٰہ میں ایسی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ ُان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی' کا مصداق بن جاتا ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا نور فقیر پر غالب آجاتا ہے اور عین العیانی صورت میں بھی یہ کیفیت قائم رہتی ہے۔

قولہٗ تعالیٰ:۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ o (سورۃ الکھف/24)

اپنے آپ کو بھول کر (استغراق فی اللّٰہ) میں اپنے رب کا ذکر کیا کر۔

قوت واہمہ:

قوت واہمہ ان معانی جزئیہ کا ادراک کرتی ہے جو صورتوں کے متعلق ہیں اس قوت کا مقام دماغ کا درمیانی بطن ہے۔حکماء کے نزدیک اس کا مادہ سوداوی ہے جس کی وجہ سے وہم کے مریضوں کو وہمی صورتیں دیکھائی دینے لگتی ہیں۔ہسٹریا کی مریض عورتیں بھی وہم کا شکار ہوجاتی ہیں۔یہ قوت صور محسوسہ سے معنی کا ادراک کرتی ہیں۔مثلاً بکری شیر کو دیکھ کر اس کی دشمنی کو محسوس کر لیتی ہے۔

واہمہ کو انگریزی زبان میں Hallucination کہا جاتا ہے اور نفسیات کے ماہرین اس کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں واہمہ ایک نامکمل اور ادھورا ادراک ہے واہمہ فرد کے اپنے ذہن کی پیداوار ہوتا ہے جس میں فریب نظری یعنی التباس کی طرح کسی خارجی مادی تہیج کی ضرورت کا علامتی اور جزوی ظہور ہوتا ہے ذہنی انتشار کی صورت میں اس کی شدت بڑھ جاتی ہے۔

اوہام کی کئی اقسام ہیں۔

(ا) مثبت اوہام :

یعنی امیج موجود نہ ہونے کے باوجود فرد اسے موجود جانتا ہے جیسا کہ ہسٹریا کے مریضوں کو اکثر بہت سی اشیاء نظر آتی ہیں جن کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔جیسا کہ صوفیا وہم وحدت کیا کرتے ہیں۔

(۲) منفی اوہام :

یعنی اگر کوئی شئے موجود تو ہو لیکن فرد اسے دیکھنے یا محسوس کرنے میں ناکام رہے۔

(۳) بصری اوہام :

مثبت ہوتے ہیں اور ان میں فرد ان اشیاء کو دیکھتا ہے جو وہاں موجود نہیں ہوتیں مثلاً جن بھوتوں اور پریوں کی موجودگی۔ روحانیوں کو دیکھنا۔

(۴) سمعی اوہام :

اس میں مریض ایسی آوازیں سنتا ہے جن کا وہاں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ قوت واہمہ ہی سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز سنی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں وہم کی بجائے لفظ ظن استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی وہم، گمان، شک اور جھوٹ کے ہیں۔

ظن کی دو اقسام ہیں۔

(۱) سوءِ ظن (۲) حسن ظن۔

سوءِ ظن :

یہ بدگمانی کی ایک قسم ہے جس کی بنیاد شک اور جھوٹ پر قائم کی جاتی ہے مثلاً رات کے اندھیرے میں درخت اور جھاڑیاں جن بھوت نظر آتے ہیں اور جھینگروں کی آواز درندوں کی آواز کی طرح دہشت ناک سنائی دیتی ہے۔ بعض اوقات ہم قوت واہمہ اور شک کی بنا پر دو بہن بھائیوں کو اکٹھے دیکھ کر انکے متعلق سوء ظن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰت والسلام بوقت شب اپنی بیوی صفیہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گھر کی طرف تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ کے ہمراہ ایک عورت کو دیکھ کر دو انصاری صحابی تیز تیز چلنے لگے۔ حضور پاک ﷺ نے ان کو آواز دے کر فرمایا میرے ساتھ میری بیوی صفیہؓ ہے۔

دونوں صحابیوںؓ نے عرض کی یا رسول اللّٰہ ﷺ سبحان اللّٰہ (یعنی اس بات کو

جتانے کی کیا ضرورت تھی اور اس میں بدگمانی کا کونسا موقع تھا) حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس کے خون کی مانند دوڑتا ہے سو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ تمہارے دل میں کوئی بُرا خیال آئے یا برائی کا خطرہ گزرے۔ قولہٗ تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ O

اے اہل ایمان بچتے رہو ظن سے بلا شبہ بعض ظن گناہ ہیں۔ (سورۃ الحجرات/12)

حدیث پاک میں ارشاد ہوا۔ ''ایاکم والظن فان الظق اکذب.''

حضور پاک ﷺ نے فرمایا بچو تم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ وہم سے انسان کے ذہن میں خوف پیدا ہوتا ہے جس سے توہم پرستی جنم لیتی ہے۔ قدیم ایّام میں بت پرستی کا رواج اسی قوت واہمہ سے پیدا ہوا۔ جب لوگوں نے آفات سماوی کو دیکھا اس سے دوچار ہوئے تو انہوں نے وہم سے یہ اندازہ لگایا کہ کوئی قوت ہے جو ان طوفانوں، ان بربادیوں ان خرابیوں کی ذمہ دار ہے ایسی صورتوں کے وہمی بت بنا کر ان کی پوجا شروع کردی گئی فائدہ پہنچانے والے بت بھی تراشے گئے اور نقصان پہنچانے والے بت بھی بنائے گئے۔ آج بھی ہندوستان میں کالی دیوی کے نام سے قہر کی دیوی کے بت موجود ہیں جن کے کئی کئی ہاتھ اور سر ہیں اور اس کے ہاتھوں میں انسانوں کے کٹے ہوئے سر ہیں جن سے خون ٹپکتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ آج بھی ہندو قوم کے بعض توہم پرست اس کالی دیوی کے بت کے سامنے انسانوں کی بھینٹ چڑھاتے قربانی دیتے ہیں تاکہ کالی ماتا کی خوشنودی حاصل کی جاسکے ان کو وہم ہے اگر کالی ماتا کو راضی نہ کیا گیا تو وہ ان پر عذاب نازل کردے گی۔ اسی قسم کی توہم پرستی کی انتہا یہ ہوگئی ہے کہ اگر کسی کام کیلئے جاتے ہوئے کالی بلی راستہ کاٹ لے ان کے کام سرانجام نہ ہونے پر مہر لگ جاتی ہے۔

(۲) حسن ظن :

نیک خیال اچھے گمان کو کہتے ہیں شریعت کے بیشتر معاملات کا دارومدار حسن ظن پر ہے۔نسب کا ثبوت، میراث کی تقسیم، حدودو قصاص کا اجراء ظن پر ہی ہوتا ہے جس میں ظن گواہوں کی شہادت سے یقین میں بدل جاتا ہے۔ سفر میں ظن ہی سے قبلہ رخ کا تعین کیاجاتا ہے۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا" **حسن الظن عین العبادۃ**"حسن ظن عبادت ہے۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا۔"**انا عند ظن عبدی فلیظن بی مایشاء**" میں اپنے بندے کے ظن کے ساتھ ہوں سو جیسا چاہے میرے ساتھ گمان رکھے۔

منطقیوں کے نزدیک تصدیق کی سب سے ادنیٰ قسم ظن اور اعلیٰ قسم یقین ہے۔ قرآن مجید میں جہاں ظن کی تعریف آئی ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہاں یقین مراد ہے اور جہاں اس کی مذمت کی گئی ہے اور اس پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہے وہاں شک کے معنی ہیں۔

سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ نے سوءِ ظن کو حسن ظن میں تبدیل کرنے اور قوت واہمہ کو درست سمت لگانے کیلئے وہم وحدت کی تعلیم دی ہے جو کوئی وہم سے وحدت کی طرف راغب ہوتا ہے اس کے وجود سے ہر قسم کا غل وغش بدگمانی شک اور جھوٹ نکل جاتا ہے اور ایسے شخص کو دعا اور بدعا کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ اس کا ہر وہم مقام وحدت سے منجانب اللہ ہونے لگتا ہے جس سے بالآخر اسے سلطان الوہم کی قوت اور تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

قوتِ متفکرہ :

تخیل اور تفکر ذہن کی اعلیٰ ترین سرگرمیوں اور پیچیدہ ترین کردار کو کہا جاتا ہے تفکر

ایک ایسا ذہنی عمل ہے جس میں ان واقعات اور اشیاء کو علامتوں اشاروں یا مثالوں سے بیان کیا جاتا ہے جو ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے اور ایک حال کی نمائندگی کرتا ہے یاد ماضی کے تجربات کی بحالی کا نام ہے اور تفکر سے مستقبل تک رسائی ہوتی ہے جسے ابھی معرض وجود میں آنا ہے تفکر اس شئے کی فعال تلاش کرتا ہے جسے فرد چاہتا ہے اور جس کی وہ ضرورت محسوس کرتا ہے۔

تفکر ایک تصوری عمل ہے جس کی زبان علامتی ہوتی ہے تفکر کا عمل اس وقت شروع ہوتا ہے جب کوئی مسئلہ درپیش ہو جس کا بظاہر کوئی حل نظر نہ آئے اس کیلئے حافظہ اور ماضی کے تجربات کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے تفکر سے مراد خاموشی کے ساتھ باتیں کرنا ہے علم نفسیات کے ماہرین تمثال، تخیل، استدلال، خیال یا تصور کو بھی تفکر کے آلات میں سے شمار کرتے ہیں۔

اسلام میں تفکر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان لانے کیلئے چار قسم کی کتابوں پر تفکر کی دعوت دی جاتی ہے۔

(۱) کتاب کائنات میں تفکر

(۲) کتاب قرآن مجید میں تفکر

(۳) کتاب وجود انسانی میں تفکر

(۴) کتاب کامل محمّد مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں تفکر

سلطان العارفین رحم اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ھُو

راہ سلوک میں دو طرح کا تفکر کیا جاتا ہے۔

(۱) فنائے نفس کا تفکر:

اس قسم کے تفکر سے نفس مردہ ہو جاتا ہے یہ تفکر کلمہ طیب کے جز **لا الــہ** سے کیا

جاتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کی نیت کرے لا الہ کا ذکر دم کے ساتھ شروع کرے اور استغراق حاصل کرے جس سے نفس پہلے ہی روز مردہ ہو کر نجات یافتہ ہو جائے گا۔ قولہٗ تعالیٰ: قَدْاَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی o(سورۃالاعلیٰ/14) جس نے تزکیہ نفسی کرلیا اس نے فلاح پالی۔

(۲) تفکر موت :

قولہٗ تعالیٰ: فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ o اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ طالب اس بات کا تفکر کرے کہ وہ مر گیا ہے نہلا دھلا کر اس کو کفن پہنا دیا گیا ہے لوگ اسے قبر میں دفن کر کے اپنے اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں قبر میں نکیرین نے اسے اٹھا کر بٹھا لیا ہے سوال جواب کے بعد فرشتے چلے گئے ہیں پھر میزان کے اوپر اس کے اعمالنامہ کا وزن کیا جاتا ہے پُل صراط طے کرنے کیلئے فقیر اپنے نور کی روشنی میں جو اس کے سامنے اور اس کے دائیں ہاتھ اس کے ساتھ چلتا ہے وہ سفر کرتا ہوا جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہاں حور و قصور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پانچ پانچ سو سال کے دو سجدے کرتا ہے اور بالآخر رسول پاک ﷺ کے دست مبارک سے شراب طہوراً کا جام پی کر دنیا میں واپس آجاتا ہے اور ممات کے یہ تمام مراتب تفکر سے طے کرتا ہے اس تفکر سے موت کی منازل آسان ہو جاتی ہیں۔

قوتِ متخیلہ :

قوتِ خیال سے ہی ہم اپنی غیر سیر شدہ خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں۔ کوئی شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے تو قوتِ خیال سے ہی اپنے سر پر تاج سجا کر دیکھ لیتا ہے۔ کوئی شخص کسی حسینہ کا دیوانہ ہے تو وہ قوتِ خیال سے اس کے ساتھ نکاح کر کے اس کو اپنی

بیوی بنا لیتا ہے۔بعض لوگ جو دنیا میں غریب اور مفلوک الحال ہیں قوت خیال سے ہی دولت کے انبار لگا لیتے ہیں جس سے اسکی باطنی خواہشات کوتسکین مل جاتی ہے۔غرضیکہ ہر شخص اپنی اپنی خواہشات کا اسیر اپنے حال اور خیال میں مست ہے۔نفسیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ تخیل میں آزاد غیر منضبط خیالی پلاؤ اور بے مقصد تفکر سے لیکر مقصدی اور منضبط تفکر تک سبھی شامل ہیں اس طرح تخیل خیالات کے عمل مسائل کے حل اور استدلال سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور تخیل کا تعلق کسی ایک زمانے سے نہیں ہوتا۔اس کا تعلق ماضی حال مستقبل تینوں زمانوں سے ہوتا ہے اس میں نیا پن اور انوکھا پن بھی پایا جاتا ہے۔شاعر حضرات قوت خیال سے ہی شعر موزوں کیا کرتے ہیں۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

شعراور شاعری دوقسم کی ہے

(1) بلامقصد شاعری:

جیسا کہ بعض شعراء حضرات اپنے محبوب کی تعریف میں دیوان کے دیوان لکھ چکے ہیں جس میں معشوق کی کمر Micro Scope سے بھی نظر نہیں آتی۔

(2) مقصدی شاعری :

تشکیل کردار اور قوموں کی بے حسی اور جمود کو توڑنے اور ان پر مقصد حیات اور زندگی کے ارفع واعلیٰ اقدار کی طرف رہنمائی کرتی ہے جیسا کہ دیوان علی علیہ السلام،کلام اقبال رحمۃاللہ علیہ وغیرہ۔

قرآن مجید نے رسولِ پاک ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہم نے آپ کو شاعر نہیں بنایا اور شاعری تو آپ ﷺ کے شایانِ شان بھی نہیں لیکن آپ ﷺ حضرت حسانؓ اور دوسرے شعراء کا کلام سنا کرتے تھے اور اچھے اشعار کی تعریف بھی فرماتے۔

قرآن مجید میں بے مقصد شعر کہنے والے شعراء کی مذمت کی گئی ہے سورۃ النمل میں ارشاد ہوا۔ ''اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (خیالی مضامین) کے ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور (اپنے اشعار) میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا۔''

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ مقصدی شاعر ہیں حافظ اور غالب نے زندگی کے حقائق بیان کئے ہیں اسی لئے وہ ہمیشہ کیلئے زندہ رہیں گے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے قوت تخیلہ کا رُخ اللہ ورسول ﷺ کی طرف متعین کرنے کی ہدایت کی ہے۔

1۔ اگر شعر کہنا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد حضور پاک ﷺ کی نعت اولیاء اللہ کی منقبت کریں۔

2۔ ایسے اشعار جو مقصد حیات کو واضع کریں تا کہ انفرادی اور من حیث القوم مجموعی تشکیل کردار میں مدد ملے۔

راہ سلوک میں قوت خیال کو درست سمت لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ مراقبہ کی نظر سے قوت خیال کے ساتھ پرواز کر کے اپنے قلب کے گرداگرد دنیا و آخرت اور ازل و ابد کے چار وسیع میدان موجود ہیں وہاں پر مجلس محمدی ﷺ میں حضور پاک ﷺ مع صحابہ کرامؓ، اہل البیتؑ اور اولیاء عظامؒ موجود ہوتے ہیں اور اس مجلس میں قرآن و حدیث اور ذکر اللہ ہوتا ہے اس مجلس میں ایک جانب ہو کر ادب سے بیٹھ جائے اور **لاحول ولاقوۃ الا باللہ** چند بار پڑھے اگر مجلس حقیقی ہوگی تو قائم رہے گی ورنہ زائل ہو جائے گی اور اس میں سے آواز آئے گی کہ یہ مجلس محمدی ﷺ ہدایت کا نور ہے اور اس میں شیطان مردود داخل نہیں ہوسکتا۔ ایک وقت مقرر کر کے اس عمل کو دائمی طور پر اختیار کر لے حتیٰ کہ باطنی مجلس

اس پر منکشف ہو جائے اور اس کی کیفیت ایسی ہو جائے کہ بظاہر تو لوگوں کے ساتھ مشغول ہو لیکن باطن میں مجلس محمدی ﷺ میں موجود رہے بعض اوقات مجلس میں سے جو حکم ہوتا ہے ظاہر میں ویسا نہیں ہوتا نعم البدل کے قاعدہ سے اسکی تحقیق کرتے رہنا چاہیے۔ اگر باطنی احکام کے مطابق ظاہر میں وقوع پذیر نہ ہو تو جان لینا چاہیے کہ طالب ابھی ترقی کی منزل میں ہے ابھی اسے مجلس محمدی ﷺ کی حقیقت حاصل نہیں ہوئی۔قوت متخیلہ کا یہ عمل وصال باللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ طالب مجلس کو چاہیے کہ اسم اللہ ذات کے نور شمع جمال میں باشعور رہ کر فانوس خیال کی مانند مجلس میں داخل ہونے کے عمل کو پورا کیا کرے اگر سمجھ نہ آئے تو کسی کامل سروری قادری سلطانی فقیر سے اس کا طریقہ معلوم کرے۔

قوتِ توجہ :

توجہ کو انگریزی زبان میں Attention کہتے ہیں یعنی دوسری باتوں کی طرف سے دھیان ہٹا کر ایک بات کی طرف متوجہ ہونا توجہ کہلاتا ہے جس میں ذہن کو ایک نقطہ ایک حالت میں مرتکز کیا جاتا ہے۔ماہرین نفسیات کے مطابق توجہ ایک ذہنی کیفیت ہے جس کے دوران ہم اپنے شعور کو کسی ایک شے پر مرکوز کرتے ہیں اور باقی اشیاء کو شعور سے نکال باہر کرتے ہیں۔

توجہ ایک ہیجانی عمل ہے جس کے تحت ہم پورے ماحول میں سے کسی ایک شے کا انتخاب کرتے ہیں اور اپنے ماسکیاتی شعور کو اس پر مرکوز کر دیتے ہیں توجہ ایک ایسا شعوری انتخابی عمل ہے جس میں بہت سی شعوری اشیاء میں سے کسی ایک کو واضح طور پر شعوری بنایا جاتا ہے اور ماحول کی باقی اشیاء کو شعور سے نکال دیا جاتا ہے اسے شعور کی واضح روشنی کہتے ہیں۔فقیر اسم اللہ ذات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

توجہ کے دو پہلو ہیں (1) مثبت توجہ (2) منفی توجہ

مثبت توجہ میں تو بہت سی اشیاء میں سے کسی ایک شے پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے اور باقی اشیاء بھی موجود رہتی ہیں۔

منفی توجہ یہ ہے کہ جب کسی ایک شے کا انتخاب کر کے اسے شعور کے مرکز میں لاتے ہیں تو وہ توجہ تمام اشیاء کو نظر انداز کر کے انہیں شعور کے مرکز سے غائب کر دیتی ہے۔ وحدت الوجود فقراء کی توجہ بھی منفی توجہ ہوتی ہے وحدت الوجود کے تصور میں خود غائب ہو جاتے ہیں یعنی میں ہی اللّٰہ ہوں کے تصور سے توجہ کی جاتی ہے جس سے جذب کی کیفیت ظاہر میں بھی غالب آجاتی ہے اور ان میں سے اکثر طالب مجذوب حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی توجہ مثبت تھی ''مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی ''o میں اسی طرف اشارہ ہے کہ دیدارِ انوارِ الٰہی کے وقت نہ تو آپ ﷺ کی نظر بہکی اور نہ ہی بھٹکی یعنی دیدار بھی جاری تھا اور آپ کا شعور بھی قائم تھا۔ اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا'' تو نمی دانی کہ باھُو باخدا است'' کیا تو نہیں جانتا کہ باھُوؒ باخدا ہے یعنی عین ذات ھُو میں گم ہونے کے باوجود بائے بشریت کا شعور بھی موجود ہے اور یہ مثبت توجہ ہے۔ اہل حدیث سلسلہ کے مشہور عالم عبدالرشید گنگوہیؒ نے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے معراج دیدار کے بیان میں اپنی کم مائیگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں اس مقام پر موجود ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا۔ یعنی جذب ہو کر اپنی ذات کا شعور کھو دیتا اور منفی توجہ میں اپنی ذات سے بھی گم ہو جاتا۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے راہِ سلوک میں تین طرح کی توجہ بیان کی ہے۔

(1) ورد وظائف ذکر کی توجہ

(2) ذکر مذکور کی توجہ

(3) اسم اللہ ذات نور کی توجہ

(1) ذکر کی توجہ:

ایسی توجہ عاملوں کو حاصل ہوتی ہے جب وہ کسی اسم یا آیت یا سورت کو کثرت سے پڑھتے ہیں اور اس کا وظیفہ کرتے ہیں تو ان کو توجہ کی تاثیر حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ لوگوں کے وجود سے بیماریاں نکالتے ہیں ان کے کاروبار رزق کی برکت اور دوسرے دنیاوی کاموں میں فائدہ اور ترقی کیلئے وظائف پڑھ کر متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی توجہ کو ان کے کام پر مرکوز کرتے ہیں جس سے وہ کام پورا ہو جاتا ہے چونکہ یہ توجہ صرف دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے کی جاتی ہے اس لئے اس کو مخنث کی توجہ بھی کہتے ہیں۔

(2) ذکر مذکور کی توجہ :

جب کوئی شخص ذکر کرتے ہوئے باشعور استغراقی کیفیت کی اس حالت میں داخل ہو جائے کہ وہ مذکور یعنی مسموع سننے والا بن جائے تو اسے ذکر مذکور حاصل ہو جاتا ہے جس سے اسے شہ رگ سے نزدیک "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ o" سے الہام ہونے لگتا ہے اور ذکر مذکور کی حالت میں ہر قسم کے غل و غش سے پاک ہو کر جنت کا حقدار بن جاتا ہے چونکہ اس قسم کی توجہ حصول الہام کیلئے کی جاتی ہے جو حجاب میں ہوتا ہے اور جنت کی طمع اور طلب ہوتی ہے اس لئے مذکور کی توجہ کو زن کی توجہ کہا جاتا ہے۔

(3) اسم اللہ ذات نور کی توجہ :

اسم اللہ ذات اور نور پر توجہ مرکوز کرنے سے فقیر توجہ میں کامل ہو جاتے ہیں ایسی توجہ والا جس کام مشکل مہم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی توجہ بھی اسی طرف ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی مہمات کو سرانجام دے دیتی ہے۔

توجہ کے ساتھ 'ت' اضافی ہے اگر اسے دور کر دیا جائے تو 'وجہ' باقی رہ جاتا ہے جس سے مراد چہرہ ہے۔قولہ تعالیٰ ''کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ o وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ o ہر شے فنا ہونے والی ہے اور صرف رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہی باقی رہنے والا ہے۔حدیث قدسی میں فرمایا''خَلَقَ الْاٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ'' ہم نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔جو شخص اسم اللّٰہ ذات کو آئینہ بنا کر اس میں اپنے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے وہی توجہ میں کامل ہے۔وہ اسم اللّٰہ ذات کی توجہ سے اگر لوہے کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوگا تو وہ موم کی مانند پگھل کر بہہ جائے گا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اختلالِ توجہ :

جب کوشش کے باوجود توجہ ایک شے پر مرکوز نہ ہوتو اس کی کئی ایک وجوہات ہوسکتی مثلاً عدم دلچسپی، کمزور صحت، ذہنی پریشانیاں، شور، بوریت اور تکان۔فقیر کیلئے دنیا اور تعلق باللّٰہ کے درمیان کشمکش بھی اختلال توجہ کا ذریعہ بن جاتی ہے جس سے قوت ارادی اور خوداعتمادی کو ٹھیس پہنچتی ہے۔جیسی بھی وجہ ہو اس کا علاج کرنا چاہیے۔

فقیر کو ایک بار میاں رحمت صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کھوئی والوں کے مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہوا آپؒ ایک ہی رات میں دو بار فقیر کے پاس تشریف لائے اور ملاقات کا اعزاز بخشا۔فقیر کے پوچھنے پر کہ وہ کونسی توجہ ہے جس سے آپ ضرب الا اللّٰہ کے ساتھ درختوں کے ٹہنے توڑ دینے پر قادر تھے۔آپؒ نے فرمایا اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر مٹی کا ایک کچا برتن لے کر درمیان میں بیٹھ جاتا ہے اور اپنی توجہ اسم اللّٰہ ذات اس برتن پر مرکوز کر دیتا ہے اور کلمہ طیبہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے اور اکیس فقیر ایک حلقہ باندھ کر ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر اس فقیر کے گرد اگرد کلمہ طیب کا ذکر بلند آواز سے

کرتے ہیں صاحب توجہ فقیر وقفے وقفے سے الا اللّٰہ کی پُر شدت ضرب پوری توجہ سے اس برتن پر لگاتا ہے یہ عمل ایک وقت مقررہ پر کئی روز جاری رہتا ہے حتیٰ کہ ایک روز وہ برتن الا اللّٰہ کی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے اس طرح فقیر اسم اللّٰہ ذات کی توجہ اور الا اللّٰہ کی ضرب میں کامل ہو جاتا ہے جس چیز کی طرف متوجہ ہو کر الا اللّٰہ کی ضرب لگاتا ہے اس کو تہہ و بالا کر دیتا ہے۔

علم الکتاب یعنی تصرفات کا علم

جان لینا چاہیے کہ تصرفات چند قسم کے ہیں۔

دنیاوی تصرف :

اس قسم کے تصرف میں (1) علم کیمیائے ہنر (2) سنگ پارس کا حصول (3) زیر زمین خزانوں سے آگاہی (4) اور فقیر کے گرد اگرد موکلات اور فرشتوں کے لشکروں کا فقیر کی امداد کیلئے گھومتے رہنا اور اس کی نگاہ التفات کے منتظر رہنا شامل ہے۔اس قسم کے تصرفات اسم اللّٰہ ذات کے تصور کلمہ طیب کے ذکر سے زندہ دم موکلات ترتیب کیمیا درست کر دیتے ہیں بعض فقراء کو سنگ پارس لا کر دے دیتے ہیں جس کے چھونے سے لوہا بھی سونا بن جاتا ہے بعض فقیروں کو نظر نگاہ حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ زمین کے مخفی خزانے دیکھنے لگتے ہیں بعض فقیروں کے گرد موکلات وغیرہ گھومتے رہتے ہیں اور ان کی ہر قسم کی امداد کے منتظر رہتے ہیں لیکن فقیر ان کمینے مراتب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے جملہ کتابوں میں علم الکتاب یعنی تصرفات کا علم بیان کیا ہے۔

علم الکتاب کے فقیر

1۔مالک الملکی فقیر:

اِنَّ اللّٰـهَ عَلٰـی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o کا نور حاصل کرنے سے فقیر کو یہ تصرف حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ جس کو چاہے اسکے مرتبہ سے گرا دے اور جس کو چاہے اس کے مراتب بلند کر دے خواہ وہ بادشاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو۔

2۔غالب الامر / غالب المخلوق فقیر:

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَالنَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ o(یوسف/21)

جوکوئی اس آیت کا نور حاصل کر لیتا ہے اسے ہر قسم کی مخلوق فرشتوں، جنات، انسانوں اور ہر قسم کے جانوروں درندوں وغیرہ پر بھی تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

3۔صاحب الامر / زبان کُن فقیر:

اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ o (سورۃ یٰسٓ/82)

کے کامل کو عالم ارواح پر تصرف حاصل ہو جاتا ہے اس کی زبان نور ہو جاتی ہے اور وہ جس کام کو کرنے کا حکم دیتا ہے بفضل ایزدی اپنے وقت پر پورا ہو جاتا ہے۔

4۔رحمت عالم فقیر:

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ o(سورۃ یٰسٓ/58)

5۔ یعصم فقیر:

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ.(سورۃالمآئدہ/67)

علم السحر

علم الکتاب روحانی تصرفات کا علم ہے جبکہ علم السحر اس کے مقابل اور جادو کا علم ہے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں شروع ہی سے شیطان نے علم السحر کی تعلیم پھیلا دی تھی کہ کس طرح کس علم سے شیطانوں کو حاضر کر کے ان سے مختلف کام لئے جا سکتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو جن قوموں کی طرف بھیجا جاتا وہ انہیں جادوگر کہتے اور ان کے معجزوں کو کھلا جادو قرار دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو دعوت اسلام کیلئے فرعون کی طرف بھیجا تو فرعون نے آپؑ کے معجزے دیکھ کر اپنے درباریوں سے کہا کہ یہ کوئی بہت بڑا جادوگر ہے جو اپنے جادو کے ذریعے ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے۔ فرعون نے دعوت اسلام قبول کرنے کی بجائے آپؑ کو چیلنج کیا کہ ہم سالانہ میلہ کے موقع پر اپنے جادوگروں کا آپؑ سے مقابلہ کروائیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ آپؑ کیا کہتے ہیں۔ فرعون نے اپنے ملک کے ساحروں کو دعوت دی اور وہ فرعون کے دربار میں جمع ہو گئے انہوں نے کہا اے فرعون! اگر ہم ان پر غالب آئے تو ہمیں کیا ملے گا۔ فرعون نے کہا میں تمہیں اپنے مقرب درباریوں میں شامل کر لوں گا۔ پس جب مقابلہ شروع ہوا تو جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا پھینکیں جو آپؑ نے پھینکنا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں پہلے تم پھینکو۔ پس جادوگروں نے میدان میں رسیاں اور لاٹھیاں پھینکی جو سانپ بن کر حرکت کرنے لگیں فرعون اور اس کے حواری بہت خوش ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا میدان میں پھینک دیا جو آناً فاناً اژدھا بن گیا اور اس نے زور سے سانس کھینچا تو سب جادو کے سانپوں کو نگل لیا اور دوبارہ عصا کی صورت اختیار کر لی جادوگر جو اپنی نظر بندی کے جادو سے آگاہ تھے وہ سمجھ گئے کہ موسیٰؑ کے پاس جادو نہیں یہ کوئی حقیقتِ الٰہی کی طاقت ہے پس وہ موسیٰ علیہ

السلام کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور یک زبان ہو کر پکار اٹھے ہم ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لائے۔فرعون کو بہت بُرا لگا اس نے اسے اپنی ہتک خیال کیا اور جادوگروں کو بلا کر کہا کہ قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان کیوں لائے؟اب میں الٹی طرف سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا۔ جادوگروں نے کہا اب ہم حق پر ایمان لے آئے ہیں آپ کا جو دل کرتا ہے کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص سامری بھی موجود تھا جس نے مختلف دھاتوں کا بچھڑا بنا کر لوگوں کو اس کی عبادت پر مجبور کیا تھا۔ہوا کے ایک خاص رخ پر رکھنے سے اس میں ناقوس جیسی آواز بھی پیدا ہوتی تھی۔سامری کا کہنا تھا کہ یہی تمہارا الٰہ ہے اس شخص نے شیطان کے ساتھ ساز باز کر لی تھی جس نے اسے علوم سکھا کر بہت سی شیطانی قوتیں اس کے تابع کر دی تھیں آج بھی ایک جگہ اس کا مندر بنایا گیا ہے جہاں پر ہزاروں جادوگر اپنے جادوئی علوم کی تکمیل کرتے ہیں۔وہاں شیطان اور سامری دونوں کے بت بنائے گئے ہیں اور وہاں پر اللہ کا نام لینا جرم عظیم ہے اور کسی نیک کام کا سوچنا جرم ہے۔ یہودی قوم کے بہت سے لوگ جادوئی علوم کے ماہر تھے یہودی عورتیں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں وہ عورتوں کو اپنے قبضہ میں کرنے اور خاوند بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال کر عورت سے شادی کیلئے جادوئی علوم کا سہارا لیا کرتے تھے۔کہا جاتا ہے کہ بعض جادوگر اس قدر شیطانی قوتوں کے مالک ہو جاتے تھے کہ اگر وہ چاہتے تو بادلوں کو بلا کر دشمنوں کے کھیتوں میں ژالہ باری کروا دیتے جس سے اس کی فصل تباہ ہو جاتی۔

چاہِ بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں کو زنجیروں سے باندھ کر قید کیا گیا ہے

وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے لیکن ساتھ ہی کہہ دیتے ہمیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کیلئے دنیا میں بھیجا ہے اگر تم نے علم سیکھنا ہے تو سیکھو لیکن اس کا وبال تمہاری اپنی جان پر ہوگا۔

معین الدین چشتی رحمۃاللہ علیہ جب اجمیر تشریف لائے تو وہاں کے ہندو جادوگر آپؒ کے مقابلہ کیلئے کھڑے ہوگئے۔ آپؒ نے اس جگہ حصار کھینچ دیا تھا جہاں آپؒ اور آپؒ کے ساتھی رہائش پزیر تھے۔ جادوگر آپؒ پر حملہ آور ہوتے جادوئی آگ کے گولے آپؒ کی طرف پھینکتے لیکن وہ حصار سے پہلے ہی گر کر ختم ہوجاتے۔ بالآخر ایک جادوگر جس کا نام جے پال تھا آپؒ کے روبرو ہوا میں پرواز کرنے لگا اور آپؒ کو مقابلہ کی دعوت دینے لگا جس پر آپؒ نے اپنی کھڑاؤں کی طرف نگاہ کی تو وہ بھی ہوا میں اڑتی چلی گئیں اور تیزی سے اس جادوگر کے سر پر ٹھکا ٹھک برسنے لگیں وہ جادوگر مجبور ہوکر زمین پر اتر آیا اور آکر آپؒ کے قدموں میں گر گیا اور اسلام قبول کرنے کی استدعا کی اور کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور اس کے ہزاروں ساتھی بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ معین الدین چشتی رحمۃاللہ علیہ نے ہندوستان میں 90 لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا جے پال جوگی کا نام عبداللہ رکھا گیا اور کہا جاتا ہے کہ آج بھی اگر کوئی اجمیر یا دکن کے جنگلات میں راستہ بھٹک جائے یا گم ہوجائے اور عبداللہ بیابانی کو مدد کیلئے پکارے تو وہ ظاہر ہوجاتے ہیں۔

شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ میں عزیزالدین مکی المعروف بابا نولکھ ہزاری رحمۃاللہ علیہ پہاڑی اور جھیل کے دامن میں تبلیغ اسلام کیلئے آکر ٹھہرے۔ ان دنوں سانگلہ ہل کی پہاڑیوں پر جادوگروں کا بسیرا تھا۔ لوگ اپنی بھینسوں کا دودھ دوہ کر آٹھ دس میل پیدل چل کر دودھ دینے جایا کرتے تھے۔ باری باری ہر ایک کو دودھ لے کر جانا ہوتا تھا لوگ بہت

تنگ تھے۔ ایک دن آپؒ نے کہا کہ دودھ یہیں دے جایا کرو۔ ہوتا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص جادوگروں کو دودھ دے کر نہ آتا تو اس کی بھینس کے تھنوں سے خون بہنے لگتا۔ پس جب لوگوں نے دیکھا کہ بابا جی کو دودھ دینے سے بھینسوں کو کچھ نہیں ہوتا تو قرب و جوار کے لوگ سانگلہ ہل جانے کی بجائے بابا جی کے پاس دودھ لے کر آنے لگے۔ جادوگروں کے پاس جب دودھ نہ پہنچا اور انہیں معلوم ہوا کہ شاہ کوٹ میں ایک بابا جی کی وجہ سے انہیں دودھ ملنا بند ہوگیا ہے تو انکا گرو اپنے چیلوں چانٹوں کے ساتھ مقابلہ کرنے جا پہنچا۔ جب جادوگری کے تمام حربے ناکام ہوگئے تو بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپؒ ہی مجھے کچھ دکھائیں۔ آپ رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو اور دیکھو۔ جادوگر نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا پیالہ ہے جس میں سے شیر اور بکری اکٹھے پانی پی رہے ہیں جادوگر نے آنکھیں کھول کر یہ کیفیت بیان کی۔ آپ رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا یہ پیالہ اسلام ہے اس کا پانی اللہ اور رسول ﷺ کی رحمت ہے شیر اور بکری غالب اور مغلوب ہیں جو دونوں ایک ہی پیالہ سے سیراب ہو رہے ہیں پس یہی اسلام ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ ایک پیالہ پہاڑی کے اوپر بطور نشان اب تک بنا ہوا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ جادوئی قوتوں کے بہت سے گروہ ہیں۔

پہلا گروہ:

شیطان، اسکی اولاد اور اسکے پیروکاروں کا ہے جو لوگوں کو خواہشات کی تعلیم دیتے اور ان کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں اور جو لوگ ان سے مدد لینا چاہتے ہیں وہ اسے جادو کی تعلیم دیتے ہیں جس سے جادو کی قوتیں شیطانی کام کیلئے اس کی مدد کرتی ہیں پس انہیں ایک وعدہ کرنا ہوتا ہے کہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں شیطان کی

تابع رہیں گے۔

دوسرا گروہ:

دیوی دیوتاؤں کی جادو سے مدد حاصل کرنا۔کالی دیوی جس کے کئی ہاتھ اور منہ ہیں جس میں اس نے لوگوں کے کٹے ہوئے سر پکڑے ہوئے ہیں۔ پہلے یہ دیوی مظلوموں کی مددگار اور ظالموں کو سزا دیتی تھی لیکن اب جادوگروں نے زندہ لوگوں کی قربانی اور بھینٹ چڑھا کر بے گناہ لوگوں کی جان لینے پر بھی لگا دیا ہے ۔لکشمی دیوی دولت کی دیوی ہے نہایت خوبصورت تاج پہنے رہتی ہے دولت کے پجاری لکشمی دیوی کو پکارتے ہیں اس کے بھجن گاتے ہیں اور اس کے پاؤں میں پھول چڑھاتے ہیں۔

تیسرا گروہ:

کچھ باطنی قوتیں جن کو بیر کہا جاتا ہے ان کا سردار ہنومان بیر ہے جو رام چندر جی کے لشکر کا سپہ سالار تھا جس کی شکل بندر سے ملتی جلتی تھی جس نے لنکا ڈھایا تھا وہ بھی ابتداء میں نیکوکار اور مظلوم لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا لیکن جادوگروں نے اپنے جادوئی زور کے ذریعے اس کو اور اس کے لشکریوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا جس سے وہ نہایت شرمناک کام لیتے ہیں۔

چوتھا گروہ:

جو رشی منی دنیا میں جادو کا کام کیا کرتے تھے جب وہ مر گئے تو شیطانی قوتوں میں انہیں ایک نام ایک مقام حاصل ہو گیا جس سے اسے بھولے ناتھ کہتے ہیں کہ اس کی پیشانی میں ایک تیسری آنکھ ہے جسے وہ ہمیشہ بند رکھتا ہے مگر جب کھولتا ہے تو تباہی پھیلا دیتا ہے۔

پانچواں گروہ:

لوگ جنات کوقابو میں کر کے ان سے بہت سے کام لیتے ہیں

عام طور پر کہا جاتا ہے اور بہت سے پڑھے لکھے لوگ بھی یہی کہتے ہیں جادو برحق ہے کرنے کرانے والا کافر ہے۔

کیسی جاہلانہ بات ہے کہ جادو برحق کیسے ہوسکتا ہے جادوتو بر باطل ہے۔حق تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے حق قرآن مجید ہے اور حق اس کے احکام اور ان پر عمل کرانے والے بندے ہیں۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا O (بنی اسرائیل/81)

فرما دیجیے کہ جب حق آ گیا تو باطل مٹ گیا اور باطل تو جانے ہی والا ہے۔

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ جادو کالاعلم ہے اور جو لوگ باطن سیاہ ہوتے ہیں ان پر ہی اثر انداز ہوتا ہے اور نور پر ظلمات غالب نہیں آسکتے۔

عام طور پرمشہور ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر مدینہ کے یہودی لبیداور اسکی بیٹیوں نے جادو کیا تھااور اس کا دعویٰ تھا کہ اس جادو کوتوڑا نہیں جاسکتا۔ انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال لے کر ان پر پڑھائی کر کے ان کو گیارہ گرہیں دے کرکنگھی کے شانوں میں پھنسا کرایک اینٹ سے باندھ کرکنویں میں پھینک دیا تھا تا کہ اسے کوئی نکال نہ سکے۔ جب مجھ پرکوئی شخص جادونہیں کرسکتا میرے مرشد سلطان باھُو رحم اللہ تعالیٰ پر جادونہیں کرسکتا ،حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز پر جادونہیں کرسکتا حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم پر جادونہیں کرسکتا۔تو وہ کون ہے جوحضور علیہ الصلوٰت والسلام پر جادو کر سکے۔لبید یہودی نے اپنے زعم میں بہت بڑا جادو کیا تھا۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کوالہامی طور پر معلوم ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں سے وہ اینٹ برآمد کرائی۔بال کنگھی سے

الگ کیے تو دیکھا کہ گیارہ گرہیں دی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کو"قُلْ" کہہ کر" قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ الْفَلَقِ o قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ o" نازل کیں جن کی گیارہ آیات ہیں۔حضور علیہ الصلوٰت والسلام ایک ایک آیت پڑھتے گئے جادو کی ایک ایک گرہ کھلتی گئی اور جادو ختم ہو گیا۔حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا جو کوئی سورۃ الکافرون،سورۃ الاخلاص،سورۃ الفلق اور سورۃ الناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر کسی مسحور پر پھونکے گا تو اس کے وجود سے جادو کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔

1- فقیروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ الْفَلَقِ o اور قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ o دونوں سورتیں جادو کے خلاف دفاع ہیں۔

2- اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo" جادو کے خلاف اللہ کی پناہ ہے۔

3- آیت الکرسی ،تصور اسم اللّٰہ ذات اور مشق وجودیہ جادوئی قوتوں کے خلاف کامل حصار ہیں۔

اٹھارواں باب(18)

علم الکیمیا

علم الکیمیا

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا کیمیا تین قسم کی ہے۔

1: کیمیا ہنر

2: کیمیا نظر

3: کیمیا معرفت

کیمیا و سیمیا و ریمیا

کس ناداند جز بذاتِ اولیاء

مشہور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو جو بنی اسرائیل کا ایک مشہور آدمی تھا کو اس شرط پر علم کیمیا تعلیم کیا تھا کہ وہ اس مال میں سے مساکین، یتامیٰ اور غریب غرباء کی امداد کیا کرے گا اس نے اتنا مال بنالیا کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں ستر اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو وہ بہت بڑی ادائیگی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکاری ہو گیا پس اس کے مال سونا چاندی کا بوجھ اتنا بڑھ گیا کہ زمین کو بھی بوجھ محسوس ہونے لگا پس کیمیاء کے مؤکلات نے اس کا سونا چاندی ایک گٹھڑی کی صورت باندھ کر اس کے سر پر رکھ دیا جس سے وہ زمین میں دھنس گیا اور آج تک دھنستا چلا جا رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرنے کے خبط میں مبتلا ہوں گے اور غریبوں کو ان کا حق ادا نہیں کریں گے قیامت کے روز وہ سونا چاندی سکّوں کی

صورت ڈھال کر اس لالچی اور بخیل شخص کی پیشانی اور پیٹھ پر داغ دیے جائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے رسول ﷺ! ہم نے کائنات کی ہر شئے کو آپ ﷺ کیلئے پیدا فرمایا ہے اگر ہم آپ کو پیدا نہ کرتے تو جملہ کائنات اور مخلوقات کو بھی پیدا نہ کرتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز اپنی بیٹی فاطمہ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضور پاک ﷺ جب کسی سفر یا غزوہ پر نکلتے تو پہلے حضرت بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہ کے گھر جاتے بعد ازاں دو نفل مسجد نبوی میں ادا کر کے روانہ ہوتے اسی طرح جب سفر سے واپس آتے تو پہلے دو نفل ادا کرتے پھر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہ کے گھر جاتے پھر وہاں سے فارغ ہو کر امہات المومنین کے گھر جاتے۔ ایک روز جب حضور پاک ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹا کر گھر کے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضور پاک ﷺ نے آواز دے کر پوچھا اے میری بیٹی! کیا بات ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے جواب دیا کہ سر ڈھانپنے کے لیے کپڑا ناکافی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کملی دیوار کے اوپر سے گھر کے اندر پھینک دی تو فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے اس سے اپنا سر اور جسم ڈھانپ کر دروازہ کھول دیا۔ حضور پاک ﷺ نے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ ایک الگ چارپائی پر جا بیٹھے اور فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ بھی ایک طرف جا بیٹھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کے گھر کی شان فقر دیکھی تو خاموش ہو رہے اور چند لمحوں کیلئے سر مبارک بارگاہ الٰہی میں جھکا لیا۔ حضور پاک ﷺ نے سر مبارک کو اٹھایا اور کہا اے میری بیٹی فاطمہؓ! کیا میں تمہارے لیے

کوہ احد کوحکم دوں کہ وہ سونے اور چاندی کا بن جائے۔فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ نے عرض کی اباحضورﷺ! فاطمہؓ نے تو ہمیشہ فقر کو ہی پسند کیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ."

اے میری بیٹی فاطمہؓ! فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔اے فاطمہؓ! تو سلطان فقر اوّل ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کہ میں کوہ احد کوحکم دوں کہ وہ تیرے لیے سونے چاندی کا بن جائے کی صداقت یہ ہے کہ فقیر نے کوہ احد کے پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لے کر جب اس کی صفائی کر کے اس کو چرخ دیا تو کٹھالی میں سے سونے چاندی ایک ڈلی برآمد ہوئی۔آج تو یورپین حکومتوں کی اقوام اور فرموں نے احد پہاڑ کے بہت سے حصوں کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور اسمیں سے سونے چاندی کے علاوہ قیمتی دھاتیں برآمد کررہے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا کیا سونا بھی بنایا جاسکتا ہے؟ آپؓ نے ایک شعر پڑھا جو دیوان علی علیہ السلام کے متفرقات میں موجود ہے۔آپؓ نے فرمایا۔

خذِ الفرار و الطلق بشئٍ یشبه البرق

فادر جهاو کن ملک للشرق و الغرب

آپؓ نے فرمایا پارہ لیجیے اور ابرق اور تیسری وہ شئے جو بجلی کی مانند چمکتی ہے ان کو درجہ بدرجہ ملایئے اور مشرق ومغرب کے مالک بن جایئے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ جب آپؒ کسی

دھات لوہے، تانبے، چاندی کی چادر پر پیشاب کر دیتے تو وہ سونے میں تبدیل ہوجاتی۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا کہ وہ اپنے طالب کو کیمیا ہنر کیمیا اکسیر سے نواز دیتے ہیں تاکہ دنیا کے مال و متاع سے اسکا دل سرد ہوجائے اور طالب کیلئے بھی لازم ہے کہ وہ کیمیا ہنر اور کیمیا اکسیر کو حاصل کر کے ترک کر دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اسے دنیا داروں میں شمار کیا جائے گا۔سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے ایک بوٹی کا بھی ذکر کیا ہے کہ اگر اس کو چرخ خوردہ تانبے پر نچوڑ دیا جائے تو تانبا سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے ہمیں وہ بوٹی میسر نہیں آئی کیونکہ چار سو سال قبل سے آج تک بوٹی کا نام کیا سے کیا تبدیل ہوگیا ہوگا۔حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فضل اللقاء میں ایک فرد بیان کی ہے۔

در معرفت خود محو کردن ہم چو سیماب است خاک

از خاک سماء زرشود از معرفت شد خاک پاک

معرفت میں اپنے آپ کو گم کرنا ایسے ہی ہے جیسے خاکِ سیماب ہو خاکِ سیماب سے زر بنتا ہے اور معرفت میں گم ہونے سے وجود کی مٹی پاک ہو جاتی ہے۔

کیمیا ہنر اور کیمیا اکسیر سے آگے بڑھ کر کیمیا نظر حاصل ہو جاتی ہے۔حضرت سلطان باھُو سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہے تھے کہ ایک سید خستہ صورتِ حال آپ علیہ الرحمہ کی شہرت سن کر آپؒ کے پاس آپہنچا کہ شاید آپؒ اسکی جوان بیٹی کی شادی کیلئے اسکی مدد کرسکیں لیکن آپؒ کو ہل چلاتے سادہ لباس میں دیکھا تو مایوس ہوکر واپس جانے لگا آپؒ نے پوچھا! شاہ صاحب کیا بات ہے! وہ حیران ہو کر واپس پلٹا سلطان صاحبؒ کے سامنے اپنی مجبوری بیان کی اور غیبی امداد کی درخواست کی۔سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھایا اس پر نگاہ کی اور اس کو

کھیت میں پھینک دیا۔شاہ صاحب نے دیکھا کہ جہاں جہاں وہ مٹی پہنچی ہر ڈھیلا سونے میں تبدیل ہوگیا۔آپؒ نے شاہ صاحب کو مخاطب ہوکرفرمایا جتنی حاجت ہے اتنا سونا اٹھالو پس شاہ صاحب نے حسبِ ضرورت اپنا دامن بھرلیا۔سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا۔

نظر جنہاں دی کیمیا اوہ سونا کردے جھٹ
اللہ کم کریسیاں کیا سیّد کیا جٹ

اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے کسی وزیر کے ہاتھ حضرت سلطان باھُوؒ کو لنگر کے اخراجات کیلئے دو تھیلیاں اشرفیوں کی بھیجیں۔اس وقت آپؒ کنویں کی کادھی پر بیٹھے کھیتوں کو پانی دے رہے تھے وزیر نے دونوں اشرفیوں کی تھیلیاں آپؒ کے سپرد کیں آپؒ نے دونوں تھیلیاں کنویں میں ڈال دیں۔وزیر کو بڑا تعجب ہوا اسکے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش وہ اشرفیاں مجھے مل جاتیں۔سلطان العارفین رحمۃاللّٰہ علیہ نے اس کی نیت کو جانچ کر کنویں کے پانی کی طرف نگاہ کی تو اس میں سے پانی کی بجائے اشرفیاں گرنے لگیں یہ حالت دیکھ کر وہ آپؒ کے قدموں میں گر گیا اور سلطان العارفین رحمۃاللّٰہ علیہ نے دوسری نگاہ سے اسے واصل باللہ کر دیا اور دونوں تھیلیاں بھر کر اسکے حوالے کر دیں۔

فقیر کو بھی کیمیا نگاہ سے کچھ حصہ ملا ہے کچے پارے کو کٹھالی میں ڈال کر جب اس پر نظری توجہ ڈالتا ہوں تو سنار اور کیمیا گر دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ پارہ چرخ میں آگ کی مانند سرخ ہوکر بھی اُڑنے کا نام نہیں لیتا۔

میاں محمد بخش رحمۃاللہ علیہ کھڑی شریف نے فرمایا۔

ریت وجود تیرے وچ سونا جے توں اس نوں جانیں
ہنجواں دا گھت پانی دھوویں ریت مٹی رڑھ جاوے

پارہ گھت محبت والا گولی اک بنائیں
خاک ملے جد خاک محمدؒ سونا مل پواوے

فقیر نے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی فرد اور میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کو حل کر کے ان کی صداقت کو جانچ لیا ہے۔ اگر مناسب خیال کریں تو میرے بھی دو اشعار سن لیں۔

(1)

قلی دے وچ سرساہی پانی پارے دے وچ دوناں
جیہڑا اس دا کڈھے پانی چاندی کرے یا سونا
نظروں رنگ چڑھے الطافوں مکّے رونا دھونا

(2)

پارہ لے بازاروں آ اس دی خاک سیماب بنا
سونا اس دے وچ ملا دے کے چرخ سوئے نوں جا
پیسے وٹ کے جھولی پا فقیر دے سرنوں دے دعا
مرشد باجھ نہ ہو آگاہی گھر دی کریں نہ مول تباہی
حق الطاف نے سخن سنایا جس دے اُتے رب دا سایہ

بابا غلام فرید قادری کوٹ مٹھن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیمیا کا ایک نسخہ بیان کیا تھا جو آپؒ کے مزار پر ایک پہیلی کی صورت میں لکھا ہوا ہے۔

ایک آنے دا چنن ایک آنے دا تارا
وچ ملایا پارہ مطلب حاصل ہویا سارا

کیمیا گر اس نکتے کو حل کرنے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں۔ فقیر کو بھی سرکار نے

خواب میں دو تین بار کوٹ مٹھن آنے کی دعوت دی ہے۔گرمی کی شدت اور صحت کی خرابی کی وجہ سے حاضری سے معذور رہا ہوں جیسے ہی موسم تبدیل ہوتا ہے اور صحت بحال ہوتی ہے اوّل فرصت میں ہی حاضری دوں گا۔

اسی طرح چشتی سلسلہ میں صابر پیارحمۃاللہ علیہ کے مرید حمید الدین ناگوریؒ کی طرف بھی کیمیا کے بہت سے نسخے منسوب کیے گئے ہیں۔علاوہ ازیں کوئی نہ کوئی کہانی ڈال کر کیمیا کا نسخہ بیان کیا جاتا ہے۔جس طرح ولایت ہدایت اور معرفت کا علم تسبیح خوانی اور وظیفوں سے حاصل نہیں ہوتا اسی طرح کیمیا بھی عطائے الٰہی کے علاوہ حاصل نہیں ہوتا۔

انیسواں باب (19)

”اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ“ کی شرح اسلامی نظام حکومت

اسلامی نظام حکومت

نیابتِ الٰہی کا قانون :۔

" اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحُکْمُ لِلّٰہ"

''ملک بھی اللہ کا حکم بھی اللہ کا''

ہر اسلامی ملک کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظام نافذ کرنے کا حکم دیا ہے اور پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس میں اسلامی اور نیابتِ الٰہی کا نظام نافذ کرنا ہم سب پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ O'' (سورۃالمائدہ/45)

جو لوگ ملک میں اللہ کا قانون نافذ نہیں کرتے وہی لوگ ظالم ہیں۔

اسلامی نظام کی اصل صورت

حضرت امیر معاویہؓ نے جب اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنانا چاہا تو مدینہ کے بہت سے لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔حضرت امیر معاویہؓ شام میں اپنی حکومت قائم کر چکے تھے اور انہوں نے دمشق کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تھا اور اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے کی بیعت لینا چاہتے تھے اور اس کیلئے مدینہ کے لوگوں سے بیعت خلافت کی سند لینا ضروری تھا۔حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد صحابہؓ میں سے چند لوگ ہی ایسے تھے جن کی مخالفت کا حضرت امیر معاویہؓ کو خدشہ تھا اور وہ حضرت امام

حسین علیہ السلام سے لازمی طور پر بیعت لینا چاہتا تھا۔

بیعت رسولﷺ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پیغام بھیجا تھا کہ اے حضرت امیر معاویہؓ! اپنے بیٹے یزید کی بیعت لینے کی بجائے بیعت رسولﷺ کے طریقہ کو تسلیم کر لے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ

(۱) مدینہ کے لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ منتخب کیا آپ بھی مدینہ کے لوگوں پر یہ بات چھوڑ دیں کہ وہ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں۔

(۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تھا وہ امت کے بہترین شخص، حضور پاکﷺ کے ساتھی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار نہ تھے آپ بھی اہل مدینہ میں سے کسی ایسے آدمی کو خلیفہ نامزد کر دیں لیکن اگر آپ اس کے خلاف اپنے نااہل بیٹے یزید کو نامزد کر کے مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتے ہیں تو میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

(۳) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دونوں میں سے کسی ایک کو بطور خلیفہ منتخب کرنے کیلئے مجلس شوریٰ میں سے چار ممبروں حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد (رضوان اللہ علیہم) کی ایک کمیٹی بنادی کہ وہ کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر لیں تا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلافتی امور میں مدد کرنے لگیں آپؓ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو بحیثیت لازمی ممبر شوریٰ یہ اختیار دیا تھا کہ اگر انتخاب میں دونوں طرف دو دو ووٹ ہوں تو وہ اپنا ووٹ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دے کر فیصلہ کر دیں لیکن اس کی

نوبت نہیں آئی اور شوریٰ کمیٹی نے ایک کے مقابلے میں تین ووٹ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کی اسلامی خدمات رسول پاک ﷺ سے تعلق اور بزرگی کی وجہ سے خلیفہ منتخب کر لیا۔

اے امیر معاویہؓ! ہمارے پاس اس وقت بیعت رسولی ﷺ کے اس طریقہ کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے پس آپ بھی بیعت رسولی ﷺ کے اس طریقہ کو اپنا لیں اور اس کو تسلیم کر لیں اور اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ نامزد کرنے کی بجائے اس طریقہ پر عمل کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو میں کسی دوسرے طریقہ کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ پس یزید کی بیعت خلافت کی مخالفت پر یزیدی فوجوں نے میدان کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو ان کے اہل وعیّال کے ساتھ خیمہ زن ہونے اور آپؑ کو یزید کی بیعت خلافت کرنے پر مجبور کیا سات محرم سے دریائے فرات کا پانی آپؑ پر بند کر دیا گیا اور پانی کی مشک لاتے ہوئے حضرت عباس علیہ السلام کے دونوں بازو قلم کر دیے اور دس محرم 61 ہجری بروز جمعۃ المبارک بنو ہاشم کے 19 چھوٹے بڑے افراد اور دیگر 53 افراد کو شہید کر دیا اور حضرت زین العابدین علیہ السلام کو اونٹ پر باندھ دیا گیا اور عورتوں کو ننگے پاؤں صحرا کی تپتی ہوئی ریت پر چلنے پر مجبور کیا گیا عورتوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں تھیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا سالار قافلہ حسینیؑ نے اپنے چہرۂ انوار کو اپنے گھنے بالوں سے ڈھانپ لیا اور پردہ کر لیا تھا۔

جب زیاد پلید نے کوفہ میں اپنے محل کے اندر ایک بچہ دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟

تو جواب ملا علی بن حسین (علیہ السلام)

زیاد بپھر کر بولا کیا حسین علیہ السلام کا نام ابھی زندہ ہے؟ تلوار لاؤ میں اسے قتل کرتا ہوں۔

اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا شیرنی کی طرح اٹھ کر کھڑی ہو گئیں اور بولیں۔

اے زیاد! یہ ہمارا محرم ہے ہم اپنے محرم کے علاوہ کسی اور کے ساتھ سفر نہیں کرسکتیں اور یہی خدا کا حکم ہے اگر تم اسے قتل کرو گے تو ہم عورتوں کو بھی قتل کرنا ہوگا۔جس پر زیاد کھسیانہ ہو کر باہر نکل گیا۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے جس نظام کو زندہ رکھنے کیلئے قربانی دی ہم نے اس کو فراموش کر دیا ہے میں اسے اسلامی نظام حکومت کہتا ہوں۔

وہ عوامل جنہوں نے حسینی (علیہ السلام) اسلامی نظام حکومت (سسٹم) کو پنپنے نہ دیا

(۱) نظریہ ضرورت

بنوامیہ کے عبدالملک بن مروان نے جب حکومت پر قبضہ کرلیا اور دمشق میں سریرآرائے سلطنت ہوا تو اسے علماء اور مدینہ کی عوام سے اپنی خلافت کے جواز کا فتویٰ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی اس نے علماء کی طرف رجوع کیا جنہوں نے آیت

''اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ.''

یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی اور تم میں سے جو صاحب امر ہے

یعنی بادشاہ وقت کی چاہے وہ فاسق وفاجر حبشی ہی کیوں نہ ہو۔

پس نظریہ ضرورت کے تحت ''اولی الامر منکم'' کے غلط ترجمہ سے بنوامیہ اور بنوعباس کی موروثی ملوکیت کو جائز قرار دیا گیا۔اور اسی بنا پر بعض لوگ یزید کی خلافت کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز امیر الکونین میں ''اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ.'' کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد فاسق وفاجر بادشاہ کی اطاعت کا حکم کیسے دیا جاسکتا ہے؟ اولی الامر منکم اولیا اللہ ہیں جن کا حکم جاری وساری ہے۔اگر کوئی

صاحب امر مالک الملکی فقیر چاہے تو بادشاہ کو اس کے تخت سے معزول کر دے اور اگر چاہے تو کسی گدا اگر کو تخت شاہی پر بٹھا دے۔ اگر کوئی بادشاہ چاہے کہ وہ فقیر کو اپنے دربار میں طلب کرے تو فقیر کی مرضی ہے کہ وہ آئے یا نہ آئے لیکن جب فقیر چاہتا ہے کہ وہ بادشاہ کو طلب کرے تو وہ بادشاہ کو جذب سے ایسا کھینچتا ہے کہ بادشاہ ننگے پاؤں بھاگتا ہوا فقیر کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے جیسا کہ اورنگ زیب عالمگیر ننگے پاؤں بھاگتا ہوا حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو گیا پس اولی الامر فقیر ہے نہ کہ فاسق و فاجر بادشاہ۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے علماء آج تک ''**اولی الا مر منکم**'' سے فاسق و فاجر بادشاہ کی اطاعت مراد لیتے رہے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس نظریہ کو اٹھا کر دور پھینک دیا جائے اور حسینی (علیہ السلام) نظام بیعت رسولی ﷺ اور خلفاء کے سسٹم کی طرف رجوع کیا جائے ورنہ دنیا میں کبھی بھی اسلامی نظام حکومت نافذ نہ ہو سکے گا اب جبکہ خلافت ختم ہو گئی ہے تو نظریہ ضرورت کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام حکومت کا سسٹم بھی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

شیعہ علماء اور بیعت رسولی ﷺ

جب ہم بیعت رسولی ﷺ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے پیش کیے گئے نظریہ کی بات کرتے ہیں تو بہت سے شیعہ عالم حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللّٰہ عنہ کا نام سن کر بھڑک اٹھتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذاتیات اور شخصیات کی اطاعت کا نہیں کہہ رہے ہم تو حسین علیہ السلام امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں جس سسٹم کو زندہ کرنا چاہتے تھے اس سسٹم کی بات کرتے ہیں اگر اس کے علاوہ آپ کے ذہن میں حسینی (علیہ السلام) نظام حکومت کا کوئی

نیا تصور موجود ہوتو اسے دنیا کے سامنے لائیں ہم سب سے پہلے اس کو ماننے والوں میں سے ہیں۔صحابہ رضوان اللہ علیہم سے نفرت کی بنیاد پر ہم نے حسینی (علیہ السلام) سسٹم کو نفرت کی گہرائیوں میں دفن کر دیا ہے۔خلافت ختم ہوئی تو نظریہ ضرورت کے صرف الفاظ باقی رہ گئے۔شیعہ حضرات نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی نفرت کی بنیاد پر حسین علیہ السلام کے بیعت رسول ﷺ پر مطلق توجہ نہ دی اس طرح مسلمانوں کے پاس اسلامی نظام حکومت کے حوالہ سے کچھ بھی باقی نہ رہا تو مجبوراً ہمارے سیاسی علمبرداروں نے ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ جمہوریت اسلامی نظام کا نعم البدل ہے کیونکہ جمہوری نظام حکومت میں اسمبلیاں الیکشن سے بنتی ہیں۔پس اس طرح الیکشن کے حوالے سے جمہوری اور اسلامی نظام ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔

اسلامی نظام حکومت اور جمہوری نظام حکومت کا مختصر جائزہ

جمہوری نظام حکومت :۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

(۱) جمہوریت میں مختلف الخیال سیاسی جماعتیں الیکشن لڑتی ہیں اور ان کے کامیاب ممبر اسمبلی جا پہنچتے ہیں۔جس طرح مختلف پرزے جوڑ کر موٹر سائیکل یا کار بنائی جاتی ہے مختلف الخیال سیاسی لوگ جوڑ توڑ سے حکومت بناتے ہیں اور جو لوگ کچھ حاصل نہیں کر پاتے وہ اپوزیشن کا حصہ بنتے ہیں یعنی حکومت اور اپوزیشن دو جماعتی نظام حکومت۔حکومتی جماعت اپنی عددی برتری کی بنا پر قانون سازی کرتی ہے اور اپوزیشن برائے اختلاف اچھے اقدام کے خلاف بھی بیان بازی کرتی رہتی ہے۔

(۲) جمہوری نظام میں بنیادی ضرورت پیسہ کمانے کی ہے اور وہ ہر طریقہ سود شراب اور جواء

سے پیسہ کماتے ہیں۔اخلاقیات کا جمہوری حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔زنا، شراب،فحاشی لوگوں کا ذاتی فعل ہے حکومت اس میں کوئی مداخلت نہیں کرتی اگر یہ سب کچھ رضامندی سے کیا جائے تو جمہوری نظام فحاشی پر بھی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔

(۳) جمہوریت نے عورت اور مرد کی مساوات کے پیشِ نظر روحانی اقدار و آداب کو ختم کر دیا ہے بوڑھے والدین اب اولڈ ہاؤس (Old House) میں پائے جاتے ہیں۔

پاکستان میں جمہوری فرقہ واریت؛۔

فقیر فرقہ واریت کی ایک قسم بیان کرتا ہے جو ملک پاکستان کو تباہ کر رہی ہے ہم نے جمہوریت کے نام پر پاکستان میں پچاس (50) سے زائد سیاسی جماعتیں بنا رکھیں ہیں جن میں سے ہر ایک جماعت کا نام ،منشور اور مقاصد ایک دوسرے سے علیحدہ ہے وہ سب علیحدہ علیحدہ الیکشن لڑتے ہیں لیکن حکومت سازی کیلئے اپنے ہر منشور کو الگ پھینک کر ایک دوسرے سے مل بیٹھتے ہیں یعنی ’’کل کا کافر آج کا مسلمان‘‘ اور اسی بات کو جمہوریت کی معراج کہا جاتا ہے۔فقیر کئی بار اسلامی نظامِ حکومت کے متعلق اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسلامی قانون کو نافذ کرنے اور پاکستان میں سودی نظام ختم کرنے کا ایک واضح خاکہ دیتا رہا ہے۔

اسلامی نظامِ حکومت :۔

جب ہم اسلامی نظام حکومت کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت پسند طنزاً کہتے ہیں کہ یہ لوگ چودہ صدیاں پُرانا نظام لانا چاہتے ہیں۔انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ دوبارہ اونٹ کی سواری کریں اپنی حفاظت کیلئے تیر کمان اور تلوار بنا لیں اور کار کی بجائے گھوڑوں کی سواری کریں۔اسلام ایک زندہ دین ہے جو ہر زمانہ کے ساتھ چلنے کی اہلیت بخشتا ہے مثلاً شراب کی حرمت پر شوریٰ ہر زمانہ میں پیدا ہونے والی

منشیات پر سزائیں مقرر کرسکتی ہے ہیروئن کوکین پر بھی شراب کی حرمت کے پیش نظر پابندی اور سزا مقرر کرسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون کبھی فرسودہ نہیں ہوتا جبکہ جمہوری نظام میں بندوں کا بنایا ہوا قانون ہر پانچ سے دس سال میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

اسلامی نظام حکومت میں شورائی نظام ہے جس میں عوام کے منتخب نمائندے شامل ہو کر یک جماعتی نظام کے تحت حکومت بنا کر قانون سازی کرتے ہیں ہر ممبر حکومت بھی ہوتا ہے اور اپوزیشن بھی۔وہ ہر مسئلے کے حق میں اور کسی دوسرے مسئلہ کے خلاف اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ دیتا ہے پاکستان میں موجودہ جمہوری نظام بھی دو پارٹی نظام ہے حکومت اور اپوزیشن۔جس میں اپوزیشن کی کچھ پارٹیاں بھی حکومت کے ساتھ الحاق کرتی ہیں اور حکومت سازی میں حصہ لیتی ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ حکومت کی بڑی پارٹی ان سب پارٹیز کو ملا کر حکومت بنائے اور سب لوگوں سے ملکی مفاد میں کام لے تاکہ حکومتی اداروں کو مضبوط تر کیا جاسکے اس طرح حکومت ممبران شوریٰ سے ملکی بہتری کیلئے بہترین کام لے سکتی ہے ہمیں اسمبلی کو شورائی نظام میں تبدیل کرنا ہوگا اور یہ کچھ مشکل نہیں۔اسلامی نظام حکومت میں دولت کمانا کچھ جرم نہیں بلکہ آپ اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں غریبوں پر خرچ کر کے ثواب کے حق دار اور ٹیکس ادا کر کے ملک کی بہترین خدمات سرانجام دیتے ہیں۔اسلامی نظام حکومت میں فحاشی کی کوئی گنجائش نہیں زنا شراب نوشی جواء اور سود کسی شخص کا ذاتی فعل نہیں قابل مواخذہ جرم ہے پس جمہوریت کو ہم کسی طرح بھی اسلام کا ہم پلہ اور اس کا نعم البدل قرار نہیں دے سکتے۔

حضور پاک ﷺ کے زمانے سے ہی شورائی نظام نافذ ہو گیا تھا۔مجلس شوریٰ کے سربراہ حضور پاک ﷺ خود تھے مجلس شوریٰ میں مہاجرین اور انصار دونوں جماعتوں سے تعلق رکھنے والے صحابیؓ حضور پاک ﷺ نے خود منتخب فرمائے تھے۔زکوۃ اور صدقات کی

تقسیم، جنگ و صلح کے معاملات یا کوئی دوسرا اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مشاورتی کونسل سے مشورہ فرماتے اور یہ مشاورت مسجد نبوی میں کی جاتی۔غزوہ اُحد پر جب حضور نے مشاورت کی تو عبداللہ بن ابئ رئیس المنافقین نے مشورہ دیا کہ اُحد کی جنگ مدینہ کے دروازوں پر لڑی جائے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم !ہم تو آپؐ کے غلام ہیں جہاں حکم دیں گے ہم جنگ لڑیں گے ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) تم اور تمہارا رب لڑیں ہم یہاں بیٹھے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !اگر آپؐ ہمیں حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے۔ عبداللہ بن ابئ رئیس المنافقین مسلمانوں کو ایک جنگی چال میں پھنسانا چاہتا تھا کہ اگر مدینہ کے دروازوں پر جنگ لڑی گئی تو ایک طرف سے مدینہ میں بسنے والے یہودی قبائل بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع مدینہ میں مسلمانوں کے گھروں پر حملہ کر دیں گے دوسری طرف اسکے ساتھی مدینہ پر حملہ کر دیں گے اور مسلمان میدان جنگ سے منہ موڑ کر اپنے گھروں کو بھاگ کھڑے ہوں گے اور قریش کا لشکر مسلمانوں کو روند کر مدینہ میں داخل ہو جائے گا اور ہم مسلمانوں کو تباہ کر دیں گے۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سالارِ اعظم تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب اس منافق کے جھانسہ میں آنے والے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جنگ اُحد کے دامن میں کھلے میدان میں لڑی جائے گی۔جب ایک ہزار کا لشکر روانہ ہوا تو عبداللہ بن ابئ رئیس المنافقین اپنے تین سو ساتھی لیکر یہ کہتے ہوئے الگ ہو گیا کہ ہمارے گھر خالی ہیں ہم اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر کھلے میدان میں جنگ نہیں لڑ سکتے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ممبران مجلس شوریٰ نے متفقہ رائے سے حضرت علی علیہ السلام کو شوریٰ کا سربراہ مقرر کر دیا تھا اور آپؑ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کے زمانے تک اس عہدہ پر فائز رہے۔حضرت علی علیہ السلام سے جب کسی شخص نے یہ سوال کیا کہ پہلے خلفاء کے زمانے میں اتنا سکون تھا اور اب اتنی شورش کیوں؟ آپؑ نے جواب دیا میں ان کا مشیر تھا اور اب تم جیسے لوگ میرے مشیر ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے اتنی محبت تھی کہ آپؑ نے ام البنین رضی اللہ عنہ کے بطن سے پیدا ہونے والے تین بیٹوں حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے تیسرے بھائی کا نام عثمان رضی اللہ عنہ رکھا جو کہ کربلا میں شہید ہوئے ایک دوسری بیوی سے بیٹے کا نام عمر رضی اللہ عنہ رکھا جو کربلا میں موجود نہ تھے اور ایک تیسری بیوی سے بیٹے کا نام ابی بکر رضی اللہ عنہ رکھا یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔حضرت زین العابدین علیہ السلام جو میدانِ کربلا میں بیمار تھے انہوں نے کربلا کی شہادت کا سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا آپؑ کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہتے رہتے تھے۔آپؑ نے اپنے بیٹے امام باقر علیہ السلام کی شادی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ام فردہ رضی اللہ عنہا سے کی تھی جن کے بطن سے امام جعفر صادق علیہ السلام پیدا ہوئے۔یاد رہے کہ نہ تو کوئی شخص اپنی اولاد کے نام اپنے دشمنوں کے نام پر رکھتا ہے نہ ہی اپنے دشمنوں سے رشتہ داریاں کرتا ہے۔

پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت کا نفاذ

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے لیکن ہم نے اسے اسلامی جمہوریہ بنا کر رکھ دیا ہے پاکستان میں سیاستدانوں کا کردار ناقابلِ فہم اور قابلِ افسوس ہے۔ 1973ء تک یعنی پاکستان آزاد ہونے کے 26 سال بعد تک پاکستان کا آئین نہ بنایا جا سکا۔1949ء میں لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے قراداد مقاصد کے نام سے ایک قرارداد اسمبلی سے منظور کرائی جسے آئینِ پاکستان کی بنیاد قرار دیا گیا اور اب وہ قرارداد بھی آئین کا

حصہ ہے آئین میں اسلامی نظام حکومت نافذ کرنے کیلئے زیادہ تراش خراش کی ضرورت نہ ہوگی جہاں ضرورت ہو وہاں تھوڑی بہت تبدیلی کر دی جائے۔

صدر

صدر کا نام صدر یا خلیفہ رکھیں بحر حال یہ صدارتی نظام ہے صدر اللّٰہ اور شوریٰ کو جوابدہ ہوتا ہے صدر کے انتخاب کے لئے وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے جسے بیعت رسول ﷺ اور خلفاء کا نظام خلافت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا پسندیدہ سسٹم قرار دیا گیا ہے خلیفہ کا انتخاب ملک بھر کے لوگ کریں اور اس کے انتخاب کیلئے ممبران شوریٰ سے ووٹ بھی لیا جا سکتا ہے۔

شوریٰ:۔

پاکستان میں ہونے والے الیکشن میں مختلف الخیال جماعتیں الیکشن میں حصہ لیکر اسمبلی میں آتی ہیں اب اسمبلی کا نام شوریٰ ہو گا یعنی مشاورتی کونسل جس میں دو جماعتی جمہوری طریقہ حکومت اور اپوزیشن کی بجائے یک جماعتی نظام ہو گا جس میں سب لوگ مل جل کر حکومت چلائیں گے ہر ممبر حکومت بھی ہو گا اور اپوزیشن بھی۔ وہ ہر معاملہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے ضمیر کے مطابق کسی بات کے حق میں یا اس کے خلاف رائے دے گا جس سے صاف ستھرا سیاسی نظام ابھرے گا اور ملک کو سیاسی فرقہ واریت سے نجات مل جائے گی شوریٰ کے فیصلوں کو اجماع امت کا مقام حاصل ہوگا۔

ان ممبران شوریٰ سے ملکی کمیٹیاں بنا کر بہت سے کام لیے جا سکتے ہیں۔

ممبران شوریٰ کی خصوصیات:۔

قولہٗ تعالیٰ"۔۔۔وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ۔۔۔"(سورۃ الشوریٰ/40~36)

ترجمہ:۔پس (دنیا میں) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ اس دنیا کی متاع ہے اور جو تمہیں آخرت میں دیا جائے گا وہ اس سے بڑھ کر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے یہ ان اہلِ ایمان لوگوں کیلئے ہے جو اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضب ناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور (ملکی و اصلاحی معاملات میں) ان کے سب کام باہمی مشاورت سے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو اس کا مناسب بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ اس برائی کے (مثل یعنی) برابر ہونا چاہیے پس جو معاف کر دے اصلاح کیلئے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے بیشک اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

عدلیہ:

عدل ترازو کے دو پلڑوں میں مساوی وزن کو کہا جاتا ہے عدل کے لغوی معنی

عوض، بدلہ، معاوضہ، انصاف اور برابری کے ہیں۔ اسلام میں عدل عبادت ہے۔ عدل یہ ہے کہ غیروں کو رب کے برابر نہ ٹھہرایا جائے۔

قرآن مجید میں عدل کے متعلق آیات:۔

قرآن مجید میں 29 مقامات پر لفظ عدل مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔

۱۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عدل ہی عدل ہوگا نہ تو اس روز کسی سے معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ ہی اسکے حق میں سفارش سنی جائے گی۔(البقرہ/48)

۲۔ قرآن مجید میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عدل مانگنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس کی بارگاہ سے اس کا فضل طلب کرنا چاہیے۔

؎ عدل کریں تے تھر تھر کنبن اچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں ورگے منہ کالے

۳۔ عدالتی عدل:

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عدل و انصاف کیا کرو کیونکہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے یعنی عدل کو عبادت کا درجہ دے دیا گیا ہے۔(سورۃ المائدہ/8)

۴۔ حضور پاک ﷺ اور آپ ؐ کی امت کو بھی اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ (سورۃ الاعراف/181)

۵۔ معاشرتی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور ایک ہی طرف جھک جانے کو منع کیا ہے۔(سورۃ النسآء/129)

۶۔ کاروباری لین دین میں کتابت عدل و انصاف سے کی جائے گواہ بھی عدل و انصاف سے گواہی دیا کریں خواہ وہ ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔(النسآء/135)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس گئے تو غلام کی باری تھی کہ وہ

اونٹ پر سوار ہو پس آپؓ اس ہیئت سے شہر میں داخل ہوئے کہ غلام تو اونٹ پر سوار تھا اور آقا اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے تھے عدل اس کو کہا جاتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:۔

عوام الناس میں اسلامی حکومت کا یہ تصور موجود ہے کہ شاید اسلامی حکومت کسی فقہ پر قائم کی جائے گی۔سنی علماء کہتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر اسلامی حکومت قائم کی جائے جبکہ شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ اسلامی حکومت امام جعفر صادق علیہ السلام کی فقہ پر قائم کی جائے۔معلوم ہونا چاہئے کہ فقہ تو عدلیہ کا حصہ ہے اس پر اسلامی حکومت کیسے قائم کی جاسکتی ہے۔

آیئے ہم اسلامی فقہ کی تاریخ کا مختصر جائزہ لیتے ہیں اور اس کو سمجھنے کیلئے ہم نے فقہ کو چند ادوار میں تقسیم کر دیا ہے۔

فقہ کا پہلا دور:۔

یہ دور حضور پاک ﷺ کی تیرہ سالہ مکی اور دس سالہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے۔

فقہ کا دوسرا دور:۔

یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دور ہے جس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کے فیصلے کیے جاتے تھے اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی روایات سے استفادہ کیا جاتا تھا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مفسر قرآن کے نام سے مشہور تھے۔

فقہ کا تیسرا دور:۔

اس دور میں تابعین نے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فقہ کا استفادہ کیا اس دور

میں مدینہ منورہ میں پندرہ، مکہ میں پانچ، کوفہ میں آٹھ، بصرہ میں چھے، شام میں چھے، مصر میں تین اور یمن میں دو مشہور مفتی تھے۔

مدینہ کے مفتی:۔

حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عمر فاروق، حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعید بن مسیّب مخزومی، حضرت عروہ بن زبیر بن عوام اسدی، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی، حضرت علی بن حسین بن ابی طالب ہاشمی، حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر، حضرت ام المومنین میمونہ کے مولیٰ سلیمان بن یسار، حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر، محمد بن مسلم المعروف ابن شہاب زہری، عبداللہ بن زکوان، یحییٰ بن انصاری، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن فروع (رضوان اللہ علیہم)۔

مکہ کے مفتی:۔

حضرت عبداللہ بن عباس، بنی مخزوم کے مولی مجاہد بن جُبیر، حضرت ابن عباس کے مولی عکرمہ، حضرت عطار بن ابی ریاح مولیٰ قریش، حضرت حکیم بن حزام کے مولی ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس (رضوان اللہ علیہم)۔

کوفہ کے مفتی:۔

فقیہ عراق حضرت علقمہ بن قیس نخعی، حضرت مسروق بن اجدع ہمدانی، حضرت عبیدہ بن عمرو سلیمانی مرادی، حضرت السود بن یزید نخعی، حضرت شریح بن حارث کندی، حضرت ابراہیم بن یزید نخعی، حضرت والبہ کے مولیٰ حضرت سوید بن جیر، حضرت عامر بن شراجیل شعبی (رضوان اللہ علیہم)۔

بصرہ کے مفتی:

حضرت انس بن مالک انصاری، حضرت ابوالعانیہ رفیع بن مہران ریّاحی، حضرت زیدبن ثابت کے مولیٰ حسن بن ابوالحسن سیّار، حضرت ابوالشعتار جابر بن زید مصاحب حضرت ابن عباس، حضرت محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک کے مولی، حضرت قتادہ بن وعامہ دوسی (رضوان اللّٰہ علیہم)۔

شام کے مفتی:۔

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری، حضرت ابوادریس خولانی عائذ اللّٰہ بن عبداللّٰہ، حضرت قبیصہ بن زویب، حضرت مکحول بن ابی مسلم، حضرت رجاء بن حیاۃ کندی، حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مردان (رضوان اللّٰہ علیہم)۔

مصر کے مفتی:۔

حضرت عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص، ابوالخیر مرشد بن عبداللّٰہ یزنی مفتی مصر، یزید بن ابی حبیب مولی ازد (رضوان اللّٰہ علیہم)۔

یمن کے مفتی:۔

حضرت طاؤس بن کیسان جندی، حضرت وہب بن منبہ صنعائی (رضوان اللّٰہ علیہم)۔

اس دور کے مفتی قرآن مجید کی تفسیر اور جو احادیث کسی بھی واسطہ سے ان تک پہنچی تھیں یا انہوں نے کسی سے حاصل کی تھی ان کے مطابق ہی فتویٰ دیا کرتے تھے۔

فقہ کا چوتھا دور:۔

یہ تدوین حدیث کا دور ہے جو دوسری صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے جس میں لوگوں نے دوردراز کا سفر کر کے احادیث کو کتابی صورت میں جمع کیا تھا ان میں مشہور احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، سنن ابن ماجہ، صحیح نسائی اور ابن داؤد ہیں جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے اور یہ لوگ امامِ حدیث ہیں۔ حیرت کن بات یہ ہے کہ ان احادیث

کو مرتب کرنے والے سب کے سب عجمی اورغیرعرب ہیں۔مسنداحمدبن حنبلؒ اور موطاامام مالکؒ کوان کتابوں میں شامل نہیں کیا گیا۔تیسرے دور کے مفتی چنداحادیث پر فتویٰ دیا کرتے تھے جبکہ اس دور میں کتابی صورت میں احادث ملنے کی وجہ سے فتویٰ کووسعت بہت زیادہ ہوگئی تھی اس دور میں فقہ کے تین امام مشہور ہیں امام جعفروصادق رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اورامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جن کے فقہی فتوے مثالی حیثیت رکھتے ہیں انہیں امامِ فقہ کہتے ہیں۔فقہ کے اماموں کے ساتھ شیعہ فقہ میں مجتہدین کا بھی عروج ہوا۔آیئے ہم اس کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

فقہ اور ائمہ شیعہ؛

اس دور میں شیعہ اعوام دوفرقوں میں بٹ گئے۔

ا۔ زیدیہ جوامام زیدعلیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

۲۔ امامیہ اثناءعشریہ شیعہ جوامام جعفروصادق علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

امام زیدعلیہ السلام کی اولاد میں سے مجتہدین ہوئے ہیں اورانہوں سے شیعہ فقہ کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں اوراسی طرح امام جعفروصادق علیہ السلام نے فقہی مسائل پر بہت کام کلام کیا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کوبھی آپؑ کا شاگرد ہونے کا فخر حاصل ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں امام جعفروصادق علیہ السلام سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

فقہ کا پانچواں دور:۔

یہ ہمارا زمانہ ہے جوجمود کا دور ہے جس میں مفتی حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق فتویٰ دیا کرتے ہیں۔ہم نے اپنے اپنے امام چن لیے ہیں اورکسی دوسرے امام

کی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہوتے اس طرح اسلام میں فقہی بنیادوں پر فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔

ہماری عدلیہ

ہمارے عدالتی نظام میں بہت سی پروسیجرل کوتاہیاں موجود ہیں جس سے سائل کو انصاف کا دروازہ کھٹکھٹاتے کھٹکھٹاتے عمر گزر جاتی ہے ہم ایک طرف تو تسلیم کرتے ہیں کہ Delay of justice is denial of justice اور دوسری طرف انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔اسلام یہ چاہتا ہے کہ چھوٹے بڑے سب کے ساتھ انصاف کیا جائے اور جتنی جلدی ہو سکے انصاف بہم پہنچایا جائے ہر مقدمہ خواہ وہ فوجداری ہو یا سول اس کا اپیل در اپیل فیصلہ ایک سال میں مکمل ہو جانا چاہیے۔

موجودہ قانون کی اسلامائیزیشن

پاکستان کا آئین اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ پاکستان کا ہر قانون قرآن و حدیث کی روشنی میں بنایا جائے گا اور غیر اسلامی قانون ختم کر دیا جائے گا۔آیئے ہم موجودہ قانون کی اسلامائیزیشن کی طرف ایک اور قدم بڑھاتے ہیں ہمارے فقہ کے امام امام جعفر وصادق علیہ السلام، امام اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ، امام حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ اور دوسرے اماموں نے فقہی مسائل اور ان کے حل کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اور سرمایہ اسلامی قانون کیلئے فراہم کیا ہے ہمیں چاہیے کہ ان سب اماموں کے فقہی مسائل کو یکجا کر کے انہیں Legal status دے دیا جائے تا کہ ان مسائل کو وکلاء اپنی ضرورتوں کے مطابق عدلیہ میں پیش کر سکیں اور مجھے امید ہے کہ اس طرح اسلامی قانون کی بہت بڑی خدمت کی جا سکے گی کیونکہ عدلیہ کے فیصلے اجتہاد ہیں اور علماء کو صرف

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے فتویٰ تک محدود کر دینا چاہیے فقہ کے قانونی مسائل کو اماموں اور عدالتوں پر چھوڑ دینا چاہیے مثلاً طلاق کے مسئلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ بیک وقت تین بار دی گئی طلاق اسی وقت مؤثر ہو جاتی ہے اور جب تک وہ عورت ہلالہ یعنی کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر کے طلاق حاصل نہ کر لے وہ رجوع نہیں کر سکتے حالانکہ قرآن مجید صرف طلاق کے قطعی کے بعد ہلالہ کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت کی تین طلاق کو ایک ہی طلاق کہتے ہیں قابل رجوع طلاق اور امام جعفر صادق علیہ السلام کا فتویٰ ہے کہ جس طرح نکاح کے دو گواہ ہیں اسی طرح طلاق کے بھی دو گواہ لانا چاہیے ورنہ طلاق نہ ہوگی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے بہت سے لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا گیا اور ان کیلئے صلح کا کوئی راستہ دیکھائی نہیں دیتا۔ فقیر یہ فتوٰی دیتا ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہیں لیکن ان میں سے ایک ہی مؤثر ہوتی ہے باقی آئندہ ماہ بماہ نوے دنوں میں مؤثر ہوتی ہیں جن میں میاں بیوی رجوع کر سکتے ہیں اور یہی قانون ہمارے ملک میں رائج ہے مگر افسوس علماء کی ایک جماعت قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ہلالہ کا فتویٰ دیتے ہیں اور میاں بیوی کو 90 یوم کے اندر رجوع کرنے کی سہولت سے محروم رکھتے ہیں۔ پس عدلیہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ طلاق کے متعلق فتویٰ دینے سے ہر کس و ناقص کو روک دے صرف عدالت ہی کو اختیار ہونا چاہیے کہ طلاق کا فیصلہ دے اگر مفتی حضرات قانونی فتویٰ دینے کی کوشش کریں گے تو ان کے فتویٰ کی حیثیت محض ایک کاغذ کا ٹکڑا جیسی ہوگی کیونکہ اس فتویٰ پر عمل درآمد کروانے کیلئے ان کے پاس کوئی طاقت نہ ہوگی۔

شہادت

قرآن مجید میں عدلیہ کے گواہ اور گواہی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا حق کی گواہی کیلئے کھڑے ہو جایا کرو اگرچہ وہ تمھارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (سورۃ النسآء/135)

اسلامی نظام میں عورت کی گواہی کو وہی حیثیت حاصل ہے جو مرد کی گواہی کو حاصل ہوتی ہے۔فرق صرف یہ ہے اسلامی نظامِ عدلیہ میں عورت کو گواہی دیتے ہوئے سہولت دی گئی ہے کہ وہ دوسری عورت سے جو اس واقعہ کو جانتی ہے گواہی دیتے ہوئے مشورہ بھی کر سکتی اور اس کی رائے بھی لے سکتی ہے اسلئے بطور گواہ عورت کی عزت وتکریم میں اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔

جھوٹا گواہ :۔

اسلام میں جھوٹے گواہ کی شہادت عمر بھر قبول نہیں کی جاتی۔موجودہ قانون شہادت میں جھوٹے گواہ کو سات سال تک قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔میرے خیال کے مطابق ان حالات میں جبکہ ہر جگہ جھوٹے گواہ دندناتے پھر رہے ہیں ان کیلئے سات سال کی سزا ہی اسلامی سزا ہے۔ جہاں تک تعزیرات کا تعلق ہے تو یورپ زدہ لوگ چور کا ہاتھ کاٹ دینے کی سزا کو ظالمانہ کہنے والے جان لیں کہ سعودی عرب میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا رائج ہے۔آپ دیکھیں گے کہ سعودی عرب میں منشیات فروشوں کے سر قلم کیے جاتے رہے ہیں لیکن آج تک کسی ایک چور کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا گیا دُوکاندار نماز کے اوقات میں اپنی دُوکانیں کھلی چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کوئی شخص چوری کرنے کی جرأت نہیں کرتا آپ کی کوئی قیمتی سے قیمتی چیز روپے پیسے یا سونے کے زیورات بھی گر جائیں تو کوئی ان کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ یہ ہے اسلامی نظام میں چوری کی سزا کے خوف کا نتیجہ۔

انتظامیہ

انتظامیہ میں پولیس سرفہرست ہے پولیس کی لکھی ہوئی FIR سپریم کوٹ تک

جاتی ہے اور ہر جگہ وہ زیر بحث لائی جاتی ہے ایک اہم واقعہ ایک ادنیٰ پولیس آفیسر کے حوالے کر دینا کوئی اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتا اس سے کرپشن بددیانتی اور جھوٹے گواہ پیدا ہو جاتے ہیں۔جھوٹے گواہ کئی بے گناہوں کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دیتے ہیں اس لیے مناسب ہوگا کہ جب کوئی وقوعہ ہو تو علاقے کا انچارج، DSP، ایک مجسٹریٹ اور علاقے کا ناظم جائے واردات پر جا کر تفتیش کرے اور تفتیش کے بعد FIR کاٹی جائے اور تین روز کے اندر مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا جائے ایسا نہ کرنے والے پولیس آفیسر کے خلاف کاروائی کی جائے اور ایسی کاروائی کو SP صاحب اس آفیسر کی CR میں درج کرے۔ملزموں کو گرفتار کیا جائے اگر وہ پکڑے نہ جا سکیں تو انہیں عدالت سے مفرور قرار دے کر ان کے خلاف کاروائی کی جائے۔یہ قانون پہلے ہی موجود ہے ہمارا مقصد اس قانون پر چند دنوں میں عمل درآمد کرانا ہے پولیس قوانین میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں اور رشوت ستانی کو سختی سے بند کیا جائے۔

فوج

ہماری فوج دنیا کی بہترین فوج ہے اس کیلئے تین چیزوں کی اہم ضرورت ہے

(۱) ڈسپلن

(۲) احتساب

(۳) اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے اخراجات کی جواب دہی

کوئی بھی فوجی جرنیل حکومت پر اپنی مرضی سے قبضہ نہیں کر سکتا صدر یا شوریٰ کو معطل نہیں کر سکتا بری بحری ہوائی فوجوں کے کمانڈر صدر کے ماتحت اور شوریٰ کے جواب دہ ہونا چاہیے ہر وہ شخص جو حکومت کو یرغمال بنائے گا غدار تصور ہوگا اور اس کے خلاف عدلیہ فیصلہ کرنے کی مجاز ہوگی۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اصراف اور کسی

شاعر کو ناجائز رقم دینے پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دہی اور احتساب کر کے انہیں ملازمت سے سبکدوش کر دیا یہ عذر کہ رقم میری ذاتی ہے بھی کام نہ آیا تھا۔

حضور پاک ﷺ دنیا کے بہترین کمانڈر ہیں آیئے ہم کمانڈر اعظم حضور پاک ﷺ کے جنگی اصول وضوابط کا جائزہ لیتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ کے اصولِ جہاد

۱۔ مشاورت۔

۲۔ فوجی راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

۳۔ میدان جنگ کی طرف تیزی سے حرکت کرنا۔

۴۔ میدان جنگ میں اپنی مرضی کے محاذ پر لڑنے پر دشمن کو مجبور کرنا۔

۵۔ جاسوسوں سے دشمن کی فوجی مومنٹ اور ساز وسامان سے آگاہ ہونا۔

۶۔ میدان جنگ میں قدرتی ذرائع سے فوج کی پشت کو محفوظ رکھنا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح ونصرت کے لئے دعا کرنا۔

۸۔ ریزروفوج سے اپنی فوج کی مدد کرنا۔

۹۔ میدان جنگ میں دشمن کی فوج کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا۔

۱۰۔ اپنی فوج میں شہادت کا جوش وجذبہ پیدا کرنا۔

۱۱۔ ہر سپاہی کو اس کی ضرورت کے مطابق محاذ میں استعمال کرنا۔

۱۲۔ اپنی فوج کو سامان حرب کے استعمال کی اہمیت سے آگاہ کرنا۔

۱۳۔ کسی حال میں بھی استقامت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

۱۴۔ فوج کے ذہن میں یہ ڈال دینا کہ وہ حزب اللہ ہیں اور وہی غالب ہیں۔

فوجی تربیت میں حضور پاک ﷺ کے غزوات، فوجی اقدامات، اصول جنگ

بندی ،مغلوبہ دشمن کے ساتھ حسن سلوک، بچے بوڑھے عورتوں کو قتل نہ کرنا، گھروں میں بند ہو جانے اور جزیہ دینے والوں اور عبادت گاہوں میں چھپ جانے والے لوگوں کو نہ قیدی بنانا ،نہ قتل کیا جانا ،نہ فصلوں کو کاٹنا اور نہ آگ لگانا جیسے اصولوں کی تعلیم وتربیت دی جائے۔حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی ہر جوان مسلمان فوجی جوان تھا جو ہمہ وقت جہاد پر جانے کیلئے تیار رہتا تھا صرف منافق ہی حیلہ سازی سے جہاد سے پہلوتہی کرتے۔

فوج کے علماء کو چاہیے کہ وہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں حضور پاک ﷺ کے جنگی اصولوں اور مختلف غزوات کا ذکر کیا کریں تا کہ فوجی جوانوں میں جہاد وشہادت کا جوش وجذبہ پیدا ہو۔

جہاد

جہاد جدوجہد مسلسل کو کہتے ہیں اوراس کی چند اقسام ہیں معاشی ومعاشرتی زندگی کیلئے جدوجہد کو جہاد کہا جاتا ہے۔

(۱) جہاد بالقلم :۔

جہاد بالقلم کی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ آجکل کے زمانہ میں میڈیا کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اگر وہ دیانتداری سے اپنے فریضہ کو سرانجام دیں تو وہ بُرائیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک سکتے ہیں۔

(۲) جہاد باللسان :۔

علماء پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اصلاح معاشرہ کیلئے زبان سے جہاد کریں اور اپنی تقاریر سے نوجوانوں کو مندرجہ ذیل شعر نمونہ بنادیں۔

ے یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

(۳) جہاد بالسیف :۔

جہاد بالسیف میں لوگوں کو دو قسم کے مقام حاصل ہیں۔

(۱) غازی جو جنگ میں فتح یاب ہو۔

(۲) شہید جو اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ o
(سورۃ البقرہ/154)

ہمارے بعض مغرب زدہ بھائی جب جہاد کا نام سنتے ہیں تو ان کی گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں گویا کہ جہاد کوئی چنگیزی فعل ہے یا ہلاکو کی تلوار۔ جان لینا چاہیے کہ جو لوگ اہنسا کے پجاری ہیں اور امن کی فاختہ اڑاتے ہیں وہ بھی ایٹمی اسلحہ بنانے میں رات دن مصروف رہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا یعنی مخلوقات میں بڑا محترم بنایا ہے اور اس کی جان کو عزت دی ہے قرآن مجید اور بائبل میں فرمایا جس نے ایک جان کو مارا گویا اس نے سارے جہان کو مار دیا اور جس نے ایک جان کو بچا لیا گویا اس نے پوری انسانیت کو بچالیا۔

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اگر آپ کو اپنے محلّہ، اپنے شہر اور اپنے ملک میں عزت سے رہنا ہے تو طاقتور بنیئے ۔

کمزور کی بیوی سب کی بھابھی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا پلے ہوئے گھوڑوں اور جنگ کے ساز و سامان سے ہمیشہ

تیاری رکھو تا کہ دشمن پر تمہارا رعب قائم ہو اور وہ تمہاری طرف دست درازی کا خیال بھی دل میں نہ لاسکیں۔

جہاد بالسیف چار مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے۔

۱۔ اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لئے دشمن کے خلاف جنگ آزما ہونے کے لئے۔

۲۔ ملک میں جو لوگ فتنہ وفساد پیدا کر کے اسلامی حکومت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد ملک میں شر پھیلانے کے سوا کچھ نہیں ہوتا ان کی سرکوبی کیلئے ان کے خلاف جہاد کرنا اور یہاں تک کہ یا تو وہ ہتھیار چھوڑ کر مطیع ہو جائیں یا ان کو قید کرلیا جائے یا ان کے جرائم کے مطابق ملکی قوانین کے حساب سے سزائیں دی جائیں۔

۳۔ وہ لوگ جن کو اپنے گھروں سے نکال دیا گیا کہ وہ اپنے اللّٰہ کو اللّٰہ مانتے ہیں اور کافر ہجرت کے باوجود ان کو زندہ رہنے کا حق نہیں دینا چاہتے اس کیلئے مسلمانوں کو اللّٰہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ وہ ان کے خلاف جہاد کریں حتیٰ کہ وہ مغلوب ہو جائیں۔ اللّٰہ تعالیٰ غالب ہے اور کافروں کو مغلوب کر دینے کی طاقت رکھتا ہے یہ اجازت غزوہ بدر میں مسلمانوں کو مکی کافروں کے خلاف جہاد کے موقع پر دی گئی یہ جنگ مغلوبہ ہے جس میں اللّٰہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد سے تین گناہ سے زیادہ رعونت اور تکبر سے بھرے ہوئے لشکر کو شکست دے دی اور اس طرح اللّٰہ تعالیٰ نے کافروں کی جڑ کاٹ دی ستر میدان جنگ میں مارے گئے اور بہتّر قیدی ہوئے۔

۴۔ اگر کسی کافر ملک میں مسلمانوں کی قلیل تعداد کو دین کی بنیاد پر ستم کا نشانہ بنایا جائے اور مسلمان پکار اٹھیں۔ یا اللّٰہ! تیری نصرت کہاں ہوئی اور تیرے بندے کہاں ہیں تو ایسے کافر ملک میں مسلمانوں کی امداد کیلئے بھی جہاد کیا جاسکتا ہے۔

ایک جہاد سے واپس آتے ہوئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا آؤ جہاد اصغر یعنی

جہاد القتال سے جہاد اکبر یعنی جہاد بالنفس کی طرف رجوع کریں۔

فقیر اکثر سوچا کرتا تھا کہ جہاد بالنفس جہاد القتال سے بڑھ کر کیسے ہوسکتا ہے؟ یاد رہے کہ جہاد بالقتال میں کافروں کو قتل کر کے واصل جہنم کیا جاتا ہے اور شہداء جب **فی سبیل اللّٰہ** اپنی جان قربان کرتے ہیں تو وہ دیدارِ انوارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی۔ فرعون کی بیوی آسیہ رحمۃ اللّٰہ علیہا کو **رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ٥** پر ایمان لانے کی پاداش میں جب مجمع عام کے درمیان اس کے ہاتھ پاؤں اور پیٹ میں لوہے کے کھونٹے ٹھونک کر جب شہید کیا گیا تو آپؓ کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پوچھنے پر جواب دیا دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو گئی ہوں اور کیا چاہیے۔

(۴) جہاد بالنفس:۔

جہاد بالنفس کرنے والے صوفیاء کرام اپنے نفس کو خواہشات بد سے پاک کر لیتے ہیں اور گنہگار لوگوں پر اس طرح اثر انداز ہوتے ہیں کہ

؎ اک نگاہ جے عاشق تکے لکھ ہزاراں تارے ھُو

حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے نفوس کا اس طرح تزکیہ کیا کہ بغیر ایک چھڑی اٹھائے اجمیر شریف میں بیٹھ کر نوے لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا اسی طرح داتا غریب نواز علی ہجویری گنج بخش رحمۃ اللّٰہ علیہ نے لاہور میں ہزاروں لوگوں کو مسلمان کیا۔ اگر آپ بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ مغلیہ بادشاہوں نے ایک بھی ہندو کو اپنی حکومت کے زور پر مسلمان نہیں کیا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی بھی شخص تلوار کے زور پر اپنا مذہب چھوڑنے پر امادہ نہیں ہوتا۔ پس یہ اولیاء عظام ہی تھے جنہوں نے جہاد بالنفس کی تلوار سے لوگوں کے نفسوں کو قتل کیا اور بقائی النفس سے ان کو **دائمی حیات** نصیب کر دی۔

جہادی تنظیمیں:۔

ہمارے ملک میں اکثر علماء نوجوانوں کو جہادی تنظیمیں بنا کر فوجی تربیت دیتے ہیں جن کی اکثریت جہاد کے نام پر ملک میں دہشت گردی پھیلانے میں مصروف ہوجاتی ہے ملک میں فساد پھیلانے والوں کے خلاف بھی جہاد کا حکم دیا گیا ہے پس ایسی تنظیموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے کسی اسلامی ملک کی فوج ہی اس کے مجاہدین ہیں جو شوریٰ کی اجازت سے جہاد کرتے ہیں اپنی مرضی سے جہاد کرنے والے لوگ صرف انتشار ہی پھیلاتے ہیں۔

معاشی نظام

پاکستان میں عوام کو معاشی حالات کے تحت تین طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) غریب

(۲) متوسط طبقہ

(۳) امیر

ہمارے ملک میں زکوٰۃ کے بے شمار فنڈز موجود ہوتے ہیں لیکن ہم نے ان کا استعمال بیوہ عورتوں کو تین چار سو ماہانہ امداد دینے یا سلائی مشین تک محدود کر رکھا ہے چاہیے تو یہ کہ ان میں سے غریب کو دو چار لاکھ روپے کی ناقابل واپسی امداد دے کر انہیں کوئی کاروبار شروع کروایا جائے اور ان پر نظر رکھی جائے اور پھر کام کی نوعیت کا تعین بھی کیا جا سکتا ہے ہر سال زکوٰۃ کی رقم آتی جائے گی اور غرباء برسر روزگار اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے اور امید ہے کہ بیس سال تک کوئی غریب زکوٰۃ لینے والا نہ رہے گا قرآن مجید نے آٹھ لوگوں کی مدیں بنائی ہیں انکی ماہوار امداد کی جا سکتی ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِي الرِّقَابِ وَالۡغَارِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ. (سورۃالتوبہ/60)

متوسط طبقہ کے لوگوں کو بھی چار سے پانچ لاکھ روپے کی امداد سے کوئی کاروبار شروع کروایا جاسکتا ہے اور یہ رقم بالاقساط پانچ سال کے عرصہ میں قابل واپسی ہو گی۔ جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے محکمہ اوقاف کے زیر انتظام چلنے والے مزارات کی اربوں روپے کی سالانہ آمدنی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بچوں کی تعلیم و تربیت پر وظائف

(۲) متوسط طبقہ کی قابل واپسی امداد

بیس تیس سال میں اس کے نتائج خود بخود سامنے آجائیں گے۔

امراء کا کاروباری طبقہ:۔

امراء بینکوں سے رقوم لیکر کاروبار کرتے ہیں اور ملیں چلاتے ہیں اگر ایک بنک پچاس مل مالکان کو بلاسود قرضہ دیتا ہے تو سال کے بعد ان مل مالکان کی ملوں کی Balance Sheet تیار کر کے نفع نقصان کا جائزہ لے کر اور حساب فہمی اور مل کی کارکردگی کے بعد مل آونرز کو منافع، ملازمین کو بونس، بنک اخراجات اور بینکوں کو رقوم جمع کروانے والے افراد کو منافع کی ادائیگی کے بعد باقی منافع حکومت کو ادا کرے تاکہ رفاعی اداروں اور کاموں پر خرچ کیے جاسکیں اس طرح کامیاب بلا سود بینکاری کی جاسکتی ہے۔

باہر کی حکومتوں سے لین دین نفع نقصان کی بنیاد پر کیا جائے کسی ملک سے قرض سود پر نہ لیا جائے اسلامی ممالک اور اسلامی بنک سے بلا سود امداد اور قرضہ لیا جائے IMF ہمیں قرض دے کر ہماری آزادی کو سلب کر لیتا ہے سود کی صورت میں اور آئے

دن نئی پالیسیوں کی صورت میں عوام کا خون چوسنے کیلئے حکومت کو ہدایت دیتا رہتا ہے کاغذوں پر تو یہ ملک ترقی کر رہا ہے لیکن اندرونی طور پر کھوکھلا ہوتا جا رہا ہے اور اس کا گراف روز بروز گر رہا ہے حقیقت میں دشمن نے ہمیں معاشی طور پر تباہی کے دہانہ پر باندھ رکھا ہے۔

اس کام کیلئے کسی مردِ مجاہد اور انقلابی اقدام کی ضرورت ہے۔فوری طور پر بنکوں کو نہ چھیڑا جائے کم از کم زکوٰۃ اور اوقاف کے نظام اور آمدنی سے غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کیلئے خود امداد کی جائے لیکن یہ امداد ضرورت مندوں کی ہونی چاہئے نہ کہ سیاسی لوگ اپنے قریبی لوگوں کو لوٹانے لگیں۔

معاشرتی نظام

جمہوریت میں معاشرتی نظام آزاد ہے شراب جوئے پر کوئی پابندی نہیں عورت مرد رضامندی سے جو چاہیں کرتے پھریں صرف زنا بالجبر پر قانونی کاروائی کی جاتی ہے۔ اسلامی معاشرہ میں عورت مرد کو آزادانہ میل ملاپ سے روکا گیا ہے مرد اور عورت دونوں اپنی آنکھوں کو بچا کر رکھیں زنا خواہ کسی بھی قسم کا کیوں نہ ہو اگر وہ قانون کی زدّ میں آتا ہو تو اس پر قانونی کاروائی حتیٰ کہ سزا تک دی جائے گی۔شراب اور ہر قسم کی منشیات پر پابندی لگائی جائے جوّا اور اس کے مختلف طریقوں گھوڑ دوڑ وغیرہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اسلامی معاشرہ شخصی آزادی ضرور دیتا ہے لیکن اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد کرتا ہے تا کہ وہ آزادی معاشرتی بُرائی میں تبدیل نہ ہو جائے جمہوریت کے علمبرداروں نے عورت کو شمعِ محفل بنا دیا ہے جبکہ اسلام نے عورت کو ماں بیٹی اور بہن کا مقام دے کر روحانیت کے رنگ میں رنگ دیا ہے۔پاکستان میں ایسی معاشرتی زندگی حاصل کرنے کیلئے کچھ عورتیں عورت کی آزادی کا نعرہ لگایا کرتی ہیں وہ تو پہلے ہی آزاد ہیں اب اس سے بڑھ کر اور کیا آزادی ہوگی۔

اسلامی تعلیمی نظام

تعلیم میں اصلاح:۔

ا۔ ہمارے ملک میں غرباء اور امراء کے بچوں کی تعلیم میں بہت زیادہ فرق ہے اس فاصلہ کوختم کرنا چاہیے۔

۲۔ فرقہ واریت:۔

پاکستان میں فرقہ واریت کوفروغ دینے میں علماءِ سو کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ہمیں شیعہ، سنی ، وہابی وغیرہ فرقہ واریت کے نظام کو مٹا کر معتدل مذہبی تعلیم ہر سکول میں رائج کرنا چاہیے کہ جب کوئی بچہ فارغ التحصیل ہو کر جائے تو وہ امن و آشتی، باہمی بھائی چارہ، اقدار اسلامی اور اخوت کا علمبردار بن کر جائے۔اب اس کی مرضی ہے کہ وہ شیعہ بنے سنی بنے یا وہابی مسلک کو اختیار کرے۔ہمیں تعلیمی نصاب سے نفرت کا عنصر یکسر باہر نکال پھینکنا چاہیے اور جو ضدی مولوی ایسا کرنے پر تشدد کی راہ اختیار کریں وہ ملک و دین کے دشمن ہیں ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔

مسئلہ خلافت اور فرقہ واریت:۔

مسلمانوں میں شیعہ سنی فسادات خلفائے راشدین کی خلافت کی بنیاد پر ہوتے ہیں سنی عوام کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ حضرات کے نزدیک خلیفہ بلافصل حضرت علی علیہ السلام ہیں۔جان لینا چاہیے کہ خلافت اسلامی قانون کا نفاذ ہے جو خلفائے راشدین نے بڑے مؤثر انداز میں کیا اور امامت باطنی حکومت کا نظام ہے اس لئے جو شخص خلافت اور امامت کے فرق کو نہیں جانتا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ خلیفہ اوّل تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور امام اوّل

حضرت علی علیہ السلام ہیں خلفائے راشدین نے اسلامی قوانین کو اپنی ذات سے لے کر ہر چھوٹے بڑے پر لاگو کیا ہے اگر خلافت کوئی اعلیٰ پائے کی چیز ہوتی تو حضرت امام حسین علیہ السلام اسے ٹھکرا نہ دیتے یزید کی موت کے بعد اس کے کمانڈر حسن بن نمیر نے حضرت زین العابدین علیہ السلام سے بیعت کی درخواست کی اور کہا کہ آپؑ خلافت پر متمکن ہو جائیں میں آپؑ کا مرید ہوتا ہوں۔آپؑ نے فرمایا مجھے خلافت سے سروکار نہیں میں امام وقت ہوں۔علاوہ ازیں گیارہ اماموں میں سے کسی ایک نے بھی خلافت کی طلب نہیں کی امامت خلافت سے بڑھ کر ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دو عورتوں کے بطن سے بیٹا اور بیٹی پیدا ہوئے دونوں عورتیں دعویدار تھیں کہ بیٹا ان کا ہے گواہ موجود نہ تھے شریعت میں یہ فیصلہ دینے کیلئے عقل کام نہ کرتی تھی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کو جو شوریٰ کے چیئر مین تھے بلایا اور سارا معاملہ سنایا۔حضرت علی علیہ السلام نے دونوں عورتوں کا مساوی دودھ لے کر وزن کیا ایک ہلکا تھا اور دوسرا بھاری۔آپؑ نے فرمایا کہ ہلکے والے کو بیٹی اور جس کا دودھ بھاری ہے اس کو بیٹا دے دو۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے ابوالحسن علیہ السلام! آپؑ نے یہ فیصلہ کیسے کیا۔آپؑ نے فرمایا قانون وراثت ماں کی چھاتیوں سے شروع ہو جاتا ہے بیٹی کا حصہ آٹھ آنے اور بیٹے کا ایک روپیہ ہوتا ہے میں نے تول کر دیکھ لیا ہے اس لاینحل مسئلہ کے حل پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

”لَوْلَا عَلِیٌّ هَلَکَ الْعُمَرُ“

ہم چاہتے ہیں کہ خلافت حضور علیہ السلام کے بھائی اور بیٹے علی علیہ السلام کو ملتی حضرت امیر معاویہؓ چاہتے ہیں کہ خلافت اس کے بیٹے یزید کو ملے کیا ہم بھی وہی تو نہیں

چاہتے جو حضرت امیر معاویہؓ کی خواہش ہے لیکن ہمارا ایمان ہے کہ امامین کریمین خلافت کے طلبگار نہ تھے۔

طلباء میں نیم فوجی تربیت :۔

گریجویشن لیول پر دو سال کے دوران طلباء کو لازمی طور پر فوجی تعلیم دی جانی چاہیے اور یہ تربیت فوج کے ماتحت دی جائے۔تعلیم سے فارغ ہونے پر ایسے نوجوانوں کو ان کا پرسنل نمبر یونٹ نمبر الاٹ کیا جائے تعلیم سے فارغ ہونے پر وہ جہاں کہیں بھی ملازم ہوں ہر سال پندرہ یوم کیلئے اپنی تربیت کو Revise کروائے۔

پاکستان جو" **لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ**" کے نام پر حاصل کیا تھا جمہوریت پسندوں نے خدا اور رسول ﷺ کے قانون کو پاکستان میں نافذ کرنے کی قطعاً کوئی سعی نہیں کی اسے مولویوں کا فرسودہ نظام کہہ کر یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔موت سر پر کھڑی ہے کل کو اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہا جائے گا کہ تم لوگ ظالم ہو تمہیں موقع دیا گیا تھا کہ اللّٰہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام نافذ کرو لیکن تم نے ایسا نہیں کیا اس لئے تم لوگ ہی ظالم ہو۔اسلامی نظام لانے کیلئے نہ تو کسی انقلاب کی ضرورت ہے نہ کسی بہت بڑی تبدیلی کی۔

جمہوریت کے علمبر دارو! اٹھو اور اپنے موجودہ نظام کا تھوڑا سا رخ بدل کر اسلامی بنا دو اور اسلام میں شدت پسندی کی جو روایت داخل کی جا رہی ہے اسے اپنے رویہ اور صحیح اسلامی قانون کے نفاذ سے روک دو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰہ عنہ اور اورنگ زیب عالمگیر

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے ذاتی تقویٰ اور عدل کی بنیاد پر لوگوں کی وہ زمینیں اور جائیدادیں جو ان سے چھین لی گئی تھیں ان کو واپس کر دیں اور اپنی

ذات کیلئے خزانہ بیت المال سے ایک حبّہ بھی خرچ نہ کیا۔ آپؓ کے بیٹے نے ایک بیت المال کا سیب اٹھا کر منہ میں ڈال لیا تا کہ اسے کھالے آپؓ نے زبردستی اس کے منہ میں انگلی ڈال کر سیب باہر نکلوا لیا آپؓ کی بیوی شہنشاہ کی بیٹی تھی اس نے عیش وعشرت کے دن دیکھے تھے اسے ناگوار گزرا اس نے کہا کیا ایک خلیفہ کا بیٹا بیت المال سے ایک سیب بھی نہیں لے سکتا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ تمہارا بیٹا جہنم کی آگ میں جلایا جائے پس آپؓ کا نظام حکومت شخصی تھا جو ذاتی تقویٰ اور عدل پر مبنی تھا اسلامی خلافتی نظام یا سسٹم کو بحال نہ کیا گیا تھا اس لئے آپؓ کی وفات کے بعد آپؓ کا کیا دھرا ختم ہو گیا۔

سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اورنگ زیب عالمگیر کی بہت تعریف کی ہے اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اسلامی ترکش کا آخری تیر قرار دیا ہے انہوں نے ذاتی تقویٰ، اسلامی عدل فتاویٰ عالمگیری کی بنیاد پر اسلامی نظام کو بحال کرنے کی کوشش کی آپ نے مغلیہ خاندان کی زنگ خوردہ تلوار کو دوبارہ تیز کیا اور دکن کے جو راجپوت راجہ آپ کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے آپ نے ان کے خلاف جہاد کی تلوار اٹھائی۔

سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی روحانی قوت سے اورنگ زیب عالمگیر کی مدد کرتے رہے اور اس کو ہر جگہ فتح نصیب ہوتی رہی لیکن 1102ھ میں سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد جب آپ گم قبر گم نام کے مقام پر چلے گئے تو اورنگ زیب عالمگیر کو شکست ہونے لگی کیونکہ اورنگ زیب کی بھی شخصی حکومت تھی اسلامی خلافت کے سسٹم پر اس کی بنیاد نہ تھی اس لئے اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد یہ سسٹم بھی ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اے لوگو! اٹھو اور خدا کے قانون کو نافذ کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

وَمَاعَلَیْنَااِلَّاالْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم.

بیسواں باب(20)

اعمالِ سلطانی

تزکیہ نفس

اِنَّ النَّفُسَ لَاَمَّارَةٌبِالسُّوٓءِ اِلَّامَارَحِمَ رَبِّیُ

بے شک نفسِ امارہ تو بُرائیوں کا ہی حکم دیتا ہے سوائے اس کے کہ میرا رب ہی مجھ پر رحم فرمائے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو آگ پانی مٹی ہوا سے انسانی شکل دی اوراس میں اپنی ملکیت روح پھونکی تو وہ جیتا جاگتا انسان بن گیا۔

وَنَفَخُتُ فِيُهِ مِنُ رُّوُحِیُ.(سورة صٓ/72)

ہم نے اپنی ملکیت روح اس میں پھونکی۔

جب کسی ٹھوس جسم کے روبرو روشنی یا نورموجود ہوتا ہےتو ایک سایہ پیدا ہوتا ہے جب آدم علیہ السلام کےٹھوس وجود کے سامنے نورانی روح اس میں داخل کی گئی تو ایک ظلّی وجود پیدا ہوا جو روح کے ساتھ وجود میں داخل ہوکر انسانی شکل میں متشکل ہو گیا جسے نفس یا ہم زاد کہتے ہیں۔اللّٰہ تعالیٰ نے جملہ ارواح انسانی کو آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھ دیا جہاں سے وہ خلق جدید میں مٹی کے خلاصہ یعنی مادہ منویہ سے پیدا کیے گئے۔ہم جو کچھ پھل سبزیاں اناج کھاتے ہیں ان سے ہمارے وجود میں خون پیدا ہوتا ہے اورخون کے خلاصہ سے مادہ منویہ بنتا ہےجس میں لاکھوں سپرماٹوزا تیررہے ہوتے ہیں جوعورت کے رحم میں بیضہ دانی سےٹکرا کرکوئی ایک یا چند بیضہ دانی کے اندرداخل ہوکراسے بارآور کردیتے ہیں اورنو دس ماہ کی مدت میں بچے کی پیدائش ہو جاتی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا۔اَلَّذِیُ خَلَقَکُمُ مِّنُ نَّفُسٍ وَّاحِدَةٍ.(سورۃالنسآء/1)

(وہ ذات) جس نے (انسان) کونفس واحدہ سے پیدا کیا۔

جب آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ چکھ لیا تو ان پر ان کا پردہ کھل گیا آدم علیہ

السلام اور حوا کے ملاپ سے حوا حاملہ ہوگئی اور ان کے نافرمانی کی پاداش میں یہ سزا دی گئی کہ وہ اب درد زِہ سے بچے پیدا کیا کرے گی اور آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم نے ہمارے حکم کی نافرمانی کی ممنوعہ شجر کا پھل چکھ لیا اب تمہاری اولاد کثرت سے بڑھے گی تم لوگ جنت کے قابل نہیں رہے اب اس میں سے نیچے اترو اور دنیا میں مشقت کی روزی کماؤ اور کھاؤ اب تمہیں زمین سے ہی پیدا ہونا ہے زمین پر ہی رہنا ہے اور مرکر زمین کی مٹی میں ہی مل جانا ہے۔ جب عورت حامل ہو جاتی ہے تو اس کے پیٹ میں پلنے والا بچہ خون اور سانس آنول کے ذریعے اپنی ماں سے ہی لیتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ٥ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ٥ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ٥ (المؤمنون/14~12)

اور بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو

(1) خون کا لوتھڑا

(2) پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی

(3) اس بوٹی سے ہڈیاں

(4) پھر ہم نے چڑھا دیا ان ہڈیوں کو گوشت

(5) پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔

پس بڑا برکت والا ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

ماں کا خون حیض بند ہوجاتا ہے پہلے اس خون سے بچہ کا وجود بنتا ہے اور پھر یہی خون نویدِ حیات بن کر اس کی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے اور اس کا سانس بھی ماں کے

سانس کے ساتھ حرکت میں آجاتا ہے اس طرح چار پانچ ماہ میں جب بچہ مکمل ہوجاتا ہے اور اس قابل ہوجاتا ہے کہ از خود اپنے خون کی گردش پر زندہ رہ سکے اور ہوا میں سے آکسیجن اپنے پھیپھڑوں میں جذب کر سکے تو اسے پیدا کر دیا جاتا ہے اور اس کا رابطہ آنول سے منقطع کر دیا جاتا ہے حیض کا وہی خون دودھ کی صورت اختیار کر کے ماں کے پستانوں سے بہنے لگتا ہے جو بچے کی خوراک بنتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ O (سورۃالتین/4)

ہم نے انسان کو بہترین انداز سے پیدا کیا۔

اللّٰہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا تم اور تمہاری اولاد زمین پر رہو پھلو پھولو کھاؤ پیو۔ پس آدم علیہ السلام کو ترکستان کے ایک بلند پہاڑ سے زمین پر اتارا گیا جہاں سے آپ علیہ السلام اور آپ کی بیوی جدّہ میں مقیم ہو گئے اور زراعت کا پیشہ اختیار کیا۔ آدم علیہ السلام نے اپنے کھانے پینے کیلئے گندم سبزیاں پھل اور لباس کیلئے کپاس پیدا کیں اس طرح اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ستر پوشی کے لئے لباس عطا کیا اور فرمایا یہ لباس تمہاری زیب وزینت کا باعث ہے اصل لباس تقویٰ ہے **اللّٰہ** تعالیٰ سے ڈرتے رہنا شیطان کی پیروی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے تمہارے پاس انبیاء اور رسول علیہم السلام آئیں گے تو ان کا کہا ماننا اور ان کی مدد کرنا۔ ہم نے جماعت انبیاء علیہم السلام سے بھی میثاق النبین کے ذریعے عہد لیا ہے کہ وہ ہمارے پیارے حبیب محمد رسول **اللّٰہ** صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی منادی اپنے اپنے وقت میں کرتے رہیں اور جب وہ تشریف لائیں تو ان کے دین میں داخل ہو کر اسلام کی مدد بھی کریں گے۔ ہمارے پیارے رسول اللّٰہ خاتم الانبیا صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہوں گے اور آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا عہد قیامت تک کیلئے ہوگا۔

آدم علیہ السلام کے جسم میں روح کی تجلی سے نورِ قلبی پیدا ہوا نفس نے بُری

خصلتوں کا سات رنگ کا تاج پہنا اور قلب کی سلطنت کو برباد کرنے پر تُل گیا اس طرح نفس اور روح میں کشمکش کا آغاز ہوا۔ اگر وجود میں نفس اپنی برائیوں کے ساتھ غالب آتا ہے تو وہ انسان کو خدا سے دور کر کے دل کی سلطنت کو برباد اور ظلمات کے اندھیروں میں لپیٹ لیتا ہے جس سے لوگ گمراہ ہوجاتے ہیں۔ جب وجود میں روح اور روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کی تجلیات سے قلب روشن اور تاباں ہوجاتا ہے جس سے انسان ہدایت کی راہ اختیار کر کے اللہ کا بندہ بن جاتا ہے۔

حضور پاک ﷺ کے متعلق ارشاد ہوا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. (آل عمران/164)

رسول پاک ﷺ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت باتاثیر کرتے جس سے ان کا تزکیہ کرتے ان کو علم الکتاب یعنی تصرفات کا علم سکھاتے اور حکمت یعنی شریعت دیتے۔ آیئے ہم نفس کی برائیوں کے علاج کے لئے چند قسم کے اعمال کو اپنا لیں۔

پہلا عمل ملامت نفس

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کے بندے اللہ کی راہ میں ان پر ملامت کرنے والوں کی ملامت کا کوئی خیال نہیں کرتے بلکہ ملامت کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔

1۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے نفس کو اپنے وجود سے باہر نکال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ (کورھ کرلے) کی شکل کا ہے سر زندہ ہے باقی مردہ ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تم کیسے زندہ ہو۔ اس نے جواب دیا میں نہیں بتاؤں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میری موت ہوجائے گی۔ آپ نے کہا اب تمہیں بتانا ہی ہوگا۔ اس نے جواب دیا کہ جب آپؒ بازار میں نکلتے ہیں تو لوگ آپؒ کے آگے ادب سے جھکتے اور آپؒ کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں جس سے آپ کے دل

میں ہلکی سی خوشی کی ایک لہر پیدا ہوتی ہے وہ میری خوراک ہے۔ جمعہ کا روز تھا رمضان المبارک کا مہینہ تھا آپؒ روزہ سے تھے کہ آپؒ نے ایک روٹی پکڑی اسے گول کیا اور ہاتھ میں پکڑ کر روٹی کھاتے ہوئے ادھر ادھر گھومنے لگے لوگ شور مچانے لگے اور بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ کو ملامت کرنے لگے کہ بایزید بسطانی رحمۃاللہ علیہ کیسا بزرگ ہے؟ کہ روزہ رکھنا تو الگ رہا روزہ کا احترام بھی نہیں کرتے۔ پس لوگوں کی یہ ملامت سن کر واپس آئے تو دیکھا کہ نفس مردہ ہو چکا تھا۔ کسی مرید نے عرض کی سرکار! آپ رحمۃاللہ علیہ نے جمعہ کا روزہ کیوں توڑ دیا۔ آپؒ نے جواب دیا کہ میں روزہ کا کفارہ ساٹھ روزے رکھ کر پورا کردوں گا لیکن اس ظالم نفس سے چھٹکارا پانا بھی ضروری تھا۔

2۔اسی طرح بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپؒ کے پاس ایک شخص کئی سال تک آپؒ کی خدمت میں حاضر رہا۔ ایک روز وہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے کئی سال کی خدمت کے عوض کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ جان لینا چاہیے کہ ہر انسان کے اندر ایک بت خانہ موجود ہوتا ہے مثلاً عزت وقار کا بت خانہ، بزرگی اور عظمت کا بت خانہ، تعلیم اور اس پر افتخار کا بُت خانہ، دولت سے محبت کا بُت خانہ۔ جب تک ان بت خانوں کو ملامت کی ضرب سے توڑا نہیں جاتا اس وقت تک راہ خدا میں کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

بایزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ نے اپنے مرید کو کہا کہ تمہارے اندر جو پنڈال اور بزرگی کا بت خانہ موجود ہے جس سے تم لوگوں میں باعزت بزرگ بننا چاہتے ہو اسے توڑ ڈالو اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ ایک تھیلے میں اخروٹ بھر لو اپنا سر منہ داڑھی چٹ کروا دو جس محلّہ میں تم رہتے ہو وہاں چلے جاؤ جو بچہ بھی تمہارے پاس آئے اس کو تھیلے سے نکال کر دو اخروٹ دے دو اور اسے کہو کہ وہ نفس کی بزرگی کے نام پر تمہیں دو تھپڑ

مارے۔اسی طرح تین روز تک عمل کرو جب بزرگی کا وہ قلعہ جو نفس نے تمہارے اندر بنا رکھا ہے ٹوٹ جائے تو میرے پاس چلے آنا میں تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دوں گا۔

اسی طرح ایک واقعہ مولانا روم رحمۃاللہ علیہ کی طرف بھی منسوب ہے کہ چودہ سال کی عمر میں آپؒ کا فتویٰ چلتا تھا۔ایک روز آپؒ کے ماموں شمس تبریزی رحمۃاللہ علیہ جو مستوار تھے آپؒ کے پاس آئے اور آپؒ کی قلمی نادر و نایاب کتابیں اٹھا اٹھا کر پانی کے حوض میں پھینکنے لگے جس پر مولوی روم چیخنے چلانے لگا۔شمس تبریزی رحمۃاللہ علیہ نے ہاتھ آگے بڑھایا اور پانی میں سے کتابیں نکال کر باہر رکھ دیں جسے دیکھ کر مولوی روم حیرت زدہ رہ گئے دیکھا کہ کتابیں اصلی حالت میں بالکل درست ہیں پانی نے کچھ اثر نہیں کیا پس آپ شمس تبریزی رحمۃاللہ علیہ کے پیچھے جنگلوں کی خاک چھاننے لگے۔ شمس تبریز رحمۃاللہ علیہ نے پوچھا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں مولوی صاحب نے کہا کہ میں آپؒ کا مرید ہونا چاہتا ہوں اور آپؒ مولوی صاحب کو مرید کر کے شہر تشریف لائے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر فرمایا سامنے شراب کا ٹھیکہ ہے وہاں سے دو بوتلیں شراب لے کر آؤ مولوی صاحب کپڑے سے منہ سر ڈھانپ کر ٹھیکہ پر پہنچے اور دو بوتلیں شراب خرید کر لیں۔ جب واپس لوٹنے لگے تو لوگوں نے آپؒ کو پہچان لیا اور آپؒ کو تھپڑ مکوں اور لاتوں سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک بوتل نیچے گر کر ٹوٹ گئی اور دوسری بوتل آپؒ نے سنبھال کر پکڑ لی اور نیچے بیٹھ گئے۔اسی وقت شمس تبریز رحمۃاللہ علیہ آئے اور لوگوں کو جھڑکا اور کہا کہ کیا بات ہے۔انہوں نے جواب دیا یہ مولوی صاحب دن کو فتویٰ دیتے ہیں اور رات کو شراب پیتے ہیں۔آپؒ نے آگے بڑھ کر بوتل پکڑ لی اور لوگوں کو دھمکاتے ہوئے کہا کہ یہ تو دودھ ہے۔بس پھر کیا تھا لوگ مولوی صاحب سے معافیاں مانگتے ہوئے چلے گئے۔جب پیر مرید اکیلے رہ گئے تو شمس تبریز رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا

اب آپ اپنے گھر جائیے۔ مولانا نے جواب دیا اب گھر کیسا، میرے اندر علم کی بڑائی اور بزرگی کا جو بت خانہ تھا آپؒ نے اس کو ایک ہی ٹھوکر سے توڑ دیا اس لئے میں کہاں جا سکتا ہوں پس دو سال تک مولوی روم رحمۃاللہ علیہ اپنے مرشد کے ساتھ رہے اور جب کامل ہوگئے تو یہ کہا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

پس اپنے مرشد کے حکم سے مثنوی مولانا روم رحمۃاللہ علیہ کی چھے جلدیں تصوف کے موضوع پر تحریر کیں۔ پس جب تک ملامت اختیار نہ کی جائے اس وقت تک راہ سلوک میں کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

ذکر کلمہ طیب

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نورانی قلب پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے آخر بڑھتے بڑھتے قلب گناہوں کی سیاہی میں ڈوب جاتا ہے اور ایسے قلب پر نفس کی تاریکی کا زنگار بھی چڑھ جاتا ہے۔ اس زنگار کو دور کرنے کیلئے ذکر اللّٰہ کی کثرت درکار ہے۔ کلمہ طیب کی کثرت سے یہ زنگار دور ہو جاتا ہے۔

ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ھُو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اتاری ھُو
کلمہ ہیرے، لعل، جواہر کلمہ ہٹ پساری ھُو
ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں (حضرت) باھُوؒ کلمہ دولت ساری ھُو

یہ ذکر کثرت سے کرنا چاہیے قولہ تعالیٰ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ٥ (سورۃ الجمعۃ/10)

اور کلمہ طیب کے تین جزو ہیں۔

1. لَااِلٰہ 2. اِلَّا اللّٰہُ 3. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ

لَااِلٰہ کا ذکر دم کرتے ہوئے نفی کی کنہ سے جب استغراق حاصل کیا جاتا ہے تو نفس اپنی برائیوں سے معنوی موت مر کر اچھی صفات کیساتھ زندہ ہو جاتا ہے۔ اِلَّا اللّٰہ ذکر اثبات کی کنہ کرنے سے دائمی حیات نصیب ہوتی ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ کے تصور سے دورد پاک اور کلمہ طیب کی کثرت رکھنے سے حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی حضوری مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔

کراماً کاتبین میں سے داہنیں کندھے والا فرشتہ نیکیاں لکھنے پر معمور ہے اور بائیں کندھے والا فرشتہ بُرائیاں ریکارڈ کرتا ہے۔ جس طرح فوٹو گرافر کے کیمرہ میں اگر روشنی پڑ جائے تو فلم صاف ہو جاتی ہے اسی طرح تصور اسم اللّٰہ ذات کے نور کی تجلی وجود پر ہونے سے کراماً کاتبین کا لکھا ہوا نامہ اعمال صاف ہو جاتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں نہ کوئی نیکی رہتی ہے نہ کوئی گناہ۔

تمہارا مددگار تو صرف اللّٰہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور (ہر حال میں) بارگاہِ الٰہی میں جھکنے والے ہیں اور جو اللّٰہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللّٰہ ہی گروہ غالب ہے۔

جو شخص ان اوصاف اور اعمال کو اپنا لیتا ہے اس کے نفس امارہ کا تزکیہ ہو کر نفس لوامہ کی صفت اختیار کر کے صاحب نفس لوامہ کو ہر بُرے کام کے کرنے میں ملامت کرنے لگتا ہے اس کا نفس بُرا کام کرنے سے نہ صرف انکار کر دیتا ہے بلکہ اس بُرائی کی ذمہ داری اٹھانے سے بھی گریز اختیار کرتا ہے۔

کلمہ طیب افضل الذکر ہے اللّٰہ ھُو نقش بندی سلسلہ کا ذکر ہے اور اس کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ حدیث میں۔کلمہ طیب کے ذکر سے فناء بقاء اورلقاء اللّٰہ اور حضوری کے جو مراتب حاصل ہوتے ہیں وہ اللّٰہ ھُو کے ذکر سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

وَاَمَّامَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo

اور وہ جو اپنے رب کی شان ربوبیت سے خوف کھاتے ہیں اور اپنی خواہشات کے خلاف عمل کرتے ہیں پس ان کیلئے جنت الماویٰ ہے۔

اس میں دوطرح کے اعمال شامل ہیں

1: اپنی خواہشات کے خلاف جدوجہد کرنا

2: غیرضروری خواہشات سے چھٹکارا حاصل کرنا۔

1۔ایک عیسائی راہب کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک غار میں ذکر اللّٰہ کیا کرتا آٹھ دن کے بعد وہ باہر آتا تو لوگ اس سے شفا پاتے اور اسکے پاؤں کی خاک آنکھوں میں ڈالنے سے لوگوں کی آنکھیں روشن ہوجاتیں۔ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرے تو یہ تماشا دیکھنے کیلئے رک گئے۔جب لوگ اپنے مقاصد حل کر کے چلے گئے تو ذوالنون مصری رحمۃ اللّٰہ علیہ ہی اس راہب کے پاس بیٹھے رہ گئے۔آپؒ نے اس راہب سے پوچھا کہ آپ نے یہ بات کہاں سے حاصل کی اس راہب نے جواب دیا کہ میں اپنے نفس کے خلاف عمل کرتا ہوں پس اسی سے یہ مقام حاصل کیا ہے۔ذوالنون مصری رحمۃ اللّٰہ علیہ نے فرمایا اپنے نفس سے پوچھو کہ کیا وہ کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہونا پسند کرتا ہے؟ تھوڑے تامل کے بعد راہب نے جواب دیا کہ میرا نفس کلمہ طیب

نہیں پڑھنا چاہتا تو ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تو پھر کلمہ طیب پڑھ کر خلاف نفس عمل کرو پس وہ اُسی وقت **لاالٰہ الاالله محمّد رسول الله** ﷺ پڑھ کر مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔

2۔انسان کے وجود میں حرص، حسد، لالچ، بدگوئی، غیبت، چغلی، بخل، غصہ جیسی ہزاروں برائیاں موجود ہیں چاہیے کہ ان برائیوں کو ایک ایک کر کے ترک کر لے تاکہ یہ برائیاں خوبیوں میں ڈھل جائیں جیسا کہ جب آپ اپنے غصہ پر کنٹرول حاصل کر لیتے ہیں تو وہ شجاعت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

گناہوں سے معافی

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا ایک فقیر شدید بیمار تھا فقیر اسے اپنے پاس لے آیا تاکہ اس کا علاج کرے رات کو فقیر نے دعوت طرفتہ العین کے استخارہ سے اس کی حالت معلوم کرنا چاہی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص ایک فائل میرے پاس لے کر آئے اور کہا کہ مریض کی فائل ہے میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اسکا ایک ایک صفحہ سفید تھا میں نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ تو صاف ہے انہوں نے کہا کہ جو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے فقیر ہوتے ہیں آپؒ روز کے روز اپنا ہاتھ پھیر کر انکے نامہ اعمال کو صاف کر دیتے ہیں پس آپ جو لکھنا چاہتے ہیں لکھ لیں فقیر نے ایک صفحہ پر لکھ دیا شفا چاہتا ہوں۔ پس چند یوم کے علاج سے اللہ تعالی نے اسکو شفا بخش دی پس اسی طرح اسم اللہ ذات کے نور کی تجلی گناہ و ثواب کو مٹا دیتی ہے

استغفار سے گناہ کا مٹنا اور سزا کا ٹل جانا:۔

ہم لوگ جو بھی ورد وظائف ذکر فکر کرتے ہیں اس کا مقصد بیماریوں سے شفا، دنیاوی کاروبار رزق میں برکت ہے۔

گناہ دوطرح کے ہیں۔

ا۔ اللہ تعالی کے گناہ ۲۔ بندوں کے گناہ

یعنی اپنے گناہوں کے لیے اللہ تعالی اور بندوں دونوں سے معافی مانگنا چاہیے۔

حضور پاک ﷺ اپنی امت کے گناہوں کی بخشش کیلئے روزانہ ایک ہزار بار استغفار کیا کرتے۔ فقیر کے گھر سے تھوڑے فاصلہ پر ایک قبرستان ہے فقیر ایک روز قبرستان کی طرف متوجہ تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سب قبروں کے منہ تنور کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور ان میں سے آگ کی لپٹیں اور شعلے باہر نکل رہے ہیں صرف چند قبریں بچی ہوئیں ہیں۔ فقیر نے صرف **یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم** پڑھ کر پھونکنا شروع کیا لیکن کچھ آسودگی حاصل نہ ہوئی پھر خیال آیا کہ ان کیلئے استغفار کرنا چاہیے پس فقیر نے **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ** پڑھ کر پھونکنا شروع کیا آہستہ آہستہ آگ فرو ہوگئی پس گناہوں کی معافی کیلئے استغفار کثرت سے کرنا چاہیے اور برائیوں کو ترک کر دینا چاہیے۔

وسیلہ سے گناہوں کی معافی:۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ. (سورۃ المآئدہ/35)

اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

گناہوں کی بخشش کیلئے رسول پاک ﷺ سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرو اگر رسول پاک ﷺ بھی چاہیں گے تو اللہ غفور الرحیم تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

یارسول اللہ ﷺ مجھ پر نظرِ رحمت کیجیے
یا حبیب اللہ ﷺ میری عرض بھی سن لیجیے

بے شبہ میں بحرِ غم میں غرق ہوں
ہاتھ میرا تھامیے حل مشکلیں کر دیجیے

کامل مرشد اپنے مرید اور گناہ کے درمیان حائل ہو کر اس کو گناہ سے روک دیتا ہے۔

مشہور ہے کہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید کسی عورت پر فریفتہ تھا اور منتظر تھا کہ اس کا خاوند گھر سے باہر جائے تو وہ اس کے گھر میں داخل ہو۔ اس کو ایک دن اس کی آشنا نے خبر دی کہ وہ اکیلی ہے اور اس کا خاوند چند دن کیلئے باہر چلا گیا ہے وہ رات کو جب اس گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ اس کا خاوند گھر کے صحن میں گھوم رہا ہے۔ دو تین راتیں یہی واقعہ پیش آیا جب وہ شخص جاتا تو دیکھتا کہ وہ شخص گھر میں موجود ہے ایک دن وہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا بھائی ہم سے روز روز تمہارے لیے پہرہ داری نہیں کی جاتی پس وہ آپؒ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگ کر گناہ سے تائب ہو گیا۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا گناہ سے معافی کا طریقہ

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا اول تو میرا خاص مرید قصداً کوئی گناہ نہیں کرتا اگر اس سے سہواً کوئی گناہ سرزد ہو جائے ہم سلطان الفقراء اسکے گناہ کو لوح محفوظ اور اسکے نامۂ اعمال سے مٹا دیتے ہیں اُسے رسول پاک ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اللہ غفور الرحیم اس کا گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا کوئی مرید سہواً گناہ میں مصروف ہو جائے تو اس کا گناہ ابھی اس کے گھٹنوں تک نہیں چڑھتا کہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز اسے جھاڑ کر پاک کر دیتے ہیں۔

در بیان تصور اسم ذات اللّٰہ

الف اللّٰہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگِ ہرجائی ھُو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پرآئی ھُو
جیوے کامل مرشد باھُوؒ جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

طریقہ قادری کا پہلا سبق یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

(1) تصور اسم اللّٰہ ذات

(2) ضرب الا اللّٰہ اور

(3) توجہ باطنی سے معرفت الٰہی کے نور میں غرق ہو کر مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔

مرشد کامل اور فقیر واصل وہی ہے جو بے ذکر وفکر بے ریاضت و بے محنت براہِ راست تصور برزخ اسم اللّٰہ کے استغراق سے مجلس محمدی ﷺ میں لے جائے۔ مرشد کامل کو چاہیے کہ طالب اللّٰہ کو پہلے اسم اللّٰہ کا تصور شروع کرا کے فنا فی اللّٰہ کے مراتب کو پہنچائے اور مشاہدہ کروائے تا کہ اسے چلّے یا ریاضت کی حاجت نہ رہے۔ اہل حضور لایحتاج کو اس بات کی احتیاج نہیں کہ ورد وظائف میں مصروف ہو۔ مرشد کامل کا پہلا فرض یہ ہے کہ طالب کو خوف ورجا، اور مجلس محمدی ﷺ کے مقام کا مشاہدہ کروائے بعدازاں اسے معرفت تلقین کرے۔ چنانچہ پہلے اسے ذکر، فکر، مراقبہ اور ورد وظائف میں ہرگز مشغول نہ کرے بلکہ پہلے اسم اللّٰہ کا تصور سکھائے۔ اس تصور سے باطن معمور ہوتا ہے۔ مرشد کامل کو چاہیے پہلے اسم اللّٰہ خوش خط لکھ کر طالب اللّٰہ کے ہاتھ میں دے اور

کہے اے طالب اللہ اسم اللہ اپنے دل پر لکھ کہ نقش جم جائے اور قرار پکڑے۔

شغل تصور اسم اللہ ذات

طالب کو چاہیے کہ اوّل وضو کرے۔ پاک کپڑے پہن کر ایک جگہ قعدہ کی صورت قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ جب اسم اللہ کا شغل کرنا چاہے تو

1۔ اسم اللہ کا تصور کرے۔ 2۔ دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کا تفکر کرے۔

لیکن شروع کرنے سے پہلے شیطان کے ظاہری اور باطنی راستے بند کرے اور نفسیانیت کے خطرے کو اپنے سے دور کرنے کیلئے تین مرتبہ **بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم** مع تعوذ، تین مرتبہ آیت الکرسی، تین مرتبہ درود شریف، تین مرتبہ **سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ** تین بار چاروں قل، تین مرتبہ سورۃ فاتحہ، تین مرتبہ سبحان اللہ اور بعد میں **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم** پڑھے پھر ہزار مرتبہ استغفار پڑھے۔ تین تین مرتبہ کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے بدن، چہرہ اور سینہ پر پھونکے اور پھر تصور اسم اللّٰہ شروع کرے۔ تفکر سے اسم اللّٰہ دل پر لکھے۔ اس کی تاثیر سے سینہ صفائی پکڑ جائے گا اور خناس خرطوم مر جائے گا۔ اسم اللہ ذات اگر دل پر قائم نہ ہو تو طالب کیلئے لازم ہے کہ مشق وجودیہ کرے یعنی نقش اسم اللّٰہ ذات کی دماغ کے چاروں خانوں میں، آنکھوں میں، کانوں و زبان پر ہاتھ کی ہتھلیوں، سینے، ناف اور ہر دو پہلوؤں پر کرتا رہے جس سے وجود میں اسم ذات قرار پکڑ لے گا۔ اسم اللّٰہ کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی، دل کی صفائی، روح کی روشنی اور سرّ کی تجلی حاصل ہوتی ہے جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا قالب (نفس) قلب کا لباس پہنتا ہے۔ قلب روح کا لباس پہنتا ہے۔ روح سرّ کا لباس پہن لیتی ہے جب سب وجود ایک ہو جاتے ہیں تو برے اوصاف بالکل اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں۔ حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر باطنی

حواس کھل جاتے ہیں بعدازاں وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ. کے علم کو پہنچ جاتا ہے۔

کلید ذکر:

کلید ذکر تصور اسم اللّٰہ ذات ہے جس سے بے شمار ذکر کھلتے ہیں۔ چنانچہ جسم کا ایک ایک بال ذکر اللّٰہ سے نعرہ زن ہو جاتا ہے، سرتا قدم، گوشت پوست ہڈیوں کا مغز تک ذکر کرنے لگتا ہے نیز ذکر کو اثبات نہیں ہوتا ہے جب تک مندرجہ ذیل چار چیزیں حاصل نہ ہوں۔

۱۔غرق فنا فی اللّٰہ

۲۔حضوریت مجلس محمد رسول اللّٰہ ﷺ

۳۔برآمدن از ماسویٰ اللّٰہ

۴۔بقاباللّٰہ کے مراتب پر پہنچنا

اسم ذات کی مشق سات اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۔تصور اسم اللّٰہ ۲۔تصور اسم للّٰہ ۳۔تصور اسم لہٗ

۴۔تصور اسم ھُوْ ۵۔تصور اسم محمّد ﷺ ۶۔تصور اسم فقر

۷۔تصور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد رسو ل اللّٰہ ﷺ.

واضح رہے کہ اسم اللّٰہ میں چار حروف ہیں۔ا۔ل۔ل۔ہ۔پس چاروں ملک اسی اسم میں ہیں۔اول ازل۔دوم ابد۔سوم دنیا۔ چہارم عقبیٰ۔جس شخص کو اسم اللّٰہ کے الف سے دل میں روشنی پیدا ہوگئی اسکا دل جہاں نما اور آئینہ سکندری بن جاتا ہے صفائی پکڑ جاتا ہے اور اٹھارہ ہزار عالم اسے نظر آتے ہیں اور 'الف' سے احدیت کو پہنچ جاتا ہے۔اول 'لام' سے مقام لاہوت دوسرے 'لام' سے ملک لانہایت یعنی لامکان میں پہنچ جاتا ہے اور حرف 'ہ' سے صاحب ہدایت وہدیٰ ہو جاتا ہے۔جس میں یہ احوال نہ پائے

جاتے ہوں گویا اسم اللہ نے ابھی اس پر تاثیر ہی نہیں کی اور اسے اسم اللہ کی خبر ہی نہیں۔ جب طالب اللہ کے وجود میں اسم ذات تاثیر کر جاتا ہے تو اسکا وجود معرفت کا رنگ پکڑ لیتا ہے دوئی اس کے وجود سے نکل جاتی ہیں وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔ دل کی طرف سر سے لے کر قدموں تک ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے کہ ہر بال پر اسم ذات لکھا ہوا ہے اس کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کے گوشت پوست، ہڈیوں بالوں اور مغز تک ہر جگہ شہر اور بازار کے در و دیوار پر اسم ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے اور درختوں وغیرہ غرض یہ کہ جس چیز کی طرف نظر کرتا ہے ظاہرا اسے اسم ذات ہی نظر آتا ہے جو کچھ سنتا یا کہتا ہے اسم ذات ہی کی آواز سنائی دیتی ہے اور جب وہ کلام کرتا ہے تو اسمِ ذات ہی کہتا ہے۔ واضح رہے کہ جب اسم ذات کے صاحب تصور کو اسم اللہ کے حروف کا استغراق حاصل ہوتا ہے اور اسم اللہ کے حروف ساتوں زمینوں، ساتوں آسمانوں، عرش، کرسی اور لوح و قلم سے بھی زیادہ وسیع ہیں گویا معرفت مطلق و توحید فنا فی اللہ و بقاباللہ تجرید اور تفرید کے مقام پر آگیا اور جو اسم ذات کے حروف سے واقف ہو گیا وہ ذات پاک اور وجود مطلق سے واصل ہو جاتا ہے۔ جو اسم ذات کے حروف کا مخمور ہے اسے حساب قیامت کا کیا ڈر ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: اَ لَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ یونس/62) جو شخص اسم اللہ کے حروف کا عامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ دنیا و آخرت میں ہے سب اس پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایسے عارف کو عارف باللہ ذات حروف کہتے ہیں۔

تصور اسم اللہ ذات سے

۱۔ بعض لوگوں کو مطالعہ لوحِ محفوظ حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۔ بعض کے دل کو بذریعہ دلیل منجانب قرب رب جلیل آگاہی ملتی ہے۔

۳۔ بعض کو حاضرات ناظرات کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ اس وقت وہ دونوں جہان کا تماشہ پشتِ ناخن پر دیکھتے ہیں۔

۴۔بعض کوعلم واردات سے مقام وحدانیت میں وہم پیدا ہو جاتا ہے۔اوراس پر جملہ مقصود بذریعہ غیب الغیب ورود کھلتے اور ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۔بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاھوت لامکان تک پہنچ جاتی ہے۔

۶۔بعض کو مؤکلات کے ذریعے پیغام اورالہام ہوتا رہتا ہے۔

فقیر کو چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے یہاں تک کہ اسم اللہ ذات سے شعلہ نورِ انوار نمودار ہو اور فقیر اس میں غرق ہو کر مشرف دیدار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونے کا کون سا علم ہے؟

وہ محض مشاہدہ ذات کا نوری حضوری علم ہے۔تصور اسم اللہ ذات سے طالب کے ہفت اندام پاک وجود مغفور واقف احوال ایزد متعال ہوتا ہے۔اور قیل وقال سے گزر کر مشاہدۂ جمال میں محو ہو جاتا ہے۔تصور اسم اللہ ذات اور مشق وجودیہ سے اسم اللہ کی نوری تحریر طالب کے سر سے قدم تک ہفت اندام میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے جس طرح عشق پیچہ درخت پر چھا جاتا ہے اور اسکے وجود کا ہر بال جوش میں آکر اللہ اللہ پکارنے لگ جاتا ہے۔لطیفہ قلب سرّہٗ سرّہٗ کا شور مچا دیتا ہے اور روح ھُوَ الْحَقُّ ھُوَ الْحَقُّ کی فریاد کرتی ہیں اور نفس رات دن رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا کا ورد جاری رکھتا ہے۔صاحب مشق وجودیہ معشوق بے مشقت ہوتا ہے۔نہ اسے احتیاج خواب ہے نہ حاجت مراقبہ ہے جس امر کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب وحضور اور مجلس محمدی ﷺ پُر نور کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسے جواب باصواب سے آگاہی ہو جاتی ہے اور اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔یہ اسم اللہ ایک آئینے کی طرح ہے جس میں طالب کو دونوں جہان دکھائی دیتے ہیں اور وہ ہر مقام کو دیکھ لیتا ہے۔جو شخص اسم اللہ کا تصور دل میں کرتا ہے اس کے دل میں نور الٰہی سے ایسا شعلہ پیدا ہوتا ہے جس سے ماسویٰ اللہ سب

جل جاتا ہے اور جس طرف دیکھتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص اسم اللّٰہ کا تصور دماغ میں کرتا ہے اور اسم اللّٰہ دیکھ لیتا ہے اس کی آنکھوں میں کبھی نیند نہیں آتی اور ہر گھڑی اور ہی مقام میں پہنچتا ہے۔ اس کی خوراک مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو شخص اسم اللّٰہ ذات کا تصور ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں میں کرتا ہے اس کے لئے جملہ حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ دل اور سر کی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں وہ صاحب اسرار ہو جاتا ہے لیکن اس تصور پر بھی فخر نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی مشق حروف ہے۔ یہ اس اسرار کے انتہا کی اطلاع نہیں یہ عام وحدت ہے توحید اصل کیلئے بمنزلہ چابی ہے۔ اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے توحید منکشف ہوتی ہے۔ جس میں اسم اللّٰہ ذات کا تصور دو طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ تصور نور جس میں حقیقت معشوق کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ تصور مشاہدہ جس میں قرب، معرفت اور نور دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ولایت دل میں داخل ہونے کی کون سی راہ ہے؟

سنو! اول اسم اللّٰہ کا تصور۔

دوم عارف باللّٰہ مرشد کی نظر۔

معرفت کی ابتداء میں اسم ذات کا تصور کیا جاتا ہے اور اس میں مستغرق ہو کر فناء کا مقام حاصل کرتے ہیں اور انتہا میں لامکان کو عین العیان کھلی آنکھوں سے دیکھتے اور اس میں محو رہتے ہیں اس کو بقاء کہتے ہیں۔

تین شخصوں پر اسم اللّٰہ تاثیر نہیں کرتا

اول۔ عالم بے عمل

دوم۔ اہل دنیا جس میں رحم نہ ہو

سوم۔تارک نماز

فوائد تصوراسم ذات: واضح رہے کہ تصور کے سات نقشوں سے ساتوں خزانے ایک ہی ہفتہ میں حاصل ہوجاتے ہیں اور پانچ روز میں خدا سے واصل ہوجاتا ہے یا یہ کہ یہ ساتویں نقشے سات چابیاں ہیں جس سے طالب اللّٰہ کے لئے حضوری توحید کے تالے کھل جاتے ہیں یا یہ کہ ان ساتوں نقشوں سے تصور کے ساتوں خزانوں کے طلسم ٹوٹ جاتے ہیں ساتوں جسم ساتوں اسم سے حل ہوجاتے ہیں۔

ایں معما مشکل است مشکل کشا

مشکل کشاید آنکہ باشد اولیاء

تصرف کے تمام خزانے بغیر محنت ومشقت اور رنج اس سات نقوش سے حاصل ہو تے ہیں کیونکہ طے سے طے منکشف ہو تی ہیں وحی سے وحی معلوم ہوتی ہے اور اللّٰہ تعالیٰ سے ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔علم حاضرات کے سات نقش حسب ذیل ہیں۔جو اہل یقین اور صاحب ہدایت لوگوں کیلئے نصیحت ہیں یہ سراسر فضل اور ہدایت ہے۔فقر کے حرف ’ف‘ سے فخر ’ق‘ سے قرب ’ر‘ سے رحمت حاصل ہوتی ہے۔اس قسم کا فقر شریعت کے لباس میں فقر اختیاری رکھتا ہے اور اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ کا محبّ ہوتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ: لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ. (القصص/24)

علم حضوری توحید کا پہلا قاعدہ اسم اللّٰہ کا تصور ہے:

اس تصور سے ظاہر میں با توفیق ہو کر باطن میں مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہوتے ہیں جس سے باطن میں تحقیق نصیب ہوتی ہے۔اس مشکل کشا معمے کو عالم باللّٰہ اولیاء بخوبی حل کرتے ہیں۔

علم حضوری توحید کا دوسرا قاعدہ تحقیق ہے:

اس سے فیض الفضل کا علم حاصل ہوتا ہے۔جس سے قربِ رحمانی کہتے ہیں اور یہ ولایت قلب باطن میں با تصور گم ہونے کی مشق ہے۔

تیسرا قاعدہ علم ہدایت لازوال ہے:

جس سے وہ لامکان ولاہوت میں ہوتا ہے اور حیران و پریشان آدمیوں کو جمعیت بخشتا ہے۔جو شخص اس علم کے تینوں قواعد کو اسم اللہ ذات کے تینوں تصورات سے ایک ہی سبق میں پڑھتا ہے اس سے کوئی خزانہ مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔قولہٗ تعالیٰ۔ہم نے اپنی امانت زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی سوانہوں نے اس کے اٹھانے پر اپنا عجز ظاہر کیا لیکن (اس بوجھ کی حقیقت سے) ناواقف اور نابلد انسان نے اسے اٹھانے کی حامی بھر لی۔معرفت الٰہی توحید الٰہی مرتبہ فنا فی اللہ،قرب،نور اور حضور باوصال حاصل کرنا اور مشاہدہ جمال لازوال حاصل کرنا آسان کام ہے لیکن اسم اللہ ربانی،قہاری، جباری، جلالی اور جمالی کی گرانی کا وجود میں محفوظ رکھنا سخت مشکل ہے۔طالب اللہ کو چاہیے کہ ظاہر میں فراخ حوصلہ ہو اور باطن میں جناب سرورِ کائنات،خلاصۂ موجودات ﷺ کی مجلس میں ہو نیز اس تصور سے فناء و بقا نصیب ہوتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْعَرَفَ رَبَّهٗ وَمَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْعَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ. یہ خدارسیدگی کے پہلے دن کے مراتب ہیں اس سے قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔نفس کو مسلمان بنانا اور اس پر قدرت حاصل کرنا اسے اپنا تابعدار بنانا تصور اسم ذات سے ہی ہوسکتا ہے۔

اسم اللہ ذات جَلَّ جَلَالُہٗ

اَللّٰہُ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

ترجمہ:۔اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔(القرآن)

لِلّٰہ: جو کوئی اسم ذات لِلّٰہ کے تصور میں آتا ہے اسے حسن اور راگ بھلے نہیں معلوم ہوتے خواہ وہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا سا ہو اور وہ راگ خوش آوازی میں حضرت داوٗد علیہ السلام کے گلے کی طرح ہو کیونکہ وہ غیب کی آواز سنتا ہے اور نورِ پروردگار کے انوار کا حسن دیکھتا ہے۔ پس جو حسنِ ذات حق دیکھتا ہے اسے مخلوق کا حسن دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں نفس دنیا اور شیطان بھولے سے بھی یاد نہیں آتے۔ نقش یہ ہے۔

اسم اللہ ذات

لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

اسم للّٰہ کیلئے ہیں زمین وآسمان کے لشکر۔(القرآن)

لہٗ: اس تصور والے دو قسم کے ہیں۔ایک طریقہ وہ ہے جس میں ظاہر تو تصور کرتے ہیں لیکن باطن نہیں کھلتا یہ مرتبہ مَردمک کا ہے کہ دن رات اللّٰہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنے میں مشغول رہتا ہے۔دوسرا طریقہ تصور توفیق ہے یہ

غازی کا مرتبہ ہے جس میں اسم ذات لۂ کا تصور کر کے ایک ہی مرتبہ باطن میں داخل ہو کر دشمنوں کو قتل کر ڈالتے ہیں اور ظاہری جنگ وغیرہ سے بے کھٹکے ہو جاتے ہیں یعنی انہیں قیامت تک کیلئے استقامت اور لازول جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ دونوں جہاں کے تماشے کا وہم وخیال رہتا ہے۔ اس تصور اعلیٰ میں قرب حق تعالیٰ کے سبب نفس قلب کا لباس پہن لیتا ہے اور چاروں نور لۂ میں محو ہو کر فنا فی لۂ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ حضور کی حضوری کا گواہ ھُو ہے جو لۂ سے کھلتا ہے۔ جب صاحب تصور توفیق سے زبان پر اسم اعظم لۂ لکھتا ہے تو اس کی زبان سیف ہو جاتی ہے۔ مقرب ہونا اور علم لدنی سے معرفت الٰہی کا ابتدائی سبق پڑھنا آسان کام ہے۔ قلب روح کا اور روح سرّ کا لباس پہن لیتی ہے لیکن ناقص کے لئے یہ بھی بہت مشکل اور دشوار ہے۔ نقش یہ ہے۔

لٗہٗ

اسم ذات

اِذَااَرَادَشَیْئًااَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُo

جب وہ کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے (تو کہتا ہے) ''لھُــــو'' کن فیکون کا

عمل شروع ہو جاتا ہے۔(القرآن)

ھُو: ھُو کا تصور نفس اور حرص و ہوا کا قاتل ہے اس سے اپنے اوپر وحدانیت خدا ثابت ہوتی ہے۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَاِلٰھَہٗ ھَوَاہُ.(الجاثیہ/22) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ جب تک تو حرص و ہوا کو نہ چھوڑے گا خدا رسیدہ نہ ہوگا۔ یہ ایک معمّا ہے کہ تمام فقر کو حاصل کرنا اسم بامسمّٰی سے ہے جس سے پورے طور پر ہدایتِ فقر حاصل ہوسکتی ہے۔ جو شخص اس دائرے میں تصور توفیق اور تصرف تحقیق سے علم دعوت شروع کرتا ہے وہ صاحبِ حضور ہو جاتا ہے اور قرآنی آیات مع ھُو دور مدور پڑھتا ہے۔ یہ مراتب عامل دعوت کے ہیں کہ وہ حافظ رحمانی ہوتا ہے اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ ہوتا ہے اور اس کی روح کو فرحت ہوتی ہے جو شخص اس طریق سے دعوت پڑھتا ہے وہ قبور کا عامل اور حضوری میں کامل ہو جاتا ہے اس کا وجود مغفور اور وہ ہمیشہ اللّٰہ تعالیٰ کا منظورِ نظر رہتا ہے دعوت یہی ہے کہ جو حق الیقین کا مرتبہ ہے۔ اگر قہر میں پڑھے تو تمام دشمنوں کو مقہور کر دیتا ہے اور اگر اخلاص سے پڑھے تو ہر قسم کی جمعیت بخشتا ہے اس سے انسان جوہر شناس، باادب باحیاء ہو جاتا ہے اور رحمت الٰہی اس پر نثار ہوتی ہے۔ یہ دعوت جانبازی ہے یا تو ایک دم میں مر جاتا ہے یا تمام جہانوں کو فتح کر لیتا ہے اکمل اور نورالہدیٰ بن جاتا ہے۔

چناں غرق گشتم بدریائے ھُو
کہ ازل وابد را ہم خبر ندارم

اس حضوری میں عالم باللّٰہ مست باشعور ہوتا ہے۔ خام کو بھی مستی ہو جاتی ہے اور مست ہوشیار بن جاتا ہے۔ یہ مرتبہ وصال ہے۔ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ. فناء کو بقاء تک پہنچاتا ہے لیکن بقاء کو فنا نہیں کرتا اور آپ بیچ میں منصف ہو جاتا ہے۔

لباس فقرے پوشی شراب ھُو نمی نوشی
چرا در مکرے کوشی کنی چوں قصہ افسانہ

اسم ھُو ذات

ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَعٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمo
ھُــو ہی ذات ہے ھُــو کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (ھُــو) ہی عالمِ غیب اور عالمِ

ظاہر کا علم رکھتا ہے وہ (ھُو) ہی رحمٰن اور رحیم ہے۔

اسم اللہ ذات طے کرنے کے چار طریقے

پہلا طریقہ:۔اسم اللّٰہ ذات کاغذ کے ٹکڑے، پتھر یا آئینے میں سیاہ سفید یا سنہری لکھ کر کیا جاتا ہے۔چاہیے کہ پہلے اپنے اوپر حصار کرے اور تصور اسم اللّٰہ کی تختی ہاتھ میں پکڑ کر آنکھوں سے مناسب فاصلہ رکھ کر اس پر نظر ٹکائے۔جب خوب نظر ٹھہر جائے تو اچانک آنکھیں بند کر لے۔باطنی صفائی کے مراتب کے مطابق تصور سیاہ، سرخ، سبز، سفید اور سنہری رنگ میں باطنی آنکھوں پر کھل جائے گا۔اسی تصور کو آنکھیں بند کرنے کی بجائے دیوار پر دیکھے گا تو حروف اسم اللّٰہ ذات دیوار پر لکھے ہوئے نظر آنے لگیں گے۔اس مشق کو روزانہ عشاء کی نماز کے بعد آدھا گھنٹہ کرنا چاہیے جس سے آہستہ آہستہ کھلی اور بند آنکھوں سے اسم اللّٰہ ذات نظر آنے لگے گا۔جب اس مشق میں پختہ ہو جائے تو دوسرا عمل شروع کرے۔

تصور کا دوسرا طریقہ:۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی طویٰ میں زیتون کے درخت کے پتوں، ٹہنیوں، پھل اور پھولوں سے نورِ انوارِ ذات چمکتا ہوا نظر آیا تھا اور آواز آئی تھی یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اَنَااللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ○ اے موسیٰ! میں تیرا اللہ اور رب العالمین ہوں۔ یہ دیدارِ انوارِ ذات تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام کو نوازا گیا۔حضرت سلطان العارفین باھُو سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ کے طریقہ میں جب تصور اسم اللّٰہ ذات کھلی آنکھوں سے کرتے ہوئے اسم اللّٰہ ذات پر نظر ٹکائی جاتی ہے تو اسم اللّٰہ ذات میں سے نور نکلنے لگتا ہے اور بالآخر حروف گم ہو کر نور ہی نور ظاہر ہو جاتا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کو دیدارِ انوار زیتون کے درخت میں سے ہوا تھا جبکہ حضرت سلطان العارفین باھُو سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ کے فقیروں کو دیدارِ انوارِ ذات اسم اللّٰہ ذات کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔پس طالب کو چاہیے

کہ کسی سروری قادری فقیر سے رابطہ کر کے تصور اسم اللّٰہ سے دیدارِ انوارِ ذات سے مشرف ہوجائے۔

تصور کا تیسرا طریقہ:۔ جب فقیر دیدارِ انوارِ ذات سے مشرف ہوجاتا ہے تو اسے چاہیے کہ ان انوار میں استغراق حاصل کر کے فنا فی نورِ اللّٰہ کا مرتبہ حاصل کرے۔

تصور کا چوتھا طریقہ بقاء فی نورِ اللّٰہ:۔ جب فقیر بقاء فی نورِ اللّٰہ میں کامل ہوجاتا ہے تو اسے آنکھیں بند کرنے کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ ظاہری طور پر کھلی آنکھوں سے ہمہ وقت نورِ ذات میں مستغرق رہتا ہے اور اسے بقا باللّٰہ کی کیفیت حاصل ہوجاتی ہے اسی کو باقی باللّٰہ کہتے ہیں اور اللّٰہ کے فضل سے یہ مرتبہ حضرت سلطان العارفین باھُو سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ کے ہزاروں فقیروں کو حاصل ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ.

محمّد ﷺ: تصور اسم محمّد ﷺ، نقش نور محمّد ﷺ، قلب حضور محمّد ﷺ اور روح مغفور محمّد ﷺ سے عامل کامل مومن مسلمان کو مجلسِ محمّدی ﷺ کا دائمی معراج نصیب ہوتا ہے کیونکہ اسمِ محمّد ﷺ کا صاحبِ تصور لایحتاج ہوتا ہے۔ جو شخص اخلاص سے اسم محمّد ﷺ کا تصور کرتا ہے ہر بات کے جواب میں نور محمّدی ﷺ کے حضور سے لب کشائی کرتا ہے۔ جو شخص اس کا تصور کرتا ہے اس میں اسم محمّد ﷺ تاثیر کرتا ہے روشن ضمیر ہوجاتا ہے اسے عظمت عظیم، ہمدمی محمّد ﷺ، قلب سلیم اور صراط مستقیم حاصل ہوتا ہے اور وہ حضور علیہ الصلوٰت والسلام کا ہم جسم، ہم قدم، ہم زبان، ہم گو، ہم شنو، ہم بینا ہوجاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم محمّد ﷺ کے تصور والا نہ دم مارتا ہے نہ جوش وخروش کرتا ہے۔ اَلْنِهَايَتَ الرُّجُوْعِ اِلَى الْبِدَائِتِ. ابتداء کی طرف لوٹ آنا ہی انتہا ہے۔ شریعت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اے عزیز من! اسم محمّد ﷺ کے چار حرف ہیں جن

سے دونوں جہان روشن ہیں۔ لَوْلَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکِ. حضور علیہ الصلوٰت والسلام کی شان میں ہے۔ معراج کا مشاہدہ آپ ﷺ کی عظیم المکانی پر دال ہے۔ عالم باللہ وہ شخص ہے جو محمّد ﷺ کے حرف "م" کے تصور سے مشاہدہ کرادے۔ حرف "ح" سے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری دکھادے۔ حرف "م" دوم سے دونوں جہان کا تماشا دکھادے اور حرف "د" سے درود شروع کرادے۔ جو اصلی مقصود ہے یعنی آنحضرت ﷺ کی کنہ معلوم کرنا۔ محمد، احمد، حامد، محمود ﷺ۔ یہ چاروں اسماء کفار (نفس۔ شیطان۔ دنیا) کے قتل کیلئے ننگی تلوار ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْرَاَالْحَقَّ ،فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَاتَمَثَّلَ بِیْ. جس نے مجھے خواب مراقبہ کشف یا عین العیانی دیکھا بالتحقیق اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ حضور ﷺ کے اسم مبارک سے شیطان اس طرح بھاگتا ہے جیسے کلمہ طیبہ سے کافر۔ **لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ** ﷺ. نقش مبارک یہ ہے۔

محمّد

اسم ﷺ سرورِ کائنات

اسم فقر: جو شخص اسم فقر کا تصور کرتا ہے لایحتاج ہوجاتا ہے اسے تمام دنیا کے خزانوں اور عقبیٰ کا تصرف حاصل ہوجاتا ہے۔ جس چیز کو کہتا ہے وہ حکم اللہ سے ہوجاتی ہیں۔ وہ سلطان الفقر کے مرتبہ کو جان لیتا ہے۔ اسے جمعیت جزوکل حاصل ہوتی ہے۔ فنا فی

اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ اس پر ظاہر ہوتا ہے۔قولہ تعالیٰ وَ کَفٰی بِا للّٰہِ وَ کِیۡلًا. اسم فقر یہ ہے۔

فقر

تصور کلمہ طیبہ: جب سالک کلمہ طیبہ کا تصور کرتا ہے تو اس پر تمام علوم ظاہر ہوجاتے ہیں اور قرآن مجید سے اسم اعظم معلوم ہوجاتا ہے تمام ارواح انبیاء اولیاء اللہ سے ملاقات کرتا ہے حقیقت ماضی وحال و مستقبل کی معلوم ہوجاتی ہے پہاڑ سے سنگ پارس معلوم کرسکتا ہے جملہ جن وانس اور فرشتے اس کے تابعدار ہوجاتے ہیں اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر کلمہ طیبہ کے تصور والا زمین پر چلے تو تمام درخت گھاس اس سے ہمکلام ہوتے ہیں اور اپنی خاصیت ظاہر کرتے ہیں۔ اگر مٹی یا پہاڑ کی طرف توجہ کرے اور خواہش کرے تو وہ سونا ہوجائے۔ اگر کہے آگ سے پانی پیدا ہوجائے تو اللہ کے حکم سے ایسا ہوجائے گا۔ اگر کافر کی طرف توجہ کرے تو مسلمان ہوجائے گا۔ اگر جاہل کی

طرف توجہ کرے تو عالم بن جائے گا۔ اگر مریض کی طرف توجہ کرے تو شفایاب ہوجائے گا۔ تمام چیزوں کی چابی کلمہ طیبہ لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ ہے۔

لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ

ﷺ

توجہ: اصلی توجہ اسم ذات اللّٰہ کے تصور سے ہے اور نظر بھی اسم اللّٰہ ذات کے تصور سے ہے۔ اس قسم کی توجہ، نظر، تصرف اور تفکر لازوال قرب اللّٰہ وصال کے مراتب سے ہے پس کامل جس طرف نگاہ کرتا ہے اسی طرف اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت کی عین توجہ ہوجاتی ہے خواہ کسی پر غضب کرے خواہ لطف و احسان۔ جس کامل کو توجہ کی چابی حاصل ہے اسے کسی کیلئے دعوت پڑھنے اور لب ہلانے کی کیا ضرورت ہے۔

شرح تصور اسم ذات اللّٰہ

جان لو کہ قادری طریق کی دو قسمیں ہیں ۱۔ زاہدی قادری ۲۔ سروری قادری زاہدی قادری بہت بے شمار ہیں جیسا کہ عام لوگ اور سروری قادری وہ ہے کہ ایک نظر سے اللّٰہ کے طالب کو اللّٰہ تک پہنچا دے اور واصل بحق کر دے نیز سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے دو جہانوں کے سردار حضرت محمد رسول اللّٰہ ﷺ دستگیری فرما کر حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کے سپرد فرما دیں۔ حضرت پیران پیر اسے نوازیں اور اس کا دل خدا سے لگا دیں اور دل کو روشن کرنے والی بارہ برس کی ریاضت سے یہ بات بہتر ہے۔۔۔ راہِ فقر کیلئے علم ضروری ہے۔ جو عالم نہ ہو وہ گمراہ

ہوتا ہے۔علم رفیق اور جانی دوست ہے۔وہ زاہد جو بے علم ہو شیطان ہے۔علم کیا چیز ہے؟ یہ علم شریعت ہے جو عین توحید ہے اور راہ فقر کے سوا علمِ شریعت سراسر پریشانی ہے۔

ہر مراتب از شریعت یافتم
پیشوائے خود شریعت ساختم

ولی اللہ اسے کہتے ہیں جو چار ظلمات سے نکلے۔

ا۔ظلمات خلق ۲۔ظلمات دنیا ۳۔ظلمات نفس ۴۔ظلمات شیطان۔

اور ان چار نوروں میں آئے یعنی

ا۔نورعلم ۲۔نورذکر ۳۔نورالہام ۴۔نورمعرفت باقرب حضور

چنانچہ نورلقاء کی ذات میں غرق ہوجائے۔اَللّٰـهُ وَلِیُّ الَّـذِیْـنَ اٰمَـنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ. (البقرہ/257) اللہ تعالیٰ جسے اپنا ولی بناتے ہیں اسے ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔قادری سلک سلوک میں مرشد کامل سے ازلی فیض طالب صادق کو نظر اور توجہ باطنی سے دم بدم،قلب باقلب،روح باروح،سرّ باسرّ، نور بانور قیامت تک پہنچتا رہے گا۔مرشد کیلئے لازم ہے کہ مرید کو اوّل تصور اسم ذات بخش کر چنبے کی بوٹی اسم اللّٰـــہ اس کے دل میں لگا دے۔بعدازاں اسے نفی اثبات کی تلقین کرے جس سے نفس مطمئنہ حاصل ہو کر قلب روح اور سرّ ہر چہار کو یکتائی حاصل ہو اور فقیر توحید مطلق میں داخل ہوجائے۔ورد وظائف کی راہ میں نفسانی اور شیطانی خطرات بہت زیادہ ہیں جن کا مقابلہ کرنے کیلئے بایزید بسطانی رحمتہ اللّٰــہ علیہ اور رابعہ بصری رحمتہ اللّٰــہ علیہا جیسی ہمت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔روایت ہے کہ رابعہ بصری رحمتہ اللّٰــہ علیہا نے بصرہ میں رہتے ہوئے ساری زندگی نفس کی خواہش کی مخالفت میں کھجور نہیں کھائی۔نزع کے وقت چھت سے دو کھجوریں آپؒ کی جھولی میں آ گریں۔نفس

نے اس وقت بھی ترغیب دی کہ آخری وقت ہے اب تو کھالو آپؒ نے کھجوریں اٹھائیں اور دور پھینک دیں اور فرمایا اب تو اللہ کے پاس جا کر ہی کھاؤں پیوں گی۔ معلوم ہوا کہ مجاہدہ کی طریق نفس کے زیر ہونے کی راہ بڑی دور دراز اور مشکل ہے اور اس میں نزع کے وقت تک خطرہ ہی خطرہ ہے۔ صرف رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا جیسی ہمت اور خدا کا فضل ہی شامل حال ہو تو اس باطن کے چور پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ صرف تصور اسم ذات کا راستہ ہی وہ طریقہ ہے جس میں نفس اول رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا کا ورد شروع کرتا ہے اور با قاعدہ تائب ہو کر کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جماعت سے فرمایا۔ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ نفس کو قتل کرنا مقصود نہیں ہے جیسا کہ غیر مذاہب میں وجود انسانی کو طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے بلکہ سروری قادری سلسلہ میں نفس کو دوست بنانے کا حکم دیا گیا ہے یعنی اسے مسلمان اور تائب کر کے نیکی کی راہ پر لگا دیا جائے تا کہ وہ ضمیر کا ہم آواز اور ہم نوا بن کر نیکی کا حکم دینے لگے۔ نفس کی اصلاح کیلئے بنیادی نسخہ تصور اسم ذات ہے۔ جتنا یہ تصور حاصل ہو جاتا ہے اتنا اور اسی نسبت سے نفس مسلمان ہو جاتا ہے۔

ایہو نفس اساڈا بیلی جے نال اساڈے سدھا ھُو

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز جامع الاسرار میں فرماتے ہیں۔ ''نفس شیطان اور دنیا خدا کے شریک نہیں ہیں۔ تجھے نفس کی حقیقت ہی معلوم نہیں نفس تو خدا کی راہ دکھلاتا اور مقام کبریا تک پہنچاتا ہے۔ اگر نفس نہ ہوتا تو کوئی خدا تک نہ پہنچتا اور یہ راہ

تصوراسم ذات سے طے ہوتا ہے۔‘‘

تصور کیا ہے؟

تصور مطلق ایک توفیق الٰہیہ ہے اور صاحب تصور کے قبضہ میں ہر اقلیم کی بادشاہی ہے۔تصور مثل عصائے موسوی اور آتش گلشن گل و بہار ابراہیمؑ ہے اور معراج محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔تصور مثل جام جہاں نما ہے یا آئینہ سکندری ہے۔علم تصور حضرت آدم علیہ السلام کے علم الا سماء کی طرح ہے۔تصور ایک باطنی گنج ہے اور صاحب تصور لایحتاج بے رنج ہے۔تصور ایک ایسی کیمیا ہے کہ کل و جز کیمیا اہل تصور کے قبضہ میں ہوتی ہیں۔ صاحب تصور عامل مقرب رب جملہ عالم پر غالب و اغلب ہوتا ہے۔جس وقت صاحب تصور غیب الغیب اللہ تعالیٰ کی جانب اسم اللہ سے متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر مہربان کر کے اس سے بذریعہ الہام ہم سخن و ہمکلام ہو جاتا ہے۔تصور سے اہل تصور اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں ص ۵۸) الغرض تصور اسم ذات ہی فقر کی ابتدا اور انتہا ہے۔

جو مرشد طالب اللہ کو ابتداء میں ذکر ،فکر، مراقبہ تلقین کرتا ہے وہ باطنی سلک سلوک سے ناواقف اور راہزن ہے۔قادری سروری مرشد طالب کو اسم اللہ خوشخط لکھ کر اسکے ہاتھ میں دیتا ہے تا کہ وہ اس کا تصور کرے اور کوشش کرے اور آنکھیں بند کر کے باطنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کرے اور کوشش کرے تا کہ اسم اللہ کا نقش طالب کے دل پر ٹھیک ٹھیک جم جائے جس سے تجلیات الٰہی کا ظہور ہر دم ہر لحظہ ہو اور شعلہ انوار متجلیٰ ہو جس میں مستغرق ہو کر طالب اپنی مراد کو پہنچے اور مشرف باللقاء ہو جائے۔مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہو اور فقیر فنا سے نجات حاصل کر کے بقاء کے مراتب کو پہنچ جائے۔ جب تصور پختہ ہو جاتا ہے تو باتصور بے دلیل نماز نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ رسول خدا

ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کیلئے کھڑا ہوتو اپنے اللہ کے نور کو دیکھ اور اگر تجھے یہ تصور حاصل نہ ہوتو یہ گماں کر کہ وہ ذات تجھے دیکھ رہی ہے اور یہ کم درجے کی نماز ہے۔معلوم ہونا چاہیے کہ باتصور بے دلیل نماز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو حاصل تھی جیسا کہ عین نماز میں مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم کے جسم سے تیر کھنچا گیا تو آپ علیہ السلام کو ذرہ بھر تکلیف نہ ہوئی لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اگر دنیا کی محبت ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں ہوگی تو یہ نماز حاصل نہ ہوگی۔ روایت ہے کہ مسجد نبویؐ میں حضور علیہ الصلوٰت والسلام نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم سے پوچھا کہ وہ کیسی نمازیں ادا کرتے ہیں۔اصحاب رسول اللہ ﷺ نے عرض کی۔حضور! باتصور بے دلیل نماز انہیں حاصل ہے۔رسول علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا اٹھو اور میرے سامنے نماز پڑھو اور تم میں سے جو با تصور بے دلیل نماز ادا کرے گا اسے انعام میں یہ سرخ یمنی چادر دوں گا۔دونوں اصحاب رسول ﷺ نماز میں مصروف ہوگئے۔اور سلام پھیر کر ہنسنے لگے اور ہر دو نے عرض کی کہ مجھے خیال رہا کہ میرا ساتھی اور میرا بھائی یہ چادر حاصل کرے گا۔ یہ حکایت صحابہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی کمزوری کے اظہار کیلئے نہیں بیان کی گئی کیونکہ اصحاب رسول اللہ ﷺ تو آسمان رسالت کے درخشندہ ستارے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے دل میں دنیا کی محبت ایک چادر کے برابر بھی ہوگی تو اسے با حضور بے دلیل نماز کی توفیق نہ ہوگی۔اسی لئے غوث الاعظم حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا جو تجھے کل چھوڑ دیں گے تو ان کو آج ہی چھوڑ دے اس لئے مردوں کا کام یہ ہے کہ تصور اسم ذات سے ۱۔نفس کو خصائلِ رذیلہ سے فناء کرے ۲۔بقائے روح حاصل کرے ۳۔عین بعین دیدار سے مشرف ہوجائے۔

صاحب مناقب سلطانی قبلہ حامد سلطان علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ قادری مشائخ کرام خصوصاً حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز تصورات کے بارے میں اکثر یوں فرماتے ہیں کہ اسم **محمّد** صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم **اللّٰہ** ذات کے نیچے موٹا اور خوشخط لکھ کر اس کا تصور کرنا چاہیے۔ پس یہی طریق آسان اور افضل ہے اور سلسلہ قادریہ کے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

اللّٰہ

محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

اس شغل میں تین باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

اوّل۔ پاس انفاس۔

دوم۔ ماسویٰ **اللّٰہ** کے فناء کا فکر اور **اللّٰہ** تعالیٰ کی بقاء کا فکر یعنی ذات میں محو ہونا۔

سوم۔ اسم **اللّٰہ** اور اسم **محمّد** صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کا تصور دل کے صفحہ پر کرنا۔

تصور اسم **اللّٰہ** کیلئے بہت سے طریقے اختیار کئے جاتے ہے۔ کاغذ پر لکھ کر آئینہ میں منقش

کر کے یا عام شیشہ میں اسم اللہ لکھ کر قلب بناتے ہیں اور خالی جگہ پینٹ سے بند کر کے اس کے پیچھے روشنی رکھتے ہیں یا آج کل چمکدار دھات ریڈیم سے اسم اللہ قلب کی زمین پر لکھواتے ہیں جو اندھیرے میں چمکتا ہے۔ زمین قلب کا رنگ سیاہ اور کبھی سرخ بناتے ہیں اسم اللہ سفید سنہری یا سیاہ لکھتے ہیں۔ اگر قلب سرخ رنگ کا ہو اور اس میں اسم اللہ ذات سیاہ یا سنہری ہو تو اس سے مقصود جلدی حاصل ہوتا ہے۔ اسم اللہ کے نیچے اسم محمّد علیہ السلام کا بھی تصور کیا جائے تو حسن جلالیت اور جمالیت کا توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ ابتداء میں اگر کچھ دقت ہو تو ہمت نہ ہارے کیونکہ اسم اللہ کو تصور میں لانا بہت مشکل کام ہے۔ ہر رطب و یابس کا علم قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ﷺ میں ہے اور کلمہ طیبہ اسم اللہ و اسم محمّد ﷺ میں ہے۔

اسم اللہ بس گراں است بے بہا
ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ ﷺ
(کس نداند ایں حقیقت جز محمّد مصطفیٰ ﷺ)

تصور اسم ذات صرف طالب مولیٰ کا نصیب ہے۔ طالب دنیا کے دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ اِسمِ اَللّٰہ شَیءٌ طَاھِرٌ لَا یَسْتَقِرُ اِلَّا بِمَکَانٍ طَاھِرٌ . ہاں مرشد کامل جیسے میرے ہادی سلطان الفقر سرّ اسرار ذات یاھُو فقیر باھُو قدس سرّہٗ العزیز چاہیں تو نیم نگاہ سے بے نصیب کو بانصیب کر سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے وجود میں اسم ذات قرار نہ پکڑے تو اسے چاہیے کہ وہ باطنی صفائی کیلئے دائمی مشق وجودیہ کرے۔ عارف باللہ ذات حروف اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس نے حروف اسم اللہ (ا۔ل۔ل۔ہ) کا بالترتیب تصور کیا ہو۔ ان حروف کے تصور سے جملہ علوم بلاتحصیل حاصل ہو جاتے ہیں اور عارف

حروف پر دنیا وآخرت کی ہر چیز ظاہر ہو جاتی ہے اور ایسا شخص اولیاء عظام کی صف میں داخل ہوجاتا ہے۔ صاحب تصور حروف کو دائمی سرور رہتا ہے۔ جب وہ با تصور استغراق میں ہوتا ہے تو فناء فی اللّٰہ بقاء باللّٰہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ حضرت بلھے شاہ قادری شطاری قصوری رحمۃ اللّٰہ علیہ کو صرف حرف اعظم الف کا استغراق حاصل تھا جس کی واردات کی شدت کے پیشِ نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ بے اختیار پکار اٹھے۔

اکو الف تیرے درکار علموں بس کریں اور یار

جس طالب کو اسم اللّٰہ کا تصور کرنے میں مشکل پیش آتی ہو اس کیلئے لازم ہے کہ حرف الف (ا) کے تصور کا اثبات کرے تا کہ ظاہر باطن ہر جگہ الف نظر آنے لگے۔ آنکھیں بند کر کے اپنے قلب میں الف کا مشاہدہ کیا کرے تا کہ شعلہ انوار متجلیٰ ہو اور طالب اس میں غرق ہو کر واصل باللہ ہو جائے۔

حضرت نور احمد سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ سے منقول اسم ذات کی تختی لکھنے اور اسے 41 یوم تک دھو کر پینے سے اسم ذات انسان کے وجود میں پوری طرح رچ جاتا ہے۔ ترتیب حسب ذیل ہے۔

(۱)۔ لسوڑھے کی لکڑی سے تختی بنائیں۔ عرق گلاب وزعفران سے سیاہی تیار کریں۔

(۲)۔ 66 بار حسب ذیل درود پڑھے۔ یَاحَضْرَتْ مُحَیُّ الدِّیْنِ اُحْضُرُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ.

(۳)۔ نماز فجر کے بعد تختی پر 66 بار اسم ذات اللّٰہ لکھیں اور 41 یوم ہر روز دھو کر پیا کرے۔

ابسم االلّٰہ اابسم اااللّٰہ اااابسم اااااللّٰہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

۴۔اسم ذات اللّٰہ واسم محمد سرور کائناتﷺ ظاہری و باطنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔

مشق وجودیہ

اسم اللّٰہ ذات کے تصور اور تفکر سے جاننا چاہیے کہ وجود کے ہر عضو میں ایک نورانی لطیفہ ہوتا ہے۔ دماغ میں ایک، پیشانی میں ایک، دونوں آنکھوں میں ایک ایک، کانوں میں دو، دل میں ایک، سینہ میں ایک، ناف میں ایک، زبان میں ایک، دونوں پہلو میں ایک ایک، دونوں ہاتھوں میں ایک ایک، ایک لطیفہ مقام سینہ میں اس طرح قائم ہے جس طرح انگوٹھی میں نگینہ ہوتا ہے۔ جب یہ لطیفہ زندہ ہو جاتا ہے تو لوح محفوظ کے جملہ علوم لوح ضمیر پر نازل ہونے لگتے ہیں۔ایک لطیفہ قلب میں موجود ہے جب وہ زندہ ہو جاتا ہے تو دل سے نفاق، کینہ، بغض، خناس اور خرطوم نکل جاتا ہے باطن روشن ہو کر روشن ضمیر بن جاتا ہے دیدۂ بینا حاصل ہو جاتا ہے۔قلب کے اوپر اسم ذات اللّٰہ کے تصور سے تجلیات انوار الٰہی کے مشاہدہ سے مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ ایک لطیفہ ناف کے مقام پر ہے اس کو نفسی لطیفہ کہتے ہیں۔ جب یہ لطیفہ زندہ ہو جاتا ہے تو نفس امارہ مردہ اور نفس مطمئنہ زندہ ہو جاتا ہے۔جس سے استقامت اور جمعیت نصیب ہو جاتی ہے۔

ایک لطیفہ سر دماغ میں موجود ہے جب وہ زندہ ہوجاتا ہے تو فقیر ھُو کے تصور سے جدھر دیکھتا ہے اسے نور ہی نور نظر آتا ہے ایسے تصور تفکر سے دعوت القبور میں کامل ہوجاتے ہیں۔آنکھوں کے چراغ روشن ہوجاتے ہیں اور فقیر سرّ اسرار کا راز دان اور نور ھُو کا مظہر بن جاتا ہے۔ایک لطیفہ پیشانی کے اندر ہے جب وہ زندہ ہوجاتا ہے تو ہر قسم کی مخلوقات جن وانس حتیٰ کہ شیر ببر تک اس کا چہرہ دیکھ کر سر جھکا دیتے ہیں۔یہ تصور اور تفکر اسم اللّٰہ سے کیا جاتا ہے اگر اسم للّٰہ سے کیا جائے تو مؤکلات فرشتے جنات تابعدار ہوکر حکم بجا لاتے ہیں۔ایک لطیفہ زبان میں موجود ہے جو اسم لہٗ کے تصور تفکر سے زندہ ہوجاتا ہے ایسے فقیر کی زبان سیف الرحمان اور کن کی ترجمان ہوجاتی ہے۔ایسا صاحب امر جس کام کیلئے کہتا ہے وہ کام دیر یا سویر اپنے وقت پر ضرور پورا ہوجاتا ہے۔دو لطیفے دونوں آنکھوں میں ہیں جو فقیر اسم اللہ یا اسم ھُو کا تصور آنکھوں میں کرتا ہے صاحب کیمیا نظر ہو جاتا ہے۔اگر کسی پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے تو اللّٰہ کی رحمت کا رخ اسی طرف ہوجاتا ہے اگر کسی پر قہر کی نگاہ ڈالتا ہے تو وہ شخص قہر الٰہی میں گرفتار ہوجاتا ہے۔دو لطیفے دونوں کانوں میں ہیں جب وہ زندہ ہوجاتے ہیں تو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (الاعراف/171) کی آواز سنائی دینے لگتی ہے قلبی، روحی، سری، نوری، توحید، مجلس نبوی ﷺ اور ہر قسم کی مخلوق اولیاء یا انبیا علیہم السلام سے سوال کا جواب ملنے لگتا ہے۔دو لطیفے دونوں پہلوؤں میں ہیں جب یہ لطائف زندہ ہوجاتے ہیں تو فقیر کے وجود سے تمام اوصاف ذمیمہ دور ہوجاتے ہیں روح فرحت پا کر قلب پر حکومت کرنے لگتی ہے نفس مغلوب ہوجاتا ہے۔دو لطیفے دونوں ہاتھوں میں ہیں جب وہ زندہ ہوجاتے ہیں تو ایسا فقیر جس طرف بھی ہاتھ کا اشارہ کرتا ہے قدرت کا ملہ اثر انداز ہوجاتی ہے۔جس جگہ بھی ہاتھ رکھتا ہے تو اللہ کی رحمت آجاتی ہے بیماروں کو شفا حاصل ہوجاتی ہے۔قلوب پر ہاتھ مارنے سے ان کو روشنی نصیب ہو

جاتی ہے۔

اسم اللّٰہ ذات کے تصور کی مشق سے نفس کی پاکیزگی، دل کی صفائی، روح کی روشنی اور سرّ کی تجلیات نصیب ہوتی ہیں جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اس کا قالب قلب کا لباس پہنتا ہے جب یہ چاروں ایک ہو جاتے ہیں۔تو صاحب مشق کے وجود سے وہم اور خوف اٹھ جاتے ہیں۔اس کے ظاہری حواس بستہ ہو کر اسے وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (سورۃ الحجر/29) کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

اسم اللّٰہ ذات کے تصور کی مشق سے دل اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جیسے رحمت کی بارش سے مرجھائی اور سوکھی گھاس ہری ہو جاتی ہے۔اسم اللّٰہ ذات کی مشقِ تصور کرنے والا تمام عمر شیطان اور جن سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ یہ مشق دائمی حصار ہے۔اسم اللّٰہ ذات کی مشق وجودیہ کرنے والے کے لئے قبر خلوت خانہ اور خواب گاہ بن جاتی ہے باتصور مشق وجودیہ کرنے والا ہر شب انبیاء واولیاء کی ارواح سے ملاقات کرتا ہے۔

نظم مشق وجودیہ

مشق سر تا پارساند خوش ببیں   ایں بود اسرار وحدت بالیقین
ایں تصور برزخ از ھُو یافتن   ھُو تصور را زبان خود ساختن
میرود با تو تصور کبریا   ایں مراتب عارفان واصل خدا
از تصور سینۂ بسرّ الہ   باتصور دل شود ناظر نگاہ
از تصور ناف بالنفس و خلاف   ہر کہ ایں راہ نہ داند لاف لاف
مشق پنجاہ پنج ناف تا بسر   از تصور مشق شد صاحب نظر
مشق محرم میکند ہم راز دب   با حیاء و با وفاء و با ادب
ابتدائے مشق با شد معرف   و از مشق زندہ دم شود عیسیٰؑ صفت

مشق معراج است ہر دم با حضور — واز حضوری مشق شُد درغرق نور
کے شناسد مشق را محروم تر — بےخبر از معرفت آں گاؤخر
جز با تصور مشق اللہ ہیچ ہیچ — ہر کہ ایں راہ نداند ہیچ ہیچ
طے بگرداند ترا ایں مشق حق — زیر پائے مشق شد جملہ طبق
مشق توفیق است باتحقیق داں — عارفاں را مشق دائم باعیان
مشق راہبراہ رحمت حق نماء — مشق معشوق است دائم دل صفاء

مشق تصدیق است راہ صادقان
ابتدائے مشق باشد لا مکان

شرح مشق:

جان لو کہ مشق اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد ہے۔ مشق معرفت اللہ کا مغز ہے۔ مشق دائمی معراج اور حضوری مجلس محمد رسول اللہ ﷺ سے مشرف کر دیتا ہے۔ مشق سے معراج کے مراتب حاصل ہو جاتے ہیں اور صاحب مشق دنیا و آخرت میں لا یحتاج ہو جا تا ہے۔ صاحب مشق اولیاء اللہ کا سرتاج ہوتا ہے۔ صاحب مشق ہمیشہ مشاہدہ ربوبیت ذات لازوال میں غرق رہتا ہے۔ مشق کے شروع میں پہلے ہی روز معرفت اللہ کے مراتب مل جاتے ہیں۔ مشق مقرب رحمانی بنا دیتی ہے۔ قدرت سبحانی اور روح کی تائید سے قلب زندہ اور نفس فانی ہو جا تا ہے۔ صاحب مشق کو دائمی فقر تمام لامکان میں حاصل ہوتا ہے یہ عین العیانی راہ ہے جس کے چند گواہ ہیں۔

۱۔ صاحب مشق روحانیت ارواح پر غالب ہوتا ہے۔

۲۔ صاحب مشق طرفہ زد میں ہزاروں سالوں کی راہ کی سیر کرتا ہے۔ جس کسی کو مشق کی راہ معلوم نہیں وہ معرفت فقر سے آگاہ ہی نہیں رکھتا۔

ابیات

ہر کہ را راہ بوداز مشق راز
عارف باللّٰہ شود حق بے نیاز
ہر کہ صاحب مشق آتش در وجود
ہر دم قاتل شود نفس یہود

مشق طریق قرب الحق ہے کیونکہ یہ تصور اسم اللّٰہ ذات سے برحق ہے۔ اگر کسی کو قادری طریقہ کی مشق حاصل نہیں تو وہ معشوقی اور محبوبی کہاں سے حاصل کرے گا۔ مشق وجود پر اس طرح عمل کرتی ہے جس طرح سیاہی کاغذ پر۔ قادری دس قسم کے ہیں۔

۱۔ کامل ۲۔ مکمل ۳۔ اکمل ۴۔ نورالھدیٰ ۵۔ عارف باللّٰہ با خدا
۶۔ قاہر بر نفس ۷۔ زندہ قلب نفس فانی ۸۔ سروری قادری ۹۔ قادری سروری
۱۰۔ زاہدی قادری

جب ان سب کا مجموعہ حاصل ہو جاتا ہے تو اسے جامع الجمیعت جوہر قادری کہتے ہیں۔

مشق اور نفی اثبات

مشق دو طریقوں سے کی جاتی ہے:

۔اول ناف سے سر دماغ تک مشق کی جاتی ہے جس سے نفس کی مکمل طور پر نفی ہو جاتی ہے دوم مشق دماغ سے ناف تک کی جاتی ہے جس سے باطنی لطائف زندہ اور سودا سویدا نور ظاہر ہو جاتا ہے۔

اسمائے مشق سات ہیں

۱۔اَللّٰہُ ۲۔لِلّٰہِ ۳۔لَہٗ ۴۔ھُوْ ۵۔مُحَمَّدٌ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
۶۔فقر ۷۔لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

یہ اسماء کلید کل ہیں۔ان اسماء کے ساتھ جس صفاتی اسم پر قرآن مجید کی آیت کوشامل کر کے مشق وجودیہ کی جائے تو اس کے اثرات پیدا ہو جاتے اور اسرار کھل جاتے ہیں۔

مشق وجودیہ کے مقامات:

مشق وجودیہ کے لیے مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔جن کی مجموعی تعداد ۷۰ ہے۔ دماغ میں۵، پیشانی میں ۵،دونوں آنکھوں میں ۵،۵، دونوں کانوں میں۵،۵، زبان پر۵،قلب پر۵،سینہ میں۵،ناف میں ۵،دونوں پہلوؤں میں ۵،۵، دونوں ہاتھوں پر۵،۵ اس طرح کل ستر مشقیں ہوئیں۔

مشق وجودیہ کا طریقہ

۱۔اسم ذات کا تصور کرے۔

۲۔تفکر کی انگلی سے اپنے وجود پر اسماء کو تحریر کرے۔

۳۔دم کے ساتھ اسماء کا ذکر کرے۔

۴۔استغراق حاصل کرے۔

تصور تفکر سے مشق وجودیہ کا پہلا سبق

اسمائے اَللّٰہُ،لِلّٰہِ،لَہٗ،ھُوْ،مُحَمَّدُ ﷺ،فقر،لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ پہلے ہی روز کی مشق وجودیہ مرقوم سے حضوری توجہ حاصل ہو جاتی ہے۔

دوسرے روز ناف کے گردا گرد جب پانچ بار مشق مرقوم کی جاتی ہے۔ساتھ لَاۤاِلٰـہ کے ذکر دم کو نفی کی کنہ سے اختیار کر کے مستغرق ہو جاتے ہیں تو نفس مردہ ہو جاتا ہے۔

تیسرے روز قلب کے گردا گرد پانچ بار مشق مرقوم اسمائے متذکرہ کرنے ، الا

اللّٰہ کے ذکر دم سے استغراق حاصل کرنے سے قلب کو خناس خرطوم وہم ووسواس خطرات سے نجات حاصل ہو کر تصفیہ قلبی حاصل ہو جاتی ہے اور طالب کا قلب زندہ ہو جاتا ہے۔

چوتھے روز کی مشق وجود یہ مرقوم سر دماغ میں کی جاتی ہے تصورنور سے استغراق حاصل کرتے ہیں جس سے روح کی تجلیات قلب پر ہونے لگتی ہیں فقیر دیدار انوار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

پانچویں روز کی مشق مرقوم کی ستر مشقیں وہم وحدت سے کر کے استغراق حاصل کیا جاتا ہے تو اسرار ربی سے آگاہ اور وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ. سے واقف ہو جاتا ہے قلب سے وحی القلب کا دماغ سے وحی الروح کا اور سرّ سے وحی الزماں کا الہام ہونے لگتا ہے۔ نورتوحید میں گم ہو کر توحید میں کامل ہو جاتا ہے۔

چھٹے روز تصور اسم مُحَمَّدُ ﷺ سے جب مشق وجود یہ مرقوم سے استغراق حاصل کرتا ہے تو روحانی لطیف نورانی وجود سے مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے اسے معارف کہتے ہیں۔ کبھی اسے اپنے حضوری ہونے کا علم ہوتا ہے کبھی نہیں۔ اسے صورت محمدی ﷺ نظر نہیں آتی صرف آواز سنائی دیتی اور جواب با صواب سے مشرف ہوتا ہے۔

ساتویں روز تصور اسم فقر سے جب طالب تفکر سے مشق وجود یہ مرقوم سے باطن میں مستغرق ہوجاتا ہے تو صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ طالب کو اس کی استعداد کے مطابق نصیب ہوتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ ان ساتوں مشقوں کو دائمی طور پر کرتا رہے لیکن کامل مرشد اپنی کامل کیمیا گر نگاہ کی برکت سے پہلے ہی روز یہ ساتوں مشقیں طالب کے وجود پر تحریر کر کے ان کے اسرار کھول دیتا ہے اللّٰہ تعالیٰ کے فضل

سے اس فقیر کو سجادہ نشیناں دربار باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز جھنگ حضرت قبلہ حبیب سلطان قدس سرّہٗ العزیز حضرت قبلہ حافظ فیض سلطان قدس سرّہٗ العزیز حضرت قبلہ غلام جیلانی سلطان قدس سرّہٗ العزیز اور صاحبزادہ محمد نجیب سلطان مدظلہ العالی کی نگاہ سے مشق وجودیہ مرقوم حاصل ہے۔

مشق وجودیہ مرقوم کے چند دیگر نقش:

طالب کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی نقش کی مشق وجودیہ کرنے سے پہلے چند باتوں کو ملحوظ خاطر رکھے۔

۱۔کامل مرشد سے اجازت حاصل کرے تا کہ مرشد کی توجہ ہمراہ رہے۔

۲۔نقش کو چند منٹ تک دیکھتا رہے تا کہ اس تصور خیال میں پختہ ہو جائے۔تصور اور تفکر کی انگلی سے نفی اثبات کے طریقہ سے مشق مرقوم شروع کرے۔

۳۔تصور اور تفکر کی انگلی سے نفی اثبات کے طریقہ سے مشق مرقوم شروع کرے۔

۴۔ہر عضو پر پانچ بار مشق مرقوم کرے اس طرح کم از کم ستر (70) مشقیں پوری کرے۔

۵۔اسی نقش کا ذکر دم کرے۔

۶۔استغراق حاصل کرے۔

نقش وجودیہ ذکر قربانی:

جو کوئی یا ھُو کے ذکر اور ھُو کی مشق وجودیہ سے استغراق حاصل کرتا ہے تو اس کے بند سے ایک جُثہ باہر نکل آتا ہے گویا کہ ہر عضو جدا ہو گیا ہے۔ یہ ذکر قربانی جان قربانی غوث و قطب دہقانی کے مراتب ہیں۔ جب ایسا ذاکر ذکر قربانی سے فارغ ہوتا ہے تو جملہ جثّٔ اصل وجود میں واپس آجاتے ہیں۔ ان مراتب کو قرب وجدانی بھی کہتے

ہیں۔فقراء عارف خدا کے نزدیک یہ مراتب بازیگری معرفت اللہ تو حید سے دور ہیں۔ اگر چہ اس سے فوق العرش تیس ہزار مقام حاصل ہو جاتے ہیں اور حق سے الہام ہونے لگتا ہے پھر بھی یہ ہوا و ہوس کا مقام ہے اور اگر کسی پر لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جائے تو اس قسم کے فقیر کو نجومی فقیر کہتے ہیں۔نقش قربانی یہ ہے۔

ھُو

ھُو ھُو ھُو

ھُو

جسم کے ہر عضو پر مشق کی جاتی ہے۔

دربیان ذکر کلمہ طیب

ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ھُو
کلمہ دور زنگار کر یندا کلمے میل اتاری ھُو
کلمہ ہیرے، لعل، جواہر، کلمہ ہٹ پساری ھُو
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں (یا حضرت) باھُوؒ کلمہ دولت ساری ھُو

قولہ تعالیٰ: فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ O (النحل/43)

اگر تمہیں معلوم نہ ہوتو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

الحدیث: ذِکْرُاللّٰہِ فَرَضَ قَبْلُ کُلُّ فَرَضٍ.

تمام فرضوں سے پہلا فرض ذکر اللّٰہ لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ ہے۔

مَنْ قَالَ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَدْدَخَلَ الْجَنَّۃَ.

جملہ نصیبوں تمام قسمتوں اور کل خزائن علم وحکمت کی کنجی کلمہ طیب ہے اور اصلی کلمہ پڑھنے والا کوئی شخص بے نصیب اور بدقسمت نہیں۔کلمہ طیب میں چوبیس حروف ہیں اور ہرحرف میں ہزار علم حکمت اور گنج تصرف ہیں۔مرشد کامل توجہ سے کلمہ طیب منکشف کرتا ہے اور ہر علم کلمہ طیب سے ظاہر کرتا ہے یہ بالکل سچ ہے کیونکہ حق سے حق ہے مرشد کامل اس سے طالب کو ہر ایک مطلب دکھا سکتا ہے اسے صاحبِ حضوری اور ولی اللّٰہ بنا دیتا ہے کلمہ طیبہ اور اس کے حاضرات کے وسیلے اس طرح حضوری میں پہنچا دیتا ہے کہ پھر اسے جمعیت ونصیب کی احتیاج نہیں رہتی۔قلب عین کو کہتے ہیں صاحبِ قلب عین کے سوا کسی اور کی جستجو نہیں کرتے۔

اَغْمِضْ عَیْنَکَ یَاعَلِیُ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ. اے علیؑ! اپنی آنکھیں بند کیجیے اور اپنے دل میں " لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول

الـلّٰـــہ ﷺ" سنیے۔واضح رہے کہ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں اور دن رات میں انسان چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔جب فقیر خاص حضوری تصدیق اور اخلاص سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ کہتا ہے تو کلمہ پاک کے ہر حرف کے بدلے ہر ایک گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن آگ سے اور کلمہ کے ہر حرف سے ایک ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار علوم ظاہر ہوتے ہیں۔اس تمام کے مجموعہ سے ذاکر عارف باللّٰہ اور مقرب حق ہو جاتا ہے۔اس پر راز الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔

مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو مردہ دل مغرور ہیں اور سرورکائنات ﷺ کی اجازت اور دست بیعت وحکم کے بغیر اور تلقین وتعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے اندھادھند تقلید سے طالبوں کو مرید کرتے ہیں۔انہیں کلمہ طیب کی کنہ کی خبر نہیں ہوتی اور نہ انہیں تعلیم طالبان کی کنجی کی خبر ہوتی ہے ایسے لوگ جب ذکر کی تلقین کرتے ہیں مریدوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ان کا نفس گناہوں کی خواہش کو نہیں چھوڑتا اور معرفت الٰہی کی راہ ان پر نہیں کھلتی۔ذکر کی اصل بنیاد توحید ہے کامل مرشد جب اسم الـلّٰـــہ ذات کے تصور سے طالب کر دریائے توحید میں غوطہ دیتا ہے تو اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے بعدازاں کلمہ طیب کی اجازت دیتا ہے جب طالب "**لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول الـلّٰہ** ﷺ" کہتا ہے تو دل کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور مقام معرفت پر پہنچ جاتا ہے۔اس سے ذات وصفات کا کوئی مقام اور زمین وآسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ویسے تو یہ کلمہ جلاد، منافق اور مردہ دل بھی پڑھتے ہیں لیکن انہیں کلمہ طیب کی کنہ معلوم نہیں ہوتی۔شریعت میں کلمہ شریف تاثیر کرتا ہے بے شریعت کو کلمہ سے رجعت نصیب ہوتی اور خراب ہوتا ہے۔

راہ مے باید مرا راہ نبی ﷺ
ہر کہ راہِ رفت دیگر شد شقی

کلمہ طیب پڑھنے والے میں چار چیزیں ہونی چاہیں

اوّل جو شخص تصدیق قلبی سے نہیں پڑھتا وہ منافق ہے۔

دوم جو شخص حرمت سے نہیں پڑھتا وہ فاسق ہے۔

سوم جسے کلمہ پڑھنے سے حلاوت،لذت،جمعیت اوراخلاص حاصل نہیں ہو تاوہ ریاکارہے۔

چہارم جوکلمہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ بدعتی ہے۔ الغرض کلمہ طیب پڑھتے وقت تصدیق قلبی ،حرمت ، حلاوت اور تعظیم کا ہونا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ کلمہ طیب کے شروع میں لااس واسطے رکھا گیا ہے کہ لاکی شکل قینچی کی ہے یہ قینچی گناہوں کواس طرح کترتی ہے جس طرح عام قینچی کپڑے کو نیز لا کی شکل دو دھاری تلوار کی سی ہے جونفس قاتل کوقتل کرتی ہے۔ لا سے ماسوی اللّٰہ کی بالکل نفی ہوجاتی ہے۔اس کے بعد الا اللّٰہ ہے جس سے اثبات ہوتا ہے اور محمد رسول اللّٰہ ﷺ کے اسم سے جمعیت وایمان حاصل ہوتا ہے۔ایمان اورروح متفق ہوجاتے ہیں۔

ل لا تلوار ہے پاس تیرے ظالم نفس نوں لا تھیں مار بندے
لا الہ دا ورد ضرور کرنا دیناں غیراں دے سراتار بندے
الا اللّٰہ اثبات وجود کرکے ویکھیں قلب وچ اسرار بندے
جدوں اسم پاک محمّد ﷺ دا نور چمکے ہووے نت الطافؔ دیدار بندے

نفس ہمیشہ تصدیق قلبی سے مرتا ہے جسے تصدیق حاصل نہیں وہ منافق مسلمان تو

صرف زبان سے کلمہ طیب کہنے سے ہوسکتا ہے لیکن مومن اسی وقت ہوتا ہے جب تصدیق قلبی بھی اس کے ساتھ شامل ہو۔ جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیب کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے۔

زبانی اقرار کے دوگواہ ہوتے ہیں۔اوّل مشکل یا آسانی کے وقت سچ بولنادوسرا حلال کھانا خواہ نمک کے بغیر خشک کھانا ہی ملے یہ حلال خشک کھا ناحرام کی روغنی اور لذیز روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

اسی طرح تصدیق قلبی کے بھی دو گواہ ہیں

اوّل دلی محبت دوم معرفت مولیٰ

ایسے صاحب تصدیق کی طلب سلب نہیں ہوتی۔ اسلام کی بنا ایمان مجمل اور ایمان مفصل کلمہ شہادت پر ہے اس سے خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ صاحبِ تصدیق اللّٰہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے اوراس پر اللّٰہ تعالیٰ کی رحمت کی نگاہ ستر ہزار مرتبہ پڑتی ہے۔

تصدیق قلبی کے چار لباس ہیں:

اول نور ایمان۔ دوم تقویٰ۔ سوم ذکر قلبی۔ چہارم ذکر روحی۔ جس طرح زبان گوشت کا لوتھڑا ہے تصدیق قلبی اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دل اپنی زبان کھول کر یااللّٰہ کہے " **لا الہ الا اللّٰہمحمّد رسول اللّٰہ**ﷺ" جس قلب کا روح سے تعلق ہوتا ہے وہ تصدیق میں پکا ہوتا ہے ایسا قلب بآواز بلند گواہی دیتا ہے کہ میں نے اسکے تمام احکام قبول کئے۔

علم تابع ذکر ذکرش خوش بخواں
از ذکر روشن شود عین العیاں

ذکر کا تعلق روح سے ہے علم وادب کا تعلق نفس مطمئنہ سے ہے مطلب یہ کہ حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم کو زیادہ ظاہری علم نہ تھا کلمہ طیب کے ذکر ،فکر ، ذکر قلبی ، ذکر روحی اور ذکر سری کے سبب انہیں علم لدنی حاصل ہو گیا تھا تو ظاہری علم پر مغرور نہ ہو۔علم وہ ہے جو تجھے صاحب حضوری بنا دے۔علم پانچ ہیں اور عالم بھی پانچ ہیں جو عالم ان پانچ علموں کو حاصل کرتا ہے وہ با عتبار و با افتخار ہے وہ پانچ علم اور پانچ عالم حسب ذیل ہیں۔ (۱) علم اللسان ، عالم اللسان (۲) علم القلب، عالم القلب (۳) علم الروح، عالم الروح (۴) علم السرّ ،عالم السرّ (۵) علم خفی ، عالم خفی۔ جو شخص ان تمام علوم کو حاصل کر لیتا ہے اسے معرفت اور توحید الٰہی کا نور فنائے نفس اور مشاہدہ نور حضور نصیب ہوتا ہے ان علوم سے قلب زندہ ہو جاتا ہے اور روح آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے نیز ان سے فیض فضل اور ثواب حاصل ہوتا ہے تاریکیوں کے پردے دور ہوتے ہیں تجلیات اسرار ربّانی نمودار ہوتی ہیں علم خفی سے مجلس نبوی ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے عالم علم خفی کو کامل انسان اور خیر البشر کہتے ہیں۔اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہ تمام علوم توحید کے متعلق ہیں۔ یہ تمام علوم اسم اللّٰہ ذات کے حاضرات اور کلمہ طیب " لا اله الا اللّٰه محمّد رسول اللّٰه ﷺ " کی کنجی سے حاصل ہوتے ہیں۔توحید اور سلک سلوک کے علم صاحب حضوری کو معلوم ہوتے ہیں۔

نفس پلید ذکر دوام کے بغیر اور کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ یہ تلاوت ،نماز، روزہ، ریاضت، فقہ اور علمی مسائل سے پاک نہیں ہوتا اس کا علاج صرف ذکر دوام ہے اور ذکر دوام کا مطلب یہ ہے کہ دمبدم توحید میں غرق رہے اور اپنے آپ کی ہوش نہ ہو اگر چہ ظاہر میں عام لوگوں کے پاس بیٹھا رہے۔ ذکر دوام کا تعلق صرف قلب روح اور سرّ سے ہی نہیں بلکہ وجود میں اس کی جگہ ہے۔جس طرح سارے وجود میں جان ہے

اسی طرح ذکر کا مقام بھی سارا وجود ہی ہے۔ نفس کسی حال میں بھی آرام وقرار نہیں پکڑتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا۔ یہ نافرمان نفس مطیع نہیں ہوتا اور دن رات غلام کی طرح تابع حکم نہیں ہوتا مگر اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" کے ذکر کی تاثیر سے۔ یہ دونوں چیزیں نفس کو اس طرح جلا دیتی ہیں جس طرح آگ لکڑی کو۔ جب شیطان کسی مردہ دل طالب دنیا کے وجود میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نفس امارہ کو دنیاوی طمع کا علم سکھاتا ہے اور اس کے اندر خناس خرطوم اور وسوسہ ہائے خطرات کو زندہ کرتا ہے۔ طمع کے علم سے وہ انسانوں پر غالب آتا ہے جس سے وہ شیطان کا کہا ماننے لگتے ہیں اور حرص وطمع نہیں چھوڑتے۔ شیطان کے پاس اگر کوئی چابی ہے تو یہی علم طمع کی ہے لیکن یاد رہے وہ تین آدمیوں کے وجود میں داخل نہیں ہوسکتا۔

اوّل: جس میں نور ایمان ہے اور تصدیق قلبی سے " **لاالہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** ﷺ" پڑھتا ہے۔

دوم: وہ شخص جس کا بال بال "**لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَاِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.**" پڑھتا ہے۔ مسلمان کی ابتدائی اور انتہائی جڑ ذکر ہے ذکر جہر اقرار زبانی ہے اور ذکر خفیہ تصدیقِ قلبی ہے۔ **اُدْعُوْارَبَّكُمْ تَضَرُّعًاوَّ خُفْيَةً.** (الاعراف/55) اپنے رب کو پوشیدہ وخفیہ گڑگڑا کر یاد کرو۔ جب دل با تصدیق زبان کھول کر جنبش میں آتا ہے اور یااللّٰہ یااللّٰہ ،**لااله الااللّٰه محمّد رسول اللّٰه** ﷺ کہتا ہے تو اقرار اور تصدیق دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ جو شخص قلبی ذاکر ہوتا ہے اس کے دل پر ذکر الٰہی اس طرح غالب آجاتا ہے کہ نفس امارہ تابع ہو جاتا ہے اور اس کی زبان ناشائستہ کلام بالکل ترک کر دیتی ہے۔ ذکر جلی میں حسب ذیل فائدے ہیں۔

(۱) صفائے قلب (۲) غافلوں کی تنبیہ (۳) اللّٰہ تعالیٰ کے دشمنوں کا محاسبہ

(۴)اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا(۵) شیطان اور نفسانی خیالات ،خطرات کا زائل کرنا (۶)اللّٰہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا(۷) غیر اللّٰہ سے منہ موڑنا (۸)اللّٰہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سے حجاب کا دور ہونا۔

ذکر جہر سے جو ہر پیدا ہوتا ہے اُس کا نام جمال بین الحق الیقین ہے۔

حاضرات کلمہ طیبہ:

رؤیت الٰہی کے وقت عارف باللّٰہ کو اللّٰہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتیں حاصل ہوسکتی ہیں جو وہم اور فہم میں سمانہیں سکتیں۔ یہ مرتبہ اسم اللّٰہ ذات اور کلمہ طیب **لااله الا اللّٰه محمّد رسول اللّٰه**ﷺ کے حاضرات سے حاصل ہوتا ہے۔کلمہ طیب کا طریقہ ایک مسلمہ اور محققہ بات ہے کلمہ طیبہ کی حاضرات کی چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے۔سیدھی راہ معلوم ہو جاتی ہے تحقیق کا راستہ ہاتھ آتا ہے یہ سب کچھ کامل مکمل اکمل جامع سروری قادری مرشد سے جوذکر کے جواہرات اورفکرکا خزانہ عطا کرنے والا ہوتا ہے حاصل ہوتا ہے۔وہ مرشدعہد اَلَسْتُ اور کُنْ فَیَکُوْنُ کے دن سے ہی ایسا ہوتا ہے۔حدیث "اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ " کا یہی مطلب ہے۔ یہ تمام مراتب اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جسے مجلس محمدیﷺ کی حضوری حاصل ہو۔ واضح رہے کہ تمام ترک وتوکل تمام ذکر وصال۔ تمام دعوت اور رجعت لازوال تمام ابتداء اور انتہا اسم اللّٰہ ذات اور کلمہ طیبہ کے حاضرات سے ایک لحظہ کے اندر حاصل ہوتی ہے اور یہ باتیں کامل سروری قادری مرشد سے پہلے ہی سبق سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ کمال اسے قادری ہونے کے سبب سے ہے جو قادری کسی اور طریقہ کی طرف رجوع کرے گا وہ گمراہ،گنہگاراور بے برکت ہوجائے گا۔ ذات وصفات کے ہر مقام کی چابی کلمہ طیب ہے۔جب اس چابی سے دل کا قفل کھل جاتا ہے تو یہ ساری باتیں منکشف ہوجاتی ہیں۔

ریاضت کی دو قسمیں ہیں

ا۔پہلی ریاضت جو نفسانی خواہشات پر مبنی ہے اور دکھاوے کیلئے کرتے ہیں۔ عزت و ناموس اور رجوع خلق کے طلب گار ہیں۔

۲۔دوسری ریاضت خاص جو ظاہر و باطن میں محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کی جاتی ہے اور اس راہ توحید کیلئے کلمہ طیب بمنزلہ چابی ہے۔

جو شخص کلمہ طیبہ کی چابی سے دل کا قفل کھول لیتا ہے اس پر معرفت الٰہی کا راز کھل جاتا ہے۔طالب لا یحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے۔ایسے شخص کو حضوری حاصل ہوتی ہیں اور فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔

اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ "لاالہ الاالله محمّد رسول اللهﷺ" کے ذکر سے ازل ،ابد، دنیا اور عقبیٰ کا ہر ایک مقام صاف صاف دکھائی دینے لگتا ہے یہ ذاکر کے ابتداء کی حالت ہے۔جس ذاکر میں یہ حالت نہ ہو اس کا ذکر وہمی اور خیالی ہے۔ ذکر باطنی برحق ہے اس پر نکتہ چینی بے جا ہے کیونکہ ذکر الٰہی سے ذاکر کو ایسا استغراق حاصل ہوتا ہے گویا بے جان مردہ ہے۔مردہ روحانیت سے جو کچھ بھی دیکھے جائز ہے عبادت وہی قبول ہے جو تفکر ،توجہ، تصور اور تصرف سے کی جائے اور جس میں قلبی تصدیق اور روحی توفیق ہو۔قلبی ذکر یہ ہے کہ دارالفناء سے قطع تعلق کر کے دارالبقاء کا رخ کیا جائے اور روحی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت اور لقاء کا شوق ہو۔پس معلوم ہوا کہ اگر کامل فقیر سو جائے تو خواب میں بھی نور ذات کے مشاہدہ میں مستغرق رہے گا۔ اگر بیدار ہوگا تو بھی فنا فی النفس اور باقی الروح ہو کر دیدار کی طرف متوجہ ہوگا اور کلمہ طیب کے ذکر سے بقا و دیدار سے مشرف ہوگا عوام کا کلمہ محض زبانی بطور رسم و رسوم ہے لیکن خاص کا کلمہ پڑھنا بحضور قرب اللہ حی و قیوم ہے۔جس سے بذریعہ تصور اسم اللہ ذات رقم مرقوم

حقیقت حیات وممات معلوم ہوجاتی ہے۔

"مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " مرنے سے پہلے مرجانے کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد کے حالات زندگی ہی میں اس پر طاری ہوجائیں یعنی جان کنی، حساب کتاب، ثواب عذاب، پل صراط سے گزرنا، بہشت میں آنا اور سرور کائناتﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر سے شراباً طہورا پینا، رب العالمین کے حضور میں پانچ صدسال سربسجود رہنا اور پھر حضرت رسالت پناہﷺ کی متابعت میں اولیاء کی صف میں کھڑے ہونا، وہاں پر روحانی کلمہ کا ذکر کرنا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا ظاہری آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی آنکھ سے ہمیشہ دیدار حق میں محو رہنا یہ مراتب اس شخص کے ہیں جسے "اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ" کا درجہ حاصل ہو نیز وہ مرنے سے پہلے مرگیا ہو یہ سب کچھ کامل مرشد اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کے حاضرات وتصور سے دکھلا دیتا ہے۔ سروری قادری جامع مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے۔

جو شخص کلمہ طیب کی نفی لَااِلٰہ کی خفی کو جان لیتا ہے اس سے دنیا جہان کی کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص اس کی کنہ اور حقیقت کو سمجھ کر پڑھتا ہے اس پر اثبات الااللّٰہ کے کل درجات کھل جاتے ہیں۔ اثبات الا اللّٰہ کا درجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ حیوان کو اور محمّد رسول اللّٰہﷺ کا محرم راز ہونا یہ ہے کہ کلمہ طیب پڑھنے والا جس وقت چاہے توجہ سے اپنے آپ کو روضہ نبویﷺ میں پہنچادے اور نبی کریمﷺ سے ہم سخن وہم کلام ہو۔ پس معلوم ہوا نفی لَااِلٰہ قاتل نفس ہے اور اثبات الااللّٰہ قلب کا زندہ کرنیوالا ہے اور کلمہ کا حصہ محمّد رسول اللّٰہﷺ روح کو فرحت بخشنے والا ہے۔

ک کلمہ پاک وجودنوں پاک کردا دیندا دھوکثافتاں ساریاں نوں
کلمہ پاک کلید ہے جنتاں دی دستگیر کلمہ اوگنہاریاں نوں

کلمہ قفل وجود دے کھول دیندا دیوے سرّ اسرار نظاریاں نوں
کلمہ دوہاں جہاناں دی ہے دولت الطافؔ کی کرنا محل تے ماڑیاں نوں

جوشخص مقام الست میں کـــن کی کنہ اور مقام محمدی ﷺ یعنی فنا فی الرسول ﷺ میں زبانِ محمدی ﷺ سے کلمہ پڑھتا ہے اور کلمہ طیب کی خاصیت جانتا ہے تو وہ لوح محفوظ سے جملہ علوم لوح ضمیر میں بے کام و دہن پڑھ لیتا ہے۔ رسم رسوم کے طور پر زبانی کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے کہ اللہ تعالیٰ حیّ وقیوم کے قرب حضور میں کلمہ ادا کرنے کا طور اور ہے۔

ذکر جہرنفی اثبات:

نفی اثبات کا ذکر جہر تین ضربی کرے پہلی ضرب جو کہے۔ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. (الاحزاب/70) انہوں نے سیدھی اور سچی بات کہی۔ لاالٰہ الا اللہ کہتا ہے اور دل پر ایسی ضرب پہنچاتا ہے کہ پہلی ہی ضرب میں ازل کا مقام کھل جاتا ہے اور خود روشن ضمیر ہوجاتا ہے۔ لاالٰـہ الا الـلّٰــہ کی دوسری ضرب سے ابد کا مقام کھل جاتا ہے اور طالب الـلّٰہ نفسانیت کے احوال سے توبہ کرتا ہے اور لاالٰـہ الا الـلّٰہ کی تیسری ضرب سے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہوجاتی ہے اور خطاب کا منصب حاصل ہوتا ہے اور پیغمبر خدا علیہ السلام سے صراط مستقیم ہاتھ آتا ہے۔

ذکر پانچ ضربی:

کامل قادری اگر ظاہر میں ذکر جہر کرے اور کلمہ کی پانچ ضربیں دل میں پہنچائے تو ایک لحظہ میں بے خود ہوکر حسب ذیل پانچ مقاموں پر پہنچ جاتا ہے۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام دنیا، مقام عقبیٰ اور مقام توحید فنا فی اللہ۔ انہی پانچ ضربوں سے معرفت، فقر اور توحید کی تحصیل پوری ہوجاتی ہے۔ قادری طالب جب سات روز کلمہ طیب لاالٰہ الا اللہ

کی ضرب دل پر لگاتا ہے تو اسکے ساتوں اعضاء سر سے قدم تک ذاکر اور منور ہو جاتے ہیں اور ایک ہفتے کے بعد ہمیشہ کیلئے اسے مشاہدہ حضوری حاصل ہو جاتا ہے۔ پس مرشد عالم باللّٰہ وہی ہے جو اسم ذات کے تصور سے مقام لی مع اللّٰہ سے حضوری کی راہ کھول دے اور کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ سے دکھا دے۔

شرح ذکر:

ذکر کیا ہے کہ وہ گویا بدن کی زکوٰۃ ہے جس طرح زکوٰۃ سے مال حلال تر اور پاک ہوتا ہے اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللّٰہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح کپڑا صابن سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہی حال ذکر اور نفس کا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ ذکر اللّٰہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے اور جس طرح بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اسی طرح ذکر اللّٰہ مردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے۔ جس طرح کہ پھل درخت کیلئے زینت ہوتا ہے اسی طرح ذکر اللّٰہ ایمان کی زینت ہے۔ وہ کفر و ضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس دل میں ذکر اللّٰہ نہیں وہ گویا ببول کا درخت ہے یا طعام بے نمک ہے۔ جس طرح بغیر بسم اللّٰہ کے جانور حلال نہیں ہوتا اسی طرح انسان کا دل بدُوں ذکر اللّٰہ آلائش سے پاک نہیں ہوتا۔ ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے نماز بھی بغیر ذکر اللّٰہ کے نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ہمہ وجوہ ذکر اللّٰہ ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَO (سورۃ اعراف/205)

اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں (دم کے ساتھ) عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے بھی چلاّئے بغیر (یوں یاد کرو) صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ (یاد الٰہی سے) غافل رہنے والوں سے۔

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ. (آل عمران/191)

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔

ذکر کی دو اقسام ہیں۔(۱) ذکر جہر۔(۲) ذکر خفی

۱۔ذکر جہر زبانی آواز بلند

۲۔ذکر خفی کے مندرجہ ذیل مقامات ہیں۔ (۱) ذکر دم (۲) ذکر قلبی (۳) ذکر روحی (۴) ذکر سری اور (۵) نوری یعنی ذکر حامل غیر مخلوق۔

جب مرشد قادری طالب کے من میں اللّٰہ چنبے کی بوٹی لگا دیتا ہے تو اسے نفی اثبات کی تلقین کرتا ہے۔

ذکر نفی اثبات:

(۱) وہ لا الہ اور الا اللّٰہ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز روبقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے کندھے تک پہنچے پھر الٰہ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے پھر الا اللّٰہ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اسکا ذکر مقدس میں دھیان کرے۔ مبتدی نفی محبوبیت کا تصور کرے اور متوسط نفی مقصودیت کا تصور کرے اور منتہی نفی موجود کا تصور کرے۔ ذکر جہری نفی اثبات کے علاوہ قادریہ مشائخ ذکر اللّٰہ جہر یعنی بلند آواز سے ذکر اللہ کی تلقین بھی کرتے ہیں۔

ذکر جہر اللّٰہ:

یہ یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی اور بارہ ضربی تک ہے جس میں اللّٰہ کہہ کر دل پر ضرب لگائے۔

یک ضربی ذکر:

طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللّٰہ کو سختی درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جائے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجائے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے۔

دو ضربی ذکر:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے اور اسکو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو کہ دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جائے پریشان خاطری اور وسواس رفع ہوں۔

سہ ضربی ذکر:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے کہ تیسری ضرب بلند تر اور سخت تر ہو۔

چہار ضربی ذکر:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے کہ چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔ دیگر بارہ ضربی ذکر تک قادریہ مشائخ سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ مقصد الا اللّٰہ کی ضرب جہر سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ذکر جہر کے بغیر عجلت

میں خناس خرطوم کے قلعے نہیں ٹوٹتے۔

ذکرِ خفی:

(ا) ذکرِ دم یعنی شغل پاسِ انفاس۔"اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ كُلُّ نَفَسٍ يُّخْرِجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ"

جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ فرمایا ھُو
سنیاسخن کھل گیاں اکھیں اساں چِت مولا وَل لایاھُو
کیتی جان حوالے رب اساں ایسا اسم کمایا ھُو
مرن توں اَگے مرگئے (یاحضرت) باھُوؒ تاں مطلب نوں پایاھُو

الف۔ پاس انفاس کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ جب سانس اندر جائے تو لب ہلائے بغیر دل میں اللّٰہ کہے اور جب سانس نکالے تو ھُو کہے اور اس پر مداومت اختیار کرے۔ اکثر اللّٰہ ھُو کا ذکر نقشبندی کیا کرتے ہیں۔

ب۔ ہر سانس کے ساتھ ھُو یعنی اندر بھی ھُو اور باہر بھی ھُو کہے۔

ج۔اسی طرح ذکرِ نفی اثبات کے لئے بھی پاس انفاس کیا جاتا ہے یعنی جب سانس باہر جائے تو نفی لا الٰہ کا تصور کرے اور جب سانس اندر کھینچے تو اثبات الا اللّٰہ کا تصور کرے اور محمّد رسول اللّٰہ ﷺ بھی تصور میں رکھے اس طرح دم کی نگہبانی کرے تاکہ دم پختہ ہوکر سوتے جاگتے بلا قصد ذکر جاری ہوجائے۔

ذکرِ ھُو

عاشقاں را راہ اینست ذکرِ ھُو گوید دوام
دم بدم ھُو ذکر گوید کار آں گردد تمام

ذکرِ ھُــو مقامِ ھویت ذات کی کنجی ہے جو اس ذکر سے طلسم وجود میں توحید کے

تالے کو کھول لیتا ہے فوراً صاحب سرّ اسرار، عالم ارواح سے واقف اور عین ذات میں فناء ہو کر بقا باللّٰہ اور لقاء اللّٰہ سے مشرف ہو جاتا ہے لیکن اس ذکر کیلئے مرشد کامل کی اجازت اور صحیح سلک سلوک اور راہ طریقت کا معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ بہت سے ذاکرِ ھُو اپنی نادانی اور کامل کی اجازت نہ ہونے سے اپنی صحت، کاروبار اور خانگی حالات خراب کر بیٹھے ہیں بہت سے لوگوں نے اپنے فائدے کی بجائے نقصان اٹھایا ہے۔ھُو کا ذکر اور تصور چار قسم کا ہے۔

۱۔ھاھُو ھاھُویت ۲۔یاھُو یاھُوت ۳۔لاھُو لا ھُوت ۴۔ھاھی ھُو

ھُو کی شان میں سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

ہر کہ باھُوؒ دم زند جاں چاک چاک ۔ ۔ ۔ از اسم یاھُو متصل باھُوؒ چہ باک
باھُوؒ با بسم الف از اسم او ۔ ۔ ۔ ہر کہ باشد غیر ھُو از دل بشو
ھُو ھویدا می شود روشن ضمیر ۔ ۔ ۔ واؤ وحدت مے کشد فی اللّٰہ فقیر
باھُو یاھُو گشت تو در جسم و جاں ۔ ۔ ۔ با ھُو یا ھُو بہر مشکل بخواں
باھُو اسم اعظم یاھُو از ھُو بجو ۔ ۔ ۔ ھُو حقیقت سرّ سرش باکس مگو
ھُو کلید جنت است از لامکاں ۔ ۔ ۔ ذاکر ھُو کم بود اندر جہاں
ہر کہ باترتیب ذکر ھُو کشد ۔ ۔ ۔ عارف باللّٰہ آں بے شک بود
با ھُو یا ھُو آتشے سوزد بتن ۔ ۔ ۔ نفس کافر را بسوزاے جانِ من
باھُو یاھُو ذکر باشد لا زوال ۔ ۔ ۔ واز ذکر ھُو حاصل شود قرب و وصال
ہر کہ از ھُو بے خبر او گاؤخر ۔ ۔ ۔ ھُو ہویدا مے شود زیر و زبر
ھُو ہدایت مے شود از ہر مقام ۔ ۔ ۔ ھُو حیات جن و انس خاص و عام
آن صفت صنع کہ باھُوؒ شد صفات ۔ ۔ ۔ ہر کہ باھُوؒ محرم است آں شد نجات

ھُو بداں دو چشمہ چشم کشاء و ازواوٗ وحدت بردر راہ کبریا
ھُو حیاتے وہد از مردہ دل ہرکہ از ھُوبےخبر آں رو خجل
از ذاکر ھُو طلب دوسہ گواہ ترک دنیا حرص حسد عز و جاہ
باھُو یاھُو با توئی یا تو بہ ھُو از ذکر ھُو فریاد در دل ہر بمو
مرد آں باشدز ھُو پردہ کشا برتر از عرش ببرد کبر یا
ہرکہ باکبر است لعنت باد او از ریا و کبر زاں بے زار شو
باھُوؒ ! بہر از خدا رہبر نما ہر ہوا را زیر پار و بر ھواء
تو نمی دانی حقیقت راہ دیں لعنت است برنغمہ مطرب لعین
ہرکہ اوشد چو محمّد ﷺ بانظر بانظر ہر گز نہ بیند سیم و زر
وز ھُو بدریائے است زاں درعظیم دُر نور احمدی ﷺ وحدت قدیم
از قبر باھُو ھُو برآید حق بنام واصلاں را ختم فقر از ھُو تمام

ترکیبِ ذکرِ ھُو: ذکر ھُو چھ اقسام پر ہے۔(۱)اللّٰہ ھُو (۲) حق ھُو (۳) یاھُو (۴) ھُـو ھُو (۵)حق باھُوؒ(۶)ھُو باھُوؒ۔ اس ذکر کو لاھوتی ذکر کہا جاتا ہے۔فقیر کے لئے لازم ہے کہ ذکر ھُو بوقت تہجد کسی الگ تھلگ ، پاک صاف جگہ رو بقبلہ بیٹھ کر کرے درود شریف کثرت سے پڑھے اور حسب ذیل باتیں ملحوظ رکھے۔

ا۔اپنے دم کو تصور اسم اللّٰہ سے قید لگائے یعنی جب سانس اندر آئے تو اللّٰہ، حق ، یا، ھُـو ذکر کے ایک جز کی گرہ لگائے اور جب سانس باہر نکالے تو دماغ کی راہ گھماتا ہوا راس الدماغ میں باتصور ھُو کہے اور ناک کی راہ سانس خارج کرے۔

۲۔ماسویٰ اللّٰہ کے فنا کا فکر اور ھویت ذات کے بقاء کا تصور کرے۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں۔

ی یار یگانہ ملسی تینوں جے سردی بازی لائیں ھُو
نال تصور اسم اللہ دے دم نوں قید لگائیں ھُو
عشق اللہ وچہ ہو مستانہ ھُو ھُو سدا الائیں ھُو
ذاتی نال جدذاتی ملسی (یاحضرت) باھُوؒ تدباھُو نام سدائیں ھُو

صاحب ذکر ھُو کیلئے لازم ہے کہ ذکر میں شدت سے مصروف ہوکر اپنے آپ سے گزر جائے۔ دوئی کا پردہ چاک کر کے غین غیریت سے نکلے اور عین ھویت ذات میں گم ہو۔ ققنس پرندہ اسم ھُو کا ذاکر ہے جب ذکر ھُو میں مصروف ہوتا ہے تو عشق کی آگ اور ذکر کی حرارت میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے اور جب رحمت ازلی کی بارش کا ایک قطرہ اس خاکستر پر گرتا ہے تو دوبارہ زندہ ہو کر اسی ذکر میں گم ہو جاتا ہے فقیر طالبِ مولیٰ کیلئے لازم ہے کہ وہ بھی ذکر ھُو سے فناء بقاء اور لقاء کے مرتبے حاصل کرے۔

ظاہر بیں اور قیل وقال میں پھنسے ہوئے حضرات کیلئے حق باھُو قدس سرّہٗ العزیز کا ذکر قابل اعتراض ہوگا لیکن فقراء صاحب دل خوب آگاہ ہیں کہ باھُوؒ میں بائے بشریت کو اگر دور کر دیا جائے تو عین ھُو رہ جاتا ہے۔ اسم پاک باھُو میں یہ نکتہ بھی پنہاں ہے کہ حضرت انسان مظہر ہے مراتب الٰہیہ اور مراتب کونیہ کا ذات وصفات کا آئینہ ہے۔ جو طالب مولیٰ بشریت کے پردہ کو چاک کر دیتا ہے ھویت ذات میں گم ہو جاتا ہے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں'' **اگر پردہ را از خود بر اندازی همه یک ذات ودوئی همه احول چشمیست**'' اگر تو اپنی خودی کا پردہ درمیان سے اٹھا دے تو تجھے ایک ہی ذات جلوہ گر نظر آئے یہ تمام دوئی تیری آنکھ کے بھینگا پن کے باعث ہے۔ ذکر ھُو اگر ''با'' اضافی سے کیا جائے تو ذکر ھُو کی گرمی بھی کم ہو جاتی ہے اور سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی روحانیت متوجہ ہو کر

فقیر کو لامکان سے بہت آگے مقام لاھوت میں پہنچا دیتی ہے اور فقیر فنا سے گزر کر بقاء اور لقاء کے مراتب سے مشرف ہو جاتا ہے۔

ذکر اللہ

افضل الذکر لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَابِذِکْرِاللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.(سورۃ الرعد/28)

قلب مصدر ہے جس کے معنی پلٹنا، الٹنا، موڑنا، پھیر دینا کے ہیں چونکہ عمر بھر اس میں حرکت اور الٹ پلٹ رہتی ہے اس لئے اس کو قلب کا نام دیا گیا ہے۔ جان لینا چاہیے کہ انسان کے وجود میں دماغ ہی وہ کمپیوٹر ہے جو تمام وجود ایک ایک عضو بلکہ احساسات اور جذبات کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ وجود میں پیدا ہونے والے کسی بھی اندرونی یا بیرونی اثرات کو غیر مرئی لہریں دماغ تک پہنچاتی ہیں اور دماغ اس کے مطابق احکام صادر کرتا ہے۔ جب ہم کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو وہ اس چیز کے متعلق جملہ کوائف کی تفصیل دماغ تک پہنچا دیتی ہیں مثلاً ایک پھول سرخ ہے سفید ہے یا کسی اور رنگ کا ہے۔ اس کی شکل وصورت غیر مرئی لہروں سے دماغ تک پہنچ جاتی ہے اور ناک اس پھول کو سونگھ کر اس کی خوشبو دماغ تک منتقل کر دیتا ہے جو گلاب، چنبیلی کی خوشبو کو الگ الگ واضح کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب ہم کانوں سے کسی آواز کو سنتے ہیں اور یہ آواز غیر مرئی لہروں کے ذریعے دماغ میں پہنچتی ہے تو دماغ کا کمپیوٹر فوراً یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ آواز پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ، آواز سریلی ہے یا بے سری، سخت ہے یا نرم۔ پس معلوم ہوا کہ وجود کے مختلف حصوں سے غیر مرئی لہریں دماغ تک پہنچتی رہتی ہیں اور دماغ اس کے مطابق احکام صادر کرتا رہتا ہے۔ اگر ایک چیونٹی بھی ہمارے وجود پر رینگے تو ہماری جلد کی لہریں ہمارے دماغ کو اس کی اطلاع کر دیں گی۔ قولہٗ تعالیٰ: ہم نے تمہیں آنکھیں، کان

اورالا فدۂ عطا کیا ہے تم پھر شکرادانہیں کرتے۔الا فدہ(Main Neuran)عقل و شعورکا مرکز ہے انسانی قلب ہے جس میں بنیادی طور پر تین طرح کی لہریں نکل کر دماغ تک پہنچتی ہیں۔

ا۔ہرقسم کے جذبات رنج والم،غم وغصہ،رنج وخوشی جوش وجذبہ کی لہریں قلب سے پیدا ہوکر دماغ تک پہنچتی ہیں اور احکام لے کر واپس لوٹتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ شدت غم اورخوشی سے اکثر دل کافعل رک جاتا ہےاورموت واقع ہوجاتی ہے۔

۲۔دل خناس،خرطوم،وسواس کا بھی گھر ہے۔شیطان اسی قلب میں داخل ہوکر طمع کی تعلیم دیتا ہے۔جس سے وجود میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۳۔قلب ہی علم وفکر وفہم کی تحریک کا مرکز ہے اسی لئے قرآن مجید نے غوروفکر کیلئے قلب کو ہی دعوت دی ہے۔بنیاری طور پرقلب کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

ا۔مہر یافتہ قلوب:

یہ کافروں کے دل ہیں جو نیک و بد کی پہچان سے عاری ہیں۔ایسے قلوب نیکی کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔وہ اس بنجر اور تھور زمین کے مصداق ہیں جس پر بیج بونا اور بارش کا ہونا کچھ بھی پیدا نہیں کرتا۔ایسے لوگوں کو سمجھانا ڈرانا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

۲۔بیمار قلوب:

ایسے قلوب ہیں جو بیمار ہیں حقیقت کو دیکھ کرحق بات کو سن کر بظاہر اسے تسلیم کر لیتے ہیں لیکن ان کے دل شک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اوران کی بیماری میں ہرآن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ہدایت یافتہ قلوب:

یہ ان لوگوں کے دل ہیں جو اللہ اوراس کے رسول ﷺ،اس کی کتابوں اور یوم

آخرت پر ایمان لاتے ہیں اللّٰہ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کرتے ہیں اور اسکی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس اہل اللہ تزکیہ نفسی کے بعد تصفیہ قلبی پر بہت زور دیتے ہیں جس سے ہدایت یافتہ دل تین درجات میں ترقی کرتا ہے۔

اول قلب سلیم :

یہ وہ دل ہے جو سلامتی میں داخل ہو گیا ہے جسے دائمی حیات نصیب ہوگئی ہے۔

دوم قلب منیب :

یہ وہ قلب ہے جو مکمل طور پر اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گیا ہے اور رجوع اِلَی اللہ میں کامل ہو کر "حَسْبُنَااللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ o نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ o " کا نمونہ بن گیا ہے۔ ہر قسم کے غل وغش سے پاک ہو گیا ہے۔

سوم قلب شہید:

یہ وہ قلب ہے جس کا تصفیہ مثل آئینہ ہو چکا ہے ایسے مصفا قلب میں انوار الٰہی کی تجلیات ہونے لگتی ہیں اسی لئے اس کو قلب شہید کہتے ہیں۔ تصفیہ قلبی کیلئے بنیادی طور پر دو چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

۱۔اول ذکر کلمہ طیب ۲۔ دوم فکر فناء

قرآن مجید نے ذکر اللہ پر بہت زور دیا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ (سورۃ الاحزاب/41)

اے ایمان والو! ذکر اللّٰہ کثرت سے کیا کرو۔

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (سورۃ الجمعۃ/10)

اللّٰہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اَلَّذِیْنَ اِذَاذُکِرَاللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصَّابِرِیْنَ عَلٰی مَآاَصَابَھُمْ.
(سورۃ الحج/35)

یہ وہ لوگ ہیں کہ ذکر اللہ سے ان کے قلوب لرز جاتے ہیں اور وہ مصائب میں صبر کرتے ہیں۔

تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌوَّلَابَیْعٌ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ وَاَقَامِ الصَّلٰوۃِ. (النور/37)

وہ ایسے لوگ ہیں جن کو تجارت اور کوئی خرید وفروخت ذکر اللہ اور نماز ادا کرنے سے نہیں روکتی۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ الْمُنْکَرِوَلَذِکْرُاللّٰہِ اَکْبَرُ. (العنکبوت/45)

بے شک نماز برائیوں اور فواحشات سے روکتی ہے لیکن ذکر اللہ اس سے بڑھ کر ہے۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَo(ھود/114)

بے شک نیکیاں جو گناہوں کو مٹا دیتی ہیں وہ ذاکروں کا ذکر ہے۔

ذکر نہ کرنے والوں کے احوال:

وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْاکُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَایَذْکُرُوْنَاللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا o (سورۃ النساء/142)

(منافق) جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو کسلمندی سے لوگوں کو دکھانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں اور نہیں ذکر اللہ کرتے مگر تھوڑا۔

وَلَقَدْاَخَذْنَآاٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَo(سورۃ الاعراف/130)

اور ہم نے فرعون کی قوم کو قحط سے اور پھلوں میں نقص (کمی) سے پکڑ لیا

تا کہ وہ ذکر (اللہ) کریں۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ. (سورۃ المآئدۃ/91)

بے شک شیطان یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت ڈال دے شراب اور جواء کے باعث اور تم کو ذکر اللہ سے دور ہٹا دے۔

فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ٥

(الزمر/22)

ویل ہے اس دل کیلئے جو ذکر اللہ کیلئے سخت ہے یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ ٥

(الزخرف/36)

جو ذکر رحمٰن سے منہ موڑتا ہے ہم اس کیلئے ایک شیطان پیدا کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ. (الکھف/28)

اور اس شخص کی پیروی نہ کرنا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور وہ اپنی خواہشات کی ہی اتباع کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ. ذکر کیلئے نماز قائم کرو۔

کلمات ذکر:

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

(سورۃ محمّد/19) (الفتح/29)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ o (سورۃ البقرۃ/123)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ o (سورۃ البقرہ/255) (سورۃ ال عمران/2)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o (سورۃ آل عمران /6)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ (سورۃ الانعام/103)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ. (سورۃ الا عراف/158)

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ o

(التوبہ/129)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ o (سورۃ الانبیآء/87)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. (سورۃ التغابن/13)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورۃ القصص/88)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ.

(سورۃ الحشر/22)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. (سورۃ الحشر/23)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا. (سورۃ المزمّل/9)

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ. (سورۃ القصص/70)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (سورۃ مُحَمَّدٌ ﷺ/19)

ذکر کا ہر کلمہ لا الٰـــہ سے شروع کیا گیا ہے کیونکہ ذکر کا ایک بنیادی مقصد باطل الٰہوں کی نفی کرنا ہے۔ انسان کے وجود میں نفس اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی، رب ہونے کا دعویدار ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ تیسرے کافروں اور مشرکوں نے بتوں کو خدا سمجھ کر ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے۔ اہل کتاب عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور

یہودی حضرت عزیرعلیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور اس کی الوہیت میں شریک جانتے ہیں۔ پس ذکر کا مقصود یہ ہے کہ لاالٰـہ سے معبودان باطل کی نفی کی جائے۔اس لحاظ سے اللّٰہ ھُو تسبیح ہے ذکر نہیں۔

ذکر اللّٰہ کثرت سے کرنے کا حکم:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا. (سورۃالشعرآء/227)

جولوگ اہل ایمان ہیں اعمال صالح کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ ذکر الـلّٰــہ کثرت سے کیا کریں۔

ذکر کب کرنا چاہئے:۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰه.

(آل عمران/135)

جن لوگوں سے کوئی فحش کام ہو جائے یا وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھیں تو انہیں (فوراً) ذکر اللّٰہ کرنا چاہیے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. (سورۃالانعام/120)

اور تمہارے لئے یہی ہے کہ صرف وہی کھاؤ جس پر اسم اللّٰہ (کی کبریائی) کا ذکر کیا گیا ہو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ (آل عمران/41)

رب کا ذکر صبح وشام کثرت سے کیا کرو۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ. (آل عمران/191)

یہ لوگ اللّٰہ کا ذکر قیام میں، رکوع میں اور پہلو کے بل لیٹے کیا کرتے ہیں۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۃالدھر/25)

اپنے رب کا ذکر صبح وشام کیا کرو۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ.

(النسآء/103)

جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے جھکے اور لیٹے ہوئے اپنے اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اس قسم کے ذکر کی مداومت اور عادت تو نہایت مشکل کام ہے۔ کاروبار میں مصروف رہ کر ذکر کرتے رہنا۔ ہر حالت میں اٹھتے بیٹھتے لیٹے ذکر جاری رکھنا ناممکن نظر آتا ہے اور ایسی حالت میں جبکہ ہر صحت مند آدمی کم از کم چھ سات گھنٹے تو نیند کے عالم میں گزار دیتا ہے ذکر کی حفاظت کیسے کی جائے گی؟ زبانی ذکر سے تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا سانس گنتی کے ہیں جو سانس بھی ذکر اللہ کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے۔ پس یہ دم ہی ہے اگر اسے ذاکر کر لیا جائے تو وجود میں سوتے جاگتے ذکر جاری ہو جاتا ہے بلکہ ذکر کی کثرت سے ایک ایک بال ذکر کرنے لگتا ہے اور ذاکر کو ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نوح کی مانند ذکر کی لہریں ذاکر کے وجود میں موجزن ہیں دم کے ساتھ ہی ذکر قلبی، ذکر روحی، ذکر سرّی، ذکر نور جاری ہوتے ہیں البتہ ہر ایک کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہے۔

ذکر دم کے دو طریقے:

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً . (سورۃ الاعراف/205)

اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں (دم کے ساتھ) عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُیْفَةً. (سورۃ الاعراف/55)

اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا. (سورۃ الاعراف/56)

(اپنے رب سے) دعا مانگو ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے۔

استغراق میں ذکر اللہ:۔

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (سورۃ الکھف/24)

اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر کیا کرو۔

غریب نواز علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔ اَحْبَسَ حَوَاسِکَ یَاعَلِیُ. اے علی! حبس حواس کر لے۔ پس اِذَا نَسِیْتَ سے مراد حبس حواس ہے جس کے چند طریقے ہیں۔

۱۔ نیند میں حبس حواس۔

۲۔ مراقبہ میں حبس حواس۔

۳۔ مکاشفہ میں حبس حواس۔

۴۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا میں حبس حواس

۵۔ عین العیانی میں حبس حواس

سب سے پہلے حمد، تسبیح اور ذکر کے فرق کو جان لینا چاہیے۔

۱۔ حمد:

اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ○ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○

یہ سب حمد ہے۔

۲۔ تسبیح:

اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کے بیان کو کہتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ. یہ سب تسبیح ہے۔ یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. زمین وآسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی تسبیح بیان کررہا ہے۔

ہر گیاہ کہ از زمین روئید
وحدہٗ لاشریک لَہٗ گوید

۳۔ ذکر اللّٰہ:

کلمات ذکر میں باطل معبودوں کی نفی اور الٰہِ حق کا اثبات کیا جاتا ہے۔ جس طرح ظاہر میں ہر قسم کے معبودان باطل کی نفی کی جاتی ہے اسی طرح باطن میں دو باطل معبودوں کی نفی اور الٰہِ حق کا اثبات کیا جاتا ہے۔ باطن میں معبود باطل نفس ہے اس لئے ذکر کی اصل لا الٰہ الا اللّٰہ اور لا الٰہ الا ھو ہے۔ مولانا محمد زکریا (تبلیغی جماعت) نے فضائل ذکر میں کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے ضمن میں قرآن مجید کی آیات کے علاوہ بیس کے قریب احادیث بھی بیان کی ہیں۔

مختلف طریقہ ہائے ذکر:۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانبیاء/7)

اہل ذکر سے ذکر کا طریقہ پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہ ہو۔

لِکُلِّ شَیْءٍ مَّصْقَلَۃٌ وَمَصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ.

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک صیقل ہے اور دل کا صیقل ذکر اللّٰہ ہے۔

ذکرِقلبی:

جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ ذکر قلبی یہ ہے۔ "یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ "(الحدیث) ذکر قلبی دل کو جو گوشت کا لوتھڑا ہے کسب سے جنبش دینے کا نام نہیں ہے بلکہ ذکر قلبی سے مراد لطیفہ قلب پر اسم اللہ اور اسم محمّد ﷺ چمکدار سنہری حروف میں دائمی طور پر نظر آتا رہے اور اس میں سے شعلہ انوار متجلیٰ ہو کر طالب مشرف باللقاء ہوجاتا ہے ورنہ دل کو جنبش دینا تو ایک عبث عمل ہے جو ایک غیر مسلم بھی سرانجام دے سکتا ہے۔ ذکر قلبی جنبش دل کی بجائے مشاہدہ قلبی کا نام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ''رَاَیْتَ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ '' ''میں نے قلب میں اپنے رب کا نور دیکھا۔'' ذکر قلبی کا یہ نشان ہے کہ صاحب ذکر قلبی کا دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف اور باطن نما اور اس حدیث کا مصداق ہوتا ہے۔ "قَلْبُ الْمُؤْمِنُ مِرْاَةُالرَّحْمٰنِ. " ''قلب مومن رحمٰن کا آئینہ ہوتا ہے۔'' صاحب قلب کو بجز طلب مولا کے کسی چیز کی طمع نہیں ہوتی نہ اس کے دل میں کسی قسم کے خطرات اور وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ صاحب ذکر قلبی کے دل سے خرطوم خناس وغیرہ سب اٹھ جاتے ہیں۔ "یُحیِ الْقَلْبُ وَیُمِیْتُ النَّفْسِ" ''اس کا قلب زندہ اور نفس مردہ ہوجاتا ہے۔'' اس کی صفت ہوتی ہے۔ کیونکہ صاحب قلب یگانہ خدا اور بیگانہ از ماسویٰ اللہ ہوتا ہے۔ زندہ دل کی کوئی شب خالی نہیں جاتی کہ وہ بجز صحبت انبیاء وفقراء ومجلس محمّدی ﷺ میں گذارتا ہو۔ صاحب ذکر قلبی اسطرح ذکر میں مشغول ہوتا ہے کہ اسے نہ نفس وشیطان کی کچھ خبر رہتی ہے اور نہ ہی زرومال دنیائے فانی کی کچھ یاد ہوتی ہے۔ اہل قلب ہمیشہ مقام حضور مجلس محمّدی ﷺ میں رہتے ہیں اور اہل اللہ اولیاء اللہ غیر محتاج ہیں جو شخص اپنے آپ کو اہل قلب کہتا ہو اور

بادشاہوں، امراؤں سے مدد معاش زر و مال طلب کرتا ہو وہ اہل قلب نہیں دروغ گو اہل سلب ہے وہ اہل قلب نہیں بلکہ اہل کلب ہے۔ قلب تین لفظوں سے مرکب ہے "ق" سے مراد قرب الٰہی۔ "ل" سے مراد لقائے الٰہی اور "ب" سے مراد بقا باللّٰہ ہونا ہے۔ جس ذاکر میں ذکر قلبی کے یہ تین گواہ نہ ہوں اسے قلبی ذاکر نہیں کہہ سکتے۔ واضح رہے کہ انسانی دل کے چار پہلو ہیں اور اس کا سرگل نیلوفر کی طرح ہے اس کے ہر پہلو میں ایک ایک ولایت ہے اور ولایت کی فراخی اس قدر ہے کہ اس میں چودہ طبق سے زیادہ کی گنجائش ہے۔ وہ ولایت یہ ہیں۔

اول ولایت نفس: جس کا ذکر زبانی اور مقام شریعت ہے۔

دوم ولایت قلب: جس کا ذکر قلبی اور مقام طریقت ہے۔

سوم ولایت سرّ: جس کا ذکر کانوں سے ہوتا ہے اور مقام حقیقت ہے۔

چہارم ولایت ھُو: جس کا ذکر باطن میں گم ہونا اور مقام معرفت ہے۔

جب قلب کا سر کھل جاتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین کوئی حجاب نہیں رہتا جو قلب ایک دفعہ بیدار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ رؤیت ربوبیت میں مستغرق اور دیدار الٰہی کیلئے مشتاق، عاشق، دیوانہ مبتلا اور متوجہ رہتا ہے۔ بعض کو خواب میں بعض کو مراقبہ میں وصال ہوتا ہے بشرطیکہ وہ خواب خیال نہ ہو بعض عین العیان دیکھ لیتے ہیں ایسے لوگ نفس حبّ دنیا اور خطرات شیطانی سے بہت آگے نکل جاتے ہیں۔ جو قلب ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے اسے دائمی بقاء حاصل ہوتی ہے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اسی میں مستغرق رہتا ہے۔ زندگی میں وہ اللّٰہ کے ساتھ رہ کر اس کی قدرت کے عجائبات سے حظ اٹھاتا ہے قبر میں بھی نہیں مرتا۔ ایسے صاحب قلب کیلئے قبر بمنزلہ خلوت خانہ ہے اور اس میں ذکر الٰہی کی برکت سے خواب فی اللّٰہ میں ہوتا ہے نہ اسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں نہ خاک

بلکہ قلب ہمیشہ کیلئے زندہ رہتا ہے ایسا صاحب قلب قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا جیسے کوئی سوکر اٹھتا ہے اور وجد جذبہ اور سکر سے عرش اکبر پر سرٹکرائے گا اور آنحضرت ﷺ کے دامن کو پکڑے گا جو اسے لطف وکرم سے فرمائیں گے کہ اے صاحب ذکر وجذب قلب ہوش میں آؤ کیونکہ آج قیامت کا دن ہے۔ پھر وہ شخص سرور کائنات ﷺ کے ہمراہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ یہ مراتب ان اشخاص کے ہیں جو مرنے سے پہلے مرجاتے ہیں۔ صفا باطن والے ذاکر جب زندگی یا موت میں دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں تو دنیا اور عاقبت اور ان کی نعمتوں اور حور وقصور کو فراموش کر دیتے ہیں۔ صاحبِ ذکر قلبی کو روز ازل سے ہی الٰہی فیض وفضل نصیب ہوتا ہے۔

ذکر قلبی طلب کن قرب از قلب
ذاکر قلبی بحرم راز رب

پس معلوم ہوا کہ اسم اعظم قدرت الٰہی سے قلب میں لکھا ہوا ہے اور اسم اللہ ذات کی تاثیر ایمانی سے یہ نور قلب کو حاصل ہوتا ہے۔ جس کی برکت سے وہ روشن ضمیر اور عین العیان ہو جاتا ہے۔ اسم اعظم اور اسم ذات اللّٰہ کی تاثیر سے قلب میں ایمانی نور آفتاب کی طرح طلوع ہوتا اور چمکتا ہے جو محض عطائے الٰہی ہے قلب کے درمیان سے نور الحق ایمان جلوہ گر ہوتا ہے پھر سر سے قدم تک قرب رحمانی سے ایمانی نور ہر عضو میں سرایت کرتا ہے اور وجود میں جو عقل ناقص اور غل وغش ہوتی ہے نکال دیتا ہے اور نفسانی، شیطانی اور دنیاوی پریشانی اور خطرات نکل جاتے ہیں پھر جب اسم اللّٰہ کا تصور آتا ہے تو اس اسم اللّٰہ کے چار حروف سے چار دریا توکل، ترک، معرفت اور توحید کے پیدا ہوتے ہیں جو ان دریاؤں کی غواصی کرتا ہے وہ فقیر عارف باللّٰہ ہو جاتا ہے۔

ذکرِ قلبی اور حبس دم:

بعض لوگ اکثر سانس بند کرتے اور دل کے ہلانے کو پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دل کا ذکر حبس دم سے ہے یہ طریقہ زندیقوں کا ہے اور کافروں کی عبث رسم ہے جو زنار پہننے والے دونوں جہاں میں خوار تیلی کے بیل کی طرح چکر میں ہیں۔ توحید الٰہی سے بے خبر اور پریشان حال ہیں۔ ان پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس طریقے سے بے زار ہونا اور ہزار بار استغفار پڑھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے دل کو سمندر فرمایا ہے۔ جس وقت دل دریا کی طرح جاری ہوتا ہے تو اسے ہلنے اور بند ہونے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اس کا وجود سر سے پاؤں تک نور بن جاتا اور حضور پاک ﷺ کی حضوری مجلس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یہ ذکر طریق نبوی ﷺ میں ہے اور سب سے بہتر ہے۔ ہر ایک مذہب والے کو حاصل نہیں ہوتا۔ دل کے ذاکر خدا کی یاد میں ایسے غرق اور مراقبہ میں ایسے سر جھکائے اور بے جان سے ہوتے ہیں گویا کہ وہ مردہ ہیں جب دل کے ذکر سے دل پر نور ظاہر ہوتا ہے تو حرص، حسد، تکبر، بغض، ریاکاری کا خیال اس کے وجود میں نہیں رہتا۔ بعض لوگ تفکر اور ذکر سے دل کو پیٹ میں پھراتے ہیں اور سینے کی طرف کھینچتے اور کہتے ہیں یہ ذکرِ حبس ہے۔ وہ بالکل جھوٹ کہتے ہیں اور ایسا کرنا بالکل بے فائدہ ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کے حضور سے ذکر خود بخود جاری ہوجاتا ہے پھر تقلید اور حبس دم کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

بعض لوگ اپنے تئیں قلبی ذاکر کہتے ہیں اور دم کو حسب ہمت بند کر کے ناک کی راہ خارج کرتے ہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ تو ایسے بد مذہب کا منہ نہ دیکھے کیونکہ دم بند کرنا کافروں اور اہل دوزخ کا کام ہے ایسے گروہ سے ہزار بار استغفار کرنی چاہیے۔ وہ کیسے احمق لوگ ہیں جو نفس قلب اور روح کی باطن سے بے خبر ہیں جو ایک گوشت کے

لوتھڑے کو مقام دل سے بند کر کے تفکر کرتے اور کہتے ہیں یہ قلبی ذکر ہے اور اس گوشت کے ٹکڑے کو دم کے ساتھ سینے میں لاتے اور اسے ذکر قربانی کہتے ہیں اور اس گوشت کے ٹکڑے کو آنکھ کے روبرو رکھ کر کہتے ہیں کہ یہ ذکر جو ہر نور حضور ہے اور اسی گوشت کے ٹکڑے کو تفکر سے مغز سر میں لے جاتے ہیں اور اس کا نام سلطانی روحی رکھتے ہیں۔ وہ سب غلط کہتے ہیں یہ تمام وسوسے اور خطرات شیطانی وجود میں ہوا کرتے ہیں۔ ذکر جس تو عطیہَ الٰہی ہے جس میں حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر حواس باطنی کھل جاتے ہیں۔ ذکر جس تو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ذکر روحی:

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ "ذکر روحی اسرار الٰہیہ کا مراقبہ اور مکاشفہ ہے اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے اسکی چشم باطن روشن ہو جاتی ہیں اور مجلس روح باللّٰہ محمّدی ﷺ میں اسے دخل ہوتا ہے اور "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا مصداق ہو کر صاحب کشف ہو جاتا ہے اور خوف خدا تعالیٰ سے حسد و غیرت اس کے دل سے اٹھ جاتی ہے۔ ذکر روحی کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان جیسی ہے کہ جس کے سامنے دریاؤں کی بھی کوئی حقیقت نہیں اور صاحب ذکر روحی کے شوق و اشتیاق کی بھی یہی کیفیت ہے کہ اس کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ صاحب ذکر روحی کی کوئی شب ایسی نہیں گزرتی کہ وہ بجز مجلس انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے گزرتی ہو۔ صاحب مناقب سلطانی قبلہ حامد سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ ذکر روحی کے بیان میں فرماتے ہیں طالب کیلئے لازم ہے کہ تین فکر اکٹھے کیا کرے۔

اول: ذکر قلبی یعنی تحرک قلب بفکر تلفظ اسم اللّٰہ (پاس انفاس)

دوم: تصور سے لکھا ہوا دیکھنا اسم اللّٰہ و محمّد ﷺ دل کے گھیرا پر اور اسم ھُو

کاسئہ سر میں لوحِ دماغ پر۔

سوئم : فنا یعنی ہمہ موجودات کو فکر سے فنا کرنا اپنے آپکو اور اپنے کام کو بھی خیال میں نہ لانا بلکہ اس کام اور شغل کو روح کا شغل تصور اور یقین کرنا اور روح کو ذات الٰہی کے اسرار میں سے ایک سر تصور اور یقین کرنا جگہ اور جسم کو فنا کے سپرد کرنا اور روح کو بقاء کے ساتھ تصور کرنا گویا روح سرّ ذات ھُــو ہے کہ اس ذات کا ذکر کرتی ہے۔ خود ذکر و خود ذاکر و خود مذکور، خود نظر و خود ناظر و خود منظور ہے بلکہ تمام حواس روح کے جواہر ہیں فناء کے خیال سے بھی گزر جائے تا کہ فنا فی الفناء حاصل ہو اور لقائے ذات کے تصور کو حاوی کرے تا کہ اس سرّی روحی قطرہ کو ذات قدسی کے سورج کی آگ ، جذبہ حرارت سے بلندی اور پرواز کا فکر عطا فرما کر دریائے ثروت وحدت اور نور احدیت میں محو و مستغرق فرما دے اس وقت فناء بقاء فی ذات و سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے۔ وما توفیقی الا باللّٰہ .

ذکر سری:

اَلْاِنْسَــانُ سِرِّیْ وَاَنَــاسِرُّہٗ، ذکر سری انوار تجلیات صفات کا مشاہدہ ہے اور صاحب ذکر سرّی صاحب سرّ و اسرار صاحب راز و نیاز ہوتا ہے۔ بجز ذات اللّٰــہ اسے قرار نہیں ہوتا۔ ماسوائے الــلّٰـــــہ سے وہ سخت بیزار ہوتا ہے اور اس کا انجام "اِذَاتَــمَّ الْـفَقْرُ فَھُوَاللّٰہُ "ہوتا ہے۔ یہ مقام فقیر کو اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب وہ تمام اٹھارہ ہزار عالم سے گزر کر مقام لاھوت میں پہنچتا ہے۔ جہاں اس کا سینہ اسرار الٰہی کے خزانوں سے پُر ہوتا ہے۔ اس کی خواب و مستی بیداری اور ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ اگر زمین و آسمان کی کل مصیبتیں اس کے سر پر آپڑیں تب بھی رضائے الٰہی سے منہ نہیں موڑتا۔ یہ راہ فقر ورد و ظائف تسبیح پڑھنے اور مسئلہ مسائل سیکھنے میں نہیں ہے۔ جس شخص کی سرّی ذکر سے باطنی آنکھ روشن ہو جاتی ہے وہ ازل تا ابد مشاہدہ کرتا ہے اور صاحب اسرار

ہوتا ہے ماہ سے لے کر ماہی تک سب اس کی نظر میں ہوتا ہے اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک اس کے زیر حکم ہوتا ہے۔متصرف مالک الملکی فقیر اسی کو کہتے ہیں۔

ذکر حامل غیر مخلوق:

ذکر زبانی قلقلہ ہے یہ ذکرِ دم دم کے ساتھ ہے قبر میں ساتھ نہیں دیتا۔ ذکر قلب وسوسہ ہے۔ ذکر روحی ذکر کمال ہے لیکن ہر کمال راز وال کے مصداق ذکر زوال ہے۔ ذکر سرّ ی سَرّ کے ساتھ ہے دماغ میں سوزش پیدا کرتا ہے اس لئے فقیر کو آگے بڑھنا اور ذکر حامل حاصل کرنا چاہیے۔ ذکر حامل کیا ہے؟ جس طرح وجود میں جان ہے اسی طرح پاؤں کے ناخن سے لے کر ہر بال کے آخر تک میں یہ ذکر موجود ہے۔ یہ ذکر فقیر کے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے کہ اس کا وجود ہمہ اوست در مغز و پوست اور ان کے جسم وجان، خون، رگ و ریشہ حتیٰ کہ تمام بدن میں ذکر اللّٰہ جاری ہو جاتا ہے۔فقیر کا وجود ہمہ تن اسم اللہ وذکر اللہ ہوتا ہے۔اگر اس کے جسم سے خون کا ایک قطرہ بھی گرے تو اس سے بھی زمین پر اسم اللّٰہ لکھا ہوا نظر آئے گا۔ان کا وجود قدرت الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کہہ دیں خدا تعالیٰ اسے پورا کرتا ہے۔ اس وقت غیر مخلوق غیر مخلوق کو یاد کرتا ہے۔ یعنی خود ذکر وخود ذاکر وخود مذکور ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر فقیر کو چاہیے کہ ہوشیار وخبردار اور شریعت نبی علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام پر ثابت قدم رہے۔ ہرگز ہرگز شریعت سے پیر نہ پھسل جائے اور دھوکہ کھا کر بدعت واستدراج میں نہ پڑ جائے۔ اگر کسی شخص کو یہ ذکر حاصل نہ ہو تو اسے ہمت ہار کر بیٹھ نہ رہنا چاہیے کہ فقیر کا کام توفیق الٰہی سے اپنی ناؤ کو خدا کے سپرد کرتے ہوئے طوفانوں کا مقابلہ کرنا ہے اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ رب العزت کا کام ہے۔ یہ سب ذکر ایک کے بعد دوسرا کھلتے ہیں۔تقلید سے حاصل نہیں ہوتے۔اسلئے لازم ہے کہ فقیر ذکر زبانی، ذکر دم، ذکر قلبی، روحی اور سرّی میں

ہمہ وقت مصروف رہے تا کہ فناء سے گزر کر بقاء لقاء اور حضوری سے مشرف ہو جائے۔ ہاں اگر میرے ہادی سرّ اسرارِ ذات یاھُو فنافی ھُو سلطان الفقر محمد باھُو قدس سرّہٗ العزیز کی نگاہ عنقاء سے فیض ملے تو آپ کی کیمیا اکسیر نظر طالبانِ حق کو ورد اوراد ظاہری سے چھوڑا دیتی اور یکبارگی حضور میں پہنچا دیتی ہے۔

ذکر سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

ذکر زبانی سے زبان سیف ہوتی ہے۔

ذکر دم میں حضور سے جواب باصواب ملتا ہے۔

ذکر قلبی سے باطن معمور ہوتا ہے۔ یہ قلب کا صیقل ہے صاحب ذکر قلبی صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ ذکر روحی سے اولیاء انبیا کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ عالم ارواح کا راز دار بن جاتا ہے۔ ذکر سری سے صاحب سر و اسرار ہوتا ہے۔ اور اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ ، کا مشاہدہ کرتا ہے اور صاحبِ امر ہو جاتا ہے لیکن معلوم ہونا چاہیے ذکر بلا فکر کا کوئی فائدہ نہیں۔ (الحدیث) "ذِکْرٌ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ" ذکر اور فکر کا موازنہ کرتے ہوئے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا

ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ھُو

ذکر اور فکر دو طرح کا ہے۔ (۱) ظاہری ذکر اور فکر (۲) باطنی ذکر اور فکر

حقوق کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) حقوق اللہ

(۲) حقوق محمّد رسول اللہ ﷺ (۳) حقوق العباد۔ (۴) حقوق مخلوقات

کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج حقوق اللّٰہ کی بنیاد ہیں۔ والدین، بہن بھائیوں اولاد، عزیز و اقارب، اہل محلّہ، اہل شہر اور اہل ملک آپ کے زیر دست اور بالا دست مسلم اور غیر مسلم غرض یہ کہ ہر قسم کے حقوق جن سے آپ کا براہ راست یا بالواسطہ تعلق

ہے کا پورا کرنا حقوق العباد کہلاتا ہے اور اس کی بنیاد اخلاق نبوی اور اس کا مکمل نمونہ میرے آقا مولا محمّد رسول اللہ ﷺ فداہُ اُمی واَبی "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" کی ذات گرامی قدر ہے۔ اگر کوئی شخص صرف اللہ ھُو اللہ ھُو کرتا رہے اوراس کے سامنے اس کا کوئی بیمار بھائی پانی پانی پکارتا رہے اور وہ اس کی طرف توجہ نہ دے تو اس کی عبادت کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اس نے ذکر تو بے شک کیا لیکن فکر کے پہلو کو نظر انداز کیا۔ اگر وہ اللہ اللہ بھی کرتا اور اللہ کے بندے کی امداد بھی کرتا تو اس ظاہری ذکر اور فکر سے اسے دوہرا ثواب ملتا۔ جیسا کہ مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہ الکریم سے جب سائل نے سوال کیا۔ تو آپ نے نماز کی حالت میں وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ο کا فکر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سائل کی طرف بڑھا دیا اور ذکر اور فکر کرتے ہوئے اپنی چاندی کی انگشتری سائل کو بخش دی اس کے ساتھ ہی باطنی ذکر اور فکر بھی کرنا چاہیے جس کے بغیر کوئی عبادت مکمل نہیں ہوتی۔ دائمی ذکر فکر اور مراقبہ حضوری کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں۔

ذکر نفی اثبات خاص:

نفی اثبات کا خصوصی طریقہ یہ ہے کہ سارے وجود کی نفی اور سارے وجود کا اثبات کیا جائے۔ اس ذکر کے لئے تصور سے بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے اگر ایک خط ناف سے ہوتا ہوا دائیں کندھے تک کھینچیں اور سر کے اوپر سے گھما کر بائیں کندھے کے اوپر سے دوبارہ ناف سے پہلے خط کو عین مقام ناف پر کاٹتا ہوا کھینچیں اور اسے دائیں پاؤں کے انگوٹھے تک لے جائیں تو انسانی وجود میں لا کی شکل ہوئی۔ اب اسی لا کے ساتھ دائیں بائیں دو الف " لا " لگا دیں۔ تو یہ الٹا سیدھا الا ہوا جو کہ انسانی وجود میں دونوں بازو موجود ہیں۔ سینہ کے مقام پر اسم ذات اللہ اور اسم محمّد سرور کائنات ﷺ

کا تصور کیا جائے۔ ذکر کرتے ہوئے اس شکل وجودی پر تصور کی انگلی کو قلم بنا کر لکھتا رہے اور اسم ذات **اللہ** اور **محمّد** ﷺ پر باطن میں نگاہ رکھے۔ چند روز کے ذکر سے فوائد عظیم ظاہر ہوں گے۔

نفی اثبات خاص الخاص:

یعنی صلوات دائمی بحضور القلب۔ "**یقول غوث الا عظم نقلت لخالقی ومالکی. یارب ای صلوٰۃ اقراب عندک قال الصلوٰۃالذی لیس فیھاسو آئی والمصلی غائب عنہ**" حضرت غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں میں نے اپنے خالق اور مالک سے سوال کیا: یارب! کون سی نماز تیرے نزدیک قرب کا درجہ رکھتی ہے۔ فرمایا جس میں نمازی غائب ہوا اور میرے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ نماز عین ہے جو نفی اور اثبات سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ "**مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا** اور **اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ**" کا مشاہدہ ہے اس وقت نمازی غائب اور عین ذات نور احدیت جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ ظاہر بند ہو کر باطن کھل جاتا ہے یہ سب کچھ باطن میں گم ہو کر حاصل کیا جاتا ہے۔ جس کی چابی تصور اسم ذات **اللہ** وذکر نفی اثبات کلمہ طیب ہے جسکے تین درجات ہیں۔

۱۔**لا الٰہ** سے نفی ہوتی ہے۔

۲۔**الا اللہ** سے اثبات ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۳۔**محمّد رسول اللہ** ﷺ سے حضور پاک کی مجلس کھلتی ہے۔

اللّٰہ کے بندے صلوات بے خودی ادا کیا کرتا کہ رمز پنہاں تجھ پر آشکارا ہو جسے **اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ**. کہتے ہیں۔ کائنات عالم میں نفی و اثبات کا عمل جاری و ساری ہے۔ ایک دم نفی ہوتی ہے اور دوسرے دم اثبات، غائب وشہود کا یہ سلسلہ ازل سے رواں دواں ہے۔ آدم بھی دم کے نیست اور ہست ہونے کا نام ہے لیکن جو دم یاد

الہ سے غافل ہے وہ مردہ ہے۔ اس لئے فقیر لا الہ اورالا اللّٰہ سے نفی اثبات اور سلوک وجذبہ میں مصروف رہتا ہے جس سے فناء، بقاء اورلقاء نصیب ہوتی ہے۔ یادرہے نزع کے وقت کلمہ طیب پڑھنے سے نفی اور اثبات مکمل ہوجاتا ہے۔ یعنی لاالہ سے وجودی موت طاری ہوجاتی ہے اورالا اللّٰہ سے اثبات یعنی موت کے بعد دائمی زندگی نصیب ہوجاتی ہے اورفقیر نورانی وجود حاصل کرکے باقی باللّٰہ ہوجاتا ہے۔ اگر نصیب یاور ہوں تو محمّد رسول اللّٰہ ﷺ کہنے سے حضوری مجلس نصیب ہوجاتی ہے۔ فقیر طالب مولا کیلئے لازم ہے کہ زندگی میں "مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے مقام پر نفی اوراثبات سے بقاء حاصل کرے۔ خاص ذاکر توحید سے آگاہ ہوتے ہیں جو شخص کلمہ کونفی کی کنہ سے پڑھتا ہے اورلا الہ کہتا ہے اوروہ بےخود ہوجاتا ہے تو "مُوْتُوْاقَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور جب اثبات الا اللّٰہ کہتا ہے تو روح کو بقاء حاصل ہوتا ہے اور خدا سے الہام اور جواب باصواب ملتا ہے اور بقاباللّٰہ میں غرق ہوجاتا ہے۔ "وَاذْکُرْرَّبَّکَ اِذَانَسِیْتَ o" اپنے رب کا ذکر اپنے آپ کو بھول کر کیا کر۔ اور جب محمّد رسول اللّٰہ ﷺ کہتا ہے تو صاحب حضوری ہوجاتا ہے (تیغ برہنہ) وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّابِاللّٰہِ .

علم دعوت

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. (المومن/60)

اورتمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْلِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَo

(البقرۃ/186)

قبول کرتا ہوں دعا دعا کرنے والوں کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے پس انہیں چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور ایمان لائیں مجھ پر تاکہ وہ کہیں ہدایت پا جائیں۔

فَاذْکُرُوْنِیۤ اَذْکُرْکُمْ. (البقرۃ/152)

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر (جاری کردوں) گا۔

سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے فرمایا دم طریق بھی ہے اور دم غریق بھی ہے۔ دم دریائے عمیق بھی ہے اور دم دریائے توفیق بھی ہے دم زندیق بھی ہے ان تمام مراتب تک انسان ایک دم میں پہنچ جاتا ہے۔ ہر ایک دم کی تحقیق کرنی چاہیے۔ دم کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

۱۔زندہ دم

۲۔مردہ دم

ا۔زندہ دم:۔

زندہ وہ دم ہے جو ہر دم سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے ذکر اللّٰہ ذکر کلمہ طیب سے

زندہ ہوجائے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس ذکر اللہ کے بغیر خارج ہوتا ہے وہ مردہ ہے۔

۲۔مردہ دم:۔

مردہ وہ دم ہے۔ جو حیوانات کی طرح غفلت میں گذر جائے ایسے لوگوں کے متعلق اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ حیوان ہیں بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ صاحب یک دم زندہ وہ ہے جو ایک دم اور توجہ سے پورے تصور اور تفکر کے ساتھ تمام عالم کو جذب کے طریقہ سے اپنے تصرف میں لے آئے ایسا کامل دم والا شخص کل و جز تمام عالم کو توجہ سے ایک دم میں فنا کر سکتا ہے اور تمام عالم کو ایک دم میں فیض کے خزانے بخش سکتا ہے۔

جس کسی کا دم تصور اسم اللّٰہ ذات سے آتا جاتا ہے ایسے شخص کا وجود نور ہو جاتا ہے۔قولہٗ تعالیٰ: اللّٰہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے وہ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت عطا کر دیتا ہے۔

جو کوئی اسم للّٰہ کا تصور کر کے اپنا دم کسی نوری ناری مخلوق سے ملاتا ہے تو وہ خواہ مؤکل ہو یا جن فوراً حاضر ہو جاتا ہے۔

جو کوئی اسم لہٗ کا تصور کر کے اپنا دم کسی روحانی سے ملا دیتا ہے تو وہ روحانی ایک دم میں حاضر ہو جاتا ہے۔

جو کوئی اسم ھُو سے اپنے دم کو ملا کر متوجہ الی اللّٰہ ہوتا ہے اسے حضوری حق حاصل ہو جاتی ہے۔اس پر عِلمُ الْغَیبِ وَالشَّھَادَۃِ. کے اسرار کھل جاتے ہیں۔

جو کوئی کلمہ طیب کے جز لا الٰہ کو دم سے پکڑ کر اپنے وجود میں با توجہ غوطہ زن ہوتا ہے اس کا نفس پہلے ہی روز مردہ ہو جاتا ہے اور اسے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا. کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

جوکوئی الا اللّٰہ کے تصور سے دم کو پکڑ کو ذکر مذکور کرتا ہے اور اس میں باشعور رہتا ہے تو اسے اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سوال کا جواب باصواب ملنے لگتا ہے اس کو الا اللّٰہ کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔

جوکوئی اسم محمّد ﷺ کا تصور کرتے ہوئے ہر دم میں درود پاک پڑھتا ہے استغراق حاصل کر کے باطن میں گم ہو جاتا ہے تو نوری مجلس محمّد مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جوکوئی اسم محمّد کے حرف "د" کے تصور سے دم دم درود پاک پڑھتے ہوئے حضوری مجلس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اسے اپنے سوال کا جواب ملنے لگتا ہے۔

جوکوئی زندہ دم چاہے کہ انبیاء علیہ السلام، اہل البیت صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم، شہدائے کرام اور اولیاء عظام سے باطنی روحانی فیض حاصل کرے یا کسی مقصد مطلوب کیلئے استمداد روحانی کرے تو چاہیے کہ تصور اسم کے ساتھ اپنے دم کو روحانی کے ساتھ ملا کر اس سے امداد حاصل کرے اسی طرح زندہ دم اپنا دم مقرب فرشتوں کے دم سے بھی ملا سکتا ہے۔ اگر وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دم سے دم ملا لے گا تو ہر قسم کے الہام سے ملہم ہو جائے گا لیکن اس قسم کے الہام میں قرآن مجید کی کوئی نازل شدہ یا نئی آیت نازل نہ ہوگی کیونکہ وہ صرف محمّد رسول اللّٰہ خاتم النبیین ﷺ کا ذاتی مقام ہے۔ اگر زندہ دم اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے ملا لے گا تو باران رحمت کا نزول ہونے لگے ہر قسم کے مال، جان، اولاد کھیتی میں برکت ہو جائے گی۔ اگر زندہ دم میکائیل علیہ السلام کے دم سے دم ملا کر قرناء میں کسی سرزمین یا مکان کا کسی جگہ کا تصور کر کے دم سے پھونک مارے گا تو وہ جگہ ہمیشہ کیلئے برباد ہو جائے گی اور قیامت تک آباد نہ ہوگی لیکن اس قسم کی زندہ دم دعوت پڑھنے کیلئے کامل مرشد کی اجازت اور زندہ دم ہونا بنیادی شرط

ہے اور جو شخص کسی کو غیر شرعی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو خود مبتلائے عذاب ہو جائے گا اور اسکے اعمال کا وبال اس کی اپنی گردن پر ہو گا۔ اللّٰہ بس ما سویٰ اللّٰہ ہوس۔

۲۔ با تصور علم دعوت:۔

اسمائے ذاتی چار ہیں جو اسم اللّٰہ ذات کے اندر ہی موجود ہیں اول اسم ذاتی اسم اللّٰہ ہے جو اسم عظمت بھی ہے۔ جب اسم اللّٰہ کا الف ہٹا کر دیکھتے ہیں تو اسم للّٰہ ظاہر ہو جاتا ہے جو اسم مکرم ہے جب اسم ذاتی للّٰہ کا لام ہٹا کر دیکھتے ہیں تو اسم ذاتی لهٗ ظاہر ہو جاتا ہے جو اسم اعظم ہے پھر اسم ذاتی ھُو ظاہر ہو جاتا ہے جو اسم معظم ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. اسم اللّٰہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ لِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. اسم للّٰہ ہی کے تابع ہیں آسمانوں اور زمین کے لشکر۔ اسم لهٗ لاھوت لامکان کی کلید اور کن فیکون کی چابی ہے۔ عالم ارواح اسی اسم کے تابع ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ o جب وہ کسی شے کو (تخلیق) کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے "لهٗ" جس سے کن فیکون کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ کن سے تو وہ شے معرض وجود میں آجاتی ہے فیکون سے بقائے حیات کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں تو گندم کا ایک دانہ تھا جو بظاہر زمین میں مل کر گل کر مٹی بن گیا اور مناسب آب و ہوا سے اس سے ایک پودا پیدا ہوا جس میں سات سو دانے پیدا ہو گئے۔ اس طرح قدرت کاملہ نے ایک Cycle پیدا کر رکھا ہے جس کو فناء و بقاء کا دائرہ کہہ سکتے ہیں اور موت و حیات کا یہ عمل ہر شے اور ہر ذی روح پر جاری کر دیا گیا ہے جسے کن فیکون کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اللّٰہ للّٰہ لهٗ ھُوْ یہ چاروں اسمائے ذاتی ہیں اور کلید کل ہیں۔ زمین و آسمان کے جس قفل میں بھی ان اسماء کی چابی کو ڈالا جاتا ہے وہی تالہ کھل جاتا ہے اور ہر مشکل ان

اسماء کی برکت سے حل ہو جاتی ہے۔قراان مجید میں ان اسماء کو اسمائے ذاتی اور انہی تین اسماء لِلّٰـہ لہٗ ھُوْ کو بطور ضمیر بھی استعمال کیا گیا ہے۔علماء ان اسماء کو بطور ضمیر ہی استعمال کرتے ہیں۔علم دعوت میں ان چاروں اسمائے ذاتی کے تصور سے مجموعی طور پر یا الگ الگ تصور کر کے دعوت پڑھی جاتی ہے۔ یہ دعوت چند اقسام کی ہے۔

اول قرآن مجید یا آیات قرآن کی دعوت۔

دوم قرآن مجید کی کسی سورت کی دعوت۔

سوئم اسم رب اور اسماء الحسنٰی کی دعوت۔

چہارم حروف تہجی کی دعوت۔

با تصور دعوت پڑھنے کیلئے صاحب دعوت کا اجازت میں کامل اور با ترتیب دعوت پڑھنے کا عامل ہونا ضروری ہے۔ ایسی دعوت ہر طالب اپنی استعداد کے مطابق پڑھ سکتا ہے۔بعض یہ دعوت۔۔۔۔۔

۱۔ زبانی پڑھتے ہیں جس سے زبان سیف ہو جاتی ہے۔رجوعات خلق شروع ہو جاتی ہے۔ پھونک دم جاری ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو شخص زبان قلب سے دعوت پڑھتا ہے اسے کشف القلوب ، کشف القبور کھل جاتا ہے۔لوگوں کی ہر دلیل ، ہر خیال ، ہر وہم اس کے دل میں آ جاتا ہے۔اور وہ اسے بیان بھی کر دیتا ہے۔لوگوں کے نزدیک وہ بڑا صاحب کشف فقیر ہوتا ہے۔ لیکن کاملوں کے نزدیک وہ ابھی خام ہے۔اسی طرح کشف القبور کے عامل پر قبر کے حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا عامل کسی ایسی قبر پر کشف کا عمل کرے گا جس کا صاحب قبر عذاب میں مبتلا ہو گا تو اندیشہ ہے کہ ایسا عامل اس عذاب کو دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھے گا۔ کشف القبور حاصل ہو گیا تو کیا ہوا خدا تعالٰی اور

محمّد مصطفیٰ ﷺ کی راہ تو ابھی بہت دور ہے۔

فقیر کی ملاقات ایک بار سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے فقیر سائیں گلزار رحمۃاللہ علیہ کے ساتھ ہوئی۔ چند سال پہلے ان کا وصال ہو چکا ہے اور ان کا مزار کھیوڑا پہاڑ کے قریب ہے۔ فقیر بڑے صاحب کشف تھے جب آپ مجھے ملے تو ایک خوشبو کی شیشی نہایت پیار بھرے انداز میں مجھے عطا کی۔ جواب بھی فقیر نے اس فقیر کی یاد کے طور پر سنبھال کر رکھی ہوئی ہے۔ پھر آپؒ مجھ سے بغلگیر ہو کر گلے ملے اور مجھے کشف القلوب عطا کیا۔ فقیر نے فوراً باطن میں عرض کی مجھے کشف القلوب کی حاجت نہیں۔ فقیر تو بمشکل اپنے اندرونی وسواس، واہمات دلیلوں کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہے لوگوں کی دلیلیں اکٹھی کر کے کیا کروں گا۔ یہ ساری بات ایک لمحہ میں ہوگئی آپ فوراً میرے جواب سے آگاہ ہو کر مجھ سے الگ ہوگئے اور جنگل کی بڑی بڑی جھاڑیوں میں گم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ رحمتہ اللہ علیہ

۳۔ جو شخص روح کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے تو وہ روحانیوں سے ہم مجلس ہو جاتا ہے۔ روحانی ایسے شخص کے گرد اگرد حلقہ باندھ کر اسی اسم کی دعوت پڑھتے ہیں جس سے اس کی دعوت جاری ہوجاتی ہے۔

۴۔ جو شخص سرّ کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے۔ صاحب سرّ اسرار ہوجاتا ہے اس پر ہر قسم کے راز منکشف ہوجاتے ہیں ایسے فقیر کو صاحب راز کہتے ہیں۔

اول : راز الہام۔ دوم : راز معرفت۔ سوم : راز توحید۔ چہارم : راز نور فنا فی اللہ ذات۔

ا۔راز الہام:۔ کا مقام قلب میں ہے جس میں ہر آواز مقام الست سے سنائی دیتی ہے اور الہام ہوتا ہے۔

۲۔رازمعرفت :۔ کا مقام سر دماغ میں روح ہے جس میں نور محمدی ﷺ سے آواز سنائی دیتی ہے۔

۳۔رازتوحید:۔ کا مقام لا مکان ہے جس میں کل وجز کو طے کر لیتے ہیں یہ آواز قرب پروردگار سے سنائی دیتی ہے۔

۴۔رازنور:۔ میں آواز قرب الحق حضور سے سنائی دیتی ہے جس میں استغراق سے فنا فی اللہ ہوکر قرب حضوری کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

۵۔تصورنور:۔ جوشخص تصورنور کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے اسکا وجود سرتا پا نور ہوجاتا ہے۔ ہرقسم کا غل وغش دور ہوجاتا ہے اوراسم دعوت سے صاحب دعوت پرنور کےقطرات معطرات کی بارش ہونے لگتی ہے۔

۶۔تصور شیخ سے دعوت پڑھنا :۔ جوشخص اپنے شیخ کا تصورنعم البدل کے قانون سے کرتا ہے اور شیخ سے دم بادم،قلب باقلب،روح باروح ،سرّ باسرّ نور بانور یک وجود یک زبان ہوکر دعوت پڑھتا ہے مرشد اس کی دستگیری کر کے اسے ہرمنزل مقام پر پہنچا دیتا ہے اور یہ تصور ہرقسم کی مہمات اور مشکلات کوحل کر دیتا ہے اور ہرقسم کی دعوت جاری ہو جاتی ہے۔اس مختصر رسالہ کی شرح میں صرف سورت مزمل شریف کی دعوت کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

یہ دعوت تین طریقوں سے پڑھی جاتی ہے

اول زبانی دعوت پڑھنا:

ایسی دعوت پڑھنے والے باوضو ہوکر روزانہ سات ، گیارہ ،اکیس یا اکتالیس بار سورہ مزمل شریف پڑھتے ہیں جس سے دینی و دنیاوی فلاح مقصود ہوتی ہے۔دعوت سورۃ مزمل شریف پڑھنے کا یہ طریقہ عام لوگوں کا ہے۔

دوم باموکل دعوت پڑھنا:

ایسے عامل دعوت ہمیشہ باوضو رہتے ہیں اور جمالی جلالی پرہیز کرتے ہیں جمالی پرہیز سے مراد باوضو رہنا اور جلالی پرہیز سے مراد گوشت، انڈہ، مچھلی، پیاز وغیرہ کھانا ترک کرنا ہے۔

سوم باتصور مع اللہ ذات دعوت پڑھنا:

اس دعوت میں چند چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

۱۔ یہ دعوت زندہ دم سے پڑھی جاتی ہے۔

۲۔ اس دعوت میں پہلی سات آیات کو دور مدور پڑھا جاتا ہے۔

۳۔ اس دعوت میں استغراق کیا جاتا ہے۔

۴۔ پہلی سات آیات کے آخری لفظ کو تین بار دہرایا جاتا ہے۔ مثلاً ترتیلاً ترتیلاً ترتیلاً۔

۵۔ دعوت میں ہر آیت دور مدور پڑھنے سے پہلے تین بار **اللّٰہ للّٰہ لہٗ ھُوٗ محمّد** صلی اللہ علیہ وسلم **فقر لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ** صلی اللہ علیہ وسلم کی تکرار کی جاتی ہے۔

دعوت پڑھنے کیلئے چند قسم کے فقیر ہوتے ہیں

دعوت میں عالم، دعوت میں عامل، دعوت میں کامل، دعوت میں اکمل، دعوت میں مکمل، دعوت میں جامع، دعوت میں جمیعت، دعوت میں نور الھدیٰ نور علیٰ نور فقیر۔ دعوت پڑھنے کا یہ طریقہ کاملین کا ہے۔ جو تصور اسم **اللّٰہ** ذات میں اپنے وجود کو طے کر کے اسے پاک اور پختہ کر لیتے ہیں پھر بھی چاہیے کہ دعوت کا عمل شروع کرنے سے پہلے اپنے گرد حصار کر لے۔

۱۔ تین بار تعوذ، تین بار تسمیہ، تین بار سورۃ فاتحہ، تین تین بار چاروں قل، تین بار آیت

الکرسی، تین بار سَلٰمٌ قَوۡلًامِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ o تین بار استغفار اول آخر گیارہ گیارہ بار دورد شریف پڑھ کر حصار کی نیت سے اپنے اوپر پھونک مارے اور دعوت شروع کرے۔

یہ دعوت سات قسم کے تصورات کے ساتھ ہر قسم کے مقاصد کیلئے پڑھی جاتی ہے۔

۱۔ تصور اسم اللّٰہ ذات سے سورۃ مزمل شریف کی باترتیب دعوت ایک ہی بار پڑھنے سے جملہ مشکلات کو حل کر دیتی ہے۔ اسلئے اسکو حل المشکلات دعوت کہتے ہیں۔

۲۔ تصور اسم للّٰہ سے جو دعوت مزمل شریف پڑھی جاتی ہے۔ اس سے مؤکلات جنات کو حاضر کر کے کام لے سکتے ہیں۔

۳۔ تصور اسم لہٗ سے جو دعوت سورۃ مزمل شریف پڑھی جاتی ہے اس سے عالم ارواح میں سے جس روح کو چاہیں حاضر کر کے اس سے تعلیم و تلقین حاصل کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی مہمات کو حل کر سکتے ہیں۔

۴۔ تصور اسم ھُو سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے سے حضوری حق، لاھوت لامکان دریائے ھُو میں گم ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت سے عِلۡمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَةِ کھل جاتا ہے۔

۵۔ تصور اسم محمّد ﷺ سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے والا دورد شریف پڑھتے ہوئے استغراق کی کیفیت میں حضوری مجلس محمّد مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہو جاتا ہے۔

۶۔ تصور اسم فقر سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے والا صاحب امیرالکونین پر متصرف ہو جاتا ہے۔

۷۔ تصور کلمہ طیب سے کلمہ طیب کے جز لا الٰہ سے مُوۡتُوۡاقَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا جز

الاالـلّٰـہ سے معرفت الٰہی اور بارگاہ الٰہی سے سوال کا جواب حاصل ہوجاتا ہے۔

فناءاور بقاء طے ہوجاتی ہے۔

۳۔دعوت القبور:

اس قسم کی دعوت زندہ قلب پختہ کار کامل فقیر ہی پڑھ سکتا ہے۔کشف القبور اور دعوت القبور میں بہت بڑا فرق ہے۔کشف القبور تو عاملین کا کام ہے جس سے اہل قبر کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں کہ وہ عالم برزخ میں کس کیفیت اور حالت میں ہے لیکن دعوت القبور کاملین کا علم ہے جو تین مقاصد کیلئے پڑھی جاتی ہے۔

اول: یہ کہ اگر کوئی مسلمان بادشاہ کافروں کے خلاف جہاد کر رہا ہو تو اس کی امداد مہمات کی مشکل کشائی کیلئے کسی ولی الـلّٰہ،غوث،قطب،شہید کی قبر پر دعوت پڑھ کر اس روحانی سے استمداد حاصل کی جاتی ہے کیونکہ ایسے روحانی اپنی قبر میں نفسانی وجود سے آزاد ہوکر قلبی نورانی لطیف وجود اور روح کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں اور باطن میں ننگی تلوار ہوتے ہیں۔

دوم: یہ دعوت پڑھ کر روحانی سے باطنی فیض حاصل کیا جاتا ہے جس سے طالب کے وجود میں قسم قسم کے ذکر جاری ہوتے ہیں اور صاحب دعوت کے وجود کا ایک ایک بال ذکر الـلّٰـہ سے گویا ہوجاتا ہے اور زبان بن کر بولنے لگتا ہے جس کی آواز صاحب دعوت کو سنائی دیتی ہے۔ایسے ذکر میں وہ حلاوت لذت اور روحانی عروج ہوتا ہے جو کسی دوسرے طریقہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔صاحب دعوت اہل استغراق باشعور کو روحانی یا تو نورِ توحید میں گم کر دیتا ہے یا برق براق سے تیز حضوری مجلس محمّد ﷺ میں داخل کر دیتا ہے۔

سوم: یہ دعوت پڑھ کر اہل اسلام کی آبادی،زراعت اور باران رحمت کیلئے

روحانی سے استمداد کیا جاتا ہے اسی طرح کسی انفرادی مشکل کو دور کرنے یا کسی لاعلاج وبا یا بیماری کو رفع کرنے کیلئے جمہور مسلمین کو فائدہ پہنچانے کیلئے دعوت پڑھی جاتی ہے۔ چاہیے کہ سب سے پہلے روضۃ الرسول ﷺ کی دعوت پڑھے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے صاحب دعوت کو کلید دعوت حاصل ہو جائے یاد رہے کہ ابتدائی دعوت بھی یہی ہے اور انتہائی دعوت بھی یہی ہے۔ جب صاحب دعوت کو کلید دعوت کسی اسم کی صورت میں عطا ہو جاتی ہے تو وہ پڑھنے میں کامل صاحب اجازت اور اہل تصرف ہو جاتا ہے۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اس دعوت کا طریقہ بیان کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ طالب کلید دعوت کو چاہیے کہ علاقہ چوستان کے ریگستان میں جائے اور پاک صاف ریت کے اوپر روضۃ الرسول ﷺ کی چاردیواری بنا کر اس کے اندر قبر مبارک محمّد مصطفیٰ ﷺ کا نقش بنائے اور اس کے چاروں طرف اپنی شہادت کی انگلی سے دورد پاک لکھے اور حسب ذیل نقشہ مکمل کرے۔



اول دوگانہ بنیت ثواب ارواح محمّد مصطفیٰ ﷺ، ارواح اہل البیت، ارواح صحابہ وارواح جملہ مسلماناں پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ۶ بار اور دوسری رکعت

میں پانچ بار سورۃ یسٰین پڑھے۔ اگر سورۃ یسٰین زبانی یاد نہ ہوتو سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں پچیس بار قُلْ ھُوَ اللّٰہ شریف پڑھے اور روضتہ الرسول ﷺ کی طرف متوجہ ہوکر۔

۱۔ اسم اللّٰہ ذات اور اسم محمّد سرور کائنات ﷺ کا تصور کرے تو دورد شریف ہدیہ کرے۔

۲۔ پھر سورۃ مزمل سورۃ ملک یا سورۃ یسٰین کم از کم سات بار پڑھے۔

۳۔ پھر تین بار عرض کرے اُحْضُرُوْا بِحَقِّ مَلِكِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ مُعَظَّمُ اَمُدُدْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ یَاحَیَاتَ النَّبِیِّ لِلّٰهِ فَرْیَادُرَسْ یَاخَاتَمَ النَّبِیّنَ یَاشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ ﷺ.

۴۔ پھر رسول اللّٰہ ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف متوجہ ہوکر دم کے ساتھ کلمہ طیب لاالٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ ﷺ کا ذکر شروع کردے حتیٰ کہ باشعور استغراق کیفیت پیدا ہوجائے۔ بعض صاحب دعوت کو پہلے ہی روز بعض کو سات گیارہ اکیس یا اکتالیس روز کی دعوت پڑھنے سے حضور پاک ﷺ مع اہل البیت صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم اور غوث صمدانی حاضر ہوکر صاحب دعوت کی دستگیری فرماتے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتے اور کلید دعوت عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسے صاحب دعوت کیلئے لازم ہے کہ ہمیشہ دوگانہ بنیت ثواب پڑھا کرے تاکہ اس کا عمل دعوت روز بروز ترقی پذیر رہے اور قیامت تک باز نہ رہے۔

۱۔ صاحب شریعت طالب دعوت کو خواب وصال میں۔

۲۔ صاحب طریقت طالب دعوت کو مراقبہ میں۔

۳۔ صاحب حقیقت طالب دعوت کو مکاشفہ میں۔

۴۔صاحب معرفت طالب دعوت کو عین العیان حضور پاک ﷺ کی مع ارواح اہل بیت وصحابہ رضوان اللہ علیہم وغوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ زیارت نصیب ہوجاتی ہے۔

میرے ایک دوست مرزا طاہر بیگ جن کی حال روڈ لاہور پر سپیکر سروس کی دوکان تھی۔حضرت غلام جیلانی سلطان سجادہ نشین دربار باھُو سلطان رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور دعوت القبور کے شہسوار کامل فقیر تھے اور انہوں نے لاہور کے تقریباً ہر معروف غیر معروف مزار پر دعوت پڑھی تھی اور اکثر اس سلسلہ میں میرے ساتھ مجلس بھی کرتے اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات اور تجربات بھی بیان کیا کرتے۔حضرت قبلہ نجیب سلطان مدظلہٗ العالیٰ کی نگاہ اور دعا بھی مرزا صاحب کو حاصل تھی۔ وہ دعوت میں صاحب اجازت اور دعوت پڑھنے میں عامل کامل تھے۔ انہوں نے کپڑے کے اوپر روضہ رسول ﷺ کا نقش بنوا رکھا تھا اسے سامنے رکھ کر الگ تھلگ جگہ پر انہوں نے دعوت کا عمل پورا کیا تھا۔

گذشتہ سال ماہ رمضان المبارک میں وہ دعوت پڑھنے کیلئے شاہ عنایت قادری لاہور کے مزار پر گئے تو آپ کو صاحب مزار نے قبر پر سوار ہوکر دعوت پڑھنے سے منع کیا لیکن مرزا صاحب بضدر ہے جس پر صاحب مزار نے اجازت دے دی اور پانچ رات مسلسل اپنی قبر پر دعوت شہسوار پڑھنے کا حکم دیا اور ان پانچ راتوں میں مرزا صاحب کو توحید و رسالت کی ہر مجلس کی تحقیق کروادی اور آخری رات فرمایا کہ اب تم اس دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہے کل ظہر کی نماز کے بعد تمہارا وصال ہو جائے گا۔مرزا صاحب واپس آگئے دوسرے روز غسل کیا ظہر کی نماز پڑھی اور چارپائی پر لیٹ کر ذکر کلمہ طیب کرنے لگے۔مرزا صاحب نے اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سر کے نیچے سے تکیہ نکال لیں۔ چند لمحات بعد آپ کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور واصل بحق ہوگئے۔حق مغفرت

کرے عجب آزاد مرد تھا۔ "اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o"

دعوت القبور تین طریقوں سے پڑھی جاتی ہے

۱۔ قبر کے قریب بیٹھ کر دعوت پڑھنا۔

۲۔ قبر کے گرد گھوم کر دعوت پڑھنا۔

۳۔ قبر کے اوپر سوار ہوکر دعوت پڑھنا۔

۱- قبر کے قریب بیٹھ کر دعوت پڑھنا:

یہ دعوت رات کے وقت کسی اولیاء شہید کی قبر کے قریب بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ صاحب دعوت صاحب قبر کو مخاطب کر کے السلام علیکم یا اہل القبور کہہ کر سلام کرتا ہے پھر دوگانہ بنیت ثواب قبلہ رخ ہوکر صاحب قبر کیلئے پڑھتا ہے جس کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچیس بار سورۃ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اس سے فارغ ہوکر وہ قبر کی بائیں جانب قبر کی طرف منہ کر کے قعدہ کی صورت بیٹھ کر تین بار سورۃ مزمل شریف، سورۃ ملک یا سورۃ یٰسین پڑھتا ہے اور صاحب قبر کی طرف متوجہ ہوکر دم کے ساتھ ذکر کلمہ طیب لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ پڑھنا شروع کر دیتا ہے حتیٰ کہ استغراقی کیفیت میں صاحب قبر سے رابطہ قائم ہوجاتا ہے۔ اگر صاحب قبر سے رابطہ نہ ہوسکے تو اس کو ملاقات کی دعوت دے کر اپنے گھر میں واپس آ کر ذکر کرتا ہوا لیٹ کر سو جائے۔ صاحب قبر سے ملاقات ہوجائے گی۔ اگر ایک بار میں ملاقات نہ ہو تو دو تین راتیں مسلسل دعوت پڑھے۔ انشاء اللّٰہ ملاقات ہوگی۔

۲۔ قبر کے گرد گھوم کر دعوت پڑھنا:

سلام اور دوگانہ کے بعد قبر کے سرہانہ سے قبلہ رخ گھومتے ہوئے اذان اور تکبیر کہتے ہوئے قبر کے گرداگرد سات چکر لگائے (اس طرح روحانی اپنی قبر میں قید ہوجائے

گا) اورحسب سابق قبر کے بائیں جانب پشت بقبلہ قبر کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور تین بار سورۃ مزمل سورۃ ملک یا سورۃ یسٰین پڑھے اور تین بار اہل قبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہے اُحْضُرُوْالِلْمُسَخَّرَاتِ یَااَھْلِ الْقُبُوْرِعِنْدَ اللّٰہِ بِحَقِّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ ﷺ بِحُرْمَتِ شَیْخُ سَیّدُعَبْدُالْقَادِرْجِیْلَانِیْ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْعَزِیْز . اورکلمہ طیب کا ذکر دم کے ساتھ شروع کر دے اور استغراق کی کیفیت میں مراقب ہو جائے۔ بفضلِ تعالیٰ اہل قبر سے رابطہ ہو جائے گا۔ اس سے قول وقرار لے کر کہہ دے کہ میں نے تمہیں اپنی قید سے آزاد کیا۔ بعد ازاں جس وقت بھی صاحب قبر کا ارادہ کر کے باتصور اسے پکارے گا تو روحانی اسی وقت حاضر ہو کر مہمات سرانجام دے دے گا۔ اگر روحانی حاضر نہ ہو تو اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر دعوت پڑھے روحانی تکلیف میں مبتلا ہو کر حاضر ہو جائے گا۔

۳۔شہسوار دعوت القبور:

اس قسم کی دعوت وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو دعوت پڑھنے کے لائق ،اجازت میں کامل اوراس کا وجود مشق وجودیہ کی کثرت سے پختہ ہو چکا ہو۔ اس کے باطنی نوری لطائف زندہ ہو چکے ہوں۔اسے چاہیے حسب ترتیب سلام ودوگانہ کے بعد روحانی کو اس کی قبر میں قید کر لے اور تین بار سورۃ مزمل ،سورۃ ملک یا سورۃ یسٰین پڑھ کر کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہوئے قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہو جائے یا سوار ہو کر قرآن مجید کی کسی سورت کی تلاوت اور ذکر کرے۔ صاحب قبر صاحب دعوت کو پلک جھپکنے میں حضوری مجلس محمد رسول ﷺ میں داخل کر دے گا لیکن سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ناقص اس قسم کی شہسوار دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے۔ آگ پر پاؤں رکھ دے مگر قبر پر ہرگز سواری نہ کرے۔ اگر اہل قبر جلالیت سے اس کی طرف متوجہ ہوا تو اہل دعوت

رجعت میں گرفتار بیمار ہوکر مر جائے گا یا اس کے حواس مختل ہوکر وہ پاگل دیوانہ ہو جائے گا۔ اگر صاحبِ قبر صاحبِ دعوت کی بات نہ سنے تو صاحبِ دعوت کو چاہیے کہ اہلِ قبر پر سختی کرے اور اپنے ہاتھ میں ایک تنکا پکڑ کر اسے قبر پر مارے جو اسے کوڑے کی طرح لگے گا اور روحانی سرِ تسلیم خم کر دے گا۔ صاحبِ دعوت کے احکام کی پابندی کرنے لگے گا۔ جس کسی کو حضور پاک ﷺ کی بارگاہ سے کلید دعوت کوئی اسم عطا ہو چکا ہو اسے چاہیے کہ دعوت القبور کے عمل میں کلمہ طیب کے ساتھ اس اسم کا بھی ذکر کرے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے روضہ مبارک کی دعوت

اس کیلئے چاہیے کہ حسب سابق دوگانہ کا ثواب روح پرفتوح شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللّٰہ سرہٗ العزیز کو پہنچا کر دوزانو بیٹھ کر روضہ غوث الاعظم کی طرف متوجہ ہوکر۔ "اُحْضُرُوْا یَامَالِکُ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیُّ الْحَقُ نُوْرِ مُطْلِقُ مَشْھُوْدُ عَلَی الْحَقُ شَاہُ شَیْخ سَیِّدُ عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْاءً لِلّٰہِ اَمْدُدْنِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدِ مُصْطَفٰی ﷺ حَاضِرْ شَوْ حَاضِرْ شَوْ حَاضِرْ شَوْ بِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ.

اسی طرح باھُو سلطان رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مطہرہ منورہ کا تصور کر کے حسب دستور دعوت پڑھی جاسکتی ہے روضہ کی طرف متوجہ ہوکر پڑھے۔ اُحْضُرُوْا یَا مُتَصَرِّفُ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیُّ الْحَقُ نُوْرِ مُطْلِقُ مَشْھُوْدُ عَلَی الْحَقُ ھُوْ بَاھُوْ فَنَافِیْ ھُوْ سِرِّ اِسْرَارِ عَیْنُ ذَاتُ یَاھُوْ بَاھُوْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مَدَدْ کُنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدُ ﷺ حَاضِرْ شَوْ حَاضِرْ شَوْ حَاضِرْ شَوْ. سلطان العارفین رحمتہ اللّٰہ علیہ اپنی روحانیت سے حاضر ہوکر ہر مشکل مہم کو سرانجام کر دیں گے۔

ہر چہ خواہی طالبا از من بخواہ　　خود وہم یا مے دہاتم ازالہ

طرفۃ العین اسمِ اعظم کی مستجاب الدعوت:

جو کوئی اپنے داہنے انگوٹھے کے ناخن کے اوپر اسمِ اعظم لکھ کر اس کا تصور کرتا ہے اور کلمہ طیبہ مع اسمِ اعظم کا ذکر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اسی ذکر کی کیفیت میں اپنے داہنے کان کے نیچے رکھ کر قبلہ رخ ہو کر مطلب مقصود کی نیت کر کے مستغرق ہو جاتا ہے یا خواب وصال میں غرق ہو جاتا ہے تو اس پر اس کے انجام کی کیفیت کھل جاتی ہے کیونکہ اسمِ اعظم کا تصور ہزار استخاروں سے بڑھ کر ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس آگاہی کے ساتھ ساتھ اسمِ اعظم کی برکت سے وہ مشکل بھی حل ہو جاتی ہے۔ ذکر فکر سے بڑھ کر علم دعوت ہے لیکن علم دعوت بھی بیان ہے اس سے آگے عین العیان کا مقام حاصل کرنا چاہیے اور اس سے آگے بڑھ کر غرق نور ہو جائے ذات باذات صفات باصفات۔ وَمَاتَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّابِاللّٰہ.

فقیر نے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے سلسلہ میں اکثر ہر قسم کی دعوت پڑھی ہے اور اس کے اثرات کی آزمائش بھی کی ہے۔ فقیر نے تصور اسم اللّٰہ ذات سے وحدت کی دعوت، تصور اسم اللّٰہ ذات سے طے کی دعوت، تصور اسم اللّٰہ ذات سے نور کی دعوت، تصور اسم اللّٰہ ذات سے حاضر دیدار کی دعوت، تصور اسم اللّٰہ ذات سے حضوری حق کی دعوت پڑھ کر تجربہ کیا ہے ان میں سے ہر دعوت مشکل کشاء ہے۔ اسم اللّٰہ للّٰہ لہٗ ھُوۡ کا تصور کلید کل ہے جس مطلب کے قفل میں اس چابی کو ڈالا جاتا ہے وہ قفل کھل جاتا اور مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک بار سلطان العارفین رحمتہ اللّٰہ علیہ کے ایک فقیر پیر بھائی نے اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ وہ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد ہے۔ ہر سال دریا کا سیلابی پانی اس کی فصلوں کو تباہ کر دیتا اور اس کے مکانوں کو گرا دیتا ہے۔ فقیر نے

کچی مٹی کا پاک ڈھیلا منگوایا تصور اسم ذات سے اس پر توجہ کی اور وہ ڈھیلا اس فقیر کے حوالہ کر کے اسے کہا کہ وہ دریا کے کنارے پر جا کر مٹی کا وہ ڈھیلہ پوری طاقت سے دریا کے پانی میں پھینک دے اور حضرت خضر علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہے یا خضر علیہ السلام! سلطان العارفین رحمتہ اللّٰہ علیہ کے وسیلہ سے دریا کا پانی دور ہٹا دیں۔ سردیوں کا موسم تھا دریا میں پانی ویسے ہی کم تھا۔ اس فقیر نے دریا کے پانی میں وہ مٹی کا ڈھیلہ پھینک دیا اور خضر علیہ السلام کی خدمت میں عرض بھی کر دی۔ اللّٰہ تعالیٰ کے فضل سے دریا کا پانی تین میل تک دور ہٹ گیا۔ اب اس فقیر نے مکان بھی پختہ بنا لئے ہیں اور اسے فصل بھی حاصل ہونے لگی ہے یہ سب اسم اللّٰہ ذات کے تصور یکتائی کی توجہ اور سلطان العارفین رحمتہ اللّٰہ علیہ کی نگاہ کی برکت سے ہوا۔

دعوت دم:

اس دعوت کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ صاحب دعوت کا دم زندہ ہو۔ یعنی سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہر حال میں دم اسم اللّٰہ کے تصور سے نکلے۔ جو شخص دم کے ساتھ اسم اللّٰہ توجہ میں رہتا ہے یا جسے مرشد توجہ سے زندہ دم عطا کر دیتا ہے اسے یہ توفیق حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اپنا دم کسی نبی ،غوث، قطب ولی یا شہید سے ملا کر اس زیارت سے مشرف ہو جائے اور اس سے ہم کلام ہو جائے۔ صاحب شریعت کو خواب وصال میں، صاحب طریقت مراقبہ میں،صاحب حقیقت کو مکاشفہ میں اور صاحب معرفت کو عین العیان یہ ملاقات اور ہم کلامی نصیب ہو جاتی ہے۔ فقیر اس طریقہ سے بیک وقت کئی کئی بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور عین العیانی مالا کلام ہم سخن ہوا ہے۔

اسی طرح زندہ دم اپنا دم جبرائیل علیہ السلام سے ملا کر صحائف انبیاء قرآن مجید

کی تفسیر کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ مکائیل علیہ السلام کے دم سے دم ملا کر اگر کسی جگہ یا مکان پر پھونک دے گا تو وہ جگہ قیامت تک کیلئے برباد ہوجائے گی کبھی آباد نہ ہوگی۔ اگر عزرائیل کے دم کے ساتھ دم ملا کر کسی دشمنِ اسلام کے دم سے پیوست کر لے گا تو اس شخص کی جان روح اس کا دم قبض کر لے گا۔ جس سے اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ فقیر نے ایک بار حضرت عزرائیل علیہ السلام کی زیارت کرنے کیلئے آپؑ کے دم سے دم ملایا تو آپؑ تشریف لے آئے آپؑ کی شکل جنگلی کبوتر جیسے رنگ کی تھی آپؑ کے پر پاؤں اور منہ بھی کبوتر جیسا تھا البتہ لمبے لمبے بازو بھی خاکستری رنگ کے تھے لمبی لمبی لوہے کی انگلیاں بھی تھیں۔ فقیر نے ارادہ کیا کہ آپؑ کی صورت کا دوسرا رخ دیکھوں تو آپؑ اچانک پر ہیبت ڈراؤنی شکل میں ظاہر ہوگئے۔ لوہے کے بڑے بڑے دانت، منہ سے آگ نکل رہی تھی، لوہے کے ہاتھ گردن دبوچنے کیلئے تیار آپؑ کی یہ صورت دیکھ کر فقیر خوف زدہ ہوگیا آپ فوراً تشریف لے گئے لیکن تین دن تک آپؑ کی ہیبت کا خوف میرے دل اور جسم پر طاری ہوگیا۔ ہر قسم کی آیات پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتا تھا لیکن دل تھا کہ قابو سے نکلا جاتا ہے۔ بالا آخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور درود پاک کی برکت سے افاقہ ہوا۔ یا اللہ نزع کے وقت اپنی امان میں رکھنا۔

تصورِ شیخ سے دعوت پڑھنا:

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں علم نعم البدل کا متعدد بار ذکر کیا ہے۔ تصورِ شیخ بھی نعم البدل کے علوم میں سے ایک علم ہے۔ جس میں جب کوئی فقیر تصورِ شیخ کثرت سے کرتا ہے یا شیخ اپنے طالب کو اپنا وجود نعم البدل کے طور پر عطا کر کے طالب کا مرتبہ اپنے مرتبہ کے برابر کرنا چاہتا ہے تو وہ طالب کو تصورِ شیخ سے علم دعوت پڑھنے کی تلقین کرتا ہے جس میں طالب اپنے شیخ سے جسم با جسم، قلب با قلب، روح با روح، سرّ با سرّ، نور با نور یک وجود ہو کر نفسی زبانی یا قلبی زبان یا روحی زبان یا سری

زبان یا زبان نور سے کسی اسم مثلاً حی و قیوم، یا آیت "مثلاً سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ o یا کسی سورت مثلاً سورۃ اخلاص کی دعوت میں مستغرق ہوجاتا ہے تو اس اسم یا سورۃ کے معانی کے مطابق خزائن اللّٰہ پر متصرف ہوجاتا ہے۔ اس تصور سے سورۃ اخلاص پڑھنے والا جس منزل مقام پر چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے۔

فقیر کو حبیب سلطان رحمتہ اللّٰہ علیہ کا تصورِ شیخ کرنے کی توفیق بارگاہ کبریا سے حاصل ہے۔ ایک بار آپ کا تصور کر کے جب قُلۡ ھُوَ اللّٰہ شریف کی دعوت حضرت عثمان مروندی رحمتہ اللّٰہ علیہ المعروف شہباز قلندر کی زیارت کی نیت سے پڑھی اور استغراق کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فقیر اپنے وجود سے باہر نکلا ہے اپنا بایاں قدم تو اپنی ناف پر رکھا اور داہنا قدم اٹھا کر قلندر پاک کے مزار پاک کے قریب رکھ دیا اور آپؒ کی زیارت سے مشرف ہوگیا۔ سبحان اللّٰہ سلطان العارفین رحمہ اللّٰہ تعالیٰ نے کیسے کیسے اسرار فقیروں کیلئے کھول دیئے ہیں۔

سورۃ مزمل شریف کی دعوت

سورۃ مزمل شریف کی دعوت چار طریقوں سے پڑھی جاتی ہے۔

ا۔ عوام الناس سورۃ مزمل کی دعوت جاری کرنے اور برکت و یمن حاصل کرنے کیلئے روزانہ سات بار، اکیس بار یا اکتالیس بار پڑھتے ہیں اگر یہ دعوت صبح کی نماز کے بعد پڑھی جائے تو چاندی جیسے اثرات رکھتی ہے اگر مغرب کی نماز کے بعد پڑھی جائے تو سونے کے برابر ہے اور اگر تہجد کی نماز کے بعد پڑھی جائے تو ہیرے جواہرت موتیوں جیسا اثر رکھتی ہے۔ ایسے عامل دعوت کو بے شمار دینی و دنیاوی نعمتیں حاصل ہوجاتی ہے۔

۲۔ عاملین کا طریقہ دعوت:

عامل لوگ مزمل شریف کو با مؤکل پڑھتے ہیں۔ جس سے اس سورۃ مبارک کے

مؤکلات عامل دعوت سے رابطہ قائم کر لیتے اور اس کے احکام کے مطابق دینی اور دنیاوی کاموں میں اس کی مدد کرنے لگتے ہیں۔ فقیر نے با مؤکل دعوت نہیں پڑھی۔ فقیر محمد رفیق دربار باھُو سلطان رحمتہ اللّٰہ علیہ جھنگ نے سورۃ مزمل شریف کی با مؤکل دعوت کا ایک طریقہ مجھے بتایا تھا چونکہ اس میں جمالی جلالی پرہیز اور ہمہ وقت باوضو رہنا پڑتا ہے اس لئے فقیر نے نہ تو وہ طریقہ کسی کتاب میں لکھا ہے اور نہ ہی خود اس کا تجربہ کیا ہے۔

۳۔ دعوت سے روحانی کو اپنی قید میں لا کر اس سے قول وقرار لینا:

ایسی دعوت پڑھنے کیلئے چند چیزوں کا اکٹھا کرنا ضروری ہے۔

اول: کامل مرشد کی اجازت

دوم: زندہ دم ہونا

سوم: اپنے وجود کو مشق وجودیہ سے پختہ کرنا۔

چہارم: تصور اسم اللہ اور کلمہ طیب کے ذکر سے استغراق حاصل ہونا۔

پنجم: روحانی کی قبر پر باترتیب دعوت پڑھنے کے طریقہ سے واقف ہونا۔

فقیر نے بھی اس قسم کی دعوت پڑھی ہے ایسی دعوت میں روحانی اہل دعوت قید و قبضہ میں آجاتا ہے۔ عِنۡدَاللہ اس سے قول وقرار کرتا ہے اور ہمیشہ صاحب دعوت کے پکارنے پر اس کی امداد کیلئے پہنچ جاتا ہے اور ایسا روحانی مؤکلات جنات ہر ایک پر غالب ہوتا ہے۔

۴۔ با تصور اسم اللّٰہ ذات دعوت پڑھنا:

ایسی دعوت کاملین کا طریقہ ہے جسے صرف سلطان العارفین رحمہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں منکشف کیا ہے۔ یہ دعوت سات قسم کے تصورات سے سات قسم کے

مقاصد کیلئے پڑھی جاتی ہے۔

۱۔ اسم اللّٰہ کے تصور سے باترتیب دعوت مشکل کشاء ہے۔

۲۔ اسم لِلّٰہ کے تصور سے دعوت پڑھنے والا مؤکلات، جنات، غیبی لشکروں کو حاضر کر سکتا ہے۔

۳۔ اسم لہٗ کے تصور سے دعوت پڑھ کر روحانی کو حاضر کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ اسم ھُو کے تصور سے سورۃ مزمل شریف کی دعوت پڑھنے والا حضوری حق سے مشرف ہو جاتا ہے۔

۵۔ اسم محمّد ﷺ کے تصور سے دعوت پڑھنے والا دورد شریف کے ذکر اور باشعور استغراق سے حضوری مجلس محمّد رسول ﷺ میں ملازم ہو جاتا ہے۔

۶۔ اسم فقر کے تصور سے دعوت پڑھنے والا امیر الکونین صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔

۷۔ کلمہ طیب لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ﷺ کے تصور اور ذکر سے دعوت پڑھنے والا فنا بقاء لقاء اللّٰہ اور حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔

فقیر نے ان ساتوں طریقوں کی دعوت پڑھی ہے اسے آزمایا ہے اور اللّٰـہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے فوائد سے بہرہ ور ہوا ہے۔ اس قسم کی دعوت کیلئے کسی کامل کی اجازت تصور میں کامل ہونا، دعوت دم پر متصرف ہونا اور باترتیب دعوت کے طریقہ سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

ایک شخص نے جن کو قابو میں رکھا تھا جسے چاہتا اس پر جن کو مسلط کر دیتا اور اس شخص سے دس پندرہ ہزار روپے لے کر اس کی خود پیدا کردہ تکلیف کو رفع کر دیتا۔ فقیر کو ایک روز خیال ہوا کہ دیکھوں اس شخص کے پاس کیا چیز ہے؟ فقیر نے اسم لِلّٰـہ کا تصور کر کے مؤکلات سورۃ مزمل شریف کو کہا کہ جو چیز فلاں شخص کی قید میں ہے اسے حاضر

کریں۔ وہ مؤکلات اسے دونوں بازؤں سے پکڑ کر لے آئے وہ چھوٹے سے قد میں نظر آرہا تھا اور ڈر کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔فقیر نے اس سے پوچھا کیا تو جن ہے؟ اس نے گردن ہلا کر اپنے جن ہونے کا اقرار کیا۔فقیر نے غصہ سے کہا اگر تم دوبارہ اس علاقہ میں آئے اور کسی کو تنگ کیا تو تمہاری جان مار دیں گے جس پر مؤکلات نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ زمین پر گرتے ہی غائب ہوگیا۔

فقیر نے دعوت القبور بھی بکثرت متعدد اولیاء اللّٰہ کی قبور پر پڑھی ہے اور اس دعوت پڑھنے کے دو مقاصد کو ہمیشہ مدنظر رکھا ہے۔

ا۔روحانی کی توجہ سے اپنے وجود کے ایک ایک بال میں ایسا ذکر جاری کرنا جو بلا ارادہ ممکن نہیں۔

۲۔دوم حضور پاک ﷺ کی روضہ منورہ کی زیارت کرنا۔بعض اولیاء اللّٰہ اپنی قبر میں اتنے مہربان ہوتے ہیں کہ آپ ان کی قبر کے قریب جا کر ان کے قدموں کو ہاتھ ہی لگاتے ہیں تو وہ آپ کے وجود میں توجہ باطنی سے ہزار ہا قسم کے ذکر بھی جاری کر دیتے اور روضہ مطہرہ کی حاضری سے بھی مشرف کر دیتے ہیں۔

جلالی قسم کے فقیروں کی قبر پر دعوت پڑھنے سے بعض اوقات نقصان بھی پہنچ جاتا ہے۔ایک جگہ مزار دیکھ کر فقیر اس پر دعوت پڑھنے کیلئے مزار کے قریب عمارت کے اندر داخل ہو کر دعوت پڑھنے لگا۔قبر کی شرقی جانب سے ایک بہت بڑا کوڑیالہ سانپ نکلا اور قبر کے اندر سے ہی قبر کے سرہانے سے گھومتا ہوا قبر کی غربی جانب جہاں فقیر کھڑا تھا آیا اور میری بائیں پنڈلی پر کاٹ لیا اور دوسرا وار اس نے میری کمر پر دل کے عین پیچھے کیا اور مجھے پریشان چھوڑ کر اپنی قبر میں واپس داخل ہوگیا۔فقیر مزار کی عمارت سے باہر نکلا اور اس مزار کا واحد دروازہ جلالیت سے کھینچ کر بند کر دیا۔اس کی کنڈی لگا دی اور کہا

اب قیامت تک کیلئے تم اپنی قبر سے باہر نہ نکل سکو گے۔ فقیر نے کسی شخص سے سوال کیا کہ یہ بزرگ کیسا ہے؟ تو اس نے جواب دیا آپ وہ بڑی گھاس دیکھ رہے ہیں۔ اس میں ایک مٹھی بھر گھاس اگر کوئی شخص اپنی بھینس کو ڈال دے تو رات کو ہی سانپ اسے ڈس لیتا ہے اور وہ مر جاتی ہے اور ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ فقیر نور محمد کلاچوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب سلطان الاوراد میرے پاس موجود تھی میں نے وہ کتاب جس جگہ سانپ نے کاٹا تھا وہاں رگڑی لیکن مجھے بخار ہو گیا اور میری طبیعت بگڑنے لگی وہاں سے کار لے کر فقیر اپنے گھر پہنچ گیا موسم خوشگوار تھا اسلیئے چھت پر چارپائی ڈال کر لیٹ گیا۔ تین دن تین رات مدہوشی کی حالت طاری رہی کبھی ہوش میں آجاتا کبھی بیہوش ہو جاتا۔ وہ سانپ مجھے اپنی قبر میں بے قرار ایسے سر کو آگے پیچھے حرکت دیتا اور پیچ و تاب کھاتا نظر آتا۔ تیسری رات میں نے سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کو امداد کیلئے پکارا اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہی سانپ میری چارپائی کے نزدیک ادھ مواء سا پڑا ہے۔ فقیر نے اس کو سر کے قریب گردن سے پکڑ لیا تو اس نے نیم دلی سے اپنی دم میرے بازو کے گرد لپیٹنے کی کوشش کی لیکن فقیر نے بائیں ہاتھ سے اس کی دم کو ہٹا دیا اور اپنا دایاں بازو اونچا کر کے اسے زور زور سے چار پانچ جھٹکے دیے۔ جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے تمام مہرے ٹوٹ گئے اور مجھے اس کی آواز سنائی دی پھر میں اسے اپنے مکان کے صحن میں لے آیا اس کے منہ میں سامنے کے دو دانت توڑ ڈالے اور زہر کی پوٹلی کو کھرچ کر باہر نکال کر پھینک دیا اور ارادہ کیا کہ زمین پر اس کا منہ رگڑ کر اسے ماردوں کہ اچانک آواز آئی عالم برزخ میں دوبارہ موت نہیں اس کو چھوڑ دو۔ فقیر نے سانپ کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور وہ ایسے گرا جیسے بھیگی ہوئی رسی اور غائب ہو گیا۔ بعد ازاں لوگوں نے دیکھا کہ اس کی قبر کی سب شوں شاں بند ہو گئی۔ لوگوں نے وہ گھاس کاٹ لی اور جس شخص کا وہ پلاٹ تھا

اس نے عمارت تعمیر کر لی۔ فقیر کی ٹانگ چھ ماہ تک ٹھیک نہ سکی اور دل کا درد بھی شروع ہو گیا۔ بالآخر سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے مزار پر حاضری دی اپنے جسم کو محل پاک سے لپیٹ کر دعا کی تو اس مصیبت سے جان چھوٹی۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا واقعات صرف سکون قلبی اور جمعیت کا ذریعہ ہیں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے تا کہ مجھے سکون قلبی حاصل ہو جائے۔ راہ سلوک میں جو کچھ بھی پیش آتا ہے وہ چراغ راہ ہے منزل نہیں طالب حق کو چاہیے کہ فقر فخر محمدی ﷺ حاصل کرے اور ماسویٰ اللہ سے فارغ ہو کر مع اللہ اس طرح پیوست ہو جائے کہ اسے عرش تا تحت الثریٰ، ملائکہ، مؤکلات روحانی اور جنات میں سے کچھ بھی یاد نہ رہے اور نہ ہی اس کا التفات رہے۔

اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

دعوت اسماء الحسنٰی

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ننانوے کلیدات ہیں۔ ہر ایک کلید سے حاضرات اسم منکشف ہوتے ہیں اور ہر ایک اسم سے تمام دینی و دنیاوی مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک میں ہدایت کی ولایت اور غنایت کا خزانہ ہے جس نے دائرہ ذات سے اسمائے صفات کو نہ پایا سمجھ لو کہ وہ علم ظاہری اور باطنی سے بے دانش و بے شعور ہے۔ ایسا شخص فقر و فاقہ، عاجزی اور محتاجی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہوگا۔ توحید و معرفت الٰہی سے محروم رہے گا۔ یہ بات مرشد کامل عارف باللہ صاحب مسما اسم بامسمی کو حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص کلید حاضرات سے آگاہ اور معرفت کی توجہ جانتا ہے وہی مرشد کامل اہل توحید ہے ورنہ ناقص اہل تقلید ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

تصرف یَا اَللّٰهُ کلید	تصرف یَا رَحْمٰنُ کلید	تصرف یَا رَحِیْمُ کلید	تصرف یَا مَالِکُ کلید	تصرف یَا قُدُّوْسُ کلید
تصرف یَا سَلَامُ کلید	تصرف یَا مُؤْمِنُ کلید	تصرف یَا مُهَیْمِنُ کلید	تصرف یَا عَزِیْزُ کلید	تصرف یَا جَبَّارُ کلید
تصرف یَا مُتَکَبِّرُ کلید	تصرف یَا خَالِقُ کلید	تصرف یَا بَارِئُ کلید	تصرف یَا مُصَوِّرُ کلید	تصرف یَا غَفَّارُ کلید
تصرف یَا قَهَّارُ کلید	تصرف یَا وَهَّابُ کلید	تصرف یَا رَزَّاقُ کلید	تصرف یَا شَکُوْرُ کلید	تصرف یَا عَلِیُّ کلید
تصرف یَا کَبِیْرُ کلید	تصرف یَا حَافِظُ کلید	تصرف یَا مُقِیْتُ کلید	تصرف یَا حَسِیْبُ کلید	تصرف یَا جَلِیْلُ کلید
تصرف یَا کَرِیْمُ کلید	تصرف یَا رَقِیْبُ کلید	تصرف یَا مُجِیْبُ کلید	تصرف یَا وَاسِعُ کلید	تصرف یَا وَدُوْدُ کلید

تصرف یا مجید کلید	تصرف یا ملک کلید	تصرف یا شہید کلید	تصرف یا حق کلید	تصرف یا دلیل کلید
تصرف یا قوی کلید	تصرف یا فتاح کلید	تصرف یا عالم کلید	تصرف یا باطن کلید	تصرف یا باسط کلید
تصرف یا حفیظ کلید	تصرف یا حافظ کلید	تصرف یا رافع کلید	تصرف یا معز کلید	تصرف یا مذل کلید
تصرف یا سمیع کلید	تصرف یا بصیر کلید	تصرف یا حکیم کلید	تصرف یا عدل کلید	تصرف یا سبوح کلید
تصرف یا خبیر کلید	تصرف یا حلیم کلید	تصرف یا عظیم کلید	تصرف یا علیم کلید	تصرف یا غفور کلید
مقام تزکیہ نفس مطمئنہ عشق قلب صفا بیدار دل [illegible]	مقام تصفیہ روح معرفت محبت تجلیات ذات	مقام سلطان ذکر قربانی اسرار مخفی	مقام قرب مشاہدہ رؤیت دیدار پروردگار [illegible] مع اللہ	مقام مجلس محمدی حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تصرف حاضرات یا مبین تصور	تصرف حاضرات یا ولی تصور	تصرف حاضرات یا حمید تصور کلید	تصرف حاضرات یا محصی تصور کلید	تصرف حاضرات یا ابدی تصور

یا محی	یا ممیت	یا حی	یا قیوم	یا واحد
یا احد	یا صمد	یا قادر	یا مقتدر	یا مقدم
یا موخر	یا اول	یا آخر	یا ظاہر	یا باطن
یا والی	یا متعالی	یا بر	یا تواب	یا منعم
یا شکور	یا عفو	یا رءوف	یا مالک الملک	یا ذوالجلال والاکرام
یا رب	یا مقسط	یا جامع	یا غنی	یا مغنی
یا معطی	یا مانع	یا ضار	یا نافع	یا نور

تصرف حاضرات یَاهَادِیُ تصور کل روحانیات	[illegible] الله کل وجود [illegible] علم عبارات علم مقامات	تصرف حاضرات یَابَدِیْعُ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم	تصرف حاضرات یَابَاقِیُ تصور مراقبہ [illegible]	تصرف حاضرات یَارَشِیْدُ تصور الہام [illegible]
تصرف حاضرات یَاصَبُوْرُ تصور علم حلم	تصرف حاضرات اَلَّذِیْ تصور [illegible]	تصرف حاضرات لَیْسَ تصور [illegible]	تصرف حاضرات کَمِثْلِهٖ تصور [illegible]	تصرف حاضرات شَیْءٌ تصور [illegible]
وَهُوَ	تصرف حاضرات اَلسَّمِیْعُ تصور [illegible]	تصرف حاضرات اَلْعَلِیْمُ تصور [illegible]	تصرف حاضرات وَعْدَ اللّٰهِ تصور [illegible]	تصرف حاضرات اَلْحَقُّ تصور [illegible]
تصرف حاضرات اِنَّكَ تصور [illegible] سلطان الفقر	تصرف حاضرات لَا تصور [illegible]	تصرف حاضرات تُخْلِفُ تصور [illegible]	تصرف حاضرات الْمِیْعَادَ تصور [illegible]	تصرف حاضرات اَللّٰه بس مَاسِوَی اللّٰه هَوَس تصور [illegible]

واضح رہے کہ آدمی کی اصل خاص تجلّی لطیف سے ہے۔ آدمی کے بدن پر تجلّی خاص ہے اور کپڑا آدمی کے بدن پر کثیف ہے۔ انسان تجلّی خاص الخاص نُور ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اکیسواں باب(21)

وصال باھُو رحمۃاللّٰہ علیہ

موت کی اقسام

ہر شخص کی موت اس کے روحانی مراتب کے مطابق ہوتی ہے جسکے حسب ذیل درجات ہیں۔

(1) کافروں کی موت
(2) گنہگاروں کی موت
(3) اللہ تعالیٰ پر الزام لگانے والوں کی موت
(4) منافقوں کی موت
(5) صالحین/پرہیزگار نمازیوں کی موت
(6) مقربین کی موت
(7) شہداء کی موت
(8) عاشقوں کی موت
(9) اولیاء اللہ کی موت
(10) فنا فی اللہ بقا باللہ کی موت
(11) دست قدرت سے موت
(12) حضرت علی علیہ السلام کا وصال
(13) صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال
(14) حضور پاک ﷺ کا وصال

(15) حضرت سلطان باھُو رحم اللہ تعالیٰ کا وصال

(1) کافروں کی موت:۔

وَلَوْتَرٰی اِذْیَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ وَذُوْقُوْاعَذَابَ الْحَرِیْقِ O(سورۃالانفال/50)

کافروں کا جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پنجہ میں پھنس کر رہ جاتے ہیں فرشتے ان کے چہرہ اور ران کی پیٹھ پر تھپڑ مارتے اور کہتے ہیں یہ ہے تمہارے گناہوں کا عذاب آگے چلو اور مزید عذاب چکھو۔

ریگستان میں پیدل سفر کرنے والے جب شدت کی دھوپ میں پھنس جاتے ہیں اور پیاس سے انکا بُرا حال ہو جاتا ہے تو انہیں صحرا میں بہت دور پانی کی نہر نظر آتی ہے جسے دیکھ کر مسافر اسکی طرف بھاگنا شروع کر دیتا ہے اور افتاں وخیزاں جب اس جگہ پہنچتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ پانی کی بجائے نظر کا دھوکا اور سُراب تھا اب وہ زندگی سے ناامید ہو کر اس جگہ گر جاتا ہے اور موت اسے آدبوچتی ہے۔یہی حال کافروں کی زندگی کا ہوتا ہے کہ وہ ساری زندگی ایک سراب کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں بالآخر موت ان کو ناامیدی کی حالت میں اپنے قبضہ میں لے لیتی ہے۔

(2) گنہگاروں کی موت:

عمرو بن العاص نے جو حضرت امیر معاویہؓ کا معتمد مشیراور ساتھی تھا نے اپنے احباب سے کہہ رکھا تھا کہ نہ جانے لوگ موت کا حال کیوں نہیں بیان کرتے جب میری موت آئے گی میں سب کچھ بیان کردوں گا۔وہ عالم نزع میں مبتلا ہوا تو اسکے دوستوں نے پوچھا کس حال میں ہو؟ اس نے جواب دیا کہ زمین وآسمان جتنے بڑے چکی کے

دو پاٹ ہیں جن کے درمیان مجھے ڈالا گیا ہے اور جان نکالنے کے لیے وہ چکی کی طرح مجھے پیس رہے ہیں اس کے بعد اس کی زبان بند ہو گئی۔

(3) اللہ تعالیٰ پر الزام لگانے کی موت:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں موت کے وقت فرشتے ان کو اذیت میں مبتلا کر کے ان کو مار پیٹ کرتے اور جہنم کی طرف دھکیلتے ہیں اور یہ ان کے کیے کی سزا ہے۔

(4) منافقوں کی موت:۔

منافق بظاہر مسلمان ہوتا ہے لیکن جب اس کے سامنے رسول پاک ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اسکے باطنی نفاق کی بیماری اسکے چہرے پر کراہیت کی صورت میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ منافق ہمیشہ تذبذب میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی مانند ہوتی ہے جو بجلی کی چمک اور روشنی میں چند قدم چل لیتا ہے اور اندھیرے میں کھڑا کا کھڑا رہ جاتا ہے وہ زندگی کی دوڑ میں بھی ایسا ہی رہتا ہے۔ جب وہ مسلمانوں کو کامیاب اور انکا مستقبل روشن دیکھتا ہے تو انکے ساتھ شامل ہو جاتا ہے اور جب مسلمانوں کو کسی آزمائش اور پریشانی میں مبتلا دیکھتا ہے تو ان کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہوتی ہے کہ جب بجلی کی کڑک سنتا ہے تو دونوں ہاتھوں سے کانوں کو اسطرح ڈھانپ لیتا ہے گویا کہ اسے موت نے اچک لیا ہو پس منافقوں کی موت تذبذب کی حالت میں ان کو اچانک جھپٹ لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو منافقوں پر شدت کرنے اور ان کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور انکی قبروں پر دعائے مغفرت کرنے کیلئے کھڑا ہونے سے منع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اللہ ورسول ﷺ اور اسلام کے دشمن ہیں قبر میں ان پر میرے عدل کا قانون لاگو ہو چکا ہے پس اگر آپ ﷺ

کسی منافق کیلئے ستر بار بھی مغفرت کی دعا کریں گے تو بھی میں اس کی بخشش نہ کروں گا۔

(5) صالحین / پرہیزگار نمازیوں کی موت:۔

پرہیزگار نیکوکار لوگوں کو آسان موت دی جاتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی نیکوکار نمازی پرہیزگار کی موت اس پر اپنے سائے ڈالتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کی عصر کی نماز فوت ہورہی ہے اور سورج ڈھل رہا ہے اس طرح وہ بار بار کہتا ہے کہ سورج غروب ہوگیا اور میری نماز رہ گئی یہی کہتے کہتے اسکی زندگی کا سورج ڈھل جاتا ہے اور وہ موت کی گود میں اتر جاتا ہے۔

(6) مقربین کی موت:۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مقربین کی موت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک خوشبو مقرب بندہ کی طرف بڑھتی ہے اس خوشبو کو سونگھ کر مقرب بندہ اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دیتا ہے۔

فَاَمَّآاِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ o فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ o

(الواقعہ/89~88)

پس (وہ مرنے والا) اگر اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا تو اس کیلئے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت ہوگی۔

(7) شہداء کی موت:۔

شہید اس کو کہتے ہیں جو فی سبیل اللہ اپنی جان قربان کر دے اور آخری لمحات میں دیدار انوار الٰہی سے مُشرف ہوجائے۔ زلیخا کو مصر کی عورتوں نے طعنہ دیا کہ وہ اپنے غلام یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوگئی ہے۔ زلیخا نے زنانِ مصر کو دعوت دی کہ وہ یوسفؑ کا دیدار کریں زلیخا نے تھالیوں میں انکے سامنے تربوز رکھ دیے اور ایک ایک تیز چھری ان

کے ہاتھوں میں تھمادی اور انہیں کہا کہ وہ تربوز کاٹیں اسی اثنا میں زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو کمرے کے اندر بلا لیا۔ ہر عورت آپ علیہ السلام کا حسن دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھی اور ہر عورت پکار اٹھی کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ اور انہوں نے اسی بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ دیے اور ان کو کوئی تکلیف نہ ہوئی اسی طرح شہداء دیدار انوار الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں اور ان کی جان ایسے نکل جاتی ہے جیسے مکھن سے بال۔ حضرت آسیہ رحمۃ اللہ علیہا فرعون کی بیوی جب رَبِّ هَارُوْنَ وَمُوْسٰی o پر ایمان لے آئی تو فرعون نے سزا کے طور پر ان کے ہاتھ پاؤں اور پیٹ پر لوہے کے کھونٹے گھاڑ دیے آپؒ مسکرانے لگیں اور فرمایا مجھے دیدار الٰہی ہو گیا ہے اب تکلیف کیسی۔

وَلَاتَقُوْلُوْالِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَo (سورۃالبقرہ/154)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اسکا شعور نہیں ہم آزمائش کرتے ہیں کسی قدر خوف سے بھوک سے اموال میں نقص جانوں میں (شہادت) سے اور جو صابر بندے ہیں جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں۔

اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّآاِلَيْهِ رٰجِعُوْنَo(سورۃالبقرہ/156)

ان کے اوپر رب کی رحمت اور صلوٰت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی میدان کربلا میں اس آیت کے مطابق شہادت ہوئی اور جب شمر آپؑ کا سر مبارک کاٹنے لگا آپؑ نے زخموں سے چُور ہونے کے باوجود اسے جھڑک دیا اور کہا او مردود! پیچھے ہٹ۔ جب تک حسینؑ کا سر قبلہ رؤ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز نہ ہو جائے تم اسے کاٹ نہیں سکتے۔ آپؑ قبلہ رخ ہو کر بارگاہِ

کبریا میں سجدہ ریز ہوگئے تب شمر نے آپؓ کا سر مبارک کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا تو لوگوں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام کے ہونٹ ہل رہے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت جاری ہے۔ آواز آ رہی تھی کیا میرا قصہ اصحاب الرقیم سے بھی زیادہ عجیب نہیں ہے؟

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْامِنْ اٰیٰتِنَاعَجَبًاO(الکھف/9)

(8) عاشقوں کی موت:۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یک بار میرد ہر کسے　　　　بیچارہ جامیؔ بار رہا
اک واری تے ہر کوئی مردا　عاشق مردے　پل پل ھُو

عاشقاں دے گل چھُری ہمیشہ اگے محبوباں دے کُسدے ھُو

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روز اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کیلئے کوہ طور کی طرف جا رہے تھے راستے میں ایک گڈریے کو دیکھا جو محویت کے عالم میں بیٹھا اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے میرے اللہ! اگر تو مجھے مل جائے تو میں تیری جوتی صاف کروں تیرے کپڑے دھوؤں تیرے سر میں کنگھی کروں اور جوئیں نکالوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ کلام پسند نہ آیا اسے جھڑکا اور کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسا جانتے ہو؟ وہ خاموش ہوگیا اور آپؑ آگے بڑھ گئے کوہِ طور پر ہمکلامی کے دوران اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ! میں نے تمہیں جوڑنے کیلئے بھیجا توڑنے کیلئے نہیں۔

تو برائے وصل کردن آمدی　نئے برائے فصل

اے موسیٰؑ! جاؤ اور دیکھو وہ گڈریا شدتِ ندامت اور غم کی وجہ سے فوت ہوگیا اس کے کفن دفن کا انتظام کرو۔

حضور پاک ﷺ کا ایک عاشق جب غزوہ اُحد میں شدید زخمی ہوگیا تو اس نے اپنی آخری خواہش یہ بیان کی کہ مجھے حضور پاک ﷺ کے قدموں میں ڈال دیں تاکہ میری جان حضور پاک ﷺ کے قدموں میں نکلے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ صحابی کو جب مکہ کے کافروں نے سولی پر لٹکا دیا آپؓ کے سینہ میں ایک نیزہ مارا تو آپؓ نے ہوا سے کہا میرا حال میرے آقا حضور ﷺ تک پہنچا دے اور حضور پاک ﷺ نے یہ واقعہ عین بیان کر دیا۔

ایک کافر نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے کہا میرا خیال ہے تم چاہتے ہو کہ تم کو رہا کر دیا جائے اور تمہاری جگہ تمہارے رسول ﷺ کو تکلیف دی جائے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ تم عشق کے معاملات کو کیا جانو اگر میرے وجود کو ہزار بار ہزاروں ٹکڑوں میں کاٹ دیا جائے تو میں یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ میرے پیارے نبی ﷺ کو ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف بھی پہنچے یہ کہا اور ذکر میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ واصل باللہ ہو گئے۔

(9) اولیاءاللہ کی موت:۔

ولی اللہ وہ ہے جس کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں اور ان کا وجود نور ہو جاتا ہے ایسے شخص کی تین خوبیاں ہیں۔

ا۔ جب وہ چلتا پھرتا ہے تو اس کا نور اس کے ساتھ چلتا پھرتا ہے۔

وَجَعَلْنَالَهُ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاس۔ (سورۃالانعام /122)

ہم نے اسے ایک نور عطا کر دیا ہے جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔

نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔ (سورۃ الحدید/12)

ان کا نور ان کے سامنے اور داہنے ان کے ساتھ چلتا ہوگا۔

۲۔ اولیاﷲ کوکوئی خوف اورحزن نہیں ہوتا اگراس کے سر پرغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی اسے خوف نہیں آ تا۔

اَلَآاِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَاھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَo(سورۃ یونس/62)

۳۔ اولیاالـلّٰـہ کی موت کی شان بھی عجیب ہوتی ہے کہ ان کی روح ان کے وجود سے باہر نکلنے کی بجائے ان کے قلبی نوری وجودمیں جذب ہوجاتی ہے او ر وہ خلق جدید سے ایک نیاوجود لے کرقلب وروح کے وجود کے ساتھ جسدعنصری سے باہر نکل آتے ہیں۔

حضور پاکﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَایَمُوۡتُوۡنَ بَلۡ یَنۡقَلِبُوۡنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ.

بے شک اولیاالـلّٰـہ مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں منتقل ہوجاتے ہیں۔

(10) فنا فی اللّٰہ ،بقاباللّٰہ کی موت:۔

جولوگ اسم اللّٰہ کا تصورکرتے ہیں انہیں اللّٰہ تعالیٰ کاقرب حاصل ہوجا تاہے ایسےلوگوں کی موت نوراسم اللّٰہذات میں گم ہوکرہوتی ہے

اسی طرح مشہور ہے کہ ایک شخص تین روز سے نزع میں پھنسا ہوا تھا نہ جان نکلتی تھی نہ چھوٹتی تھی مریدوں نے مرشد کی بارگاہ میں اس کی کیفیت بیان کی آپ آ ئے اوراسے آوازدی مریدنے مڑکردیکھاتووہ جاں بحق ہوگیا۔مریدوں کے پوچھنے پرمرشدنے فرمایاوہ نوراسم الـلّٰـہ ذات میں گم تھا موت کا فرشتہ اس نور میں داخل نہیں ہوسکتا تھا پس میں نے اسکوآوازدے کردنیامیں بلایاتوعالم ناسوت میں فرشتے نے اسکی جان قبض کرلی۔

(11) دستِ قدرت سے موت:۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ کو فرمایا میں تیری جان اپنے دستِ قدرت سے قبض کروں گا کیونکہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی تمہارے لیے نامحرم ہیں۔

(12) حضرت علی علیہ السلام کا وصال:۔

21 ماہ رمضان المبارک بروز ہفتہ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی آپؑ کوفہ کی مسجد میں نمازِ فجر کی امامت کیلئے کھڑے ہوئے تو ابن ملجم خارجی نے اپنی چادر کے اندر چھپی ہوئی تلوار نکال کر حضرت علی علیہ السلام کے سر مبارک پر ماردی یہ تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی اور آپؑ کے سر مبارک کے پچھلے حصہ میں کُھب گئی جس سے آپؑ بیہوش ہوکر گر گئے۔ ابن ملجم کو نمازیوں نے پکڑ لیا اور چادر ڈال کر اسکی مُشکیں کس دیں۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو ہوش آیا تو آپؑ کو پینے کیلئے شربت کا گلاس پیش کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کی قاتل کو زیادہ ضرورت ہے پھر فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس کا فیصلہ میں خود کروں گا اگر فوت ہوگیا تو آپ چاہیں جو مرضی فیصلہ کریں نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر میرا وصال ہو جائے تو نہلا دھلا کفنا کر ایک صندوق میں بند کر دیں ایک نقاب پوش اونٹنی سوار آئے گا یہ اسکے سپرد کر دینا جب صندوق تیار ہوگیا تو ایک نقاب پوش اونٹنی لے کر آ گیا حسبِ وصیت حضرت علی علیہ السلام کا جسدِ مبارک اونٹنی پر لاد دیا گیا نقاب پوش اونٹنی کی نکیل پکڑے صحرا کی طرف چل پڑا۔ دونوں شہزادے ان کے پیچھے چلنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ نقاب پوش رک گئے اور حسنین کریمین علیہم السلام سے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ خدشہ ہے کوئی خارجی آپؑ کا وجود نہ لے جائے اور بے حرمتی کرے جس پر نقاب پوش نے اپنا نقاب اٹھایا تو حضرت علی علیہ السلام خود ہی تھے۔ شہزادے

مطمئن ہو کر واپس لوٹ گئے۔ روایت ہے کے بعد ازاں حضرت علی علیہ السلام نے اپنے کسی مولائی کو خواب میں اشارہ کیا کہ ان کے مزار کا نشان نجفِ اکبر میں قائم کیا جائے اس مزار پر زیارت کیلئے شیعہ حضرات بکثرت جاتے ہیں اور وہاں ماتم بھی کیا جاتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا ایک مزار صوبہ بلخ کے ضلع مزار پور افغانستان میں بھی ہے جو مرجع خاص وعام ہے وہاں پر زیارت کیلئے صرف سُنی حضرات جاتے ہیں۔ عقیدت کا یہ عالم ہے کہ لوگ مزار سے بیس میل دور اپنی جوتیاں اتار دیتے ہیں گاڑیاں روک دیتے ہیں اور ننگے پاؤں مزار شریف تک زیارت کیلئے جاتے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہی مزار حضرت علی علیہ السلام کی اصل زیارت گاہ ہے کیونکہ کوفہ سے بلخ تک سیدھا سفر کیا جا سکتا ہے۔ فناء و بقاء کا یہی وہ درس ہے جو باب العلم حضرت علی علیہ السلام اولیاء عظام کو عطا کرتے ہیں۔

(13) صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال:۔

حضرت صابر پیا چشتی رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف کے متعلق مشہور ہے کہ آپؒ کے مرید خاص حمید الدین ناگوریؒ نے اپنے مرشد سے پوچھا فناء و بقاء کا مقام کیا ہے؟

صابر پیاؒ نے فرمایا جو میرا جنازہ پڑھائے گا اس سے پوچھنا۔

جب صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو جنگل کے شیر آپؒ کی چارپائی کے چاروں طرف آ کر بیٹھ گئے اور جب کوئی اٹھتا تو وہ بھی اٹھ جاتے اسی اثناء میں ایک نقاب پوش گھوڑی پر سوار آ پہنچا اس نے گھوڑی کو کھونٹے سے باندھ دیا اور آگے بڑھ کر جنازہ تیار کرنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد جنازہ تیار ہونے پر آگے کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھائی اور دعا کر کے حکم دیا اس کو قبر میں دفن کر دیں اور خود اپنی گھوڑی کی طرف بڑھے اور اس پر سوار ہوئے تو حمید الدین ناگوریؒ نے رکاب میں آپؒ کے پاؤں کا بوسہ

دیا نقاب پوش نے پوچھا کیا بات ہے؟ حمید الدین ناگوریؒ نے عرض کی مرشد نے فرمایا تھا کہ فناء اور بقاء کا مقام اس شخص سے پوچھنا جو میری نمازِ جنازہ پڑھائے یہ سن کر نقاب پوش نے نقاب اٹھایا تو حمید الدین ناگوریؒ نے دیکھا کہ وہ خود صابر پیاؒ ہیں۔آپؒ نے فرمایا کہ فناء وہ ہے اور بقاء یہ ہے حمید الدین ناگوریؒ غش کھا کر گر گئے نقاب پوش نے گھوڑی کو ایڑی لگائی اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ بابا بُلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

بلھیا اساں مرناں ناہیں گور پیا کوئی ہور

(14) حضور پاک ﷺ کا وصال:۔

اَلْمَوْتُ جُسُرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبِ اِلَی الْحَبِیْبِ.

موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتی ہے۔

رسول پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا وہ چاہیں تو اس دنیا میں رہیں اور اگر چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس آجائیں۔حضور ﷺ نے آخرت کو ہی اختیار کیا جب حضور ﷺ کا آخری وقت قریب ہوا تو آپ ﷺ کو بخار کی شدید حدت محسوس ہو رہی تھی آپ ﷺ کا چہرہ نور سرخ ہو گیا تھا اور آپ ﷺ ٹھنڈے پانی کے پیالہ سے اپنی انگلیاں بھگو کر اپنے چہرہ مبارک پر مل رہے تھے اور فرما رہے تھے غلاموں اور لونڈیوں کا خیال رکھنا ایک دوسرے کے حقوق پورے کرنا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں قرآن مجید اور اپنے اقرباء کی مودت۔اگر ان کی اتباع کرو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ جب فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہ آپ ﷺ کی حالت کو دیکھ کر رونے لگیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جانِ پدر! یہ آخری تکلیف ہے جو تمہارے باپ کو ہو رہی ہے اسکے بعد کوئی تکلیف نہ ہو گی۔آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسواک لے کر کی اور پھر واپس کر دی۔

بَلْ ھُوَ رَفِیْقُ الْاَعْلٰی.

کے الفاظ تین بار کہے یعنی میں اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جارہاہوں اس طرح حضور پاک ﷺ کا 12 ربیع الاول 11ھ کو وصال ہوا۔

(15) سلطان العارفین علیہ الرحمہ کا وصالِ مبارک اور مزارات کی منتقلی

جو شخص اسماء النبی ﷺ میں سے کسی ایک اسم میں گم ہو کر اپنی موت کو لبیک کہتا ہے اسے فناء فی الرّسول کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ حضرت سلطان باھُو رحم اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ نے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرالزمانی کا خطاب عطا کیا لیکن فناء فی الرسول میں جو مقام سلطان باھُو رحم اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ نے اتنے ہی سانس لیے جتنے حضور پاک ﷺ نے لیے تھے۔ 63 سال 5 ماہ 3 یوم اس دارِ فانی میں گزارنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور یہی فناء فی الرّسول کا اعلیٰ ترین مقام ہے جو فناء فی الرّسول کا مقام حاصل کر لیتا ہے اسی کو بقاباللہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

محمد ﷺ کو مت کر خدا سے جدا
محمد ﷺ ملے تو خدا مل گیا

ا۔ پہلا مزارِ مبارک 1102ھ تا 1180ھ:۔

سلطان العارفین حضرت سلطانِ باھُو رحم اللہ تعالیٰ کا وصال 1102ھ میں جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو ہوا۔ آپ علیہ الرحمہ کے والد حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ اور مائی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا مزار شورکوٹ شریف میں مرجع خاص وعام ہے جبکہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا مزار قلعہ قہرگان شورکوٹ سے باہر تھوڑے فاصلے پر ایک پختہ اینٹوں کی چاردیواری کے اندر تھا اس مزار پاک میں خاص الخاص فقیر رہتے تھے "گم قبر گم نام گم نام و نشان" کا سماں تھا اس مزار

پاک میں آپؒ 1102ھ تا 1180ھ تک مقیم رہے۔ دریائے چناب اور جہلم میں سیلاب کی وجہ سے پانی کے ریلے پختہ چاردیواری سے ٹکرانے لگے اور اسکا کچھ حصہ پانی میں بہہ گیا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سجادہ نشین کو حکم دیا کہ میرا صندوق باہر نکال کر کسی دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ حسب الحکم فقیر صندوق کی تلاش میں مزارِ مبارک کی مٹی کھودنے لگے لیکن صندوق نہ ملا فقیر اور سجادہ نشین سب حیران تھے کہ اب کیا ہوگا رات کو خواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل صبح ایک سبز پوش آئے گا وہ صندوق کی نشاندہی کر دے گا۔ دوسرے دن ایک سبز پوش نقاب پہنے ہوئے تشریف لائے اس نے ایک جگہ کی نشاندہی کی تو وہاں سے صندوق برآمد ہوگیا یہ سرکار سلطانِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ خود ہی تھے پس وہ نشاندہی کر کے چلے گئے فقیروں اور سجادہ نشینوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔

۲۔ دوسرا مزارِ مبارک 1180ھ تا 1336ھ:۔

مزارِ مبارک کی جانب دریا کے سیلابی پانی کے کٹاؤ کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مزارِ مبارک دریا کے دوسری جانب پیپل والے کھوہ والی حویلی میں بنایا جائے پہلا مزار آہستہ آہستہ پانی میں گم ہوگیا سرکار کا صندوق مبارک صحیح سالم تھا اس لیے یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اسی صندوق مبارک میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے مزار میں منتقل کر دیا جائے پیپل والا کھوہ خوف ناک سمجھا جاتا تھا اور وہاں لوگ خوف کھاتے اور کوئی مال مویشی نہ جاتا تھا اس حویلی میں جو دریا کی غربی جانب تھی مزار مبارک دائیں جانب اور مسجد بائیں جانب تعمیر کی گئی وہاں ساتھ ساتھ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشینوں نے اپنی رہائش رکھ لی اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر اولاد نے بھی وہیں اپنے اپنے مکانات تعمیر کر لیے۔ یہی جگہ سمندری والی بستی کے نام سے مشہور ہوئی جہاں آج بھی بہت سے صاحبزادگان رہائش رکھتے ہیں اس مزارِ پاک سے سلطان

العارفین قدس سرّہٗ العزیز کا فیض خاص الخاص لوگوں کیلئے جاری ہوا اور بہت سے لوگ یہاں سے فیض یاب ہوئے۔

خلق را تلقین بکن بہر از خدا

طالب بیا طالب بیا طالب بیا　　　　تار سانم روز اوّل با خدا

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم　　　　از ابتدا تا انتہا یک دم برم

ہر چہ خواہی طالبا از من بخا　　　　خود دہم یا مے دہانم از اللہ

اور چہ زندہ چہ مردہ چہ مسلم چہ کافر چہ بے نصیب چہ با نصیب کا فیضِ عام اسی مزارِ پاک سے شروع ہوا میاں رحمت کھوئی والے اور میاں میر محمد گرداس پوری رحمۃ اللّٰہ علیہ مصنف جوہر القرآن نے بھی فیض اسی مزار سے پایا۔حامد سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اس زمانہ کے بہت سے فیض یافتہ فقراء کا بیان مناقبِ سلطانی میں کیا ہے اس کے علاوہ ہزاروں فقیر سروری قادری سلطانی فیض سے مشرف ہوئے اور یہ سلسلہ 157 سال تک چلتا رہا۔ دریا نے ایک بار پھر اس طرف رُخ موڑ لیا اور پانی کا بہاؤ زمین کو کاٹنے لگا۔

تیسرا مزارِ مبارک 1336ھ تا حال:۔

دریا نے ایک بار پھر اس طرف رخ موڑ لیا اور پانی کا بہاؤ زمین کو کاٹنے لگا تو سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے اپنے سجادہ نشین نور احمد سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ کو حکم دیا کہ مزار میں سے صندوق مبارک نکال کر موجودہ بستی باھُو سلطان قدس سرّہٗ العزیز میں منتقل کر دیا جائے اور یہ جگہ جہاں مزارِ مبارک موجود ہے چاروں طرف سے جھاڑیوں میں گھِری ہوئی تھی گویا کہ اُسے کسی نے محفوظ کر دیا تھا وہاں کوئی جانے کی ہمت نہ کرتا تھا اسی جگہ کو مزارِ مبارک کیلئے صاف کیا گیا حضرت نور احمد سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ سجادہ نشین نے اپنے بیٹے حضرت امیر سلطان رحمۃ اللّٰہ علیہ کو حکم دیا کہ وہ صندوق مبارک کو پانی سے

باہر نکالیں لیکن حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز نے حکم دیا کہ صاحبزادہ دوست محمد سلطانؒ کو بھی ساتھ لیں پس اس طرح حضرت امیر سلطانؒ اور حضرت دوست محمد سلطانؒ نے مل کر صندوق مبارک کو باہر نکالا۔ حضرت دوست محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت خضر سلطانؒ یہاں سے شمالی جانب رہائش رکھتے ہیں اور اب ان کے بیٹے طاہر سلطان جھنگ کی سیاست میں بڑی جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ تین ماہ تک صندوق مبارک ایک کمرے میں رکھا گیا اس دوران محل پاک تیار ہوتا رہا بالآخر سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے صندوق کو تبدیل کر کے ساگوان کی لکڑی کے ایک نئے صندوق میں آپؒ کو دونوں صاحبزادوں نے منتقل کر دیا۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک سے موتیوں کی مانند پانی بہہ رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صندوق مبارک کو سطح زمین کے اوپر رکھ کے اینٹوں سے پختہ مزار مبارک بنا دیا گیا آپؒ کے مزار کے شرقی پہلوؤں میں دو دو کر کے تین لائنوں میں چھ مزار اور بائیں پہلو میں اسی ترتیب سے چھ مزار زمین کے اندر بنائے گئے ہیں اور یہ وہ مزارات ہیں جو اس سے قبل کے محل شریف سے یہاں منتقل کیے گئے ہیں اسکے علاوہ سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کی اولاد پاک کے چھ مزارات اور بھی ہیں اور ان کی تفصیل علیحدہ نقشہ میں دی جائے گی۔

جنوب مشرقی سمت حافظ فیض سلطان رحمۃ اللہ علیہ

شمال مشرقی سمت حضرت امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملحقہ حضرت حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے ملحقہ حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ

شمال مغربی سمت حضرت نور احمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت منظور سلطان رحمۃ اللہ علیہ

محل پاک کے باہر غربی جانب صاحبزادہ مجیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی

قبر مبارک ہے۔

حضرت نور احمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی سجادہ نشینی کا بوجھ حضرت امیر سلطانؒ کے کندھوں پر ڈال دیا تھا جنہوں نے موجودہ مزار پاک اور مسجد کی تعمیر کی اس میں مزارِ مبارک بائیں جانب اور مسجد دائیں جانب ہے۔حضرت امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی دو بیویاں تھیں ایک میں سے صاحبزادہ نورالحسن سلطانؒ تھے جن کو آپؒ نے اپنی ملکیت کی آدھی زمین اور دربار مائی باپ شورکوٹ شریف دے دیا تھا اس طرح نورالحسن سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حاجی عبدالمجید سلطانؒ اوران کے بعد ان کے بیٹے حبیب سلطانؒ دربار مائی باپ کے سجادہ نشین ہوئے جبکہ حضرت امیر سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دوسری بیوی کے تینوں بیٹوں حبیب سلطانؒ،حافظ فیض سلطانؒ اور حاجی غلام جیلانی سلطانؒ کو اپنی بقایا آدھی زمین اور دربار حضرت سلطان باھُو قدس سرّہٗ العزیز دیا اور تینوں بھائی یکے بعد دیگرے سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت غلام جیلانی سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی بھی دو بیویاں تھیں جن میں سے پہلی بیوی کے بطن سے صاحبزادہ ڈاکٹر مجیب سلطانؒ تھے جن کا حال ہی میں ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو چکا ہے اور دوسری بیوی سے صاحبزادہ منیب سلطان اور فخر سلطان ہیں۔

حضرت حبیب سلطان رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔حافظ فیض سلطانؒ کے بیٹے منظور سلطانؒ کی وفات کے بعد آپؒ نے سلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کے حکم سے 92 سال کی عمر میں دوسری شادی کی جس میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک مادرزاد ولی اللہ فقیر عطا کیا جسکے فقر کی دھوم ہندو،سکھ مسلمانوں اور دیگر مذاہب میں پھیلی ہوئی ہے ان کا نام صاحبزادہ نجیب سلطان شیر والی اور زلفوں والی سرکار مشہور ہے۔

قرآنِ مجید میں آیاتِ نور

حضور علیہ الصلوٰت والسلام نہ صرف نور بلکہ نور گر ہیں

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ o (سورۃالنور/35)

ترجمہ:۔اللّٰہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک اُطاق ہو جس میں ایک روشن قندیل ہو گویا کہ چمکتا ہوا موتی اور اس کے اندر ایک روشن چراغ ہے جو روغن زیتون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی اور جو بغیر آگ کے چھوئے خود بخود جل جل اٹھتا ہے فروزاں ہے۔ یہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر کی کیفیت ہے اَللّٰہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت دے دیتا ہے اَللّٰہ تعالیٰ ہر شئے کا علم رکھتا ہے۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ o (سورۃ النور/40)

پہلا اندھیرا نفس کا ہے جو وجود سمندر میں پھیلا ہوا ہے۔

جس پر ایک اور موج چھا رہی ہے جو ان اندھیروں کو اور بڑھا دیتی ہے اور یہ شیطانی اندھیرے ہوتے ہیں۔

اس موج کے اوپر ایک اور موج مخلوقات اور ما سویٰ اللّٰہ غیر اللّٰہ سے تعلق کی

موج ہے جو ان اندھیروں کو اور گہرا کر دیتی ہے۔

اور اس موج کے اوپر ایک گہرا بادل چھایا ہوا ہے جو دنیا کی محبت کا ہے۔

جب یہ چاروں ظلمات مل جاتے ہیں تو اندھیرا اتنا زیادہ گہرا ہو جاتا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا یعنی حق و باطل کی تمیز مٹ جاتی ہے اور انسان ان ظلمات کے اندھیروں میں اس آیت کے مصداق ہو جاتا ہے۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَ عَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ (البقرہ/7)

ترجمہ:۔اور ہم نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر اور ان کی سماعت پر (ان کی بداعمالیوں کے سبب)اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ یہ ظلمات تہہ در تہہ ہیں جس نے اپنے تاریک وجود میں نور پیدا نہ کیا وہ نور کہاں سے لائے گا اور اس کیلئے کوئی نور نہیں (ولی اَللّٰہ کی پہچان ہی یہی ہے کہ اسکے وجود کے اندر نور کی روشنی ہوتی ہے اسے قلبی، روحی، سرّی اور نورِ ربیّ حاصل ہوتا ہے)۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ.(البقرۃ/257)

اللہ تعالیٰ جن کو اپنا ولی بناتا ہے ان کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتا ہے۔

یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِبِاِذْنِہٖ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍO(سورۃالمائدۃ/16)

اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں ظلمات سے نور کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًامِّنْ اَمْرِنَامَاکُنْتَ تَدْرِیْ مَاالْکِتٰبُ وَلَاالْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًانَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَاوَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍO(سورۃالشوریٰ/52)

اور یونہی ہم نے وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکامِ شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ o (سورۃالانعام/1)

سب خوبیاں اللّٰہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ظلمات اور نور پیدا کیا اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

قَدْجَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ . (سورۃالمائدۃ/15)

تحقیق آیا ہماری طرف سے نور (محمّد ﷺ) تمہاری طرف۔

هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا o (سورۃالاحزاب/43)

وہ ذات اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تا کہ آپ ﷺ تم لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیں اور وہ (ذات) مؤمنین کیلئے بہت رحیم ہے۔

هُوَالَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖٓ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَاِنَّ اللّٰهَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ o (سورۃالحدید/9)

اللّٰہ وہی ہے جس نے اپنے بندے پر آیاتِ بیّنات نازل کیں تا کہ وہ (رسول ﷺ) تم کو (ان آیات کی برکت سے) ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دے اور بیشک اللّٰہ تم پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ o (سورۃابراھیم/1)

الٓرٰ (قرآنِ مجید) وہ کتاب ہے جو نازل کی ہم نے تمہاری طرف تاکہ تم (اس پر عمل سے) لوگوں کو اپنے رب کے حکم سے ظلمات سے نور میں داخل کرو اس کی راہ صراطِ مستقیم کی طرف بلاؤ وہ عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

رَسُوۡلًا یَّتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخۡرِجَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡ بِاللّٰہِ وَیَعۡمَلۡ صَالِحًا یُّدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزۡقًا ۝ (سورۃ الطلاق/11)

وہ رسول تم پر اللہ کی روشن آیتیں تلاوت کرتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ظلمات سے نور کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ نے ان کیلئے اس میں اچھی روزی رکھی۔

اَمۡ ہَلۡ تَسۡتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ. (سورۃ الرعد/16)

کیا نور اور ظلمات برابر ہیں؟ (ہرگز نہیں)۔

وَمَا یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَالۡبَصِیۡرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوۡرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الۡحَرُوۡرُ ۝ وَمَا یَسۡتَوِی الۡاَحۡیَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ اِنَّ اللّٰہَ یُسۡمِعُ مَنۡ یَّشَآءُ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ۝ (سورۃ فاطر/22~19)

اور برابر نہیں اندھا اور بینا اور نہ ظلمات اور نور اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ اور برابر نہیں زندے اور مردے بیشک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور تم (اپنی مرضی سے) نہیں سنا سکتے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں۔

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ مِّنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ (سورۃ الزمر/22)

پس جس کا سینہ اللّٰہ نے اسلام کیلئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اور ویل ہے ان کیلئے جن کے دل سخت کر دیے گئے ہیں ذکر اللّٰہ کرنے سے وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ o (سورۃالزمر/69)

اور زمین جگمگا اُٹھے گی اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں حق کا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ o (سورۃالحدید/13~12)

اس روز تم ایمان والے مردوں اور عورتوں کو دیکھو گے کہ جب وہ (اللّٰہ کی بارگاہ کی طرف) چلتے ہوں گے (چاند سورج ستاروں کی روشنی بجھ جائے گی اور ہر طرف اندھیرا ہوگا) تو وہ اپنے نور کی روشنی میں جو ان کے آگے اور ان کے داہنے ان کے ساتھ چلتا ہوگا سفر طے کرتے ہوں گے آج کے دن تم کو جنت کی بشارت ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور تم ہمیشہ اس میں رہو گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گے اہلِ ایمان سے ذرا رک جاؤ ہم بھی تمہارے نور کی روشنی میں چند قدم چل لیں حکم ہوگا واپس (دنیا میں) پلٹ جاؤ اور وہاں سے نور حاصل کرو اور ان کے

درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس کے اندر رحمت اور باہر زحمت ہوگی۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَرَبِّھِمْ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِo

(سورۃالحدید/19)

اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں صدیقین اور شہداء دوسروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کیلئے ان کا ثواب اور نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْلَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo(سورۃالحدید/28)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌo(التغابن/8)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌo(التحریم/8)

اس روز اللہ تعالیٰ نبی علیہ الصلوٰت والسلام کے ساتھیوں کو رسوانہ کرے گا ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت

ہے۔

یٰۤاَیُّھَاالنَّاسُ قَدْجَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآاِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًاo(النساء/174)

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

فَالَّـذِیْـنَ اٰمَنُوْابِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُواالنُّوْرَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَo(سورۃالاعراف/157)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

اَوَمَـنْ کَـانَ مَیْتًـافَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَالَہٗ نُوْرًایَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَاکَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَاکَانُوْایَعْمَلُوْنَo (سورۃالانعام/123)

تھا وہ مردہ ہم نے اسے زندگی بخشی اور پیدا کردیا اس کیلئے ایک نور جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا وہ اس جیسا ہے جو ظلمات سے نکلتے نہیں پاتا یونہی کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کردے گئے ہیں۔

اِنَّآاَنْزَلْنَاالتَّوْرٰۃَ فِیْھَاھُدًی وَّنُوْرٌ.(سورۃالمائدۃ/44)

بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے۔

وَقَـفَّیْـنَـاعَـلٰٓی اٰثَارِھِمْ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًالِّمَابَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْـجِیْـلَ فِیْـہِ ھُـدًی وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًالِّمَابَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰۃِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَo(سورۃالمائدۃ/46)

اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے تصدیق کرتا ہوا

توریت کی جواس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اورنور ہے اورتصدیق فرماتی ہےتوریت کی کہ اس سے پہلے تھی اور ہدایت اورنصیحت پرہیزگاروں کو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍo (سورۃابراھیم/5)

اور ہم نے موسیٰؑ کواپنی نشانیاں (معجزات) دے کر بھیجا اپنی قوم کی طرف تاکہ وہ انہیں ظلمات سے نکال کرنور میں داخل کریں اورانہیں اللّٰہ کے دن یاددلائیں (جب ان پررحم کیا گیااورانہیں نجات دی فرعون کی غلامی سے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکرگزارکو۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْانُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآاَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَo (سورۃالتوبہ/32)

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْانُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَo

(سورۃالصف/8)

کافر چاہتے ہیں کہ وہ اللّٰہ کے نورکواپنی پھونکوں سے بجھادیں لیکن اللّٰہ تعالیٰ اپنانور پوراکر کے رہے گا خواہ وہ کتنی ہی کراہیت محسوس کیوں نہ کریں۔

ھُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَنُوْرًاوَّقَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْاعَدَدَالسِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ ذٰلِکَ اِلَّابِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَo

(سورۃیونس/5)

وہی ہے جس نے سورج کوروشنی دینے والا(ضیاء)اورچاندکو نور بنایااوراس کیلئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اورحساب جانواللّٰہ نے اسے نہ بنایامگرحق نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہےعلم والوں کیلئے۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَفِیْھِنَّ نُوْرًاوَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًاo (سورۃ نوح/16)

اوران میں چاندکوروشن کیااورسورج کو چراغ۔

وَمَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْقَالُوْامَآاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَىْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِىْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًاوَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَاوَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّالَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآاٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِىْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَO(سورۃالانعام/92)

اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتاراتم فرماؤ کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے نوراورلوگوں کیلئے ہدایت جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنالئے ظاہر کرتے ہواور بہت سے چھپالیتے ہواور تمہیں وہ سکھایاجاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو اللہ کہو پھر انہیں چھوڑ دوان کی بیہودگی میں انہیں کھیلتا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَنَارًافَلَمَّآاَضَآءَتْ مَاحَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّايُبْصِرُوْنَO(سورۃالبقرہ /17)

ان کی مثل اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی توجب اس کے آس پاس سب جگمگا اُٹھا اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں ظلمات میں چھوڑ دیا کہ انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

عشق حقیقی عشق مجازی

اللّٰــہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں عشق کا لفظ استعمال نہیں کیا محبت کیلئے حُبّ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔قولہٗ تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ .(سورة آل عمران/31)

فرمادیجیئے یارسول اللہﷺ اے لوگو!اگرتم اللّٰــــہ کی محبت کے دعویدار ہوتو میری اتباع اختیار کرواللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

محبت کی ابتداء اتباع سے ہوتی ہے جس میں محبّ کو سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے ہرکام میں اپنے محبوب کی رضا مطلوب ہوتی ہے۔جب محبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو وہ عشق کا روپ دھار لیتی ہے محبت کی شدت کو عشق کہا جاتا ہے۔

عشق کی دوقسمیں ہیں۔

۱۔عشقِ حقیقی

۲۔عشقِ مجازی

اللّٰــہ تعالیٰ نے جب کائنات عالم کو پیدافرمایاھویت کی ھا کی دوآنکھوں کو عشق کا سرچشمہ بنا کر کائنات کی ہر شئے پرعشق کی حکمرانی قائم کردی۔

حیوانات میں جبلی محبت ہوتی ہے جس سے ہرحیوان، ہر پرندہ، ہردرندہ اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے یہ محبت حیوانات کے اندر رکھی گئی ہے۔ ہرماں اپنے بچے کو بغیر کسی منافع کی امید کے اس کی پرورش کرتی ہے۔اسی طرح اللّٰــہ تعالیٰ نے اجرامِ فلکی کو ایک کشش عطا کردی ہے اور یہ کشش محبت ہی کا دوسرا روپ ہے۔زمین کسی کشش کے

بغیر ناکارہ ہو جاتی۔ ہر چیز زمین پر گرنے کی بجائے آسمانوں کی طرف کھچی چلی جاتی۔ یہ محبت ہی کی کشش ہے جس نے ایک اینٹ میں ہزاروں ذرات کو یکجا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ دنیا میں عشق مجازی کے بڑے بڑے جوڑے ہو گزرے ہیں ہیر رانجھا، سوہنی ماہیوال، وامق عذرا مجازی عشق کے بہترین نمونے ہیں۔

صوفیاء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ مجازی عشق کے بغیر حقیقی عشق کا اثر نہیں ہو سکتا اس لیے وہ خوبصورت عورتوں، نوجوان لونڈوں سے عشقِ مجازی کا کھیل کھیلتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضور علیہ الصلوٰت والسلام، پنجتن پاکؓ، صحابہ رضوان اللّٰہ علیہم، غوث پاکؒ، داتا صاحب غریب نوازؒ، معین الدین چشتیؒ اور اکابرین اولیاء اللّٰہ میں سے ماسوائے دو تین صوفیاء کے کسی نے عشق مجازی اختیار نہیں کیا۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اپنی کسی کتاب میں عشقِ مجازی کی تعلیم نہیں دی۔ عشقِ مجازی میں بیشمار خطراتِ شیطانی، شہوانی اور حیوانی سے قدم پھسلنے کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ نوجوان خوبصورت عورتوں اور خوبصورت لونڈوں سے ہی کیوں عشق مجازی ہوتا ہے۔ اسّی سال کی عمر میں ایک بڑھیا عورت سے کیوں عشق کا جذبہ بیدار نہیں ہوتا؟ اگر مجازی عشق کرنا ہی ہے تو رنگا رنگ پھولوں، پھلوں، پہاڑوں، سمندر کی لہروں، ریگستان کے ذرّوں اور ستاروں کے جھرمٹ سے عشقِ مجازی کریں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو دیکھ کر اسے اپنا اللّٰہ کہا لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپؑ نے فرمایا غروب ہو جانے والی شئے اللّٰہ نہیں ہو سکتی اسی طرح آپؑ نے چاند ستاروں سب کی الوہیت اور عشق کی نفی کر دی۔ حقیقی عشق یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات، حضور علیہ الصلوٰت والسلام، حضرت علی علیہ السلام، حسنین کریمینؓ، غوث الاعظمؒ، حضرت سلطان باھُوؒ، داتا صاحب اور دیگر اولیاء اللّٰہ کی ذات سے محبت کی جائے۔

داتا غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی کے عالم میں مجھے ایک عورت سے قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بچالیا۔

عشقِ حقیقی کی پہچان یہ ہے

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی
جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آ گاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

جذبہ عشق ماسویٰ اللہ ہر شئے کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ عشق کا شرف نہ فرشتوں کو نہ جنّات کو نہ کسی دوسری مخلوق کو عطا کیا گیا ہے۔ شدید سردی میں لحاف چھوڑ کر وضو کر کے اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا عاشقوں کا ہی کام ہے۔ عشق ایک سودا ہے جو جس دماغ میں سما جاتا ہے اسے اپنے آپ سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ محبوب کا فراق برداشت نہیں ہوتا اور معشوق کے وصال کی ہمت نہیں ہوتی۔

من برنگِ یار گشتم یار رنگِ من گرفت
مرحبا اے عشقِ خوش سودائے ما
اے طبیبِ جملہ علت ہائے ما

(رومیؒ)

درد حاصل کن کہ درماں در دِتُست
درد و عالم داروئے جاں در دِتُست

(عطارؒ)

یہ انسان کو ہی شرف حاصل ہے کہ وہ خود عشق خود عاشق خود معشوق کا مصداق

ہے۔حضرت سلطان العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ کا سروری قادری طریقہ معشوقی محبوبی طریقہ ہے عاشق تو ہمیشہ ابتلاو آزمائش میں رہتے ہیں جبکہ محبوب اور معشوق ہمیشہ نازوادا میں کھیلتے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰت والسلام حبیب اللہ ہیں حضرت علی علیہ السلام اسداللہ ہیں سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ محبوبِ سبحانی ہیں حضرت سلطان العارفین معشوقِ ھُو ہیں اسی لیے باھُو ہیں حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ معشوقِ الٰہی ہیں اسی لیے فرمایا کہ جوکوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

ملتِ عشق از ہمہ دینہا جُدا است
عاشقانِ را مذہب وملت خدا است
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰیO

انمول ہیرے

1۔ درویش کیلئے ضروری ہے کہ لقمہ کھاتے وقت حاضر الوقت ہو۔ کیونکہ قالب انسانی کی زمین میں لقمہ بمنزلہ بیج کے ہے۔ جب غفلت سے بویا جائے گا تو جمعیت حاصل نہ ہوگی خواہ وہ لقمہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔

2۔ اے بوالہوس ! دنیاوی راحت بجلی کی چمک کی طرح بے ثبات اور اس کی محبت بادل کی تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ نہ اس کی نعمتوں کے فوائد سے الفت کرنی چاہیے اور نہ اس کے رنج کی سختیوں کا غم کرنا چاہیے۔ عقلمند وہی ہے جو عداوت سے بچے۔ اسکی پرہیز گاری قوت اور شوکت دشمن سے زیادہ ہونا چاہیے۔ بہادروں کی بہادری اور دلیری لڑائی کے روز معلوم ہوتی ہے اور امینوں کی دیانتداری لین دین کے دن۔ عورت اور بال بچے کی وفاداری تنگدستی کے دن اور دوستوں کی قیمت بدبختی کے وقت۔

3۔ اے عقلمند عزیز ! ذرا قبرستان میں اہل قبور کی طرف نگاہ کر۔ ان کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز بعد یہیں آنا ہے۔ اس لیے تو معرفت ووصال الٰہی حاصل کر لے کیونکہ وقت ایک کاٹنے والی تلوار کی طرح ہے اس چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہوگا تو بہتر ہوگا کیونکہ تو نفسانی ہے اور جو نفسانی ہے آخر کو وہ فانی ہے۔

4۔ اے درویش ! درویش کا راز خاموشی ہے۔ جو حق کے سوا کہتا ہے وہ عمدہ بات نہیں

کرتا اور جو حق ہے وہ عبارت میں نہیں سما سکتا۔

5۔ صاحب دانش وعقل کل ہی وہ شخص ہے جو پہلے نفس کی مصیبتوں کو پہچانے اور ان کا پہچاننا نفس کے خلاف ہے اور نفس کے خلاف چلنا محض اللہ تعالیٰ کیلئے پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ." "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز وہی ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر پرہیزگار ہو۔

6۔ پرہیزگاری کا بنیادی اصول نفس کو خواہشات سے روکنا ہے۔ قولہٗ تعالیٰ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰیo فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰیo جس نے اپنے نفس کو خواہشاتِ نفسانی سے روکا پس اس کیلئے جنت الماویٰ ہے۔ جو نفس خواہشات سے رک جاتا ہے اور اسکا تزکیہ وتصفیہ ہو جاتا ہے وہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ حدیث: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ. جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ. جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں جان لیا۔

7۔ نفس کی شناخت توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور رب کی شناخت نور معرفت اور نورِ ربوبیت کے مشاہدہ سے ہوتی ہے۔

8۔ خفیہ ذکر کی دو علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ ظاہر میں سیر زمین اور باطن میں سیر قلبی۔

9۔ جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں آزما لے کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کرے گا تو آخرکار وہ مجنون و پریشان ہو کر رجعت کھا کر دیوانہ اور کافر بن جائے گا اور اس کا قلب سلب کر لیا جائے گا۔

10۔ تجھے معلوم ہے کہ بعض فقیر تو کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں گنج عنایت اور تمام

جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔لیکن بعض فقیر بے جمعیت ہوتے ہیں جو روٹی کے ٹکڑے کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔اسم اللّٰہ ذات کوفقیر مفلس بھی پڑھتے ہیں اور فقیر غنی بھی۔اسم اللّٰہ میں کوئی فرق نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ایک تو مفلس ہی رہتا ہے اور دوسرا غنی ہو جاتا ہے۔اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو شخص اسم اللّٰہ ذات کی عزت وعظمت جانتا ہے اسے اسم اللّٰہ ذات عزت ،عظمت اور قدر کے مرتبے پر پہنچاتا ہے اور جو اس کی عزت نہیں کرتا وہ فقر وفاقے میں مبتلا رہتا ہے۔علماء کا علم کی وجہ سے یہی حال ہوتا ہے جو حقیقی عالم ہوتا ہے اسے ہر طرح کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

11۔ فقیر کی نگاہوں میں اہل دنیا مفلس ہیں اور اہل دنیا کی نظروں میں فقیر مفلس ہیں لیکن اصل بات یہ ہے فقیر کو سارے دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہوتا ہے لیکن وہ غنایت کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ نہیں کرتا۔

12۔ وہ لوگ سخت بیوقوف ہیں جو باوجود معرفت اور قرب الٰہی سے محروم ہونے کے طالبی اور مرشدی کرتے ہیں ایسے طالب و مرشد دونوں دکاندار ہوتے ہیں۔

13۔ کیمیاء نظر اسے کہتے ہیں جو مردہ دل کو ذکر الٰہی سے زندہ کرے اور نفس کو مار ڈالے اور فناء فی اللہ کر دے۔

14۔ زندہ دل اسے کہتے ہیں کہ مرنے پر بھی اس کا دل ذکر الٰہی سے جنبش کرے اور تجلیات ذکر الٰہی سے کھلم کھلا اللہ اللہ کہے۔اور عام لوگ اللہ اللہ سنیں۔

15۔ لائق ارشاد وہ مرشد ہے کہ اگر طالب سے صغیرہ یا کبیرہ گناہ وقوع میں آئے تو اسی دم باطن میں غوطہ لگا کر مجلس نبوی ﷺ سے اس کا گناہ بخشوائے۔

16۔ یا یوں سمجھو کہ مرشد کامل آفتاب کی طرح اور طالب ذرہ کی طرح۔نہ آفتاب ذرے

سے جدا ہوتا ہے نہ ذرہ آفتاب سے۔ جو مرشد اسی طرح پر فناء فی اللّٰہ اور نورالہدیٰ ہو وہ قال سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ خواب و بیداری میں قرب، مشاہدہ وصال سے تعلق رکھتا ہے۔

17۔ طالب کو چاہیے کہ جب کسی کو مرشد مان لے تو پھر اس کے عیب کی طرف بالکل خیال نہ کرے اور یہی خاص الخاص مرید کی علامت ہے۔ حدیث: مرید وہی ہے جو کسی بات کی خواہش نہ رکھے گو ظاہر میں شیخ کسی طرح کرے اس پر نکتہ چینی نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے عین مناسب ہوتا ہے۔ اگرچہ طالب کو ظاہر میں برا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی توڑنا، بچے کا قتل کرنا اور دیوار بنانا حضرت موسیٰ کلیم اللّٰہ علیہ السلام کی نگاہوں میں گناہ معلوم ہوتا تھا اسی لیے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ. (الکھف/78) اب مجھ میں اور آپ میں علیحدگی کا وقت آ گیا ہے۔ پس باطنی معرفت کا کام باطن سے تعلق رکھتا ہے گو خلقت کی نگاہوں میں وہ گناہ معلوم ہوتا ہے اور لوگ اس سے انکار کرتے ہوں۔ باطن کو ظاہری آنکھ سے سنوار اور جو کام ہوا سے شریعت کے مطابق پرکھ تا کہ وہ تیرے کام آ سکے پس طالب اور مرید وہی ہے جو مرشد کے موافق ہو اور عیب بین کور چشم اور بے یقین نہ ہو۔

18۔ مرشد میں پیغمبروں والی چند ایک صفات ہوتی ہیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا سا خوف رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا، حضرت ابراہیم خلیل اللّٰہ علیہ السلام والی قربانی، حضرت ایوب علیہ السلام کا سا صبر، حضرت جرجیس علیہ السلام سا شکر، کلیم اللّٰہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی ہمکلامی، حضرت خضر علیہ السلام کی سی سیر، حضرت عیسیٰ روح اللّٰہ علیہ السلام

کی سی سیف زبانی اور محبوب خدا حضرت محمّد ﷺ کا سا خلق اور فقر۔ مرشد ہونا کوئی آسان کام نہیں مرشد اور ہادی ہونا سرّ الٰہی ہے۔

19۔ توکل کیا ہے؟ مخلوقات کو ترک کرنا جو خالق کی راہزن ہے۔

20۔ کہتے ہیں کہ حجاب تین ہیں۔نفسؔ، خلقؔ اور دنیاؔ لیکن یہ حجاب عام ہیں۔ خاص لوگوں کے حجاب بھی تین ہیں یعنی دید طاعتؔ جس سے اپنی طاعت پر فخر کرنے لگتا ہے دید ثوابؔ جس سے اپنے ثواب کے بھروسے پر بے پرواہ ہو بیٹھتا ہے تیسرے دید کرامتؔ جس سے اپنی کرامات کی طرف مائل وراغب ہو جاتا ہے۔

21۔ خاص الخاص کیلئے تین حجاب اکبر ہوا کرتے ہیں اولؔ اپنے ابا واجداد کے نسب پر فخر کرنا دومؔ عمل کے بغیر پڑھنا سومؔ بے تصدیق قلبی پروردگار سے ارادت رکھنا۔

22۔ راہ سلوک کی ابتدا فنائے نفس ہے اور انتہا فناء فے اللّٰہ.

23۔ یہ راہ قوت تقویٰ سے ہاتھ آتی ہے اور تقویٰ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایکؔ ظاہری دوسرا باطنیؔ ظاہری یہ کہ خلقت کی نمود کیلئے اور نام وناموس اور شہرت کیلئے کیا جائے اور باطنی یہ ہے کہ سوزشِ دل اور آتشِ ذکر سے جان کباب ہو۔خلقت کے نزدیک عاجز اور خراب احوال لیکن خالق کے نزدیک بحر حضور میں غرق بے حجاب ہو۔

24۔ لفظ درویش میں پانچ حرف ہیں پس **د** سے مراد ہے درد رکھتا ہو **ر** سے راست دین ہو **و** سے وحدانیت لاشریک لہٗ **ی** سے یادِ حق کرنیوالا **ش** سے نافرمودہ خدا صاحب شریعت سے شرم کرنے والا مراد ہے جو شخص ان صفات سے موصوف ہے وہ لایحتاج بے پرواہ درویش ہے ورنہ محتاج ہے۔

25۔ نفس پرست تو سارے ہی ہوا کرتے ہیں لیکن خدا پرست بہت کم ہوتے ہیں۔ شہوت غصہ طمع حرص ہوا زینت کو روند ڈال تاکہ تو یکبارگی مرد بن جائے۔

26۔ معرفت میں تین باتیں ہیں۔اوّل مصیبت کے وقت صبر دوم عطا کے وقت شکر سوم قضا پر راضی ہونا جو شخص معرفت کا دعویٰ کرے اور یہ باتیں اس میں نہ پائی جائیں تو سمجھ لو کہ یہ سچا نہیں۔

27۔ مرشد کو لازم ہے کہ پہلے اپنا مرشد ہونا ثابت کرے سو مرشد ہونے کیلئے دو باتیں ضروری ہیں ایک تو اسم اللّٰہ ذات کے حاضرات سے طالب کو مشاہدہ میں لے جا کر دیدار سے مشرف کرے دوسرے طالب کو بیشمار خزانوں کا تصرف بخش دے۔

28۔ طالب میں دو باتیں ہونی چاہیے ایک یہ کے مال وجان جس کی مرشد کو ضرورت ہو اس کے سپرد کر دے دوسرا اس کے حکم میں رہے جو کچھ وہ فرمائے کرے اسکے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

29۔ صاحب اجازت وہ فقیر ہے کہ جس کی نشانی کُنْ فَیَکُوْن o ہو یعنی جس کام کو کہتا ہے ہو جا وہ حکم الٰہی سے ہو جاتا ہے۔

30۔ صاحب اجازت فقیر کی ایک بات چالیس چلّوں کی ایک ریاضت سے بہتر ہے۔

31۔ مجاہدہ وہ ہے جس میں مشاہدہ ہو نہیں تو بے فائدہ ہے۔

32۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر صاحب ارشاد و تلقین ہدایت کے لائق نہیں رہا۔علمی مسائل کو لیتے ہیں اور وسیلے کو غلط بتاتے ہیں جہاں پر طالب مولےٰ صاحب دانش عالم اہل نظر ہیں وہاں فقراء صاحب بھی موجود ہیں کیونکہ جس دن وہ زمین پر نہیں رہیں گے اس دن فرشتے زمین کو پھینک دیں گے۔

واخر دعوٰناعن الحمد للّٰہ رب العالمین.

حافظ ارشد نواز نون خلیفۂ سلطانی جماعت جھنگ نے کتاب ھٰذا کی تکمیل میں دامے درمے سخنے حصہ لیا اور میری آنکھیں بن کر اس کتاب کو مکمل کیا اللّٰہ تعالیٰ ان کی

کاوشوں کو قبول فرمائے اور حضور علیہ الصلوٰت والسلام کے وسیلہ سے حافظ صاحب کو دین و دنیا کی نعمتیں عطا فرمائے۔ امین

فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی
الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی
عزیز کالونی ونڈالہ روڈ شاہدرہ لاہور
0345-7799601

10 محرم الحرام بروز پیر 1431ھ
28 دسمبر 2009ء

کلامِ فقیر

و۔ ویکھیا نور محل تیرا اسم ذات نوری لاٹاں مار دا اے
ذرہ ذرہ زمین تا عرش تائیں ھُو باھُو دا ذکر پکاردا اے
عرشی فرشی تے نوری ناریاں نوں سارا فیض میری سرکار دا اے
کریو دستگیری رکھیو لج میری مینوں آسرا باھُوؒ سرکار دا اے

ہ۔ ھاھویت توں دور اگے باھُو ویکھیا لامکان اندر
اوّل آخر تے ظاہر باطن عرش فرش تے کل جہان اندر
باھُوؒ ھُو دے عین نشان ظاہر نشان ویکھیا بے نشان اندر
جلوہ نور محمّد ﷺ دا عین باھُوؒ الطافؔ ویکھیا کھول قرآن اندر